بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلی مجلس

سیدنا شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر (جیلانی) رضی اللہ عنہ نے تیسری شوال ۵۴۵ھ میں اتوار کی صبح کو رباط میں فرمایا

نزول حکم الٰہی کیوقت اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا۔ دین کی موت ہے توحید کی موت ہے توکل اخلاص اور دل کی موت ہی۔ مومن چون و چرا کو نہیں جانتا ہرگز نہیں جانتا۔ بلکہ لفظ بلیٰ کہہ کر خدا کے احکام کو مان لیتا ہے۔ آدمیوں کے نفس مخالف اور جھگڑالو واقع ہوئے ہیں۔ جو شخص اسکی اصلاح کا ارادہ کرے اُسے چاہیئے کہ مجاہدہ کرتا رہے تاکہ اس کے شر سے محفوظ رہیگا۔ کیونکہ نفس سر بسر شر ہے۔ مجاہدہ کی باعث مطمئنہ ہو کر خیر مجسم بنجاتا ہی اور بجا آوری طاعات و ترک معاصی کی بابت موافقت کرنے لگتا ہی اسوقت اسے حکم ہوتا ہے یا ایہا النفس المطمئنۃ الآیہ (اے نفس مطمئنہ اپنے خدا کی طرف چلا آ۔ تو اس سے رضامند ہی اور وہ تجھ سے) اسکی خواہشین صحیح ہو جاتی ہیں شر زائل ہو جاتا ہے مخلوقات سے کچھ علاقہ نہیں رہتا اور اسکے باپ ابراہیمؑ سے اسے صحیح نسبت حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ وہ نفس سے الگ ہو کر بلا خواہش چلتے پھرتے تھے اور دل مطمئن تھا۔ انواع مخلوقات نے حاضر ہو کر ان کی امداد کے لئے اپنی خدمتیں پیش کیں مگر آپ نے یہی کہا کہ میں تمہاری مدد نہیں چاہتا۔ میرے حال کے متعلق خدا کا علم مجھے سوال کرنے سے بے پروا کر رہا ہی چونکہ آپکا تسلیم و توکل صحیح تھا اسلئے آگ کو حکم ہوا کہ سلامتی کے ساتھ ابراہیمؑ کے لئے ٹھنڈی ہو جا صابر کیلئے دنیا میں خدا کی بحساب اعانت اور آخرت میں بحساب نعمت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی انما یوفی الصابرون الآیۃ (صابروں کو بحساب اجر ملیگا خدا کیلئے جو لوگ تکلیف اٹھاتے ہیں وہ اس پر مخفی نہیں۔ گھڑی بھر اسکے لئے صبر کرو کیونکہ تم نے رسول اسکے لطف و انعام دیکھے ہیں شجاعت گھڑی بھر کا صبر ہے اور خدا مدد اور فتح سے صابرین کے ساتھ ہے۔ اسکے لئے صبر کرو۔ بیدار رہو غفلت نہ کرو۔ اپنی بیداری کو مابعد الموت کیلئے نہ چھوڑو کیونکہ اسوقت کی بیداری مفید نہ ہوگی۔ اسکی ملاقات سے پہلے بیدار ہو جاؤ۔ اور بلا حکم خود بیدار کئے جانے سے پہلے جاگ اٹھو۔ ورنہ اسوقت بیفائدہ ندامت ہوگی اپنے دلوں کو سنوارو۔ یہ سنور گیا تو تمہارے تمام حالات درست ہو جائینگے۔ اسلئے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہی جب وہ سنور جاتا ہی تو تمام بدن درست ہو جاتا ہی اور جب وہ بگڑ جاتا ہی تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہی اس کا نام دل ہی دل کی اصلاح تقویٰ توکل توحید اور اعمال میں اخلاص سے حاصل ہوتی ہی اور ان اوصاف کے نہونے سے اس کی خرابی متصور ہی قفس جسم میں دل میں ایک طائر ہی یا ایسا ہی جیسا ڈبہ میں موتی۔ یا خزانہ میں مال پس تو طائر یا موتی یا مال کا اعتبار ہے قفس یا ڈبہ یا خزانہ کا اعتبار نہیں۔ الٰہی ہمارے اعضا کو اپنی طاعت اور دلونکو اپنی معرفت میں مشغول رکھ۔ اور ہمیں عمر بھر کے لئے رات دن اپنے مراقبہ میں لگا۔ اے قوم جس طرح اور نیک بندے خدا کے لئے

ہو گئے تھے ۔ تم بھی اسی کے ہو جاؤ۔ خدا جس طرح ان کا حامی و مددگار تھا۔ اسی طرح تمہارا ہو جائیگا۔ اگر تم یہ چاہتے ہو۔ کہ خدا تمہارا ہو جائے تو اس کی طاعت اس کے ساتھ صبر اور اسکے افعال پر خواہ تم سے متعلق ہوں یا تمہارے غیر سے رضامندی ظاہر کرنے میں مشغول رہو۔ اگلی قوم نے دنیا میں زہد اختیار کیا۔ اور پرہیزگاری و ورع کے ہاتھ سے دنیوی حصہ لیا۔ پھر آخرت چاہی۔ اور اسکے لئے عمل کئے۔ اپنے نفس کا کہنا نہ مانا۔ خدا کی اطاعت کی۔ اپنے آپ کو نصیحت دیکر دوسروں کو نصیحت کی۔ **اے لڑکے** پہلے اپنے نفس کو نصیحت دے پھر اور کو سمجھا تجھے خصوصیت کے ساتھ اپنے نفس کا بچاؤ لازم ہے۔ اپنے آپ کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف کو نہ بڑھ۔ کیونکہ تیرے پاس ابھی ایسی شے (نفس امارہ) باقی ہے کہ تو خود اس کی اصلاح کا محتاج ہے۔ تجھ پر افسوس۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ تو غیر کو۔ کیونکر نجات دلا سکتا ہے تو خود اندھا ہے پھر غیر کو کیونکر رستہ پر لیچلے گا۔ بینا آدمی لوگوں کا رہبر ہوا کرتا ہے۔ لوگوں کو دریا میں ڈوبنے سے وہی بچا سکتا ہے۔ جو خود اچھا تیراک ہو۔ آدمیوں کو خدا کی طرف وہی پھیر لاتا ہے جو اسے پہچانتا ہو۔ نادان آدمی کیونکر رہبری کر سکتا ہے۔ جبتک تو خدا کو نہ پہچانے اس سے محبت نہ رکھے خالص اسکے لئے عمل نہ کرے اور اس کے سوا کسی اور کو نہ ڈرے تصرفات الٰہی میں کلام نہیں کر سکتا۔ یہ باتیں دل سے ہوتی ہیں زبانی بک بک سے نہیں ہوتیں۔ خلوت میں ہوتی ہیں جلوت میں نہیں ہوتیں اگر توحید گھر کے دروازہ پر ہے اور شرک گھر کے اندر تو یہ بعینہ نفاق ہے۔ تجھ پر افسوس کہ تیری زبان پرہیزگار ہے اور دل گنہگار۔ زبان شکرگزار ہے اور دل معترض۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے ابن آدم میری طرف سے تجھ پر خیر اترتی ہے۔ اور تیری طرف سے شر چڑھتا ہے۔ تجھ پر افسوس کہ بندہ الٰہی ہونیکا مدعی ہو۔ اور ماسوا کی اطاعت کرے۔ اگر تو فی الواقع ہوتا تو اسی کے رستہ میں دشمنی رکھتا۔ اور اسی کے رستہ میں دوستی۔ یقین رکھنے والا مومن اپنے نفس و شیطان اور خواہشوں کا مطیع نہیں ہوا کرتا۔ وہ شیطان کو پہچانتا ہی نہیں کہ اس کی اطاعت کرے۔ دنیا کی پرواہ ہی نہیں کرتا کہ اسکے لئے ذلیل ہوتا پھرے۔ بلکہ اس کی اہانت کرتا اور آخرت کا طالب رہتا ہے اور جب آخرت حاصل ہو جاتی ہے۔ تو اسے چھوڑ کر خدا سے واصل ہو جاتا ہے۔ اسکی عبادت ہر وقت خدا ہی کے لئے ہوتی ہے۔ اُسنے اللہ تعالیٰ کا یہ قول وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ الآیۃ (انکو اسی بات کا حکم ہوا ہے کہ اپنے دین کو خالص رکھ کر صرف خدا کی عبادت کریں کہ جھوٹے دین سے الگ رہیں) پیدائش کے متعلق شرک کو چھوڑ دے اور خدا کو ایک جان وہ تمام اشیاء کا خالق ہے اور سب چیزیں اسی کے قبضہ میں ہیں۔ اے غیر اللہ سے اشیاء کے طالب تو عقلمند نہیں ہے کیا کوئی چیز ایسی ہے جو خدا کے خزانوں میں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ (ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے موجود ہیں) **اے لڑکے** صبر کا تکیہ لگا کر موافقت کا قلادہ ڈال کر کشائش کے انتظار میں عابد بنکر تقدیر کے بدلنے سے سوچا۔ جب تو ایسا ہو جائیگا تو اسکے فضل و احسانات کا تجھ پر اس قدر مینہ برسیگا۔ تو اس کی طلب و تمنا اچھی طرح کر ہی نہیں سکتا **اے قوم** تقدیر سے موافقت کرو اور عبد القادر کی جو موافقت تقدیر کی بابت کوشش کر رہا ہے نصیحت قبول کر لو۔ مجھ کو تقدیر کی موافقت نے قادر تک پہنچا دیا ہے۔ **اے قوم**۔ آؤ ہم خدا کے سامنے ذلیل ہو جائیں اسکی تقدیر و فعل کے آگے پست رہیں اپنا ظاہری و باطنی سر جھکائیں۔ تقدیر سے موافقت رکھیں اور اسکی رکاب میں چلیں کیونکہ وہ بادشاہ کا ایلچی ہے اور ہم بھیجنے والے کے سبب اسکا اکرام کرتے ہیں۔ جب ہم ایسا کرینگے تو وہ ہمیں اپنے ساتھ رکھکر قادر تک پہنچا دیگی۔ وہاں صرف خدا ہی کی واقعی سلطنت ہے۔ تیرے لئے اسکے دریائے علم سے پینا فضل کے دسترخوان سے کھانا۔ اسکی محبت سے انس حاصل کرنا اسکی رحمت میں چھپ رہنا مبارک ہو۔ یہ مرتبہ ہر دس لاکھ میں سے ایک اور تمام کنبوں قبیلوں میں سے کسی کسی کو نصیب ہو جاتا ہے۔

اے لڑکے۔ تقویٰ کیا کر حدود شرع۔ نفس۔ ہوا۔ شیطان اور برے دوستوں کی مخالفت کو لازم کر لے۔ مومن ان چیزوں سے جہاد کرنے میں خود سر سے نہیں اتارتا۔ تلوار کو میان۔ گھوڑی کی پیٹھ کو ننگا نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی کاٹھی کی لکڑی پر سو رہتا ہے۔ اس قوم کی نیند غلبہ ہے اور کھانا فاقہ اور کلام

از روئے ضرورت۔ گونگا رہنا انکا شیوہ ہے۔ حالانکہ خدا نے انکو نطق پر قادر کر رکھا ہے۔ خدا کا فعل انکو گویا کرتا اور دنیا میں ان کی گویائی کو اس طرح حرکت دیتا ہے جس طرح قیامت میں تمام اعضا کو حرکت دیگا۔ جو خدا ہر چیز کو نطق عنایت فرماتا ہے وہی انکو گویائی دیتا ہے وہ انکو اسطرح گویا کرتا ہے جسطرح جمادات کو۔ ان کے لئے گویائی کے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔ اسلئے بولنے لگتے ہیں۔ جب ان سے کوئی کام لینا چاہتا ہے۔ تو اس کے لئے انہیں تیار کر دیتا ہے۔ خدا نے یہ چاہا کہ اتمام حجت کے لئے مخلوق کو جہنم کا خوف اور جنت کی خوشخبری پہنچائے۔ اسلئے انبیاء و مرسلین کو گویا کر دیا اور ان کی وفات کے بعد علماء و عاملین کو انکا نائب بنایا۔ اور انہیں از روئے نیابت اصلاح مخلوق کی متعلق گویائی عنایت فرمائی۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ **اے قوم** نعمتوں پر خدا کا شکر کرو۔ اور اسی کا عطیہ سمجھو۔ کیونکہ وہ خود فرماتا ہے۔ وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ تمہارے پاس ہر نعمت خدا ہی کی طرف سے ہے۔ اے خدا کی نعمتوں میں تصرف کرنیوالو شکر کہاں گیا۔ اسے ان کی نعمتوں کو غیر کی طرف سے خیال کرنے والو تم منتظر رہتے ہو اور کبھی نعمتوں سے معصیت پر مدد لیتے ہو **اے لڑکے** تو اپنی خلوت میں پرہیزگاری کا محتاج ہے جو تجھ کو معاصی اور لغزشوں سے نکالے۔ پھر مراقبہ کا محتاج ہے جو تجکو تیری طرف نظر حق کی یاددہانی کرے۔ تو خلوت میں اس مرتبہ پر پہنچنے کے لئے محتاج اور مجبور ہے۔ اور پھر نفس۔ ہوا اور شیطان کی مخالفت کا محتاج ہے۔ بڑے لوگوں کی خرابی لغزشوں کے ساتھ زاہدوں کی شہوت کے ساتھ ابدال کی خلوت میں فکروں اور وسوسوں کے ساتھ ہے اور صدیقین کی خرابی لکھنیوں سے ایکبار دیکھنے میں ہے انکی حفاظت انکا شغل ہے کیونکہ وہ بادشاہ کے دروازہ پر سونے والے اور مقام دعوت میں کھڑے ہو کر مخلوق کو معرفت الٰہی کی طرف بلانے والے ہیں۔ وہ ہمیشہ دلوں کو بلاتے اور یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ اے دلو۔ اے روحو۔ اے انس و جن۔ اے بادشاہ کے مریدو۔ بادشاہ کے دروازہ کی طرف آؤ۔ اپنے دلوں۔ اپنے تقویٰ۔ اپنی توحید و معرفت۔ اور ورع سالمی اور زہد دنیا و آخرت اور ترک ماسوی اللہ کے قدموں سے اسکی طرف دوڑو۔ یہ اس قسم کا مشغلہ ہے۔ ان کی ہمتیں اصلاح خلق سے متعلق ہیں۔ انکی ہمتیں عرش سے لیکر فرش خاک تک آسمان و زمین کو شامل ہیں **اے لڑکے** نفس و ہوا کو چھوڑ۔ ان لوگوں کے پاؤں کی خاک بنجا۔ ان کے آگے مٹی ہو جا۔ اللہ تعالیٰ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے پیدا کرتا ہے۔ ابراہیم کو کافر ماں باپ کے گھر پیدا کیا۔ مومن زندہ ہے کافر مردہ۔ موحد زندہ ہے۔ مشرک مردہ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے بعض کلام میں فرماتا ہے کہ میری مخلوق میں سب سے پہلے جسکو موت آئی شیطان ہے۔ کیونکہ اس نے میری نافرمانی کی۔ اس لئے ہلاک ہو گیا۔ یہ آخر زمانہ ہے نفاق اور جھوٹ کے بازار کھل گئے ہیں۔ منافقوں جھوٹوں دجالوں کے پاس نہ بیٹھ۔ تجھ پر افسوس کہ تیرا نفس منافق کاذب کافر فاجر اور مشرک ہے تو کیونکر اس کے پاس بیٹھتا ہے اسکی مخالفت کر موافقت نکر اسے قید کر آزاد نہ رکھ قید خانہ میں نہ ڈال اور اسپر ضروری حقوق جاری کر اُسے مجاہدات سے مغلوب کر۔ اپنی خواہش پر سوار ہو جا۔ اور اتنی ڈھیل نہ دے کہ وہ تجھ پر سوار ہو طبیعت کا مصاحب بن۔ کیونکہ وہ بے عقل اور صغیر سن بچہ ہے تو بچہ سے کیا سیکھیگا اور کیا حاصل کر سکیگا۔ شیطان تیرا اور تیرے باپ آدم کا دشمن ہے تو اس کے پاس جا کر اس کا کہا کیوں مانتا ہے۔ حالانکہ اس میں اور تجھ میں خون ہو چکا ہے۔ پرانی عداوت ہے۔ تو اس کی طرف بے دھڑک ہو کر جا۔ کیونکہ وہ تیری ماں باپ کا قاتل ہے موقع پاکر ان کی طرح تجھے بھی قتل کر ڈالیگا۔ تقویٰ کو اپنا ہتھیار اور توحید۔ مراقبہ۔ خلوت میں ورع۔ راستبازی اور خدا سے مدد مانگنے کو اپنے لشکر بنالے وہ ہتھیار اور یہ لشکر اسکو ہزیمت دیگا۔ گرا دیگا۔ اور اس کے لشکر کو توڑ ڈالیگا۔ تو اسے کس طرح ہزیمت نہ دیگا۔ حالانکہ حق تیرے ساتھ ہے **اے لڑکے** دنیا و آخرت کو ایک جگہ اکٹھا کرلے اور بلحاظ دل دونوں سے الگ ہو کر (نہ دنیا ساتھ ہو نہ آخرت) صرف خدا کا ہو جا۔ ماسوا سے خالی ہو کر اسکی طرف متوجہ ہو اور خالق سے بے پروا ہو کر مخلوق میں گرفتار

ہو۔ ان اسباب کو قطع کر۔ اور ان معبودوں کو چھوڑ دے۔ اور جب تو قادر ہوجائے۔ تو دنیا کو اپنے نفس کے آخرت کو اپنے دل کے اور مولا کو اپنے سِر کے لئے اختیار کرلے۔ اے لڑکے نفس و ہوا۔ اور دُنیا و آخرت کا ساتھی نہ بن۔ اور بجز خدا کے کسی شئے کیطرف بار بار نہ جا تجھے ایسا خزانہ مل گیا ہے جو کبھی فنا نہ ہوگا۔ اسوقت خدا کیطرف سے ایسی ہدایت ہوگی جسکے بعد گمراہی متصور نہیں۔ گناہوں سے توبہ کر اور اُن سے اپنے خدا کی طرف بھاگ۔ جب تو توبہ کرے تو ظاہر و باطن سے توبہ کر۔ توبہ گویا زمانہ کا بدل جانا ہے۔ خالص توبہ کیساتھ خدا سے شرما کر گناہوں کا لباس اتار۔ مگر یہ توبہ یا شرم حقیقی ہو مجازی نہ ہو۔ یہ اعمال شرع کے ساتھ طہارت اعضاء کے بعد دل کی طہارت ہے جسم کا عمل الگ ہے اور دل کا عمل اور۔ دل جب اشیاء اور تعلقات مخلوق کے جنگل سے نکل جاتا ہے تو توکل اور معرفت اور علم الٰہی کے دریا میں سوار ہوجاتا ہے۔ مسبّب کو چھوڑ کر مسبب کو ڈھونڈھنے لگتا ہے۔ اس دریا کے وسط میں پہنچکر سالک کہتا ہے کہ جسنے مجکو پیدا کیا ہے وہی رہبری کریگا۔ چنانچہ وہ ایک کنارہ سے دوسرے کنارے اور ایک جگہہ سے دوسری جگہ لیجاکر سیدھے رستہ پر جا ٹھہراتا ہے۔ پھر جسقدر وہ یاد الٰہی کرتا ہے رستہ کھلتا جاتا ہے اور تباہی دور ہوتی جاتی ہے۔ طالب حق کا دل مسافتیں طے کرکے ہر چیز کو اپنے پیچھے چھوڑ دیتا ہے پھر اگر کسی رستہ میں خوف ہلاک طاری ہوگیا تو ایمان ظاہر ہو کر اُسے دلیر کر دیتا ہے وحشت و خوف کی آگ بجھ کر اسکی جگہ نور انس اور قرب کے باعث فرحت آجاتی ہے۔ اے لڑکے جب بیماری آئے تو صبر کے ہاتھ سے اسکا استقبال کر اور دوا حاصل ہونے تک ٹھیرا رہ۔ پھر جب دوا ملجائے تو اُسے شکر کے ہاتھوں سے لے۔ اسحالت پر رہنے سے تجھے عیش عاجل نصیب ہوگا۔ دوزخ کا خوف مؤمنین کے جگر کاٹتا چہرہ زرد اور دل غمگین کر دیتا ہے اور جب یہ صورت قرار پا جاتی ہے۔ تو اللہ تعالٰی ان کے دلوں پر رحمت و لطف کا پانی ڈالتا اور آخرت کا دروازہ کھولدیتا ہے۔ اور وہ اپنا امن دیکھ لیتے ہیں پھر جب وہ چندے ٹھہرتے اطمینان حاصل کرتے اور رحمت پاتے ہیں تو انکے لئے جلال کا دروازہ کھلجاتا ہے۔ اور ان کے دلوں اور اسرار کو پاک کر دیتا ہے اسوقت انکا خوف پہلے سے بڑھ جاتا ہے پھر جب یہ تمام ہوجاتا ہے تو جمال کا دروازہ کھلتا ہے اس سے وہ سکون و اطمینان حاصل کرتے اور بیدار ہوجاتے ہیں۔ اور ایسے مراتب میں ٹھکانا پاتے ہیں جو کسی شے کے لئے درجہ بدرجہ ہوتے ہیں۔ اے لڑکے اپنا ارادہ محض کھانے پینے پہننے نکاح کرتے رہنے سہنے اور جمع کرنے سے متعلق نہ رکھ۔ یہ سب نفس اور طبیعت کا ارادہ ہے۔ دل اور سِر کا ارادہ کیا ہوا جس کا نام طلب حق ہے تیرے ارادہ نے تجھے کس قدر غمگین کر رکھا ہے۔ اسلئے تیرا دلی مقصود خدا ہونا چاہیئے یا جو کچھ اس کے پاس ہے دنیا کا بدل آخرت ہے اور مخلوق کا بدل خالق۔ اے لڑکے فانی اشیاء میں سے تو جس چیز کو چھوڑیگا۔ اس کا بدل آخرت میں اُس سے بہتر پائیگا۔ اس بات کا اندازہ کرلے کہ تیری عمر کا بس یہی ایک دن رہ گیا ہے۔ آخرت کے لئے تیار ہو اور ملک الموت کی آمد کا نشانہ بن۔ دنیا قوم کے لئے کھانا پکانیوالی ماما اور آخرت اُن کے لئے آباد کی گئی ہے۔ پھر جب غیرت الٰہی آئیگی تو قوم اور دنیا کے مابین حائل ہوجائیگی اور تکوین قائم مقام آخرت کر دیجائیگی۔ اسوقت لوگ نہ دنیا کے محتاج رہینگے نہ آخرت کے۔ اے جھوٹے مدعی تو عیش کی حالت میں خدا کو دوست رکھتا ہے۔ اور جب بلا آتی ہے بھاگ جاتا ہے گویا خدا تیرا محبوب ہی نہ تھا۔ بندہ کا امتحان ہی کیوقت ظاہر ہوا کرتا ہے جب خدا کی طرف سے کوئی بلا آئے اور تو ثابت قدم رہے تو محب ہے اور اگر متغیر ہوجائے تو جھوٹ ظاہر ہوگیا اور پہلا دعوٰی ٹوٹ گیا جاتا رہا۔ ایک شخص نے پیغمبر عم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ فقر کی چادر تیار کرے۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور یہ کہا کہ میں خدا کو دوست حضور صلعم نے فرمایا کہ بلا کی چادر تیار کرے خدا اور رسول کی محبت کو فقر و بلا لازم ہے۔ اسلئے بعض صالحین نے کہا ہے۔ وُکِلَ البَلاءُ بِالوَلاءِ

(دوستی کے ساتھ بلا مقرر کی گئی ہے) تاکہ جو ایسا نہ ہو وہ مدعی نہ بنے۔ ورنہ ہر شخص خدا کی محبت کا دعوٰی کرنے لگے گا۔ لہٰذا بلا و فقر پر ثابت قدم رہنا اس محبّت کیلئے بمنزلۂ تنبیہ کیا گیا ہے۔ الٰہی ہمیں دنیا و آخرت میں نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

دوسری مجلس

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے پانچویں شوّال ۵۴۵ھ کو مدرسہ میں فرمایا

تیرا خدا پر پھولنا تجھے اس سے دور اور غائب کردیگا۔ مارے جانے ذلیل کئے جانے اور بلاؤں کے سانپ بچھو مسلط کئے جانے سے پہلے دھوکا کھانے سے باز آ۔ تونے بلا کا ذائقہ نہیں چکھا اسلئے دھوکا کھا رہا ہے۔ اپنے ان تمام سامانوں سے جن میں تو مشغول ہے۔ خوش نہ ہو۔ کیونکہ وہ عنقریب زائل ہوجائینگے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے حَتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا الآیۃ یعنی جب وہ اُن سامانوں میں خوش ہوئے جو ہماری طرف سے دیئے گئے تھے تو یکایک ہم نے انکو پکڑ لیا۔ خدا کی نعمتیں صبر ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔ اسلئے اللہ تعالٰی نے صبر کی بابت تاکید فرمائی ہے۔ فقر و صبر مومن ہی میں جمع ہوتے ہیں۔ محب آزمائے جاتے ہیں۔ اور صبر کرتے ہیں اور باوجود بلا انہیں نیکیوں کا الہام ہوتا ہے اور خدا کی طرف سے جدید مصائب پر صبر کرتے ہیں۔ اگر صبر نہ ہوتا تو تم مجھ کو اپنی میں بیٹھا نہ دیکھتے میں جال میں پھنسا ہوا صید ہوں کہ میرے وسیلے سے پرندے شکار کئے جاتے ہیں رات کو میری آنکھیں کھولی جاتی ہیں اور پاؤں کی قید کاٹ دیجاتی ہے۔ دن کو آنکھیں بند رہتی ہیں اور پاؤں دام میں باندھ دیا جاتا ہے۔ یہ تمہاری مصلحت کیلئے کیا گیا ہے۔ اگر موافقت الٰہی نہ ہو تو تم پہچان نہیں سکتے ورنہ اس شہر میں کونسا عاقل بیٹھ سکتا اور شہر والوں کے ساتھ معاشرت کرسکتا ہے۔ اسمیں ریا و نفاق ظلم عام ہے شبہہ اور حرام کی کثرت ہے کفران نعمت الٰہی اور اس سے فسق و فجور پر مدد لینا بہت ہے اسمیں ایسے بہت ہیں جو گھر میں بدکار ہیں۔ دوکان میں پرہیزگار۔ خانوں میں زندیق ہیں۔ کرسی پر صدیق۔ اگر حکمتیں نہ ہوتیں تو میں تمہارے گھروں کے حالات بتادیتا۔ لیکن میری بنیاد دیوار کی اور میرے بچہ پرورش کے محتاج ہیں۔ اگر میں اپنی بعض معلومات کا پردہ اُٹھادوں تو یہ مجھ میں تم میں فرق کا سبب ہوجائے۔ میں اپنی اس موجودہ حالت میں نبیوں اور پیغمبروں کی قوت کا محتاج ہوں الٰہی تجھ سے تیرا لطف و امداد اور رضامندی مانگتا ہوں آمین۔ اے لڑکے آخرت اور اسمیں فائدہ اٹھانے کے لئے دنیا میں جو چیزیں پیدا کی گئی ہیں۔ وہ خدا کی بھیجی ہوئی مشقتیں اور تکلیفیں ہیں کہ تو ان سے الگ ہے۔ تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہکر طاعت حق سے قانع ہوگیا ہے جبتک اسکے ساتھ کچھ اور نہ لائیگا۔ یہ قول نفع نہ دیگا۔ ایمان قول و عمل کا نام ہے اگر تو معاصی اور لغزشوں کا مرتکب اور خدا کا مخالف ہوگا اور ان پر اصرار کرتا رہیگا۔ نماز روزہ صدقہ اور نیک افعال چھوڑ دیگا۔ تو یہ قول قبول نہ ہوگا اور تجھے نفع نہ دیگا۔ یہ ہر دو شہادتیں کیا نفع دیسکتی ہیں جب تونے لا الہ الا اللہ کہا تو گویا دعوٰی کیا۔ تجھ سے پوچھا جائیگا کہ کوئی گواہ ہے گواہ کون ہیں امتثال اوامر اجتناب نواہی۔ آفات پر صبر اور تسلیم بجانب تقدیر۔ یہ اس دعوٰی کے گواہ ہیں جب تو یہ سب اعمال بجالایا تو بلا اخلاص کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔ کوئی قول بلا عمل اور کوئی عمل بلا اخلاص و طریقہ سنت قبول نہیں ہوتا۔ کسی قدر مال سے فقیروں پر مہربانی کرو تھوڑا بہت دینے پر قادر ہوکر سائل کو نہ پھیرو۔ خدا عطا کو محبوب رکھتا ہے۔ اس میں اس کی موافقت کرو اور اس کا شکر کرو کہ اسنے تمکو اہل اور عطا پر قادر کیا ہے تجھ پر افسوس کہ جبکہ سائل خدا کا ہدیہ ہے اور تو دینے پر قادر ہے تو ہدیہ کو بھیجنے والے کی طرف واپس کیوں کرتا ہے۔ تو میری باتیں سنکر روتا ہے اور جب فقیر آتا ہے تو تیرا دل سخت ہوجاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تیرا سننا اور رونا خالص اللہ کے لئے نہیں ہے

میری نزدیک سننا اول سر کے ساتھ پھر دل کے ساتھ پھر اعضاء کی نیکی کے ساتھ۔ اپنی علم و عمل۔ زبان۔ اور حسب و نسب سے
الگ ہو کر اور مال و اہل و عیال کو بھول کر میری پاس آیا کر۔ اور جمیع ماسوی اللہ سے دل کو ننگا کر کے میرے ساتھ کھڑا ہوا کر۔ وہ
اپنے قرب اور فضل و احسان سے اسے خلعت پہنائیگا۔ جب میری پاس آنے وقت تو نے ایسا کیا تو تیرا حال اس پرندہ کا سا ہوگا
جو صبح کو بھوکا جاتا ہے اور شام کو پیٹ بھر کر آتا ہے دل کا نور۔ خدا کے نوریں سے ہے اسی لئے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مومن کی فراست
سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ اے فاسق مومن سے ڈر۔ اور نجاست گناہ سے ملوث ہو کر اسکے پاس نہ جا۔ وہ خدا
کے نور سے تیرے حالات کو دیکھتا ہے۔ تیرا شرک و نفاق دیکھتا ہے۔ تیری کپڑوں کے نیچے تیرا چھپا ہوا کھوٹ معلوم کر لیتا ہے تیری فضیحت
و رسوائی کو جانتا ہے۔ جو نجات یافتہ کو نہیں دیکھتا۔ خود نجات نہیں پاتا۔ تو مجسم ہوش ہے اور اہل ہوش سے ملتا ہے کسی نے پوچھا کہ یہ
اندھا پن کب تک۔ دوسرے نے جواب دیا کہ جبتک تو کسی طبیب کے پاس پہنچے اس کی چوکھٹ کو اپنا تکیہ بنالے اس سے حسن ظن رکھے
تیری دل میں اُس کی نسبت کوئی تہمت نہ رہے اور تو اپنے بال بچوں کو لیکر اسکے دروازہ پہ آپڑے۔ اس کی تلخی دوا پر صبر کرے تو
البتہ تیری دو آنکھوں کا اندھا پن جاتا رہیگا۔ خدا کے لئے ذلیل رہ۔ اور اپنی حاجتیں اس پر چھوڑ دے اپنی نفس کیلئے کوئی کام نہ کر
افلاس کے پانی میں گر پڑ خلقت کیطرف کے دروازے بند کرلے اپنی اور خدا کے مابین دروازہ کھول۔ اپنے گناہوں کا اقرار کر تقصیروں
کی معذرت کرتا رہ۔ اور یقیناً جان لے کہ ضرر اور نفع دینے اور نہ دینے والا وہی ہے۔ اسوقت تیرے دل کی آنکھ کا اندھا پن زائل
ہو کر بصر و بصیرت حاصل ہو جائیگی۔ اے لڑکے موٹے کپڑے اور موٹے کھانے سے فقیرانہ شان نہیں بڑھتی۔ بلکہ شان دلی زہد سے
بڑھتی ہے سچا کمل پوش اول باطن پر کملی ڈالتا ہے پھر وہ ظاہر کی طرف متعدی ہو جاتی ہے۔ پس تو پہلے اسکا سر قلب نفس سب کملی میں
پہن لیتا ہے۔ پھر اعضاء پہنتے ہیں۔ پھر جب وہ سراپا کمل پوش ہو جاتا ہے تو رحمت اور احسان خداوندی کا ہاتھ اسکے حالات کو انہیں
مصائب کے اندازہ سے بدلدیتا ہے اس سے غم کے کپڑے اتار لیتا ہے اور لباس فرحت کیطرف لیجاتا ہے رنج کو نعمت بغض کو
فرحت خوف کو امن۔ بعد کو قرب اور فقر کو غنا سے بدل دیتا ہے اے لڑکے حصوں کو زہد کے ہاتھ سے لے رغبت کے ہاتھ سے
نہ لے۔ ایک کھاتا اور روتا ہے وہ ایسا نہیں جیسا کہ ایک کھاتا اور ہنستا ہے۔ اپنا حصہ خدا سے دل لگا کر کھایا کر اس کے شر سے
سالم رہیگا اگر تو طبیب کے ہاتھ سے کھائیگا۔ تو اس سے بہتر ہے کہ تنہا ایسی چیز کھا جائے۔ جسکی اصلیت تجھے معلوم نہو۔ تمہارے دل
کس قدر سخت ہیں تم میں سے امانت جاتی رہی مہربانی تم میں بالکل نہیں رہی احکام شرع تمہارے پاس امانت تھی۔ تم نے ان کو چھوڑ دیا۔
اور ان میں خیانت کی۔ تجھپر افسوس۔ اگر تو امانت کو لازم نہ کرلیگا۔ تو عنقریب تیری آنکھوں میں پانی اتر آئیگا ہاتھ پاؤں شل ہو جائینگے
اور خدا تجھپر اپنی رحمت کا دروازہ بند کرلیگا۔ مخلوق کے دلوں میں تیری طرف سے سختی ڈالدیگا۔ اور ان کو تجھ پر احسان کرنے سے روک لیگا
خدا کے ساتھ اپنی سروں کی حفاظت کرو۔ اس سے ڈرتے رہو اس کی پکڑ دردناک اور سخت ہے وہ تمکو تمہارے مامن تمہاری عاقبت
تمہاری شادمانی تمہاری نافرمانی کے سبب پکڑ لیگا۔ اس سے ڈرو۔ وہ آسمانوں اور زمینوں کا معبود ہے شکر کے ساتھ اس کی نعمتوں
کی حفاظت کرو۔ سمع و طاعت سے اسکے امر و نہی کا مقابلہ کرو۔ تنگی کے مقابلہ میں صبر کرو۔ اور فراخی کے مقابلہ میں شکر۔ تم سے پہلے
نبیوں پیغمبروں صالحوں کا یہی طریقہ تھا نعمتوں پر شکر اور مصیبتوں پر صبر کیا کرتے تھے معاصی کے دسترخوان سے اٹھ کھڑے ہو اور
طاعت کے دسترخوان پر کھاؤ۔ اس کی حدوں کو نگاہ رکھو۔ فراخی آئے تو شکر کرو۔ اور تنگی آئے تو گناہوں سے توبہ کرو اور اپنی

اور اپنے نفس سے مناقشہ کرو۔ خدا بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتا۔ موت اور اس کے مابعد کے حالات کو یاد رکھو۔ خدا اور اُسکے
حساب اور اسکی نظر کو جو تمہاری طرف ہے یاد رکھو۔ بیدار ہو جاؤ۔ یہ نیند کہاں تک۔ یہ جہل اور باطل میں تردد۔ یہ نفس و ہوا کی پابندی
اور عادات پر قائم رہنا تا کجا۔ حق کی عبادت اور متابعت شریعت کے ادب کیوں نہیں حاصل کرتے۔ ترک عادت عبادت ہے۔ تم قرآن اور
کلام نبوت کے ساتھ مودب کیوں نہیں ہوتے۔ اے لڑکے اندھے پن جہل غفلت اور نیند کے ساتھ لوگوں سے نہ مل۔ بلکہ بصیرت
علم اور بیداری کیساتھ ان سے اختلاط کر۔ اُنکی کوئی اچھی بات ہاتھ لگے تو اس کا اتباع کر اور جو بری معلوم ہو اُسے چھوڑ دے۔ اور ان کو اس
سے روک تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بالکل غافل ہو۔ بیداری لزوم مساجد اور پیغمبر ؐ پر بہ کثرت درود کو لازم کرلو۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے اگر
آسمان سے آگ برسے تو اس سے صرف مسجدوں والے ہی نجات پائینگے۔ جب تم نمازوں میں سستی کروگے تو حق کے ساتھ تمہاری نسبت
منقطع ہو جائیگی۔ اسی لئے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ سجدہ کی حالت میں بندہ اپنے خدا سے بہت قریب ہوتا ہے۔ تجھ پر افسوس کہ
تو کس قدر تاویل کرتا اور آسانی کر لیتا ہے تاویل کرنے والا قدار ہے۔ کاش جب ہم عزیمت پر عمل کرتے اجتماع سے تعلق پکڑتے اور
اعمال میں اخلاص حاصل کرتے ہیں تو گویا خدا سے بھاگتے ہیں۔ پس تو جب ہم تاویل کر کے آسانی کر لیتے ہیں۔ تو ہمارا کیا حال ہوگا۔
عزیمت اور اہل عزیمت رخصت ہوئے۔ یہ آسانی کا زمانہ ہے نہ کہ عزیمت کا۔ یہ ریاء و نفاق کا اور ناحق مال مار لینے کا زمانہ ہے۔ بہت سے
لوگ مخلوق کے لئے نماز روزہ کرتے حج کو جاتے زکوۃ دیتے اور نیک اعمال کرتے ہیں۔ خالق کے لئے نہیں کرتے۔ اس عالم کا بڑا
کام خلق در خلق بلا خالق ہے تم سب مردہ دل ہو البتہ نفس اور خواہشوں کے اعتبار سے زندہ ہو۔ تم سب طالب دنیا ہو خلق سے
نکل جانا اور حق کے ساتھ قائم رہنا معنوی طور پر دل کی زندگی ہے۔ اس مقام میں صورت کا اعتبار نہیں۔ خدا کے احکام کو بجا
لانا۔ منہیات سے باز رہنا۔ اس کی بھیجی ہوئی بلاؤں اور قضا و قدر پر صبر کرنا حیات قلبی ہے۔ اے لڑکے تقدیری معاملات میں
خدا کی طرف جھک جا۔ پھر اس کے بعد اس کے ساتھ قائم رہ۔ ہر کام پہلے بنیاد کا محتاج ہوتا ہے۔ پھر عمارت کا اور اسپر فرقت
یعنی رات دن مداومت کر تجھ پر افسوس اپنی کام کو سوچا کر۔ کیونکہ سوچنا امر قلبی ہے۔ پھر اگر تو اپنے لئے نیکی دیکھے۔ تو خدا کا شکر
ادا کر۔ اور اگر بدی دیکھے تو اس سے توبہ کر۔ اس سوچنے سے تیرا دین زندہ ہو جائیگا۔ اور شیطان مر رہیگا۔ اسی لئے کہا گیا ہے
کہ ایک رات کا تفکر رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ اے امت محمدیہ خدا کا شکر کرو کہ اس نے بہ نسبت پہلے عمل کرنیوالوں کے تمہارے تھوڑے سے
عملوں پر قناعت کرلی ہے تم دنیا میں پیچھے ہو اور قیامت میں تم سب سے آگے۔ تم میں سے جو شخص تندرست ہے اسکے برابر کوئی تندرست نہیں تم سردار
اور دیگر امتیں رعیت۔ تو جبتک اپنی نفس و ہوا اور طبیعت کے گھر میں قائم رہیگا۔ تندرست نہ ہوگا۔ تو جبتک اپنی ریاء و نفاق کے سبب مخلوق
کے ساتھ جھگڑنے اور ان کا مال چھیننے کی فکر میں رہیگا۔ صحت نہ ہوگی۔ جبتک دنیا پر راغب رہیگا۔ صحت نہ ہوگی۔ جبتک ماسوی اللہ پر دلی بھروسہ
رکھیگا۔ صحت نہوگی۔ الٰہی تو ہمیں اپنی ساتھ رکھ کر صحت عطا کر اور دنیا و آخرت میں نیکی عنایت فرما۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ آمین

تیسری مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے آٹھویں شوال ۵۴۵ھ کو جمعہ کے دن صبح کے وقت مدرسہ معمورہ میں فرمایا

اے فقیر غنا کی تمنا نہ کر۔ شاید وہ تیری ہلاکت کا سبب ہو جائے۔ اور اے مریض صحت کا آرزو مند نہو۔ شاید وہ تیری ہلاکت کا باعث

ہو جائے۔ غافل بن۔ اپنی مال واولاد کی حفاظت کرنا کہ انجام اچھا ہو۔ اپنی مقدر پر جو تیرے شاہی قناعت کر اس سے زیادہ نہ مانگ اللہ تعٰ تیری سوال کے باعث جو کچھ تجکو دیگا۔ وہ مکدر اور بری حالت میں ہوگا۔ میں نے اُسے آزمایا ہے۔ ہاں جب بندہ کو دل کی جانب سے سوال کا حکم کیا جائے تو ایسے سوال کے باعث مسئول میں برکت ہوگی اور کدورت زائل کردیجائیگی۔ تو عفو وعافیت اور دینی ودنیا وآخرت کی بات معافاۃ دائمی کا سوال اکثر کیا کر۔ اور بس اسی پر قانع رہا کر۔ خدا پر کسی شئے کو پسند نہ کر۔ اور نہ اس سے گردن کش ہو۔ وہ تجھے ہلاک کردیگا۔ اپنی جوانی اور قوت ومال کے باعث خدا اور اس کی مخلوق پر گردن کشی نہ کر کیونکہ وہ تجکو پکڑے گا جس طرح دیگر ماخوذین کو پکڑا ہے۔ اس کی پکڑ دردناک اور سخت ہے۔ تجھ پر افسوس کہ تیری زبان مسلم ہے دل مسلمان نہیں۔ قول مسلمان ہے فعل مسلمان نہیں۔ تو جلوت میں مسلمان ہے خلوت میں نہیں۔ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ اگر تیری نماز روزہ اور دیگر تمام نیک افعال خالص اللہ کے لئے نہیں تو تو منافق اور خدا سے بہت دور پڑا ہوا ہے۔ اپنے تمام افعال اور اقوال اور ذلیل مقاصد سے اسی وقت خدا کے آگے توبہ کر۔ اللہ والے وہ ہیں جن کے اعمال میں ظاہر داری نہیں ہے یہ لوگ کامیاب یقین رکھنے والے۔ موحد مخلص۔ اللہ کی بھیجی ہوئی بلاؤں اور آفتوں پر صابر اور اس کی نعمتوں اور احسانات پر شاکر ہیں۔ اللہ کو زبان سے پھر دل سے پھر اسرار سے یاد کرتے ہیں۔ جب انکو مخلوق سے تکلیفیں پہنچتی ہیں تو ان کے روبرو ہنس دیتے ہیں۔ دنیوی بادشاہ ان کے نزدیک ہیچ ہیں۔ اور اہل زمین میت عاجز مریض فقیر۔ جنت ان کی طرف مضاف کی جائے تو گویا اجاڑ ہے۔ اور دوزخ ان کی جانب منسوب ہو تو سرد ہے ان کے نزدیک نہ زمین ہے نہ آسمان اور نہ ان میں کوئی رہنے والا ان کی جنبیں متحد ہو کر ایک ہو جاتی ہیں۔ پہلے دنیا واہل دنیا کے ساتھ رہے۔ پھر عقبیٰ و اہل عقبیٰ کے ساتھ ہوئے۔ پھر دنیا وآخرت کے پروردگار کے ساتھ ہو گئے۔ وہ خدا اور اس کے دوستوں سے ملے۔ دلوں سے اس کے ساتھ سیر کرتے رہے یہاں کہ اس سے جا ملے اور انہوں نے راہ چلنے سے پہلے رفیق حاصل کیا۔ فکر الٰہی کے باعث اپنے اور خدا کے مابین دروازہ کھول لیا۔ ہمیشہ اسکی یاد میں رہے۔ یہاں تک کہ یاد الٰہی نے اُن کے گناہ دور کردیئے۔ غیر سے ان کا مفقود رہنا خدا کے ساتھ موجود رہنے کی دلیل ہے۔ انہوں نے خدا کا یہ قول فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ الآیة (تم مجھے یاد رکھو میں تم کو یاد رکھوں گا میرا شکر ادا کرو اور ناشکر نہ ہو) سن لیا ہے اس لئے بطور لزوم اس کا ذکر کرتے ہیں۔ اس لالچ سے کہ خدا ان کو یاد رکھے اور بعض کلمات میں انہوں نے خدا کا یہ قول سن رکھا ہے أَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي (میں اپنے ذاکر کا ہمنشین ہوں) اسلئے مخلوق کے ساتھ مجالست چھوڑ دی ہے۔ اور مجالست الٰہی حاصل ہونے تک ذکر الٰہی پر قانع ہیں اے قوم ہوسناک نہ ہو۔ تم سراپا ہوس ہو۔ بے علم یلا عمل تم کو نفع نہ دیگا تم اس کے محتاج ہو کہ اس سیاہی (جو سفیدی پر قائم ہے اور جس کا نام حکم اللہ ہے) پر عمل کرو۔ یوم بعد یوم اور سال بعد سال اسپر عمل کرتے رہو۔ تاکہ اس کا ثمرہ ہاتھ لگے۔ اے لڑکے تیرا عمل تجھے ندا دے رہا ہے اگر تو بے عمل رہا تو میں تجھ پر حجت ہوں اور اگر تو نے عمل کیا تو تیرے لئے دلیل ہوں۔ پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ علم عمل کو آواز دیا کرتا ہے اگر اس نے جواب دیا تو فبہا ورنہ چلدیتا ہے یعنی اس کی برکت رخصت ہو جاتی ہے اور محنت باقی رہتی ہے تیری لئے خدا سے اسکی سفارش جاتی رہتی ہے۔ اور تیری ضرورتوں میں اس کا کام آنا منقطع ہو جاتا ہے اس کا خلاصہ غائب ہو جاتا ہے اور چھلکا باقی رہتا ہے کیونکہ علم کا خلاصہ عمل ہے تو پیغمبر علیہ السلام کا تابع ہو ہی نہیں سکتا۔ جبتک آپکے قول پر عمل نہ کرے جب تو آپکے حکم پر عمل کریگا تو تیرا عمل تیرے دل اور سِر کے آگے آگے دونوں کو خدا کے روبرو پیش کردیگا۔ تیرا عمل تجکو پکارا کرتا ہے لیکن تو سن نہیں سکتا۔ کیونکہ تو صاحب دل نہیں۔ اُسے دل اور سِر کے کان سے سُن۔

اور اُس کا کہا مان۔ تجھے نفع ہوگا۔ علم مع عمل تجھے اُس عالم کا مقرب بنادیگا جس نے اُسے نازل کیا ہے جب تو اس علم یعنی علم اول پر عمل کریگا تو تیرے لئے دوسرے علم کا چشمہ جاری ہو جائیگا۔ تیری دو بہنے والی آنکھیں ہو جائینگی۔ تیرا دل حکم اور علم ظاہر و باطن سے پر ہو جائیگا۔ اسوقت تجھپر اسکی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ کہ بھائیوں اور مریدوں پر مہربانی کرے۔ علم کی زکوٰۃ اس کا پھیلانا اور خلق کو حق کی طرف بلانا ہے اے لڑکے جس نے صبر کیا وہ قادر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صابروں کو بے حساب اجر ملیگا۔ اپنے کسب سے کھا۔ دین سے نہ کھا۔ کما اور کھا۔ اور اُس سے غیر پر مہربانی کر۔ مومنوں کی کمائیاں صدیقوں کے طبق ہیں بجز فقیروں اور مسکینوں کے طرف مضاف کرنے کے انکو اپنے پیشوں سے اور کچھ حصہ نہیں ملتا۔ وہ مخلوق پر مہربانی کرنے کے آرزومند اور اس سے رضا ومحبت الٰہی کے طالب ہیں۔ انہوں نے پیغمبر علیہ السلام کا یہ قول سن رکھا ہے کہ مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور خدا کا پیارا وہی ہے جو اس کے کنبے کو نفع پہنچائے اولیاء اللہ بہ نسبت دیگر مخلوق گونگے بہرے اندھے ہیں جب اُن کے دل خدا سے نزدیک ہوتے ہیں تو نہ کسی غیر کی سنتے ہیں اور نہ کسی اور کو دیکھتے ہیں۔ قرب اُن کو حلال کرتا ہے ہیبت اُن کو ڈھانک لیتی ہے اور محبت محبوب کے کے پاس انہیں قید کردیتی ہے۔ جلال وجمال میں محو ہو کر نہ دہنی طرف جھکتے ہیں نہ بائیں طرف۔ ان کا ایک امام ہے جس کا پیچھا یا نوم نہیں ہوتا۔ انس وجن اور انواع مخلوقات ان کی خادم ہے علم وتعلم ان کی خدمت کرتا ہے فضل ان کو کھانا دیتا اور انس ان کو پانی پلاتا ہے طعام فضل کھاتے اور شراب انس پیتے ہیں وہ کلام حق سننے میں مشغول ہیں بس تو وہ اور جنگل ہیں اور مخلوق اور جنگل میں مخلوق کو خدا کے احکام بتانے اور منہیات سے روکتے ہیں۔ یہ پیغمبر علیہ السلام کی نیابت ہے وہ حقیقی وارث ہیں خلق کو حق کیطرف لیجانا ان کا کام ہے ان کو حجت الٰہی سمجھنے تمام اشیاء کو ان کے موقعوں پر رکھتے اور ہر بزرگ کو اس کی بزرگی دیتے ہیں اپنا حق نہیں لیتے اور اپنے نفوس وطبیعت کو پورا حصہ نہیں دیتے محبت بھی خدا ہی کے لئے رکھتے ہیں اور بغض بھی خدا ہی کے لئے کرتے ہیں لاجرم یہ سب باتیں اسی کے باتیں اسی کے لئے ہیں غیر کے لئے نہیں جسکو یہ خوبی حاصل ہو گئی۔ اسے پوری صحت۔ نجات اور کامیابی حاصل ہوئی۔ انس وجن فرشتے اور زمین وآسمان اُسے چاہنے لگتے ہیں۔ اے منافق مخلوق واشیاء کے عابد حق کے بھولنے والے تو باوجود اس حالت کے جسمیں گرفتار ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ مجھے یہ رتبہ مل جائے تیری لئے نہ کرامت ہے۔ نہ عزت نہ اسلام لا اور پھر توبہ کر پھر علم پڑھ اور خاص طور پر عمل کر۔ ورنہ ہدایت نہ ہوگی۔ تجھپر افسوس تجھ میں اس کے سوا اور کوئی عداوت نہیں کہ میں حق کہتا اور خدا کے دین میں تجھ سے فروگذاشت نہیں۔ میں نے مشائخ کے کلام کی سختی۔ سفر اور فقر کی سختی میں پرورش پائی ہے۔ جب میری جانب سے کوئی کلام صادر ہو اسے خدا کی طرف سے سمجھ اسی نے مجھ کو گویا کیا ہے۔ جب تو میرے پاس آئے تو اپنے سے اور اپنے نفس وہوا سے الگ ہو کر آیا کر۔ اگر تجھ میں بصیرت ہوتی تو مجھے بھی ان چیزوں سے الگ دیکھتا۔ مگر فہم سقیم تیری لئے باعث آفت ہے اے مرید میری صحبت اور مجھے نفع حاصل کرنا میری ایک حالت ہے۔ جس میں نہ خلق ہے نہ دنیا وآخرت۔ جو میرے ہاتھ پر توبہ کرے میری صحبت میں رہے۔ مجھ سے نیک گمان رکھے اور میرے کہنے پر عمل کرے۔ وہ انشاء اللہ ایسا ہی ہو جائیگا۔ اللہ تعٰ انبیاء کی اپنے کلام سے اور اولیاء کی اپنی حدیث سے تربیت کرتا ہے (حدیث سے الہام قلبی مراد ہے) کیونکہ وہ انبیاء کے وصی خلیفہ ہیں اور ان کے غلام ہیں اللہ تعٰ متکلم ہے۔ اس نے موسیٰ سے کلام کیا۔ خود بلاواسطہ مخلوق کلام کیا۔ خالق نے کلام کیا۔ علام الغیوب نے کلام کیا اور ایسا کلام کیا کہ موسیٰ اُسے سمجھ گئے اور بلاواسطہ اُن کی عقل تک پہنچ گیا۔ اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام سے بلاواسطہ کلام کیا۔ یہ قرآن

خدا کی مضبوط رسی ہے جو تمہارے اور پروردگار کے مابین ہے۔ اسے جبرئیلؑ نے آسمان سے اتارا۔ خدا کے پاس سے رسول اللہ صلعم
نازل کیا۔ چنانچہ آپ نے اسی طرح فرمایا ہے اور ایسی ہی خبر دی ہے۔ اس کا انکار ناجائز ہے۔ الٰہی کل کو ہدایت دے۔ سب پر رجوع
برحمت ہو۔ کل پر رحم کر **حکایت**۔ امیر المؤمنین معتصم باللہ نے وفات کے وقت کہا کہ میں نے احمد بن حنبل کے حق میں جو کچھ کیا
اس سے خدا کے آگے توبہ کرتا ہوں۔ حالانکہ اُن کا کام میں نے اپنے ذمے نہیں لیا تھا۔ بلکہ اس کا ذمہ دار دوسرا شخص تھا۔
اے مسکین غیر مفید کلام کو چھوڑ تعصب مذہبی کو ترک کر۔ اور ایسی چیز میں مشغول ہو جا جو دنیا و آخرت میں نفع دے تو عنقریب
اپنی بہتری دیکھ کر میری بات کو یاد کیا کریگا۔ تو نیزہ بازی کے وقت جبکہ تیرے سر پر خود نہ ہوگا۔ جلد معلوم کر لیگا کونسی چیز پر زخم
کاری لگ سکتا ہے۔ اپنے دل کو غم دنیا سے خالی کر۔ تو عنقریب اس سے اٹھا لیا جائیگا۔ دنیا میں اچھا عیش نہ مانگ وہ تیرے ہاتھ نہ لگیگا
پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں عیش آخرت ہی کا ہے۔ اپنی امیدیں کوتاہ کر۔ تیرے پاس زہد موجود ہے۔ کیونکہ کوتاہی امید کا نام زہد ہے۔
برے دوستوں کو چھوڑ۔ اپنے اور ان کے مابین رشتہ محبت کو قطع کر دے۔ اور دور کے دوست سے مل بشرطیکہ اُن میں نیکی ہو۔ جس سے
تو دوستی کرتا ہے اسمیں اور تجھ میں قرابت ہو جاتی ہے۔ بس تو اسپر غور کر کہ تو کس سے دوستی کر رہا ہے بعض صالحین سے سوال کیا گیا کہ قرابت
کیا چیز ہے جواب دیا گیا باہم دوستی۔ مقدر شدہ اور غیر مقدر شدہ کی طلب کو چھوڑ۔ کیونکہ مقدر شدہ کی طلب مفت کا رنج ہے اور غیر مقدر شدہ
کی طلب غصہ اور محرومی کا باعث ہے اسی لئے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے غیر مقدر شدہ کا طلب کرنا بندہ کے لئے منجملہ عقوبات الٰہی ہے۔
اے لڑکے خدا کی صنعتوں سے اسکے وجود پر دلیل قائم کر صنعتوں کو سوچ اسوقت تو صانع تک پہنچ جائیگا۔ یقین رکھنے والے
مومن عارف کی دو ظاہری آنکھیں ہوتی ہیں دو باطنی۔ ظاہری آنکھوں سے خدا کی زمینی مخلوق کو دیکھتا ہے اور باطنی آنکھوں سے آسمانی
مخلوق پر نظر ڈالتا ہے پھر اس کے قلب سے پردہ اٹھ جاتا ہے۔ اسوقت اسے بلا تشبیہ بلا کیفیت دیکھ لیتا ہے اور خدا کا مقرب محبوب
بنجاتا ہے اور محبوب سے کوئی شے پوشیدہ نہیں رہتی۔ حجاب اسی قلب سے اُٹھتے ہیں جو خلق نفس طبیعت ہوا اور شیطان سے عرا
ہو۔ اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں اپنے ہاتھ سے پھینک دے۔ پتھر اور ڈھیلا اس کے نزدیک ایک ہو۔ سمجھ پیدا کر۔ سوچ میں کیا
کہہ رہا ہوں۔ فہم سے کام لے۔ میں خلاصہ کلام کی فکر میں ہوں۔ جو ظاہر و باطن کلام کے ساتھ متکلم ہوتا ہوں جسکے معنی سراسر سچ
ہیں اے لڑکے خالق کی شکایت مخلوق کی طرف نہ لیجا۔ بلکہ میں اسی کی جانب شکایت لیجاتا ہوں۔ اسکے سوا اور کوئی شے کو
مقدر نہیں کر سکتا۔ بھید اور مصیبتوں اور مرضوں اور صدقہ کا چھپانا نیکی میں داخل ہے دہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور اس بات کی کوشش کر
کہ بائیں کو خبر نہو۔ دریائے دنیا سے خوف کر اسمیں مخلوق بکثرت ڈوب چکی ہے۔ اس سے خلقت کے بعض افراد نجات پا سکتے ہیں یہ
دریائے عمیق ہے کل کو ڈبو دیتا ہے۔ مگر ہاں خدا اپنے بندوں میں سے جسکو چاہے نجات دے جیسا کہ قیامت میں مومنوں کو دوزخ
سے نجات دیگا۔ کیونکہ سب اسپر سے عبور کرینگے اور وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیگا نجات دیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ
مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُھَا۔ الآیۃ اور تم میں کوئی ایسا نہیں جو دوزخ پر وارد نہو۔ یہ بات تیرے پروردگار پر فرض ہو چکی ہے، اسدن خدا
فرمائیگا۔ اے آگ سلامتی کے ساتھ سرد ہو جا تاکہ مجھ پر ایمان لانیوالے خالص بندے جو میری رغبت رکھنے والے اور غیر سے نفرت
کرنے والے ہیں عبور کر سکیں۔ یہ حکم اسی طرح کا ہوگا جس طرح کا نمرود کی آگ کو ہوا تھا۔ جو ابراہیم علیہ السلام کے جلا ڈالنے کو بھڑکائی
گئی تھی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے دریا نیل الاماں۔ اس بندے کو جو ہماری مراد اور ہمارا محبوب ہے غرق نہ کیجو چنانچہ وہ نجات

پا جاتا ہے اور بھید چھپانے پر صبر کرتا ہے جیسا کہ موسیٰ اور اس کی قوم نے دریائے نیل سے نجات پائی وہ جسکو چاہے اپنا فضل عطا کرے اور
اور جسے چاہے بیحساب روزی عنایت فرمائے تمام خیر اسکے قبضہ میں ہے دینا نہ دینا اسکے قبضہ میں ہے غنا و فقر اسکے قبضہ میں ہے عزت و
ذلت اس کے قبضہ میں ہے کسی کے قبضہ میں کچھ نہیں عقلمند وہ ہے جو اس کے دروازہ پر پڑا رہے اور دوسرے کے دروازے سے
اعراض کرے۔ اے بدنصیب میں تجکو دیکھتا ہوں کہ تو مخلوق کو رضامند اور خالق کو ناراض کیا کرتا ہے دنیا کو آباد کر کے آخرت کو اُجاڑ رہا
ہے تو عنقریب ماخوذ ہوگا اور تجھے وہی پکڑیگا جس کی پکڑ دردناک اور سخت ہے۔ اس کی پکڑ طرح طرح کی ہے تجھکو حکومت سے معزول کر کے
پکڑ لیگا مرض سے پکڑ لیگا۔ ذلت فقر سے پکڑ لیگا۔ شدائد و غموم و ہموم مسلط کر کے پکڑ لیگا۔ تجھ پر لوگوں کی زبانوں اور ہاتھوں کو غلبہ دیکر
پکڑ لے گا۔ اپنی کل مخلوق کو تجھ پر مسلط کر دیگا۔ اے غافل بیدار ہو الٰہی ہمیں اپنے ساتھ اور اپنے لئے بیدار کر دے اے لڑکے دنیا
حاصل کرنے میں ایسا نہ ہو جیسا رات کو لکڑیاں چننے والا جو اس کو نہیں سمجھتا کہ میرا ہاتھ کہاں جا پڑیگا۔ میں تجھ کو تیری تصرفات
میں رات کو لکڑیاں چننے والے کی طرح دیکھتا ہوں کہ اندھیری رات میں نہ چاند ہے نہ روشنی اور ایسی رتیلی زمین میں ہے۔
جسمیں کثرت سے گھنے درخت اور ہلاک کرنیوالے حشرات الارض موجود ہیں قریب ہے کہ کوئی جانور اسے ہلاک کر ڈالے تو
دن کو لکڑیاں چن کیونکہ سورج کی روشنی کسی ضرر پہنچانے والی چیز پر ہاتھ ڈالنے سے تجھے روک لیگی۔ اپنے جمیع تصرفات میں توحید و شرع
اور تقویٰ کے آفتاب کے ساتھ رہ یہ آفتاب تجھ کو ہوا و نفس اور شیطان و شرک بالمخلوق کے جال میں پھنسنے سے باز رکھیگا اور
سلوک میں جلدی کرنے سے روک لیگا۔ تجھ پر افسوس جلدی نہ کر۔ جلد باز خطا کرتا ہے یا اس کے قریب ہو جاتا ہے اور دیر لگ کرنیوالا
حق بات کرتا ہے یا اس کے قریب پہنچ جاتا ہے جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔ اور آہستگی رحمان کی طرف سے۔ دنیا جمع کرنے
کی حرص تجکو اکثر جلد بازی پر برانگیختہ کرتی ہے۔ قناعت کر۔ قناعت کا خزانہ فنا نہیں ہوتا۔ جو تیرے مقدر میں نہیں اس کا طالب کیوں بنتا
ہے وہ کبھی تیرے ہاتھ نہ لگے گی اپنے نفس کو روک اور مقدر پر رضامند رہ۔ خیر سے نیچ قناعت کو لازم کرلے تاکہ تو عارف باللہ ہو جائے
اسوقت ہر چیز سے بے پروا ہو جائیگا۔ تیرا دل مضبوط اور سر صاف ہوگا۔ اور خدا تجھ کو تعلیم دیگا۔ تیری ظاہری آنکھوں میں دنیا ذلیل
ہو جائیگی اور باطنی آنکھوں میں آخرت اور دوسری آنکھوں میں ماسوی اللہ۔ خدا کے سوا اور کوئی شے تجھے بڑی نظر نہ آئیگی۔ اسوقت تو
تمام مخلوق شے کے نزدیک معظم ہو جائیگا اے لڑکے اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تیرے آگے کوئی دروازہ بند نہ رہے تو خدا سے ڈر۔ یہ
ہر دروازہ کی کنجی ہے خدا فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا الآیۃ (جو خدا سے ڈرتا ہے خدا اس کے لئے نجات کا سامان کرتا اور اس
کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے کہ اُسے گمان بھی نہیں ہوتا) اپنے نفس۔ اہل۔ مال اور اہل زمانہ کے باب میں خدا سے معاوضہ نہ کر۔ کیا
تجھے اس سے شرم نہیں آتی کہ خدا کو کسی شے کے تغیر و تبدل کا حکم کرے کیا تو اس سے بڑا حاکم یا زیادہ عالم یا زیادہ رحم کرنیوالا ہے
تو اور تمام مخلوق اسکے بندے ہیں۔ وہ تیرا اور ان کا مدبر ہے۔ اگر تو دنیا و آخرت میں اس کی محبت چاہتا ہے تو سکون و سکوت
اور گنگ رہنے کو اختیار کرلے۔ اولیاء اللہ اس کے آگے با ادب رہتے ہیں بغیر اس کے اذن صریح کے جو دلوں کو پہنچتا ہے۔
کوئی حرکت نہیں کرتے۔ ایک قدم آگے نہیں رکھتے وہ مباح چیزیں نہیں کھاتے لباس نہیں پہنتے نکاح اور اپنے اسباب
...... میں کسی قسم کا تصرف نہیں کرتے جب تک اُن کے دلوں کو صریح اذن نہیں ملتا وہ اپنے خدا اور مقلب القلوب الابصار
کے ساتھ قائم ہیں انہیں جبتک دنیا میں دلوں کے ساتھ اور آخرت میں بدنوں کے ساتھ خدا سے ملاقات نہ کرلیں بجز خدا

کے کسی شئے کے ساتھ قرار ہی نہیں آتا۔ الٰہی دنیا و آخرت ہیں اپنی ملاقات ہمیں نصیب کر اپنے قرب و دیدار کی لذت عنایت فرما۔ ہمیں ان میں کر دے جو ماسوی اللہ سے الگ ہو کر تجھ سے رضا مند ہیں اور ہمیں دنیا و آخرت میں نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

چوتھی مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے دسویں شوال ۵۴۵ھ میں اتوار کی صبح کو بمقام رباط فرمایا

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جس کسی کیلئے خیر کا دروازہ کھولدیا جائے وہ اس کو غنیمت سمجھے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ کب بند کر دیا جائیگا۔ اے قوم جبتک زندگی کا دروازہ کھلا رہے اسے بہت ہی غنیمت جانو کیونکہ یہ دروازہ عنقریب بند ہو جائیگا۔ جب تک قدرت ہو افعال نیک کو غنیمت جانو۔ توبہ کا دروازہ جبتک کھلا ہے غنیمت سمجھو اور اسمیں داخل ہو جاؤ۔ دعا کے دروازہ کو غنیمت جانو۔ کہ تمہارے لئے کھلا ہوا ہے اپنے نیک بھائیوں کے باب مزاحمت کو جو تمہارے لئے کشادہ ہے غنیمت خیال کرو۔ اے قوم جسکو تم نے توڑا ہے بناؤ۔ جسے ناپاک کر دیا ہے اسے دھو ڈالو۔ جسے بگاڑا ہے اُسے سنوارو۔ جسے گدلا کیا ہے۔ اسے صاف کرو جسے لیا ہے اُسے واپس کرو۔ اپنے گریز کو چھوڑ کر مولی کی طرف چلے آؤ۔ اے لڑکے یہاں خالق کے سوا اور کوئی نہیں۔ اگر تو خالق کے ساتھ ہے تو اس کا بندہ ہے اور اگر مخلوق کے ساتھ ہے تو انکا تو جبتک دل کے اعتبار سے بہت سے جنگل اور میدان قطع نہ کرے اور شر کے اعتبار سے کل کو چھوڑ سے کلام ہی نہیں کر سکتا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ طالب سب کو چھوڑ دیتا اور یقین یہ رکھتا ہے کہ مخلوقات میں سے ہر شے اسکے اور خدا کے مابین حجاب ہے۔ وہ جس چیز کے پاس ٹھیرے گا۔ اسی کے باعث محجوب ہو جائیگا۔ اے لڑکے سُست نہو۔ کیونکہ سُست ہمیشہ محروم رہتا ہے اور ندامت اسکے گلے کا طوق ہو جاتی ہے کھرے عمل کر اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں تجھپر بخشش کی ہے۔ ابو محمد عجمی کہا کرتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا جَیِّدِیْنَ (الٰہی ہمیں کھرا کر دے) جیدین کی جگہ جیاداً کہنا چاہتے مگر زبان یاری نہ دیتی تھی جسنے چکھ لیا اس نے پہچان لیا مخلوق کے ساتھ حسن معاشرت و موافقت مع پابندی حد شرع و رضائے الٰہی مبارک خوبی ہے لیکن اگر یہ حد شرع کو چھوڑ کر عدم رضا کے ساتھ ہو تو مبارک نہیں اور نہ اُن کے لئے کرامت ہے قبول و عدم قبول طاعات کے لئے اہل صفا اور برگزیدہ لوگوں کے نزدیک علامتیں مقرر ہیں اے لڑکے دعا کا جال پھیلا۔ اور رضا کی طرف آ۔ ایسی حالت میں زبان سے دعا نہ کر کہ تیرا اول متعرض ہو قیامت کے دن بندہ دنیا کے نیک و بد اعمال یاد کریگا۔ مگر اس جگہ ندامت نفع نہ دیگی۔ ذکر فائدہ مند نہ ہوگا۔ بات تو آج یعنی موت سے پہلے یاد کرنے میں ہے۔ کاٹنے کے وقت کھیتی اور بیج کا ذکر نفع نہیں دیتا۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو نیکی بوئیگا۔ قابل رشک ہوگا۔ اور جو بدی بوئیگا۔ ندامت حاصل کریگا۔ تو موت کے وقت بیدار ہو جائیگا مگر اس وقت بیداری نفع نہ دیگی۔ الٰہی ہمیں غافلوں اور جاہلوں کی نیند سے بیدار کر دے آمین اے لڑکے شریروں کی صحبت تجکو نیکوں کی نسبت بدگمانی میں ڈالدیگی۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ کے نیچے چل۔ نجات پا جائیگا اے قوم خدا سے شرمانے کا حق شرماؤ۔ غفلت نہ کرو۔ تمہارا وقت ضائع ہوتا ہے تم جسے نہ کھا سکو گے اُس کے جمع کرنے میں مشغول ہو جسے نہ پا سکو گے اس کے اُمیدوار ہو۔ جہاں نہ رہ سکو گے اُسے بنا رہے ہو۔ یہ مقام خدا دوری سے تمہارے

لئے حجاب ہے۔ ذکر اللہ عارفوں کے دلوں میں خیمہ لگاتا۔ ان کا احاطہ کرتا ہے اور ان سے ہر شے کا ذکر بھلا دیتا ہے جب یہ پورا ہو جاتا ہے۔ تو جنت کے سوا اور کوئی ٹھکانا نہیں۔ ایک جنت منقودہ ہے۔ دوسری جنت موعودہ۔ دنیا میں جنت منقودہ رضا بالقضا اور خدا سے دل لگانا۔ اور مناجات اور رفع حجاب میں ہے۔ ایسے دل کا آدمی بہر حال بلا کیفیت و تشبیہ خلوت میں خدا کو دیکھتا ہوتا ہے خدا کی مثل کوئی شئے نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔ اور جنت موعودہ وہ ہے جس کا خدا نے مومنوں سے وعدہ کیا ہے تیرا دیدار الٰہی بلا حجاب جنت موعودہ ہے اسمیں شک نہیں کہ ہر طرح کی خیر خدا کے پاس اور شر غیر کے پاس ہے۔ اس کی طرف متوجہ ہونے میں خیر اور اس سے پشت پھیرنے میں شر ہے تو جس عمل کا عوض چاہتا ہے وہ تیرے لئے ہے۔ اور جسکو اللہ کیلئے کرتا ہے وہ خدا کا ہے اگر تو عمل کرکے بدلا مانگے گا۔ تو اس کی جزا مخلوق سے متعلق ہو جائیگی اور اگر خدا کے لئے کرے گا۔ تو تیرا بدلا اس کا قرب اور اس کی طرف نظر ہو گی۔ اعمال پر کسی طرح کا عوض نہ مانگ۔ دنیا اور آخرت اور بہ نسبت خدائے عزوجل۔ ماسوائے کیا شئے ہے کچھ بھی نہیں منعم کو مانگ نعمت کا طالب نہ بن۔ گھر سے پہلے ہمسایہ طلب کو وہ ہر چیز سے پہلے اور ہر شے کا موجود کرنیوالا ہے اور ہر شئے کے بعد رہیگا۔ ذکر موت اور مصیبت پر صبر اور توکل علی اللہ کو ہر حالت میں لازم کرلے۔ یہ تینوں خصلتیں پوری ہو جائینگی تو تیری پاس فرشتہ آنے لگے گا۔ ذکر موت سے تیرا زہد درست ہو جائیگا اور صبر سے وہ شئے حاصل ہوگی جس کا تو خدا سے ارادہ رکھتا ہے۔ اور توکل کے باعث اشیاء تیرے دل سے الگ ہونگی۔ اور تو خدا سے علاقہ پیدا کرلیگا۔ تیرے دل سے دنیا و آخرت اور ماسوا اللہ سب دور ہو جائینگی۔ تیرے پاس ہر جانب سے راحت اور ہر طرف سے حراست و حجابت آجائینگی چھوٹوں جانبوں سے خدا تیری حفاظت کریگا۔ مخلوق میں سے کوئی تجھ پر غالب نہ آسکے گا۔ تیری جانب سے مصائب کے تلکے اور تکالیف کے دروازے بند کر دیے جائینگے۔ تو ان لوگوں میں ہو جائیگا جنکے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ (تجکو میرے خالص بندوں پر غلبہ نہ ہوگا) شیطان کو ان موحدین مخلصین پر جو مخلوق کے دکھاوے کو عمل نہیں کرتے کیونکر غلبہ ہو سکتا ہے۔ نطق انتہا میں ہوتا ہے ابتدا میں نہیں ہوتا۔ ابتدا سر بسر گنگ اور انتہا سراپا گویائی ہے مخلص کی بادشاہت دل میں اور قوت سر میں ہوتی ہے۔ ظاہر کا اعتبار نہیں۔ ان میں سلطنت ظاہر و باطن کے جامع بہت کم ہیں ہمیشہ اپنے حال کو چھپائے رکھ۔ کامل ہونے اور دل کے خدا سے واصل ہونے تک اسی طرح رہ جب تو کامل و واصل ہو جائیگا۔ تو اسوقت بے پروا ہو گا تجھے اسوقت پروائیوں ہونے لگی تھی۔ تو نے اپنے حال کو درست کر لیا ہے۔ اپنے مقام پر جا ٹھیرا ہے تیری نگہبانی نے تجھے کنکھیوں سے دیکھ لیا ہے۔ اور مخلوق تیرے نزدیک ستونوں اور درختوں کی مانند ہو گئی ہے۔ انکی تعریف اور مذمت تیرے نزدیک یکساں ہے۔ اقبال و ادبار برابر ہے تو ان کا درست کرنے اور توڑنے والا ہے۔ خدا کے حکم سے ان میں تصرف کر سکتا ہے۔ خدا نے تجھ کو حل و عقد کا منصب عطا کیا ہے۔ شاہی نشان تیرے دل کے ہاتھ کی طرف اور علامت تیرے سر کے ہاتھ کی طرف ادا کرتا ہے۔ جبتک یہ تمام معاملات درست نہ ہو جائیں کلام نہ کر۔ اور نہ عقل سے کام لے۔ ہوس نہ کر تو اندھا ہے اس کو ڈھونڈ جو تجھے کھینچے۔ تو جاہل ہے اُسے طلب کر جو تجھے سکھائے۔ جب کوئی ایسا ملجائے تو اس کا دامن پکڑ لے اس کے قول اور رائے کو مان اسکے ذریعہ سے سیدھا رستہ تلاش کر پھر جب تو اس تک پہنچ جائے۔ تو وہیں بیٹھ جا۔ تاکہ اسے اچھی طرح پہچان لے اسوقت ہر گم کردہ راہ تیری طرف رجوع کریگا۔ اور تو فقرا و مساکین کے لئے طبق بنجائے گا۔ خدا کے بھید کو چھپانا اور لوگوں سے با خلاق پیش آنا جوانمردی میں داخل ہے۔ تو طلب حق اور ماسوی سے ہو کر اسکی رضا کے قریب کہاں ہے کیا تو نے اللہ تعالیٰ

کا قول نہیں سنا مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا الآیۃ (بعض تم میں دنیا کا ارادہ رکھتا ہے اور بعض آخرت کا) اور دوسری جگہ فرماتا ہے یُرِیْدُوْنَ
وَجْھَہٗ (نیک بندے ذات الٰہی کا ارادہ رکھتے ہیں) اگر تو نیک نصیب ہے تو غیرت کا ہاتھ آئیگا۔ اور تجھے ماسوی اللہ کے ہاتھ سے نجات دیگا
اور تو دروازہ قرب حق کی طرف چلنا شروع کریگا۔ اس جگہ خدا ہی کی ولایت ہے جو برحق ہے جب یہ پورا ہو جائیگا۔ تو بلا ضرر و بلا تعب
دنیا و آخرت خادم بنکر آ موجود ہونگی۔ خدا کا دروازہ کھٹکھٹا اور اسی پر ثابت قدم رہ اس جگہ تجھے بہت سے وسوسے آئینگے اور
اور تو نفس ہوا۔ قلب شیطان اور فرشتے کے خطرہ کو پہچان لیگا۔ پھر کہا جائیگا کہ یہ خطرہ حق ہے اور یہ خطرہ باطل تو ہر ایک کو اسکی
علامت سے پہچان لیگا اور جب تو اس مقام پر پہنچ جائیگا تو خدا کی طرف سے ایک خطرہ آئیگا۔ کہ خدا اس سے تجھے ادب دیگا
ثابت رکھیگا۔ کھڑا کریگا۔ بٹھائے گا۔ حرکت دیگا۔ ٹھہرائے گا۔ امر کریگا روکے گا۔ **اے قوم** زیادتی و نقصان اور تقدم و تاخر
کو طلب نہ کرو۔ تقدیر نے علیحدہ علیحدہ تم سب پر احاطہ کر رکھا ہے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک کتاب اور خاص تاریخ مقرر
ہے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ تمہارا پروردگار مخلوق کے پیدا کرنے۔ روزی اور اجل سے فارغ ہو چکا ہے قلم ہونیوالی
چیز کو لکھکر خشک ہو گیا ہے خدا ہر چیز سے فارغ اور اس کی قضا سابق ہے لیکن تمہارے پاس حکم آیا اور اسپر امر و نہی اور اکرام
کا پردہ ڈالا اب کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ گذشتہ قضا کے ساتھ حکم پر حجت پکڑے بلکہ یہ کہے کہ وہ اپنے فعل سے
سوال نہیں کیا جائیگا اور بندے سوال کئے جائینگے۔ **اے قوم** اس ظاہر کے ساتھ اس سیاہی کے ساتھ جو سفیدی
پر قائم ہے عمل کرو۔ تاکہ یہ تمکو اس امر کے باطن کے ساتھ عمل کرنے پر برانگیختہ کرے۔ جب تو اس ظاہر پر عمل کریگا تو یہ فہم
باطن تک پہنچا دیگا۔ سب سے پہلے ہر شے کو تیرا سر سمجھتا ہے پھر اُسے تیرا دل نفس کو سکھا دیتا ہے۔ پھر قلب نفس کو
نفس زبان کو اور زبان خلق کو آگاہ کرتی ہے۔ یہ خلق کے منافع اور مصلحتوں کے لئے ان کی طرف پہنچ جاتا ہے اگر تو حق سے موافقت
کرے اور اُسے چاہے تو تیرے لئے مبارک ہو۔ تجھپر افسوس کہ خدا کی محبت کا مدعی بنگیا تجھے نہیں معلوم تھا کہ اس کے لئے چند
شرطیں ہیں۔ اُن میں سے یہ ہے کہ تجھ میں اور تیری غیر میں اسکی موافقت ہے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ تو غیر اللہ سے سکون حاصل نہ کرے۔
اور اس کا انیس بنے اور اس کے ساتھ رہنے سے تجھے وحشت نہ ہو جب کسی بندے کے دل میں خدا کی محبت ٹھہر جاتی ہے تو اس سے
محبت اور اس سے الگ کرنے والی تمام چیزوں سے دشمنی رکھنے لگتا ہے۔ اپنے جھوٹے دعویٰ سے توبہ کر۔ یہ شے خلوت نشینی تمنا جھوٹ
نفاق اور بناوٹ سے حاصل نہیں ہوتی تو یہ کر اور اپنی توبہ پر ثابت رہ۔ توبہ میں کوئی شان نہیں بلکہ اُسپر ثابت و قائم رہنے میں ہے۔
درخت لگانے میں شان نہیں نکلتی بلکہ شان اس کے ثابت رہنے اور شاخ نکالنے اور پھل لانے میں نکلتی ہے شیخ رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ سختی و ضرر۔ فقر و غنا۔ شدت و نرمی۔ بیماری و صحت۔ خیر و شر۔ عطا و منع میں خدا کی موافقت کو لازم کرلو۔ بجز
تسلیم الی اللہ میں اور کوئی تمہاری دوا نہیں دیکھتا جب کسی شئے کا حکم کیا جائے۔ تو اس سے وحشت نہ کرو۔ اسمیں جھگڑا نہ ڈالو
غیر سے اسکی شکایت نہ کرو۔ اس سے تم پر زیادہ بلا نازل ہوگی۔ بلکہ سکون و سکوت اور گمنامی کو لازم کرو۔ اس کے آگے
ثابت قدم رہو اور دیکھو کہ وہ تمہارے ساتھ تمہارے معاملہ میں کیا کرتا ہے اس کی تغیر و تبدیل ہو۔ پر خوش ہو جاؤ۔ جب تم اس کے
ساتھ اس طرح رہو گے تو ضرور وحشت انس کے اور تنہائی خوشی کے ساتھ بدل جائیگی۔ الٰہی تو ہمیں اپنی جناب میں اپنے ساتھ رکھ
اور ہمیں دنیا و آخرت کی نیکی عطا فرما۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچا+

پانچویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے بارہ شوال ۵۴۵ھ میں منگل کے دن شام کو مدرسہ میں فرمایا

اے لڑکے حق کی بندگی کر صرف حقیقت بندگی بیان کر اور تمام کاموں میں اس سے کفایت حاصل کر۔ تو مولا سے بھاگا ہوا غلام ہے
اسکے پاس چلا جا۔ اور عاجزی کر۔ امر کے بجالانے نہی سے رک جانے قضا پر صبر و موافقت کرنے سے اسکے آگے متواضع ہو۔ جب یہ باتیں
ہمیشہ پوری ہو جائینگی تو مولا کیلئے تیری عبودیت پوری ہوگی اور اسکی جانب سے تجھے کفایت حاصل ہوگی اسنے تم فرمایا ہے۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ
عَبْدَہٗ (کیا خدا اپنے بندہ کو کفایت نہیں کرتا) جب تیری عبودیت صحیح ہو جائیگی تو وہ تجھکو دوست رکھیگا اور اس کی محبت تیرے دل
میں قوی ہو جائیگی اور وہ تجھے اپنا مونس اور بلا تعب و طلب اپنا مقرب بنالیگا پھر تجھے کسی کی صحبت اچھی نہ لگے گی اور تو اس سے
ہر حالت میں رضامند رہیگا۔ اگر باوجود فراخی زمین تجھپر تنگ اور باوجود کشائش تمام دروازے تجھپر بند ہو جائیں گے تو تیرا کام
نہ ہوگا۔ غیر کے دروازہ پر نہ جائیگا اور نہ کسی کا کھانا کھائیگا اسوقت تو موسیٰ سے جا ملیگا جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَحَرَّمْنَا
عَلَیْہِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ (ہم نے اسپر پہلے ہی سے دودھ پلانیوالیاں حرام کردی تھیں) ہمارا پروردگار ہر شے کا گواہ۔ ہر شے پر موجود
ہر شے کا نگہبان۔ ہر شے کے ساتھ اور ہر شے سے قریب ہے۔ تم اس سے غائب ہو معرفت کے بعد انکار کا کیا کام۔ تجھپر افسوس کہ خدا کو
پہچانتا اور پھر انکار کرتا ہے۔ اس سے نہ پھر ورنہ ہر خیر سے محروم ہو جائیگا۔ اس کے ساتھ صبر کر اور اس کو مضبوط کر۔ کیا تجھے معلوم نہیں
کہ جو صبر کرتا ہے قادر ہو جاتا ہے۔ یہ عقل اور یہ جلدی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے مسلمانوں صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوطی کرو اور دشمن کی
گھات پر مقیم رہو اور خدا سے ڈرو تاکہ فلاح پاؤ۔ صبر کے باب میں اکثر قرآنی آیتیں موجود ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ صبر میں خیر و نعمتیں
حسن جزا۔ عطا۔ اور دینی و دنیوی راحت ہے صبر کو لازم کرلو۔ کیونکہ تم اس میں یہاں وہاں کی خوبی معلوم کرچکے ہو۔ قبروں کی زیارت
صالحین سے ملاقات اور نیکیاں کرتے رہو۔ تمہارا کام درست ہو گیا ہے۔ تم اُن میں نہ ہو کہ جب نصیحت دیئے گئے تو سنا اور سب سنا
عمل نہ کیا۔ تمہارا دین چار باتوں سے جاتا رہا (۱) تم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے (۲) جسکو نہیں جانتے اسپر عمل کر بیٹھتے ہو (۳) جسے
نہیں جانتے اُسے سیکھنا نہیں چاہتے (۴) لوگوں کو جو نہیں جانتے اُسکے سیکھنے سے روکتے ہو **اے قوم** تم ذکر الٰہی کے مجالس
میں سیر کے لئے آتے ہو۔ علاج کے لئے نہیں آتے واعظ کے وعظ سے منہ پھیر کر اس کی خطاؤں اور لغزشوں کو یاد رکھتے
ہو ٹھٹھا کرتے ہو ہنستے ہو کھیلتے ہو۔ تم اپنے سر ہلا ہلا کر خدا کے ساتھ عقد باندھتے ہو اس سے توبہ کرو۔ دشمنان خدا کی مانند
نہ ہو۔ اور جو کچھ سنو اس سے نفع حاصل کرو اے لڑکے تو عادت کا قیدی ہے طلب قسمت اور سبب کے ساتھ ٹھہر جانے کا قیدی
سبب اور اس پر توکل کو بھول گیا ہے جدید عمل اور اللہ میں اخلاص پیدا کر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے جن اور انسان کو عبادت ہی کیلئے
پیدا کیا ہے۔ ان کی پیدائش ہوس کھیل کود۔ کھانے پینے۔ سونے نکاح کرنے کے لئے نہیں۔ اے غافلو اپنی غفلتوں سے بیدار
ہو جاؤ۔ تیرا دل ادھر ایک قدم چلتا ہے اور اس کی محبت تیری طرف چند قدم آتی ہے۔ وہ محبوں کی ملاقات کا ان سے
زیادہ مشتاق ہے جسے چاہتا ہے بیحساب روزی عنایت کرتا ہے جب کسی بندہ کو کسی کام کے لئے چاہتا ہے تو اس کے لئے
آمادہ کرلیتا ہے یہ بات باطن سے متعلق ہے ظاہر سے نہیں۔ جب مذکورہ بالا باتیں پوری ہو جاتی ہیں تو دنیا و آخرت اور ماسوی اللہ
کے متعلق اُس کا زہد درست ہو جاتا ہے اور اس کے پاس صحت قرب۔ فرشتہ اور سلطنت و امارت آجاتی ہے اس کا ذرہ پہاڑ قطرہ

دریا، ستارہ، چاند، قمر، شمس تھوڑا بہت۔ عدم و وجود۔ فنا بقا۔ اور تحرک ثبات ہو جاتا ہے۔ اس کا درخت بڑھ کر عرش تک اونچا ہو جاتا ہے۔ اور جڑھ زمین میں رہتی ہے۔ اس کی ٹہنیاں دنیا و آخرت پر سایہ ڈالتی ہیں۔ یہ ٹہنیاں حکم و علم ہیں اس کے نزدیک دنیا انگوٹھی کے حلقہ کی طرح ہو جاتی ہے۔ نہ دنیا اس کی مالک رہتی ہے اور نہ آخرت ہی قید کر سکتی ہے کوئی بادشاہ یا غلام اس کا مالک نہیں ہوتا۔ کوئی پردہ اس کی آڑ نہیں بن سکتا۔ کوئی پکڑنے والا اُسے نہیں پکڑتا کوئی کدورت اُسے مکدر نہیں کرتی جب یہ مرتبہ پورا ہو جاتا ہے تو بندہ مخلوق کے ساتھ ٹھیرنے اُنکا ہاتھ پکڑ کر دریائے دنیا سے پار کرنے کے لائق ہو جاتا ہے جب خدا بندہ کی بہتری کا ارادہ کرتا ہے تو اسے افکار ہیر طبیب ادیب وظیفہ مقرر کرنیوالا۔ ترجمان۔ مبارک شکار عطیہ۔ چراغ اور آفتاب کر دیتا ہے۔ جب خدا یہ ارادہ کرتا ہے تو ایسا ہو جاتا ہے۔ ورنہ اسے اپنے پاس چھپا لیتا اور غیر کی نظروں سے غائب کر دیتا ہے اس جنس کے بہت سے آحاد و افراد ایسے ہیں کہ خدا باوجود کلی حفظ اور پوری سلامتی کے انکو خلق کی مصلحت و ہدایت کی توفیق دیکر مخلوق کی طرف بھیجتا ہے۔ دنیا کا زاہد آخرت کے اور دنیا و آخرت کا زاہد پروردگار دنیا و آخرت کے ساتھ آزمایا جاتا ہے۔ تم ایسے غافل ہو گویا موت ہی نہ آئیگی اور نہ قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔ نہ خدا کے سامنے حساب دو گے۔ نہ پل صراط سے گذرو گے یہ تمہاری حالت ہے اور تم اسلام و ایمان کے مدعی ہو اگر تم عقل کرو گے تو یہ قرآن و علم تم پر حجت ہو گا۔ اگر تم علما کے پاس حاضر ہو کر ان کا کہنا نہ مانو گے تو تمہارا آنا تم پر حجت ہو گا۔ اور تم گنہگار ہو گے۔ گویا پیغمبر علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان کا کہنا نہ مانا۔ قیامت کے دن جلال الٰہی اور عظمت و عدل و کبریائی تمام مخلوق پر عام ہو گی دنیوی بادشاہ فنا ہو جائینگے اور اس کا مالک باقی رہیگا۔ قیامت میں سب اسی کی طرف رجوع کرینگے اور اللہ والوں کی بادشاہت عزت و غنا اور اکرام الٰہی ظاہر ہو گا وہ آج عباد و بلاد کی رونق و بری اور زمین کی میخیں ہیں۔ انکے باعث زمین کا قیام ہے وہ مخلوق کے امیر و رئیس اور خدا کے نواب ہیں یہ باعتبار معنی ہے۔ باعتبار ظاہر نہیں۔ آج یہ امر معنوی ہے کل ظاہر ہو جائیگا۔ کفار سے لڑنے والوں کی شجاعت اُن سے جا بھڑنے اور ثابت قدم رہنے میں ہے۔ نیکیوں کی شجاعت نفسوں۔ ہواؤں۔ طبیعتوں۔ شیطانوں اور بری دوستوں کی ملاقات میں ہے۔ جو شیاطین الانس ہیں۔ خواص کی شجاعت دنیا و آخرت اور ما سوی اللہ سے زہد میں ہے۔ اے لڑکے اس سے پہلے بیدار ہو کہ تو بلا حکم خود بیدار کیا جائے۔ دیانت اختیار کر اور دینداروں سے مل۔ کیونکہ فی الواقع انسان وہی ہیں خدا کی اطاعت کرنیوالا عاقل ہے اور نافرمان بہت بڑا جاہل ہے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں علیک بذات الدین تربت یداک دینداروں کو لازم کر لے تیرے دونوں ہاتھ خاک آلودہ ہوں یعنی تو محتاج ہو جائے۔ ترب یعنی محتاج ہو گیا اور اترب یعنی استغنے ہے یعنی تونگر ہو گیا۔ جب تو اہل دین سے ملے اور ان سے محبت کریگا تیرے ہاتھ مستغنے ہو جائینگے اور دل نفاق و اہل نفاق سے جو بطور ریا کار عمل کرتے ہیں۔ وحشت کریگا۔ تجھ سے وہی عمل قبول ہو گا جو تو خالص اس کے لئے کریگا صورت عمل قبول نہیں ہوتی بلکہ معنی قبول ہوتے ہیں۔ جب تو عمل میں اپنے نفس، ہوا، شیطان اور دنیا کی مخالفت کریگا تو وہ قبول کریگا۔ خالص عمل کر اور ان پر نظر نہ ڈال۔ وہی قبول ہو گا۔ جو اس کے لئے ہو۔ مخلوق کے لئے نہ ہو۔ تجھ پر افسوس کہ خلقت کے لئے عمل کرے۔ اور یہ چاہے کہ خدا اس کو قبول کرے یہ ہوس ہے۔ حرص تکبر اور فرحت کو چھوڑ خوشی کم اور غم زیادہ کیا کر۔ کیونکہ دار الحزن اور قید خانہ میں ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دائم الفکر تھے خوشی کم اور غم زیادہ کیا کرتے تھے۔ دوسرے کا دل خوش کرنے کے لئے بجز تبسم کے بہت کم ہنستے تھے۔ آپ کے قلب مبارک میں احزان و اشکال تھے۔ اگر صحابہ اور امور دنیا نہ ہوتے تو آپ گھر سے نہ نکلتے اور کسی کے پاس نہ بیٹھتے۔ اے لڑکے۔ جب خدا کے ساتھ

تیری خلوت نشینی درست ہو جائیگی۔ تو سراسر حیرت ناک اور دل صاف ہو جائیگا نظر سراپا عبرت دل بہمہ فکر روح اور باطن خدا کی طرف واصل ہو جائیگا۔ دنیا کا فکر عقوبت و حجاب اور آخرت کا فکر دل کے لئے علم و حیات ہے جس بندہ کو تفکر ملتا ہے اسے احوال دنیا و آخرت کا علم عطا کیا جاتا ہے تجھ پر افسوس کہ اپنا دل دنیا میں ضائع کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تیری قسمت میں ہے۔ اس سے فارغ ہو چکا ہے اور اس کے لئے اوقات معین کئے ہیں۔ جو اسے معلوم ہیں۔ تیرے لئے ہر روز نیا رزق ہوتا ہے تو اس سے مانگ یا نہ مانگ تیری حرص خدا و دنیا کے نزدیک تجھے رسوا کریگی۔ تو نقصان ایمان کے باعث روزی مانگتا ہے اسی کی زیادتی کے باعث طلب سے بیٹھ رہتا ہے اس کے کمال کے سبب روزی سے بالکل بے پروا ہو جاتا ہے اے لڑکے قطعی بات کو ہنسی بازی سے نہ ملا۔ تو مخلوق کے ساتھ اپنے دل پر قادر نہیں۔ تو خالق کے ساتھ اسے کیونکر جمع رکھ سکتا ہے۔ تو مشرک بالسبب ہے۔ مسبب کے ہمراہ کیونکر رہیگا۔ ظاہر و باطن۔ اور جو تو سمجھتا ہے اور جو نہیں سمجھتا اور جو مخلوق کے پاس ہے اور جو خالق کے پاس جمع نہیں ہو سکتا۔ جو مسبب کو بھول کر سبب میں مشغول رہا۔ اول کو چھوڑ کر ثانی میں مصروف ہوا اور باقی کو بھول کر فانی سے خوش ہوا وہ بہت بڑا جاہل ہے۔ اے لڑکے تو جاہلوں کی صحبت میں رہتا ہے اس لئے ان کا جہل تیری طرف متعدی ہوتا ہے احمق کی صحبت نقصان کی صحبت ہے مومنین اہل الیقین اور علمائے باعمل کی صحبت اختیار کر تمام تصرفات میں مومنوں کا حال اچھا ہے۔ وہ مجاہدات اور اپنے نفسوں اور خواہشوں کو مغلوب کرنے پر قادر ہیں۔ اسی لئے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں مومن کے چہرہ پر خوشی اور دل میں غم رہا کرتا ہے۔ یہ اپنی قوت سے اسپر قادر ہوتا ہے کہ مخلوق کے روبرو خوشی ظاہر کرے۔ خدا کے اور اپنے مابین غم و ملال کو پوشیدہ رکھے۔ اس کا غم دائمی ہوتا ہے۔ تفکر گریہ بہت ہے۔ اور ہنسی کم۔ اسی لئے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ مومن کو اپنے پروردگار سے ملے بغیر راحت نہیں۔ مومن ظاہری خوشی سے اپنے غم کو چھپاتا ہے اور اس کا ظاہر کسب میں متحرک اور باطن خدا کی طرف ساکن رہتا ہے۔ اس کا ظاہر عیال کے لئے ہے اور باطن خدا کے لئے۔ اس کا بھید اہل و اولاد۔ ہمسایہ ہمسائی اور مخلوقات میں سے کسی پر ظاہر نہیں ہوتا۔ وہ پیغمبر علیہ السلام کا قول سنتا ہے کہ مخفی رکھنے کے ساتھ اپنے امور پر مدد چاہو۔ مومن ہمیشہ اپنا راز چھپاتا رہتا ہے اور اگر غلبہ کی حالت طاری طاری ہوتی یا اس کی زبان سے کوئی کلمہ نکل جاتا ہے تو فوراً تدارک کرتا اور عبارت کو بدل دیتا ہے۔ جو ظاہر ہوا اس کو چھپاتا اور اس اظہار سے عذر کیا کرتا ہے۔ اے لڑکے تو مجھے اپنا آئینہ بنا اور تو مجھ کو اپنے دل اور سر اور اعمال کا آئینہ بنالے میری پاس آ۔ تو اپنے نفس میں وہ کیفیت دیکھے گا جو مجھ سے دور رہنے میں نہیں دیکھ سکتا۔ اگر تجھے دین کے متعلق کسی بات کی ضرورت ہے تو مجھے اپنے لئے لازم کر لے۔ میں دین الٰہی میں تجھ سے خوف نہ کروں گا۔ میں دینی معاملات میں بے شرم ہوں۔ ایسے سخت ہاتھوں سے تربیت دیا گیا ہوں جو اپنا نفع حاصل کرنے والا اور منافق نہ تھے۔ دنیا کو اپنے گھر میں چھوڑ۔ اور مجھ سے قریب ہو میں آخرت کے دروازہ پر کھڑا ہوا ہوں۔ میری پاس ٹھہر میرا قول سن۔ اور عنقریب مرنے سے پہلے اسپر عمل کر۔ خدا کے خوف اور خشیت کا دائرہ کھینچ۔ اگر تجھ کو خوف خدا نہیں تو دنیا و آخرت میں تیرے لئے امن نہیں۔ خدا سے ڈرنے ہی کا نام علم ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ خدا سے اسکے وہی بندے ڈرتے ہیں جو عالم ہیں۔ خدا سے وہی عالم ڈرتے ہیں جو اپنے علم پر عمل کرتے ہیں جانتے۔ اور اس کو عمل میں لاتے ہیں۔ خدا سے اپنے اعمال کی جزا نہیں مانگتے۔ بلکہ اس کی رضامندی و قرب کا ارادہ رکھتے ہیں

اوس کی محبت اور بُعد وحجاب سے نجات چاہتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا وآخرت ہیں اُن کے روبرو دروازہ بند ہو۔ دنیا و آخرت اور ماسوی اللہ کی طرف رغبت نہیں کرتے۔ دنیا ایک قوم کے لئے ہے اور آخرت ایک قوم کے لئے۔ اور خدا ایک اور قوم کے لئے۔ وہ کون ہیں یقین رکھنے والے عارف مومن۔ جو اس کے محب پرہیزگار۔ اُس سے ڈرنے والے غمزدہ اور اسکے لئے شکستہ دل ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ بغیر دیکھے خدا سے ڈرتے ہیں۔ خدا اُن کی ظاہری آنکھوں سے غائب اور دل کی آنکھوں کے روبرو ہی۔ اس سے کیونکر نہ ڈریں حالانکہ وہ ہر دن نئی شان میں ہی تغیر وتبدل کرتا رہتا ہے کسی کی مدد کرتا ہے کسی کو رسوا کرتا ہے اسے جلاتا ہی اُسے مارتا ہی۔ اسے صاحب اقبال کرتا ہی اسے صاحب ادبار اسے قریب کرتا ہے اسے بعید۔ اپنے فعل سے سوال نہیں کیا جاتا اور لوگ اپنے اعمال سے سوال کئے جائینگے۔ الٰہی ہمیں اپنا مقرب بنالے۔ دور نہ رکھ اور دنیا وآخرت میں ہم کو نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

چھٹی مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے نصف شوال ۵۴۵ھ میں جمعہ کے دن مدرسہ میں فرمایا

نیکوں کے دل صاف پاک مخلوق کو بھولنے خدا کو یاد کرنے۔ دنیا کو فراموش اور آخرت کو یاد رکھنے والے ہیں وہ جو کچھ تمہارے پاس ہے سب کو چھوڑ کر اسے یاد رکھتے ہیں جو خدا کے پاس ہی تم ان سے اور انکے حالات سے متحیر اور آخرت کو چھوڑ کر دنیا میں مشغول تم خدا کی شرم چھوڑ کر اسپر بیحیائی کو جائز رکھتے ہو۔ اپنے بھائی مومن کی نصیحت قبول کر۔ اس کا مخالف نہ ہو وہ تیرے لئے ایسی چیز دیکھتا ہے کہ تو اپنے لئے نہیں دیکھ سکتا۔ اسی لئے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہی مومن اپنے مومن بھائی کی خیرخواہی میں سچا ہوتا ہے۔ اسپر مخفی اشیاء کو ظاہر کرتا ہے۔ حسنات وسیئات کو جدا کر دیتا اور اسکے نفع ونقصان کو معلوم کرا دیتا ہے۔ وہ پاک ذات ہی جس نے میرے دل میں مخلوق کی خیرخواہی ڈالی اور اس کا بہت بڑا غم مجھ کو دیا۔ میں ناصح ہوں اور اس کا کچھ بدلا نہیں چاہتا میری مزدوری خدا کے پاس جمع ہے میں دنیا کا طالب نہیں ہوں میں دنیا وآخرت اور ماسوا کو نہیں پوچھتا۔ بجز خالق واحد احد اور قدیم کے کسی کی عبادت نہیں کرتا تمہاری نجات سے میری خوشی اور ہلاکت سے میرا غم وابستہ ہے جب میں کسی مرید صادق کا منہ دیکھ لیتا ہوں جس نے میرے ہاتھ پر نجات پائی ہو تو کھانے پینے سے سیر ہو جاتا ہوں کپڑے پہن لیتا ہوں خوش ہو جاتا ہوں کہ میرے ہاتھ تلے رہ کر ایسا نکل آیا اے لڑکے میرا مقصود تو ہے میں نہیں ہوں۔ اگر متغیر ہوگا تو تو ہوگا۔ میں نہونگا۔ میں عبور کر چکا ہوں اور تو اپنے لئے مجھے دوست رکھتا ہی۔ میرے ساتھ تعلق کرلے تاکہ تو جلدی سے عبور کر جائے اے **قوم** اللہ اور مخلوق پر تکبر چھوڑ دو۔ اپنا مرتبہ پہچانو۔ اپنے نفسوں میں تواضع کو جگہ دو پہلے تم ذلیل پانی کے ناپاک نطفے تھے۔ آخر میں مردار ہوکر پڑے رہوگے۔ ایسے نہو جن کو طمع کھینچتی۔ ہوا نسکار کرتی اور خواہش ایسی چیز مانگنے کے لئے بادشاہوں کے دروازوں پر لیجاتی ہے جو اس کی قسمت میں نہیں یا ذلت وخواری کے ساتھ ایسی چیز مانگتا ہے جو اس کے مقدر میں ہی پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو چیز قسمت میں نہو اسکا مانگنا بندہ کے لئے خدا کا نہایت سخت عذاب ہی۔ اے تقدیر اور کاتب تقدیر سے ناواقف تجھ پر افسوس کیا تجھے یہ گمان ہی کہ اہل دنیا جو مقدر میں نہیں وہ تجھے دے سکیں گے۔ یہ شیطان

کا وسوسہ ہی جو تیرے دل اور شہر میں پیدا ہوا ہے تو خدا کا بندہ نہیں ہے بلکہ اپنے نفس وخواہش اور شیطان اور طبیعت اور درہم ودینار کا بندہ ہی کوشش کر کسی نجات یافتہ کو دیکھے۔ تاکہ اس کے طریقہ پر آکر تو بھی نجات پا جائے بعض صالحین سے مروی ہی کہ جس نے نجات یافتہ کو نہ دیکھا وہ خود نجات سے محروم رہا۔ تو نجات یافتہ کو دیکھتا تو ہے لیکن ظاہری آنکھوں سے نہ کہ دل اور سر کی آنکھوں سے تیرا ایمان تیرے لئے نہیں ہے۔ اسلئے تجھ کو ایسی بصیرت حاصل نہیں ہوئی جس سے غیر کو دیکھ سکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں مخلوق کے ہاتھوں سے دنیا حاصل کرنیکا طامع دین کو انجیر اور باقی کو فانی سے بیچ رہا ہے۔ اسلئے اُسے نہ یہ ہاتھ لگیگا۔ نہ وہ تو جب تک ناقص الایمان ہی اپنے ذمہ اصلاح معاش لازم کرلے تاکہ لوگوں کا محتاج نہو۔ اور اپنا دین صرف کرکے انکے مال کھا جائے پھر جب تیرا ایمان کامل اور قوی ہو جائے تو خدا پر توکل کرنے اور اسباب سے الگ ہو جانے کو لازم پکڑلے۔ ارباب کو چھوڑ دے اور تمام اشیائے سے دل کے ساتھ کنارہ کرلے۔ تیرا دل تیری شہر۔ اہل دوکان۔ اور جان پہچان سے الگ ہو جائے اور تو اپنے مقبوضات اپنے اہل اور بھائیوں کے سپرد کر دیگا۔ اور تو خود ایسا ہو جائیگا۔ گویا ملک الموت نے تیری جان لے لی اور موت کے اُچکنے نے تجھے اچک لیا گویا زمین شق ہو کر تجھے نگل گئی۔ گویا تقدیر اور قدرت سابقہ کی موجوں نے تجھے پکڑ لیا اور دریائے علم میں ڈالکر ڈبو دیا جو اس مقام پر پہنچ جاتا ہی اسے اسباب ضرر نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ ظاہری ہوتے ہیں باطنی نہیں ہوتے اور تمام اسباب غیر کے لئے ہوتے ہیں اسکے لئے کچھ بھی نہیں اے **قوم** اگر تم اسباب سے الگ ہوتے اور اُن کے ساتھ تعلق رکھنے پر دلی غور سے من کل الوجوہ قادر نہیں ہو تو اگر ایسا کل وجہ سے ممکن نہو تو بعض وجہ سے سہی۔ کیونکہ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں دنیا کے غموں سے جسقدر ہوسکے فارغ ہو جاؤ اے لڑکے اگر تو غم دنیا سے فارغ ہونے پر قادر ہے تو اسے کر گزر۔ ورنہ دل سے خدا کی طرف دوڑ۔ اور اسکے دامن رحمت سے لپٹ جا۔ تاکہ تیرے دل سے غم دنیا نکل جائے۔ وہ ہر شئے پر قادر ہے۔ ہر چیز کا عالم ہے۔ ہر شے اسکے قبضہ میں ہی۔ اسکے دروازہ پر جا پڑ۔ اور یہ مانگ کہ تیرے دلکو غیر سے پاک کردے۔ ایمان کو اپنی معرفت اپنے علم اور مخلوق کی طرف سے بے پرواہی سے بھر دے اس سے سوال کر کہ تجھے یقین عطا کرے۔ تیرے دلکو اپنا انس دے اور اعضا کو اپنی طاعت میں مشغول رکھے۔ ہر چیز اس سے مانگ غیر سے نہ مانگ۔ اپنی طرح کی مخلوق کے آگے ذلیل نہ ہو۔ بلکہ تیرا ذلیل ہونا اسکے لئے ہو غیر کیواسطے نہ ہو۔ تیرا معاملہ اس کے ساتھ اور اس کے لئے ہو غیر سے نہو اے لڑکے بلا عمل قلب فقط زبانی جمع خرچ تجھے ایک قدم خدا کی طرف نہیں لیجا سکتا۔ سیر دلی سیر اور قرب قرب اسرار اور عمل عمل باطنی کا نام ہی اس کے ساتھ اعضا سے حدود شرع کی محافظت اور خدا اور اس کے بندوں کے تواضع لازم ہے۔ جس نے اپنے نفس کو بڑا سمجھا اسکے لئے بڑائی نہیں جس نے مخلوق کے لئے اعمال ظاہر کئے اس کے لئے عمل نہیں۔ اُن فرائض کے سوا جنکا اظہار ضروری ہے۔ باقی اعمال خلوتوں میں ہوتے ہیں۔ جلوتوں میں نہیں ہوتے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بنیاد مضبوط کرنے میں پہلے تو کوتاہی کر چکا ہی۔ اوپر کی دیوار کی مضبوطی نفع نہیں دے گی جب دیوار گرنے کو ہو اور بنیاد مضبوط ہو تو اس کی درستی پر قادر ہی اعمال کی بنیاد توحید واخلاص ہے جس کے پاس توحید واخلاص نہیں اس کے پاس عمل نہیں۔ توحید واخلاص عمل کی بنیاد مضبوط کر۔ پھر خدا کی طاقت وقوت سے نہ کہ اپنی قوت سے اعمال کی دیوار چن توحید کا ہاتھ باقی ہے نہ کہ نفاق وشرک موحد وہی ہی جسکے عمل کا چاند چڑھ جائے۔ منافق ایسا نہیں ہوتا۔ الٰہی ہر حال میں نفاق کو ہم سے دور رکھ اور ہمیں دنیا وآخرت

کی نیکی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

ساتویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے سترہ شوال ۵۴۵ھ میں اتوار کے دن رباط میں فرمایا

اے اللہ محمد اور آل محمد پر درود بھیج ہمیں صبر دے اور ثابت قدم رکھ ہم پر اپنی عطا کی زیادتی کر۔ اور اس پر شکر کی توفیق دے۔ الی آخر الدعا پھر فرمایا اے قوم صبر کرو۔ دنیا سر بسر آفت و مصیبت ہے اور اس کے خلاف حالت شاذ و نادر پائی جاتی ہے۔ کوئی نعمت ایسی نہیں جسکے پہلو میں رنج اور کوئی خوشی ایسی نہیں جسکے ساتھ ملال نہو۔ ہر فراخی کے ہمراہ تنگی موجود ہے۔ دنیا کی طرف سے کروٹ لیکر شرع کے ہاتھوں اس سے اپنا حصہ لے لو کیونکہ دنیا سے کچھ حاصل کرنے کی یہی تدبیر ہے۔ اے لڑکے اگر تو مرید ہے تو اپنے مقسوم کو شرع کے ہاتھ سے اور اگر خاص یا صدیق ہے تو امر کے ہاتھ سے اور اگر فانی یا واصل و مقرب ہے تو اسے خدا کے ہاتھ سے لے تیری جانب حکم بھیجا جائیگا۔ حکم کرنے والا تجکو حکم کریگا اور نہی روکیگی اور فعل تجھ میں حرکت کریگا۔ مخلوق تین قسم ہے (۱) عامی (۲) خاص (۳) خاص الخاص۔ متقی مسلمان عامی ہے۔ جو شریعت کو ہاتھوں سے تھام رہا ہے جس نے شرع کو پکڑ رکھا ہے۔ اس سے جدا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے اس قول پر عمل کرتا ہے مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ الآیۃ (جو کچھ رسول تم کو دے اسے لیلو اور جس سے منع کرے۔ اس سے باز رہو) جب یہ تمام ہو جاتا اور آدمی اس پر ظاہراً اور باطناً عمل کرنے لگتا ہے تو دل منور ہو جاتا ہے جس سے وہ اشیا کو دیکھتا ہے۔ اور جب شرع کے ہاتھ سے کوئی چیز لیتا ہے تو دل مستغنی ہو جاتا اور الہام الٰہی کا طالب بنجاتا ہے کیونکہ اس کا الہام ہر شئے پر عام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (اللہ تعالیٰ نے نفس کو اس کا فجور اور تقویٰ الہام کیا ہے) ایسا شخص دل سے فتوی لیتا اور الہام الٰہی کا منتظر رہتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ وہ ظاہر امر کو لے لیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو کچھ اس سامان معیشت تیار کرنیوالے کی دوکان میں ہے سب اس کی ملک ہے۔ اس کے قبضہ میں ہے پھر رجوع کرتا ہے اور اس کا دلی نور اور زیادہ چمکنے لگتا ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہے اسی نور میں دیکھ لیتا ہے۔ یہ مرتبہ قوۃ ایمان و توحید کے وقت شرع پر عمل کرنے اور دنیا و مخلوق سے دل الگ کر لینے اسکے جنگلوں اور دریاؤں کے عبور کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اسوقت صبح صادق آجاتی۔ نور ایمان۔ نور قرب الٰہی۔ نور صبر۔ نور عمل۔ نور آہستگی۔ نور اطمینان حاصل ہوتا ہے یہ سب حقوق شرع ادا کرنے اور اس کی متابعت کا ثمرہ ہے۔ ابدال جو خواص الخواص ہیں شرع سے فتوی لیکر امر الٰہی۔ اسکے فعل و تحریک اور الہام کے منتظر رہتے ہیں۔ ان تین کے سوا ہلاک در ہلاک مرض در مرض۔ حرام در حرام اور دین کے سر کا درد۔ اسکے دل نجاست اور اسکے بدن کی میل ہے اے قوم تم پر طرح طرح کے تصرفات الٰہی اس لئے ہوتے ہیں کہ وہ دیکھے تم کیسے عمل کرتے ہو۔ ثابت قدم رہتے ہو یا بھاگتے ہو۔ تصدیق کرتے ہو یا تکذیب کرتے ہو جو تقدیر سے موافقت نہیں کرتا اس کے ساتھ نرمی نہیں کیجاتی اور نہ اسے توفیق دیجاتی ہے۔ جو احکام الٰہی کے رضامند نہیں اس سے رضامندی ظاہر نہ کیجائیگی۔ جو نہیں دیتا اسے کچھ نہیں دیا جاتا۔ جو کسی کی زیارت کو نہیں جاتا کوئی اسکے پاس سوار ہو کر نہیں آتا۔ اے جاہل تو ایک کام کا ارادہ کرتا ہے اور پھر اپنے ارادہ کو بدل ڈالتا ہے کیا تو دوسرا خدا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے موافق کرنا چاہتا ہے یہ بات برعکس ہے۔ اس کا عکس کر تاکہ راہ صواب ہاتھ آئے۔ اگر تقدیر نہ ہوتی تو تو جھوٹے دعووں کو نہ پہچانتا جو ہر امتحان کے وقت ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ اپنے نفس کا اس طرح انکار کر جس طرح وہ خدا کا انکار کر رہا جب تو نفس کا منکر ہوگا تو غیر کے انکار پر قادر ہو جائیگا۔ قوت ایمان کے اندازہ سے منکرات زائل ہوتے ہیں۔ اور اس کے ضعف کے

تو گھر میں بیٹھ رہیگا اور اُن کے ازالہ سے عاجز ہو جائیگا۔ ایمان کے قدم وہ ہیں جو شیاطین الانس و جن کی ملاقات کیوقت ثابت رہتے ہیں اور جو نزول بلا و آفات کے موقع پر جگہ سے نہیں ہلتے۔ تیری ایمان کے قدم ثابت نہیں ہیں۔ اس لیے ایمان کا مدعی نہو۔ سب سے دشمنی اور خالق کل سے دوستی کر۔ پھر اگر وہ کسی ایسی شی کو تیرا محبوب بنا دے جسے تو دشمن سمجھتا ہے تو تو محفوظ رہے کیونکہ اسوقت محبوب بنانیوالا وہ ہوگا نہ کہ تو اسی لئے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں میری محبوب بنائی گئی ہیں۔ خوشبو اور عورت۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ یہ چیزیں بغض۔ ترک۔ زہد۔ اور اعراض کے بعد آپ کی محبوب بنائی گئی ہیں تو اپنا دل ماسوا اللہ سے خالی کر لے وہ جس چیز کو چاہیگا تیرا محبوب بنا دیگا۔

آٹھویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے انیسویں شوال ۵۴۵ھ میں منگل کے دن شام کیوقت مدرسہ میں فرمایا۔

ریاکار کے کپڑے پاک ہیں اور دل ناپاک مباحات میں زہد کرتا ہے اور کمائی سے جی چراتا ہے۔ دین کے بدلے روٹی کھاتا ہے اور کچھ پرہیز نہیں کرتا صریح حرام خوار ہے۔ عوام کو اس کا حال معلوم نہیں اور خواص سے مخفی نہیں اس کا زہد و طاعت ظاہرداری کا ہے۔ اسکا ظاہر آباد ہے اور باطن خراب افسوس۔ خدا کی عبادت دل سے ہوتی ہے نہ کہ جسم سے یہ سب چیزیں قلوب اسرار اور معانی سے متعلق ہیں تو جن کپڑوں میں ہے ان سے الگ ہو جا تاکہ میں تجکو خدا سے ایسی پوشاک لیکر دوں جو کبھی پرانی نہ ہو۔ تو کپڑے اتار لے تاکہ وہ خود تجکو پہنائے حقوق الٰہی میں سستی کرنیکا لباس اتار ڈال۔ مخلوق کے ساتھ ٹھیرنے اور ان سے شرکت کرنے کے کپڑے پھینکدے شہوت۔ رعونت عجب و نفاق مخلوق کے نزدیک اپنی مقبولیت۔ ان کی توجہ اور عطا کا لباس دور کر۔ دنیا کے کپڑے اتار اور آخرت کا خلعت پہن۔ اپنی طاقت و قوت اور وجود سے الگ ہو کر بلا طاقت و قوت اور بلا وقوف سبب بلا شرک بالمخلوقات اپنے آپ کو خدا کے سامنے ڈالدے جب تو ایسا کریگا تو اس کی مہربانیاں اپنے گرد دیکھے گا۔ اس کی رحمت اگر تجھے مطمئن کر دیگی۔ اسکی نعمت اور احسانات تجکو لباس پہنائیں اور اپنے سے ملا لینگے۔ ادھر بھاگ۔ اسکی طرف اس طرح برہنہ ہو کر جا کہ نہ تو ہو اور نہ غیر۔ ادھر غیر سے الگ ہو کر چل۔ سب کو چھوڑ چھاڑ کر ادھر کی سیر کر وہ تجکو جمعیت دیگا۔ واصل کریگا۔ تیری ظاہر و باطن کو قوت دیگا۔ یہانتک کہ اگر تجھ پر دروازے بند ہو جائینگے اور اگر تو ان تمام بوجھوں کو اٹھائیگا تو اس میں خدا تجکو محفوظ رکھیگا۔ جسنے مخلوق کو توحید کے۔ دنیا کو زہد کے اور ماسوا اللہ کو رغبت کے ہاتھ سے فنا کر دیا۔ اس نے پوری فلاح و فتحمندی حاصل کی اور دنیا و آخرت کی نیکی کا حصہ لیا۔ موت سے پہلے اپنے نفسوں۔ خواہشوں اور شیطانوں کو مار ڈالو اور عام موت سے پہلے خاص موت کو لازم کر لو۔ اے قوم میرا کہا مان لو۔ میں خدا کی طرف سے داعی ہوں۔ تم کو اس کی طاعت اور دروازہ کی طرف بلاتا ہوں اپنے نفس کی طرف نہیں بلاتا۔ منافق مخلوق کو خدا کی طرف نہیں بلایا کرتا بلکہ اپنی طرف کھینچا کرتا ہے وہ حظوظ اور قبولیت کا طالب دنیا کا خواہاں ہے۔ اے جاہل تو اس کلام کو نہیں سنتا۔ اپنی نفس و ہوا کے ساتھ اپنے حجرہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ تو سب سے پہلے صحبت مشائخ۔ نفس و طبع اور ماسوی اللہ کے قتل کا محتاج ہے۔ پہلے مشائخ کے دروازوں پر جا۔ پھر ان سے جدا ہو کر خدا کے ساتھ اپنے حجرہ میں بیٹھ۔ جب یہ پورا ہو جائیگا۔ تو تو مخلوق کی دوا

اور خدا کے حکم سے ہادی و مہدی بنجائیگا - تیری زبان پرہیزگار اور دل فاجر ہے تیری زبان خدا کی حمد کرتی ہے اور دل اُس پر معترض ہے - تیرا ظاہر مسلمان ہے اور باطن کافر - ظاہر موحد ہے اور باطن مشرک - تیرا زہد اور دین سب ظاہری ہی اور باطن اس طرح خراب ہی جس طرح بیت الخلاء پر سفیدی اور ڈلاؤ پر قفل جب تیرا ایسا حال ہے - تو گویا شیطان نے تیرے دل پر خیمہ لگا کر اسے اپنا گھر بنا لیا ہے - مومن اول باطنی عمارت بناتا ہی - پھر ظاہری جس طرح کوئی گھر بنانیوالا کہ پہلے کے ضلعے بنانے میں بہت سامال صرف کر دیتا ہے اور اسوقت بیرونی دروازہ خراب خستہ ہوتا ہے پھر تعمیر پوری ہوجاتی ہے - تو دروازہ درست کر لیتا ہے - اسی طرح ابتداء میں خدا اور اس کی رضامندی ہونی چاہیئے - پھر اسکے حکم سے مخلوق کی التفات ہو - ابتداء تحصیل آخرت سے ہے اس کے بعد دنیا سے تو اپنا حصہ لے سکتا ہے ٭

نویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے بارہویں شوال ۵۴۵ھ میں جمعہ کے دن صبح کو مدرسہ میں فرمایا

پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہی کہ آپنے فرمایا - اللہ تعالیٰ اپنے دوست کو عذاب نہیں دیتا بلکہ گاہے کسی چیز میں مبتلا کر دیتا ہی مومن اسے خوب جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا یا آخرت کے متعلق کسی آیندہ مصلحت کے لئے اُسے آزمایا کرتا ہے - اسی لئے بلا سے رضامند اور اسپر صابر ہو کر خدا کو تہمت نہیں لگاتا - خدا نے بلا کے باعث اسے دیگر منکرات سے روک رکھا ہے اے دنیا میں مشغول رہنے والو اس مقام میں کلام نہ کرو تم زبان سے بولتے ہو نہ کہ دل سے - خدا اور اس کے کلام اور انبیا سے روگرداں ہو - انبیاء کے حقیقی تابع ان کے خلفاء اور قائم مقام ہیں - تم تقدیر اور قدرت میں جھگڑتے ہو - مخلوق کے عطیہ پر خدا کے احسانات سے قانع ہو - خدا اور اسکے نیک بندوں کے نزدیک جب تک خالص توبہ کر کے اسپر قائم نہ رہو گے اور قضا و قدر کے ساتھ (خواہ تمہارے نفع کیلئے ہو یا نقصان کے - تم کو عزت دے یا ذلت - فقر ہو یا غنا - صحت ہو یا مرض اچھی بات ہو یا بری) موافقت نہ کرو گے تمہاری کوئی بات قبول نہ کی جائیگی اے قوم تابع ہو تاکہ متبوع بنجاؤ - خدمت کرو تاکہ مخدومی حاصل ہو قضا و قدر کے تابع و خادم بنے رہو تاکہ وہ تمہارے تابع و خادم بنجائیں اُنکے آگے جھک جاؤ تاکہ وہ تمہارے سامنے جھکیں - کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ تو جیسا کریگا ویسا بدلہ دیا جائیگا - جیسے تم ہو گئے ویسا ہی تمپر حاکم ہوگا - تمہارے اعمال گویا تمہارے حاکم ہیں - خدا بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتا - بلکہ تھوڑے عمل کی جزا بہت دیتا ہے - صحیح کو فاسد اور سچے کو جھوٹا نہیں بناتا - اے لڑکے تو خادم ہو کر مخدوم بنے گا - اور تقدیر سے موافقت کر کے نیکیوں کی توفیق دیا جائیگا - خدا کی طاعت کر اور اس سے الگ ہو کر ان بادشاہوں کی خدمت میں نہ رہ جو نفع نقصان کچھ نہیں پہنچا سکتے وہ تجھے کیا دیتے ہیں کیا جو تیری قسمت نہ ہو وہ دے سکتے ہیں - یا جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے مقدر نہ کیا ہو وہ مقدر کر سکتے ہیں - اُن کے پاس کوئی جدید شئے نہیں ہے اگر تو ان کی عطا کو جدید مانیگا تو کافر ہو جائیگا کیا تو نہیں جانتا کہ دینے اور نہ دینے والا - ضرر اور نفع پہنچانیوالا خدا کے سوا اور کوئی نہیں - وہی مقدم ہے اور وہی موخر - اگر تو جواب دیگا کہ میں اس بات کو جانتا ہوں تو میں کہونگا تیرا یہ علم کیسا ہی کہ تو غیر کو اسپر مقدم کر رہا ہی - افسوس تو دنیا کے بدلے آخرت کو اور طاعت نفس و ہوا و شیطان و خلق کے بدلے طاعت الٰہی کو اور غیر کے سامنے شکایت لیجا کر اپنے تقویٰ کو کیوں فاسد و تباہ کر رہا ہی - کیا تجھے معلوم نہیں کہ خدا پرہیزگاروں کا حافظ و ناصر ہے - انکی

بلائیں رد کرتا ہے - اُنکو سکھاتا اور اپنی معرفت دیتا ہے - ہاتھ پکڑ کے مکروہات سے نجات عنایت فرماتا ہے - اُنکے دلوں کو دیکھتا اور انہیں ایسی جگہ سے روزی دیتا ہی کہ جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا - اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہی اے ابن آدم مجھ سے اس قدر حیا کر جسقدر اپنے نیک ہمسایہ سے - پیغمبر علیہ السلام کا قول ہی - کہ جب بندہ اپنے دروازے بند کر لیتا - پردے چھوڑ دیتا اور مخلوق سے چھپکر خلوت میں گناہ کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہی - اے ابن آدم تو نے تمام دیکھنے والوں میں مجھی ادنیٰ درجہ کا سمجھا -

دسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے چودہویں شوال ۵۴۵ھ میں اتوار کی صبح کو فرمایا

پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہی کہ آپ فرماتے ہیں - میں اور میری اُمت کے پرہیزگار تکلف سے بری ہیں متقی عبادت الٰہی میں تکلف نہیں کیا کرتا - کیونکہ عبادت اسکی عادت ہو گئی ہی وہ اپنے ظاہر و باطن سے بلا تکلف عبادت کیا کرتا ہی - منافق عموماً ہر حال میں اور خصوصاً عبادت الٰہی میں بہت تکلف کرتا ہے - ظاہر میں تکلف سے ادا کرتا ہے اور باطن میں تارک ہی - وہ متقیوں کے مقام میں داخل نہیں ہوتے ہر جگہ کے لئے ایک مقال اور ہر عمل کیلئے ایک شخص مقرر ہے - لڑائی کے کام کے وہی آدمی ہیں جو اس کے لئے پیدا کئے گئے ہیں + اے منافقو اپنے نفاق سے توبہ کرو - بھاگنے سے باز آؤ - شیطان کو اپنے اوپر ہنسوانے اور خوش ہونے کیلئے کیوں چھوڑتے ہو - تمہارا نماز روزہ اور اسیطرح صدقات اور حج و زکوٰۃ خدا کیلئے نہیں بلکہ مخلوق کیواسطے ہی - تم کام کرنے اور محنت اٹھانیوالے ہو - اگر تدارک اور توبہ و معذرت نہ کرو گے تو عنقریب دھکتی آگ میں داخل ہو گے - بلا آمیزش بدعات اتباع کو لازم کر لو - سلف صالح کا طریقہ اختیار کرو - سیدھی راہ پر چلو - جسمیں تشبیہ و تعطیل کچھ نہیں - بلکہ سنت پیغمبر علیہ السلام کا اتباع ہے - اس سے بلا تکلف بلا جبر طبع بلا تشدد - بلا دریدہ دہنی بلا جبر یا تم کو وہ وسعت ملیگی جو پہلوں کو ملی تھی - تجھ پر افسوس کہ قرآن حفظ کرتا ہی اور اسپر عمل نہیں کرتا - حدیث پیغمبر یاد ہے لیکن اسپر عمل نہیں تو ایسا کیوں کرتا ہی لوگوں کو امر کرتا ہی خود نہیں کرتا - انکو روکتا ہی خود باز نہیں رہتا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ الآیۃ (خدا کے نزدیک یہ بڑی غصہ کی بات ہے کہ کہو اور نہ کرو) کہ اس کی مخالفت کیوں کرتے ہو - تمکو شرم نہیں آتی - ایمان کا دعویٰ کرتے ہو اور ایمان نہیں لاتے - ایمان آفتوں کا مقابلہ کرنیوالا - اور انکے بوجھ کے نیچے صابر ہے - ایمان ہی پچھاڑنے اور لڑانے والا ہے - مومن کے نزدیک ایمان تمام دنیا سے زیادہ مکرم ہی ایمان خدا کے لیے مکرم ہوتا ہے - اور ہر ہوا شیطان و اغراض نفسانی کے لئے جو شخص خدا کے دروازہ کو چھوڑ گیا - وہ مخلوق کے دروازوں پر جا بیٹھا اور جو خدا کا رستہ چھوڑ کر گمراہ ہو گیا - وہ مخلوق کے رستہ پر جا رہا - خدا جسکے لئے بہتری چاہتا ہے - اسکے آگے مخلوق کے دروازے بند کر تا اور خود عطا کرنے کے زمانہ تک اُن کی عطائیں منقطع کر دیتا ہی اسے تالاب سے دریا میں جا کر اکرتا ہی - لا شئے سے شے کیطرف لیجاتا ہے - افسوس تو جاڑوں میں تالاب پر بیٹھا خوش ہو رہا ہے عنقریب گرمی آجائیگی اور تمام پانی سوکھ جانے کے سبب تو ہلاک ہو گا - دریا کے کنارے رکان بنا لے جس کا پانی گرمیوں میں منقطع نہیں ہوتا اور جاڑوں میں بکثرت ہو جاتا ہی - خدا کے ساتھ رہ - اس سے تو غنی - عزیز - امیر - اور حاکم اور رہبر ہو جائیگا - جو خدا کے باعث سب سے مستغنی ہو جاتا ہے - ہر چیز اسکی محتاج ہوتی ہے - یہ شئے آراستگی اور آرزو سے حاصل نہیں ہوتی - بلکہ ایسی چیز سے ہے کہ جس کی توقیر سینوں میں ہی اور عمل جس کی تصدیق کرتا ہے - اے لڑکے گونگا پن تیری عادت گمنامی تیرا لباس -

مخلوق سے بھاگنا تیرا مقصود ہونا چاہیئے۔ اگر تو زمین میں نقب لگا کر کسی تہ خانے میں چھپنے پر قادر ہے تو ایسا کر گذر۔ یہاں تک کہ تیرا ایمان جوان ہو تیری ایقان کا قدم مضبوط ہو تیرے صدق کا بازو پر نکال لائے۔ تیری دل کی آنکھیں کھل جائیں تو اپنا یہی طریقہ رکھ۔ اسوقت تو اپنے گھر کی زمین سے اونچا ہو کر ہوائے علم الٰہی میں اُڑنے لگے گا اور اپنے رہنما و رفیق نگہبان کے ساتھ مشرق و مغرب بحر و بر دشت و جبل اور زمین و آسمان کے گرد پھر آئے گا۔ اسوقت اپنی زبان کو کلام کی اجازت دے گمنامی کا لباس اتار۔ خلقت سے بھاگنا چھوڑ۔ تہ خانے سے نکل کر اُن کے پاس آ۔ تو ان کی دوا ہے ان سے مدد نہ مانگ۔ انکی قلت و کثرت۔ اقبال و ادبار اور تعریف و ہجو کی پروا نہ کر جہاں گریگا اٹھایا جائیگا۔ کیونکہ تو اپنے خدا کے ساتھ ہے اے قوم خالق کو پہچانو اور اس کے آگے ادب سے رہو جبتک تمہارے دل اس سے دور رہیں گے تم بے ادب رہوگے اور جب قریب ہو جائینگے تم کو ادب آجائیگا۔ دروازہ پر غلاموں کی بیہودہ گوئی بادشاہ کے سوار ہونے سے پہلے ہوتی ہے اور جب وہ سوار ہو جاتا ہے تو خاموش اور مؤدب ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ اسکے مقرب ہوتے ہیں اور اسوقت ان میں کا ہر ایک کسی گوشہ میں چھپ رہتا ہے خلقت کی طرف متوجہ ہونا گویا خدا سے بھاگنا ہے جب تو ارباب کو جدا۔ اسباب کو الگ اور نفع و ضرر خلقت کی ملاقات کو نہ چھوڑیگا۔ نجات نہ ملیگی۔ تم لوگ تندرست مگر بیمار۔ غنی مگر فقیر۔ زندہ مگر مردہ موجود۔ مگر معدوم ہو۔ خدا سے بھاگنا اور اعراض کب تک ۔ دنیا کی آبادی اور آخرت کی خرابی کب تک۔ تم میں سے ہر شخص کے پاس ایک دل ہے۔ پھر اس سے دنیا و آخرت دونوں کو کس طرح دوست رکھ سکتا ہے۔ اس میں خالق و مخلوق دونوں کیونکر سما سکتے ہیں۔ یہ بات ایک دل میں بحالت واحدہ کیونکر حاصل ہو سکتی ہے یہ جھوٹ ہے اور پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے کہ جھوٹ ایمان سے بیگانگی رکھتا ہے۔ ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہو۔ تیرے اعمال اعتقاد کے گواہ ہیں۔ ظاہر باطن کی دلیل ہے۔ اسی لئے بعض کا قول ہے کہ ظاہر باطن کا عنوان ہے۔ تیرا باطن خدا اور اس کے خاص بندوں کے نزدیک ظاہر ہے جب کوئی ان میں سے تیرے ہاتھ لگ جائے تو اس کے سامنے مؤدب رہ اور اس کی ملاقات سے پہلے توبہ کر۔ اسکے آگے ذلیل اور متواضع رہ اگر جب صالحین کے آگے متواضع رہیگا تو خدا کے سامنے بھی متواضع ہوگا۔ تواضع کر۔ کیونکہ خدا متواضع کا رتبہ بلند کر دیتا ہے اپنے سے بڑے کا ادب کر۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تمہارے بڑوں میں برکت ہے شیخ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے اس سے فقط کبر سن مراد نہیں رکھا۔ بلکہ کبر سن کے ساتھ امر و نہی بجالانے میں پرہیزگاری اور کتاب و سنت پر عمل کرنا بھی شامل ہے۔ کیونکہ بہت بڑے بوڑھے ایسے ہوتے ہیں جن کا احترام اور جن سے سلام و کلام تک جائز نہیں اور نہ ان کی ملاقات میں کسی قسم کی برکت ہے اکابر وہ ہیں جو پرہیزگار صالح صاحب تقوی عامل بالعلم اور عمل میں مخلص ہوں۔ اکابر وہ صاف دل ہیں جو ماسوی اللہ سے روگرداں ہیں اکابر وہ دل ہیں جو خدا کے جاننے پہچاننے والے اور اس سے قریب ہیں۔ علم ولی جب زیادہ ہو جاتا ہے تو دل اپنے مولا سے قریب ہو جاتے ہیں جس دل میں حب دنیا ہو وہ خدا سے محجوب ہے۔ اور جس میں حب آخرت ہو وہ قرب الٰہی سے محجوب ہے تجکو جس قدر دنیا کی رغبت ہوگی۔ آخرت کی رغبت گھٹ جائیگی اور جس قدر آخرت کی رغبت ہوگی خدا کی محبت کم ہو جائیگی۔ اپنے اندازہ کو پہچانو۔ اور اپنے نفسوں کو ایسی جگہ نہ لیجاؤ جہاں خدا نے ان کو جگہ نہ دی ہو یعنی اپنی قدر نہ گھٹاؤ۔ اسی لئے بعض نے کہا ہے کہ جس نے اپنا رتبہ نہ پہچانا تقدیر اسے اس کا رتبہ معلوم کرا دیگی۔ تو جہاں سے اُٹھا دیا جاوے وہاں پہلے ہی سے نہ بیٹھ۔ گھر میں آنے کے بعد گھر والے نے جہاں تجھے نہ بٹھایا ہو وہاں بیٹھنا اچھا نہیں کیونکہ تو وہاں سے اپنی مرضی بغیر اٹھا دیا جائے گا۔ اور اگر نہ اٹھے گا۔ تو اہانت کے ساتھ اٹھا دیا جائیگا۔ نکال دیا جائے گا

اے لڑکے تو نے اپنی عمر علمی باتوں کے لکھنے اور بلا عمل یاد کرنے میں ضائع کی اس نے تجھ کو کیا نفع دیا پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالی قیامت کے دن انبیا و علما سے کہیگا۔ تم مخلوق کے نگہبان تھے۔ رعایا کے حق میں کیا کیا۔ بادشاہوں اور دولتمندوں سے خطاب ہوگا کہ تم میری خزانوں کے خزانچی تھے۔ کیا تم نے فقیروں کے ساتھ کچھ سلوک کیا ہے۔ یتیموں کی پرورش کی ہے اور جو حق میں نے تم پر فرض کیا تھا اسے ادا کرتے رہے تو اے قوم پیغمبر علیہ السلام کے وعظ سے نصیحت پکڑو۔ ان کا کہا مانو۔ تمہارے دل کس قدر سخت ہیں۔ وہ پاک ذات ہے جس نے مجکو مخلوق کے اندازہ کرنے پر قادر بنا دیا ہے جب میں اُڑنے کا قصد کرتا ہوں تقدیر مقراض میری پر کتر دیتی ہے مگر میں آرام سے ہوں۔ میری کیا پوچھتے ہو۔ میں شاہی برج میں مقیم ہوں۔ اے منافق تجھ پر افسوس تو اس سے میری نکل جانے کی آرزو کرتا ہے اگر میں حرکت کروں۔ تو امر متغیر ہو جاتا ہے۔ اعضا جدا ہو جائیں بات بدلجائے لیکن میں خدا کے عذاب آنے سے خوف کرتا ہوں میں خود چست چالاک نہیں ہوں۔ بلکہ مجھ پر تقدیر کی جانب سے چستیاں ہیں میں اس کا مستحق اور اسکی طرف تسلیم کیا گیا ہوں۔ اے خدا میں سلامتی و تسلیم کا خواہاں ہوں۔ افسوس تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے۔ حالانکہ میں خدا کے دروازے پر کھڑا مخلوق کو اس کی طرف بلا رہا ہوں۔ تو عنقریب اپنا جواب معلوم کر لیگا۔ میں اوپر ایک ہاتھ نظر آتا ہوں اور نیچے ہزاروں ہاتھ ہوں۔ ای منافقوں تم جاد آخرت میں بہت جلد عذاب آہی دیکھو گے۔ زمانہ حاملہ ہے تمکو عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ اس سے کیا پیدا ہوا۔ میں خدا کے بد تصرف میں ہوں وہ کبھی مجکو پہاڑ بنا دیتا ہے کبھی ذرہ۔ کبھی دریا کر دیتا ہے کبھی قطرہ کبھی سورج کر دیتا ہے جس میں چمک اور روشنی۔ وہ مجکو روز و شب کی طرح بدلتا رہتا ہے وہ ہر دن بلکہ ہر لحظہ نئی شان میں ہے آج کا دن تمہارے لئے ہے اور کل غیر کے لئے۔ اے لڑکے اگر سینہ کی فراخی اور دل کی درستی چاہتا ہے۔ تو مخلوق کی نہ سُن۔ انکی بات پر التفات نہ کر کیا تو نہیں جانتا کہ لوگ اپنے خالق سے رضامند نہیں ہیں پھر تجھ سے کیونکر خوش ہونگے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ ان میں کے بہت نہ عقل رکھتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ ایمان لاتے ہیں۔ بلکہ تکذیب کرتے ہیں تصدیق نہیں کرتے۔ اس قوم کی تابعداری کر جو خدا کے سوا کسی کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اس کے سوا کسی کی نہیں سنتے۔ اس کے سوا کسی کو نہیں دیکھتے۔ خدا کی رضامندی کے لئے خلقت کی ایذا پر صبر کر۔ خدا جس بلا میں تجکو مبتلا کرے اس پر صابر رہ۔ اپنی برگزیدہ عاجزی کرنے والے بندوں کو مخلوق سے الگ کرنے کا یہ خدائی طریقہ ہے کہ وہ ان کو انواع انواع کی بلاؤں آفتوں اور رنج سے آزمایا کرتا ہے اپر دنیا و آخرت اور ما تحت عرش سے لیکر تحت الثری ہر چیز کو تنگ کر دیتا ہے۔ اس سے انکی ہستی کو فنا کیا کرتا ہے اور اس فنا کر دینے کے بعد ان کو محض اپنے لئے موجود کرتا اور صرف اپنے ساتھ قائم رکھتا اور ان کو دوسری زندگی دیتا ہے چنانچہ خود فرماتا ہے۔ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ الآیۃ (پھر ہم اُسے دوبارہ پیدا کرینگے۔ پس اللہ جو تمام پیدا کرنے والوں سے بہتر ہے بڑا ہی با برکت ہے پہلی پیدائش مشترک ہے اور یہ خاص اللہ تعالی اس کو اسکے بھائیوں اور ابنائے جنس یعنی بنی آدم سے الگ کر لیتا ہے۔ پیدائش کے پہلے معنی کو بدل ڈالتا ہے اُسے زیر و زبر کر دیتا ہے وہ محض ربانی و روحانی ہو جاتا ہے۔ اس کا دل مخلوق کی ملاقات سے تنگ ہو جاتا ہے اور اس کے بھید کا دروازہ خلقت کی طرف سے بند ہو جاتا ہے۔ دنیا و آخرت اور دوزخ و بہشت اور تمام مخلوقات و اکوان اسے ایک صورت میں شئے واحد نظر آتے ہیں۔ پھر یہ شئے اس کے بھید کے قبضہ میں دی جاتی ہے۔ اور وہ اُسے نگلجاتا ہے اور یہ نگلنا ظاہر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالی اس میں اپنی قدرت کا اظہار کرتا ہے جیسا کہ عصائے موسی ع میں کیا تھا۔ وہ پاک ذات ہے جو

جو اپنی مراد کے متعلق جس شخص کے ہاتھ پر چاہے اپنی قدرت کا اظہار کرتا ہے۔ موسیٰؑ کا عصا رسیوں وغیرہ کے ڈھیر کے ڈھیر نگلگیا۔ اور اس کا پیٹ نہ پھولا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کے معلوم کرانے کا ارادہ کیا تھا کہ یہ ہماری قدرت ہے حکمت نہیں بلکہ اس دن جادوگروں کا فعل حکمت اور ہندسہ سے متعلق تھا اور عصائے موسوی سے جو کچھ ظاہر ہوا۔ یہ محض خدا کی قدرت تھی۔ خرق عادت اور معجزہ تھا۔ اسی لئے جادوگروں کے افسر نے اپنے کسی مصاحب سے کہا تھا۔ کہ دیکھو موسیٰؑ کس حالت میں ہیں۔ اُسنے کہا ان کا رنگ متغیر ہے۔ اور عصا اپنا کام کر رہا ہے۔ افسر نے جواب دیا کہ یہ اللہ کا فعل ہے۔ موسے علیہ السلام کا نہیں۔ کیونکہ ساحر اپنے سحر سے اور کاریگر اپنے کام سے ڈرا نہیں کرتا۔ چنانچہ پھر یہ شخص اور تمام دوست آشنا ایمان لے آئے۔

اے لڑکے تو حکمت سے قدرت کی طرف کب رجوع کریگا۔ تیرا عمل تجکو حکمت سے قدرۃ الٰہی کی طرف کس دن پہنچائے گا۔ تیرے عملوں کا اخلاص تجکو باب قرب الٰہی کی طرف کب لے چلیگا۔ تجکو معرفت کا آفتاب خواص وعوام کے دلوں کے چہرے کب دکھائے گا۔ بلا کے سبب حق سے نہ بھاگ۔ وہ یہ بات معلوم کرنے کو تجھے آزماتا ہے کہ دیکھیں ہمارے دروازہ کو چھوڑکر اسباب کی طرف جاتا ہے یا نہیں۔ آیا ظاہر کی طرف رجوع کرتا ہے یا باطن کی طرف۔ اسکی طرف جاتا ہے جو معلوم نہیں ہوتا یا اسکی طرف جو معلوم ہوتا ہے۔ ادھر رجوع کرتا ہے جو دکھائی نہیں دیتا یا اُدھر جو دکھائی دیتا ہے۔ اے خدا ہمکو نہ آزما اور بلا آزمائش اپنا قرب نصیب کر۔ الٰہی اپنا قرب و لطف عنایت کر۔ الٰہی بلا بُعد اپنا قرب دے۔ ہمیں تیرے بعد کی طاقت نہیں۔ اور نہ ہم آزمائش کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ ناہ آفات سے الگ کرکے ہمیں اپنا قرب نصیب کر۔ اور اگر آفات کی آگ ہمارے لئے ضرور ہے۔ تو ہمیں اُس آتشی سمندر کی مانند کردے جو آگ ہی میں انڈے بچے دیتا ہے۔ اور وہ نہ اُسے ضرر دیتی ہے نہ جلا سکتی ہے اس آگ کو ہمپر اپنے خلیل ابراہیمؑ کی آگ کی طرح کردے اس سے ہمارے گرداگرد اس طرح سبزہ اگادے جسطرح ابراہیم کے گرداگرد اگایا تھا۔ اور ہمیں انکی طرح تمام اشیاء سے بے پروا کردے اور ہمارا امور نفس متولی بنجا جسطرح ان کا بنگیا تھا اور انھیں کی طرح ہماری حفاظت کر۔ آمین۔ ابراہیمؑ نے طریق سے پہلے رفیق گھر سے پہلے ہمسایہ۔ وحشت سے پہلے انیس۔ مرض سے پہلے پرہیز۔ بلا سے پہلے صبر قضا سے پہلے رضا حاصل کرلی تھی۔ اپنے باپ ابراہیمؑ سے تعلیم لو اور اقوال و افعال میں انکی اقتدا کرو وہ پاک ذات ہے جس نے بلا کے دریاؤں میں ابراہیم پر مہربانی کی۔ دریائے بلیات میں انہیں تیرنے کی تکلیف دی اور انکی تائید کی۔ انہیں دشمن پر حملہ کرنے کی تکلیف دی اور خود گھوڑے کے ساتھ رہا۔ انکو اونچے مقام پر چڑھنے کی تکلیف دی اور اپنا ہاتھ ان کی پشت پر رکھا۔ انکو اپنے کھانے کی طرف دعوت خلق اور پاس والوں پر خرچ کرنے کی تکلیف دی لطف باطنی ومخفی اسی کا نام ہے۔ اے لڑکے خدا کیطرف ہوجا۔ اسکے تقدیر اور فعل کیوقت خاموش رہ تاکہ تجکو الطاف کثیر نظر آنے لگیں۔ تونے حکیم جالینوس کے غلام کا حال نہیں سُنا کہ کس طرح گونگا بیوقوف اور ساکت بنا رہا۔ یہاں تک کہ اس کا تمام علم سیکھ لیا۔ کثرت ہذیان منازعت اور خدا پر اعتراض کرنے سے اس کی حکمت تیرے دل میں ہرگز نہیں آسکتی۔ الٰہی ہمکو موافقت اور ترک منازعت نصیب کر اور دنیا و آخرت میں نیکی عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے بچا

گیارہویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے انیسویں شوال ۵۴۵ھ میں جمعہ کے دن صبح کو مدرسہ میں فرمایا

اے قوم خدا کو پہچانو۔ اس سے بیخبر نہ رہو اس کی اطاعت کرو۔ نافرمان نہ ہو۔ اس سے موافقت رکھو مخالفت نہ کرو۔ اُسکے حکم سے رضامند رہو اور نزاع نہ کرو۔ خدا کو اس کی صنعت سے معلوم کرو۔ وہ خالق۔ رازق۔ اول۔ آخر۔ ظاہر باطن۔ قدیم۔ ازلی دائمی۔ ابدی اور اپنے ارادہ کو پورا کر دینے والا ہے۔ اُسکے فعل سے سوال نہیں ہوسکتا۔ اور لوگ اپنے اعمال سے سوال کئے جائینگے وہ غنی کرنے فقیر کرنے زندہ رکھنے مارڈالنے نفع پہنچانے اور عذاب کرنیوالا ہے۔ اسی سے خوف کیا جاتا ہے۔ اور اسی سے امید۔ اس کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ اور کسی سے امید نہ رکھو۔ اس کی حکمت و قدرت کے ساتھ یہانتک گردش کرو کہ قدرت حکمت پر غالب آجائے سفیدی پر سیاہی سے اس وقت تک ادب سیکھو کہ تمہارے پاس وہ شے آجائے جو ہمیں اور تم میں حائل ہے خرق جا شرع سے جسکی طرف ظاہری نہیں بلکہ معنوی طور پر اشارہ کیا گیا ہے محفوظ رہو گے۔ اس مرتبہ تک صالحین میں سے کوئی کوئی پہنچتا ہے۔ دائرہ شرع سے باہر ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اسے وہی جانتا ہے جو اس میں داخل ہے تو محض کیفیت سے اُسے نہ جان سکے گا۔ تمام امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آجاؤ اور فرشتے کی پکار کے دن تک امر ونہی اور ان کے اتباع پر کمر باندھ لو۔ پھر اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر اسکے پاس چلے جاؤ۔ ابدال کا نام ابدال اسلئے ہے کہ وہ خدا کے ارادہ کے سامنے اپنا ارادہ اور اس کے اختیار کے روبرو اپنا اختیار ہی نہیں رکھتے۔ ظاہری حکم لگاتے ہیں ظاہری عمل کرتے ہیں پھر خاص طور کے اعمال بجالاتے ہیں اور حسب ترقی درجات امر ونہی پر زیادہ کاربند ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایسی جگہ پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں امر ونہی کچھ بھی نہیں۔ بلکہ احکام شرع ان میں اثر کرتے۔ ان کی طرف مضاف ہوتے ہیں اور وہ خود الگ رہتے ہیں ہمیشہ خدا کے ساتھ حالت غیبت میں رہتے ہیں۔ البتہ امر ونہی کے وقت حاضر ہوجاتے ہیں۔ ان کی حفاظت کرتے ہیں اور حدود شرع میں سے کسی حد کو خراب نہیں کرتے۔ کیونکہ فرض عبادت کا چھوڑنا الحاد اور ارتکاب ممنوعات گناہ ہے کسی حال میں کسی شخص کے ذمہ سے فرائض ساقط نہیں ہوتے اے لڑکے اس کے حکم و علم کے ساتھ عمل کر اس دائرے سے باہر نہ نکل۔ اور اپنا اقرار نہ بھول۔ نفس ہوا۔ شیطان۔ طبیعت اور دنیا سے جہاد کر۔ خدا کی مدد سے ناامید نہ ہو۔ وہ ثبات کے ساتھ تیرے پاس آئیگی۔ خدا فرماتا ہے کہ اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔ اور ارشاد ہوا ہے کہ خدا ہی کی جماعت غالب رہیگی اور یہ بھی کہا ہے کہ جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کو اپنے طریقے سمجھادیتے ہیں۔ نفس جب مخلوق کے سامنے شکایت کرے تو اس کی زبان روک اس پر اور تمام مخلوق پر اللہ تعالیٰ کے لئے نگہبان بن۔ اُن کو طاعت کا حکم کر۔ گناہ سے روک گمراہی بدعت۔ اتباع ہوا۔ اور موافقت نفس سے باز رکھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے اتباع کا حکم کرتا رہ

اے قوم کتاب اللہ کی عزت کرو۔ اس سے مؤدب رہو۔ وہ خدا کے اور تمہارے مابین پیوند ہے اُسے مخلوق نہ ٹھیراؤ۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ میرا کلام ہے۔ تم کہتے ہو نہیں۔ جو خدا کا رد کرے اور قرآن کو مخلوق کہے وہ خدا کا منکر اور اس سے بری ہے۔ یہ قرآن یہی قرآن جو تلاوت کیا جاتا ہے۔ یہ جو پڑھا جاتا ہے۔ یہ جو سنا جاتا ہے۔ یہ جو دیکھا جاتا ہے۔ یہ جو مصاحف میں لکھا جاتا ہے خدا کا کلام ہے۔ امام شافعیؒ اور احمدؒ کا قول ہے کہ قلم مخلوق ہے اور جو کچھ اس سے لکھا گیا ہے غیر مخلوق ہے۔ قلب مخلوق ہے اور جو کچھ اس میں محفوظ ہے غیر مخلوق ہے۔ اے قوم عمل کرکے قرآن کے خیرخواہ بنو۔ نہ کہ اس میں جھگڑا کرو۔ اعتقاد چند کلمات ہیں اور اعمال بہت۔ تم اس پر ایمان لاؤ۔ دلوں سے تصدیق اور جوارح سے عمل کرو۔ اور نافع چیز سے شغل رکھو

ناقص اور ادنی درجہ کی عقلوں پر متوجہ نہ ہو۔ اے قوم منقول عقل سے منسوخ اور نص قیاس سے متروک نہیں ہوا کرتی۔ گواہ چھوڑ کر محض دعوی کے پاس نہ کھڑا ہو کیونکہ لوگوں کے مال صرف دعوی سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر لوگ اپنے دعووں سے لے لیا کرتے تو ایک قوم دوسری قوم پر خون اور مال کا دعوی کر کے اُسے حاصل کر لیا کرتی۔ لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ مدعی پر گواہ لازم ہیں اور مدعا علیہ پر قسم۔ عالم زبان اور جاہل دل مفید نہیں ہوتا۔ پیغمبر علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا میں اپنی امت پر سب سے زیادہ اس منافق سے خوف کرتا ہوں جو زبان کا عالم ہو۔ اے عالمو۔ اے جاہلو اے حاضرو۔ اے غائبو۔ خدا سے شرماؤ اور اس کی طرف اپنے دلوں سے دیکھو۔ اس کے لئے ذلیل ہو جاؤ۔ اپنے نفسوں کو اس کی تقدیر کے کوڑوں کے نیچے لے آؤ اور اس کی نعمتوں کا شکر نفس پر لازم کر لو۔ اسکی طاعت میں روشنی کو اندھیرے سے ملاؤ جب یہ ہو جائیگا۔ تو تمہارے پاس خدا کی کرامت۔ عزت اور دنیا و آخرت میں جنت آجائیگی۔ اے لڑکے اس بات کی کوشش کر۔ کہ دنیا میں کوئی چیز تیری محبوب نہ رہے جب یہ مرتبہ حاصل ہو جائیگا تو تو اپنے نفس کے ساتھ ایک لحظہ نہ چھوڑا جائیگا بلکہ اگر تو بھول جائیگا۔ تو یاد دلایا جائیگا۔ اور اگر غافل ہو جائیگا۔ تو بیدار کیا جائیگا۔ وہ تجھ کو غیر کی طرف دیکھنے کے لئے نہ چھوڑیگا۔ جس نے یہ مزہ چکھ لیا۔ اس نے خدا کو پہچان لیا۔ مخلوق میں بعض افراد اس جنس کے ہیں۔ کہ خلق کی جانب سکون کو قبول نہیں کرتے۔ اے منافقو! آفات و بلیات تمہارے دلوں کے سر پر ہیں۔ اہل اللہ جب دل کی آنکھ سے غیر اللہ کو دیکھ لیتے ہیں تو اپنی سلامتی کو اس کی جانب سکون حاصل کرتے اس کے آگے پڑے رہنے مخلوق کی جانب سے اندھا ہو جاتے اور اسپر اعتراض کرنے سے اپنی زبان کاٹنے میں خرچ کر دیتے ہیں۔ ان کے روبرو شب ماہ و سال بدل جاتے ہیں اور وہ ایک حالت پر رہتے ہیں۔ خدا کے ساتھ متغیر نہیں ہوتے وہ مخلوق میں سب سے زیادہ عقلمند ہیں۔ تم انکو دیکھو تو مجنون کہو اور وہ تم کو دیکھیں تو یہ کہیں کہ ابھی یہ لوگ قیامت پر ایمان ہی نہیں لائے۔ ان کے دل خدا کے سامنے غمگین اور شکستہ ہیں۔ وہ ہمیشہ خائف اور ترس ناک رہتے ہیں جب انکے جلال و عظمت کے پردے انکے دلوں پر کھل جاتے ہیں تو ان کا خوف زیادہ ہو جاتا ہے۔ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے اور جوڑ بند کھلنے کے قریب ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالی ان کی یہ حالت دیکھ کر رحمت و جمال اور لطف و رجا کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس سے ان کو سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ میں طالبین آخرت و طالبین خدا کے سوا اور کسی کی طرف دیکھنا نہیں چاہتا۔ طالبین دنیا و خلق و نفس و ہوا کو کیا کروں۔ ہاں میں اس کے علاج کو پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ مریض ہے اور مریضوں پر طبیب ہی صبر کر سکتا ہے افسوس تو اپنی بات مجھ سے چھپاتا ہے حالانکہ وہ چھپتی نہیں۔ مجھ سے تو اپنا طالب آخرت ہونا ظاہر کرتا ہے حالانکہ تو طالب دنیا ہے یہ ہوس جو تیرے دل میں ہے تیری پیشانی میں مکتوب ہے ہر تیری علانیہ میں ہے۔ تیرے ہاتھ میں کھوٹا دینار ہے۔ اس میں ایک دانگ سونا ہے۔ باقی چاندی۔ کھوٹا دینار میرے سامنے نہ لا۔ میں نے ایسے بہت دیکھے ہیں۔ اسے میرے حوالے کر اور تصرف کا اختیار دے تاکہ اسے پگلاؤں۔ اور خالص سونا نکالکر باقی پھینک دوں کھوٹا کھرا زیادہ کھوٹے سے بہتر ہے مجھے اپنے دینار کا اختیار دے۔ میں سکہ بنانیوالا ہوں میرے پاس اُسکے اوزار ہیں۔ ریا و نفاق سے توبہ کر۔ اور اپنے نفس پر اس کا اقرار کرنے سے نہ شرما۔ کیونکہ منافق مخلصوں سے زیادہ ہیں۔ اسی لئے بعض مشائخ کا قول ہے کہ اخلاص کو ریاکار ہی خوب پہچانتا ہے۔ جو اول سے آخر تک مخلص رہے یہ بہت ہی شاذ و نادر ہے بچے اول اول جھوٹ

بولتے مٹی اور نجاستوں سے کھیلتے۔ اپنے آپ کو خطروں میں ڈالتے ہیں۔ ماں باپ کا مال چراتے اور چغلیاں کھاتے ہیں۔ اور جب اُن میں عقل پیدا ہو جاتی ہے۔ تو تھوڑا تھوڑا کر کے سب چھوڑ دیتے اور اپنے ماں باپ اور استادوں کا طریقہ سیکھ لیتے ہیں خدا جسکے بہتری چاہتا ہے وہ مؤدب ہو کر اپنا پہلا طریقہ چھوڑ دیتا ہے اور جس کے لئے برائی منظر ہوتی ہے وہ اپنے پہلے ہی طریقہ پر رہتا ہے اور دنیا و آخرت میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی نے دوا اور بیماری دونوں چیزیں پیدا کی ہیں۔ گناہ بیماری ہے اور طاعت دوا۔ ظلم بیماری ہے عدل دوا۔ خطا بیماری ہے صواب دوا۔ خدا کی مخالفت بیماری ہے گناہوں کے نشہ سے توبہ کرنا دوا۔ یہ دوا جب پوری ہوگی کہ تو اپنے دل سے مخلوق کو چھوڑ دیگا اور خدا سے ملائیگا۔ اسکی طرف لیجائیگا۔ اس وقت تیری روح آسمان میں ہوگی گھر زمین میں۔ تو اپنے دل سے اسکے معاملات کے مطابق خدا کے ساتھ ہو جائیگا اور احکام پر عمل کرنے میں مخلوق کے ساتھ شریک رہیگا۔ عمل کی کئی خصلتیں ہیں۔ اُنکی مخالفت نہ کر۔ تاکہ عمل اور مخلوق کے لئے تجھ پر حجت نہ رہے تو باطن میں خدا کے اور ظاہر میں مخلوق کے ساتھ ہوگا اپنے نفس کو شیر کا بچہ بنا کر نہ چھوڑ۔ اگر تو اسپر سوار ہو گیا تو فبہا ورنہ یہ تجھ پر سوار ہو جائیگا۔ تو نے اسے پچھاڑ دیا تو خیر نہیں تو یہ تجھے پچھاڑ دیگا۔ اگر طاعات الٰہی میں یہ تیری اطاعت کرے تو فبہا ورنہ اُسے بھوک پیاس ذلت نگار رکھنے اور ایسی جگہ خلوت نشیں کرنے سے جہاں کوئی انیس نہ ہو۔ سزا دے۔ اُن کوڑوں کو اس سے دور نہ کر تاکہ وہ مطمئن اور ہر حال میں خدا کا مطیع ہو جائے تو اس کے اور اپنے مابین عتاب کو ترک نہ کر اور یہ کہا کر کہ کیا تو نے فلاں فلاں فعل نہیں کیا۔ اُسے اپنے سے موافقت کرنیوالا بنالے تاکہ ہمیشہ ذلیل رہے۔ مگر تو ان تمام باتوں پر طلب مراد الٰہی۔ اس کے ساتھ موافقت اور ترک معاصی کے ساتھ مدد لے سکتا ہے۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ تیرا ظاہر و باطن یکساں ہو۔ تو مجسم موافقت بلا مخالفت۔ طاعت بلا معصیت شکر بلا کفر۔ ذکر بلا نسیان اور خیر بلا شر بن جائے۔ جب تیرے دل میں خدا کے سوا اور کوئی موجود ہے تو فلاح نہیں ہے۔ اگر تو ہزار برس تک انگاروں پر سجدہ کرے اور اپنے دل سے کسی اور کی طرف متوجہ ہو تو تجکو فائدہ نہ ہوگا۔ جو شخص اپنے مولا کے سوا کسی اور کو چاہے۔ اس کا انجام اچھا نہیں جبتک توکل کو معدوم نہ کر دے اس کی دوستی کو سعادت نہ سمجھ باوجود دلی توجہ کے اشیاء سے اظہار زہد کرنا تجھے نفع نہ دیگا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالی سارے جہان کے سبھوں کی باتیں جانتا ہے تجکو شرم نہیں آتی کہ زبان سے توکل علی اللہ کا نام لیتا ہے اور دل میں غیر کو بسا رکھا ہے۔

اے لڑکے اللہ تعالی کے حلم پر دھوکا نہ کھا۔ اس کی پکڑ سخت ہے۔ ان علماء پر جو خدا کو نہیں جانتے۔ ہرگز نہ بہچ دل ان کا علم ان کے لئے باعث ضرر ہے۔ نہ کہ موجب نفع۔ وہ خدا کے احکام کے عالم اور خدا سے ناواقف ہیں لوگوں کو جس چیز کا حکم کرتے ہیں اسے خود نہیں کرتے اور جس چیز سے منع کرتے ہیں اس سے خود باز نہیں رہتے مخلوق کو خدا کی طرف بلاتے اور خود اس سے بھاگتے ہیں۔ گناہوں اور لغزشوں کے باعث اس سے لڑتے ہیں۔ انکے نام تاریخ وار میرے پاس لکھے ہوئے ہیں۔ گنے ہوئے موجود ہیں الٰہی مجھپر اور اُنپر رحمت کیساتھ رجوع ہو اور ہم سب کو اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کے طفیل بخشدے۔ الٰہی ہمارے بعض کو بعض پر مسلط نہ کر۔ اور بعض کو بعض سے نفع دے اور ہم سب کو اپنی رحمت میں داخل کر لے آمین *

بارھویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے دوسری ذیقعدہ سنہ ۵۴۵ھ میں اتوار کے دن صبح کو رباط میں فرمایا

اے لڑکے خدا کے لئے تیرا ارادہ صحیح نہیں ہوا۔ اور نہ تو اس کا مرید ہے۔ کیونکہ جو خدا کا ارادہ کرکے غیر کو طلب کرتا ہے اس کا دعویٰ باطل ہے۔ دنیا کے مریدوں کی کثرت ہے۔ آخرت کے مریدوں کی قلت۔ اور خدا کے سچے مرید بہت ہی کم ہیں بلکہ وہ قلت اور نہ ہونے کے لحاظ سے سرخ گندھک کا حکم رکھتے ہیں۔ کمیابی و نایابی میں اکّا دکّا ہیں کوئی کوئی پایا جاتا ہے وہ گنبدوں قبیلوں کے الگ زمین میں بمنزلہ کان اور بادشاہ ہیں شہروں اور بندوں کی آبادی کا باعث ہیں۔ ان کے سبب مخلوق کی بلا دفع ہوتی ہے۔ لوگوں پر انہیں کے سبب مینہ برستا ہے۔ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے۔ اور انہیں کے باعث زمین اُگاتی ہے وہ ابتدائی حالت میں ایک ٹیلہ سے دوسرے ٹیلہ۔ ایک شہر سے دوسرے شہر۔ ایک ویرانہ سے دوسرے ویرانہ کی طرف بھاگتے ہیں جس موضع میں پہچان لئے جاتے ہیں وہاں سے چلدیتے ہیں۔ سبکو اپنے پس پشت پھینک جاتے ہیں اور دنیا کی کنجیاں اہل دنیا کے حوالہ کردیتے ہیں وہ اسی طرح رہتے ہیں۔ یہانتک کہ انکے گرد اگرد قلعے بنجاتے ہیں اور ان کے دلوں کی طرف نہریں جاری ہوتی ہیں۔ اور ایک خدائی لشکر ان سے خطاب کرنے لگتا ہے سب کے سب اُن کی حراست میں رہتے ہیں۔ ان کا اکرام ہوتا ہے حفاظت کیجاتی ہے اور خلق کے والی بنائے جاتے ہیں یہ سب اُنکے اوپر چلے جانے کے بعد ہوتا ہے۔ پھر اسوقت انکا اکرام مخلوق پر فرض ہوجاتا ہے وہ طبیب بنجاتے ہیں اور کل مخلوق بیمار۔ تجھپر افسوس کہ تو انہیں میں سے ہونے کا مدعی ہے۔ تیرے پاس اُن کی علامت کیا ہے قرب حق اور اس کے لطف کی نشانی بتاؤ۔ تو خدا کے نزدیک کس مرتبہ اور کس مقام میں ہے۔ ملکوت اعلیٰ میں تیرا نام اور لقب کیا ہے۔ ہر رات تیرا دروازہ کس چیز پر بند ہوتا ہے تیرا کھانا پینا مباح ہے مطلق حلال ہے۔ تو دنیا کا ہمخواب ہے یا آخرت کا۔ یا قرب الٰہی کا۔ وحدت میں تیرا انیس اور خلوت میں تیرا جلیس کون ہے۔ اے جھوٹے نفس و شیطان اور ہوا و فکر دنیا وحدت میں تیرے انیس ہیں اور شیاطین الانس یعنی بدکار دوست اور اصحاب قیل وقال خلوت میں تیرے جلیس ہیں۔ یہ شئے ہذیان اور محض دعویٰ سے حاصل نہیں ہوتی۔ اس باب میں تیرا کلام بیفائدہ کی ہوس ہے خدا کے سامنے سکون و گمنامی اور ترک ادب کو لازم کرلے اگر تو اس باب میں کلام ہی کرنا چاہتا ہے تو اس سے اور اس کے اہل کے ذکر سے برکت حاصل کرلیا کر کیونکہ باوجود باطن ہونے کے ظاہر میں اس کا مدعی ہے جو ظاہر و باطن کے موافق نہ ہو ہذیان ہے۔ تو نے پیغمبر علیہ السلام کا قول نہیں سنا جس نے بھائیوں کا گوشت کھایا اس نے روزہ نہیں رکھا پیغمبر علیہ السلام نے بیان کردیا ہے کہ کھانے پینے اور محض مفطرات چھوڑ دینے کا نام روزہ نہیں ہے بلکہ اسکے ساتھ ترک گناہ کو بھی ملانا چاہیئے۔ غیبت سے پرہیز کرو۔ کیونکہ وہ نیکیوں کو اس طرح جلا ڈالتی ہے جس طرح لکڑیوں کو آگ۔ نجات پانیوالا اس کا عادی نہیں ہوتا اور جو غیبت کے ساتھ مشہور ہوجاتا ہے۔ لوگوں میں اس کی عزت کم ہوتی ہے اور نظر شہوت سے بچو۔ کیونکہ یہ تمہارے دلوں میں گناہوں کا کھیت بودیتی ہے۔ اور دنیا و آخرت میں اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ جھوٹی قسم سے بچو۔ کیونکہ وہ شہروں کو چٹیل میدان بنا کر چھوڑتی ہے۔ اموال و ادیان کی برکت کھودیتی ہے۔ تجھ پر افسوس کہ جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال رائج کرتا ہے اور دین میں خسارہ ڈالتا ہے۔ اگر تجھے عقل ہوتی تو اسی کو خسارہ سمجھتا۔ تو خدا کی قسم کھا کر یہ کہتا ہے کہ اس جیسا مال اس شہر میں نہیں ہے اور نہ کسی اور کے پاس موجود ہے۔ بخدا یہ اس اس قیمت کا ہے۔ اور مجھے اس قیمت کو پڑا ہے۔ حالانکہ تو اپنی تمام باتوں میں جھوٹا ہے پھر تو جھوٹی گواہی دیتا اور خدا کی قسم کھاتا ہے۔ کہ میں سچا ہوں۔ تو عنقریب اندھا اور اپاہج ہوجائیگا۔ خدا تم پر رحم کرے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے آداب سے رہو۔ جو آداب شریعت سے مؤدب نہ ہوگا۔ قیامت کے دن اسی دوزخ سے

گ ادب سکھادیگی۔ شیخ رضی اللہ عنہ سے اثنائے وعظ میں کسی نے سوال کیا کہ جس میں یہ پانچوں خصلتیں ہوں۔ کیا ہم اسکے زہ اور وضو کے باطل ہونیکا حکم لگادیں آپنے جواب دیا روزہ اور وضو باطل نہیں ہوتا۔ مگر یہ بطریق وعظ اور بطور تخویف ہے میرا اے لڑکے شاید کل آئے اور تو زمین سے ناپید ہوجائے قبر میں موجود ہو یا یہ معاملہ کسی اور وقت میں ہو۔ پھر یہ ت کیسی ہے تمہارے دل کسقدر سخت ہیں۔ تم پتھر ہو۔ میں تم سے کہہ رہا ہوں اور میرے سوا اور لوگ کہہ رہے ہیں ایک حالت میں ہو۔ تم پر قرآن۔ اخبار رسول اور اگلوں کے حالات پڑھے جاتے ہیں لیکن تم نہ عبرت حاصل کرتے ہو۔ ہیزگار بنتے ہو۔ اور نہ تمہارے اعمال بدلتے ہیں۔ جو وعظ کی مجلس میں حاضر ہوا اور نصیحت نہ ملنے وہ اچھے مقام میں ے مگر نہایت درجے کا شریر ہے اے لڑکے تیرا اولیاء اللہ کو ذلیل سمجھنا اسلیئے ہے کہ تو خدا کو بہت کم پہچانتا ہے۔ تو کہتا ہے یہ لوگ دم بخود ہیں۔ ہمارے ساتھ معاشرت کیوں نہیں کرتے۔ ہمارے پاس کیوں نہیں بیٹھتے۔ یہ تو اس لئے کہتا ہے کہ اپنے نفس کے حال سے بیخبر ہے کیونکہ تجکو اپنے نفس کی پہچان نہیں تو لوگوں کے مرتبے نہیں پہچانتا۔ تجھ کو جسقدر دنیا اور اُس کے انجام کی معرفت کم ہوگی اسی قدر آخرت کی قدر سے جاہل رہیگا اور جسقدر آخرت کو کم پہچانیگا۔ اسیقدر معرفت الٰہی سے بیخبر ہوگا۔ ای دنیا میں مشغول ہونے والے خسارہ اور ندامتیں دنیا و آخرت میں عنقریب تجھپر ظاہر ہونے والی ہیں۔ تیری ندامتیں قیامت کے دن حسرت ظاہر ہونے کے دن۔ رسوائی کے دن۔ خسارہ کے دن ظاہر ہونگی۔ آخرت آنے سے پہلے اپنے نفس سے حساب لے خدا کی بردباری اور اپنے اوپر اس کے کرم سے دھوکا نہ کھا۔ تو گناہوں لغزشوں اور لوگوں پر ظلم کرنے کے باعث بہت بری حالت پر ٹھہرا ہوا ہے۔ گناہ کفر کے قاصد ہیں جیسا بخار موت کا قاصد ہوا کرتا ہے۔ موت اور قابض الارواح فرشتہ کے آنے سے پہلے توبہ کو لازم کرلے۔ **اے جوانو** توبہ کرو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ بلائیں بھیجکر تم کو آزمایا کرتا ہے تاکہ تم توبہ کرلو۔ مگر تم سمجھتے نہیں۔ اور گناہوں پر اصرار کئے جاتے ہو۔ اس زمانے میں لوگ الگ الگ بحالت انفراد آزمائے جاتے ہیں۔ مگر ان کی آزمایش از روئے انتقام ہے نہ کہ از روئے نعمت۔ گناہوں کا عذاب ہے نہ کہ درجات و کرامات کی زیادتی اہل اللہ اس لئے آزمائے جاتے ہیں۔ تاکہ خدا کے نزدیک اُن کے درجے بلند ہوجائیں۔ وہ اس کے ساتھ صبر کرتے ہیں کیونکہ اسی کی ذات کو جانتے ہیں جب یہ پورا ہوجاتا ہے۔ تو ان کے لئے بادشاہی کامل ہوجاتی ہے۔ اور اگر پورا نہیں ہوتا۔ تو وہ اپنے آپکو ہلاکت میں خیال کرتے ہیں۔ الٰہی ہمیں ہلاک نہ کر۔ ہم تیرا قرب اور دو جہاں میں دیکھنا تجھے چاہتے ہیں۔ دنیا میں دل کی آنکھوں سے اور آخرت میں ظاہری آنکھوں سے۔ **اے قوم** خدا کی مہربانی اور کشایش سے ناامید نہ ہو۔ کیونکہ وہ قریب ہے۔ مایوس نہو کیونکہ صانع خدا ہے تجھے کیا خبر کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی بات پیدا کردے۔ بلا سے نہ بھاگ۔ کیونکہ صبر کے ساتھ بلا امتحان ہر قسم کی بہتری کی بنیاد ہے۔ نبوت۔ رسالت۔ ولایت۔ معرفت اور محبت کی جڑ بلا ہے۔ اگر تو نے صبر نہ کیا تو تیرے لئے کوئی بنیاد نہیں۔ دیوار بے بنیاد قائم نہیں رہتی۔ تو نے ڈلاؤ یا ٹیلے پر کوئی گھر بنا ہوا دیکھا ہے۔ تو بلا و آفات سے اسلئے بھاگتا ہے کہ ولایت و معرفت اور قرب الٰہی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ صبر کر اور عمل کرتا رہ تاکہ تو اپنے قلب و سر کو روح کے ساتھ قرب الٰہی کے دروازہ کیطرف چلے۔ علماء اولیاء ابدال پیغمبروں کے وارث ہیں انبیاء دلال ہیں اور یہ لوگ ان کے آگے منادی کرنیوالے۔ مومن خدا خ سے امید و بیم نہیں رکھتا۔ اس کے قلب و سر کو قوت [illegible] گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر مومنوں کے دل قوی کیونکر نہوں انکو

اوپر کی سیر کرائی گئی ہے۔ جو ہمیشہ وہیں رہتے ہیں۔ اُن کے دل اُس کے پاس ہیں۔ اور جسم زمین میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ (وہ ہمارے پاس برگزیدہ اور بہتر لوگوں میں ہیں) وہ اپنے اہل اور اپنے ہمعصروں سے برگزیدہ ہیں ان کے معانی متمیز اور الفاظ روشن ہیں۔ اسلئے خلقت سے الگ اور دل لگی کی چیزوں کو چھوڑے بیٹھے ہیں۔ وہ آگے چلتے ہیں اور پس پشت سبزہ اُگ آتا ہے ان کیلئے رجوع نہیں رہا۔ وحدت کے مونس بنجاؤ۔ انہوں نے ویرانوں دریا کے کناروں جنگلوں اور چٹیل میدانوں کو اختیار کرلیا ہے۔ آبادیوں کو چھوڑ دیا ہے جنگلوں کے ساگ پات کھاتے اور چشموں کا پانی پی لیتے ہیں۔ وہ وحشیوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اس وقت خدا ان کے دلوں کو مقرب اور اپنا مونس بنالیتا ہے۔ ان کے الفاظ پیغمبروں صدیقوں اور شہیدوں کے الفاظ کے ساتھ پائے جاتے ہیں اور معانی ان کے معانی کے مشابہ ہوتے ہیں۔ دن رات خلوت میں اس کی خدمت کے ایستادہ ہیں مشتاقوں کی راحت اور دوستوں کی خوشی خدا کے ساتھ ہے۔ اے لڑکے شیرینی و تلخی صلح و فساد۔ اور کدورت و صفائی ضرور ہے۔ اگر تو پوری صفائی چاہتا ہے تو دل کو مخلوق سے جدا کرلے۔ اور خدا سے ملادے دنیا اور اہل دنیا کو خدا کے سپرد کردے اور اپنے دل کو سب سے الگ کرکے باب آخرت سے قریب ہوجا۔ اور پھر اس میں داخل ہو اگر وہاں اپنے خدا کو پائے تو اس کے قرب کا طالب بنکر نکل۔ جب تو اُسے پائیگا۔ تو اس کے پاس ہر طرح کی صفائی حاصل کرسکیگا خدا کا دوست دوسرے سے سروکار ہی نہیں رکھتا جنت درجات کے طالبوں اور تاجروں کا گھر ہے جنہوں نے دنیا کو اس کے بدلے بیچ ڈالا ہے۔ اسی لئے اللہ فرماتا ہے وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ الآیۃ یعنی جنت میں وہ شے موجود ہے جسکو نفس چاہتا ہے اور آنکھیں لذت حاصل کرتی ہیں۔ اس نے قلب سر اور معنی کا ذکر نہیں کیا جنت روزہ داروں۔ تہجد گذاروں۔ تارکوں اور شہوات ولذات میں زہد اختیار کرنیوالوں کیلئے ہے۔ جنہوں نے روزہ کو روزہ کے اور باغ کو باغ کے اور گھر کو گھر کے بدلے بیچ ڈالا ہے۔ عارف باللہ جو خدا کے لئے عمل کرتا ہے۔ ابر کی مانند ہے جسپر رات دن چوٹیں پڑتی ہیں اور وہ کچھ نہیں کہتا۔ اسے بمنزلہ زمین سمجھنا چاہیئے کہ اس پر رستہ چلا جاتا ہے اور وہ متغیر ہوجاتی ہے لیکن گنگ ہے۔ اہل اللہ خدا کے سوا کسی کو نہیں دیکھتے اور اس کے سوا کسی کی نہیں سنتے۔ انکو بے زبان دل ملا ہوا ہے۔ وہ اپنے ذات اور اغیار سے فانی ہیں۔ ہمیشہ اسی حالت میں رہتے ہیں۔ خدا جب چاہتا ہے ان کو پھیلا دیتا ہے دل کو زبان بنادیتا ہے۔ گویا بانگ پئے ہوئے ہیں خدا اپنی رافت و رحمت کے ہاتھ سے انکو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ انکو اپنے لئے بناتا اپنے لئے پیدا کرتا ہے۔ نہ کہ غیر کے لئے ان کو اپنا بنالیتا ہے جیسا کہ موسیٰؑ کو بنالیا تھا۔ کیونکہ ان کے حق میں فرماتا ہے وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي (اے موسیٰ میں نے تجھ کو اپنا کرلیا ہے) اس کی مانند کوئی شے نہیں۔ وہ سننے دیکھنے والا ہے اس سے راحت بلا رنج۔ اُنس بلا وحشت۔ نعمت بلا زحمت۔ فرحت بلا بغض۔ حلاوت بلا تلخی ملک بلا ہلاکت میسر کر رکھا ہے۔ یہاں خدا ہی کی ولایت ہے جو برحق ہے۔ جو اس حالت تک پہنچ گیا اُسے جلد راحت ملجاتی ہے۔ لیکن تو جس حالت میں ہے اس کے اعتبار سے دنیا میں راحت نہیں پاسکتا۔ کیونکہ وہ کدورت و آفات کا گھر ہے تو اس سے ضرور نکلے گا۔ اس لئے دل اور ہاتھ سے اسے نکال دے۔ اور اگر یہ نہ ہوسکے۔ تو ہاتھ میں رکھکر دل سے نکال ڈال۔ پھر قوت پاکر ہاتھ سے الگ کر۔ فقیروں مسکینوں کو جو خدا کے کنبے والے ہیں دیدے۔ باایں ہمہ اس میں جو کچھ تیرا حصہ ہے وہ کہیں نہ جائیگا۔ تو غنی ہو یا فقیر۔ زاہد ہو یا راغب جو مقدر میں ہے ضرور آئیگا۔ دارومدار [illegible] کی صحت و صفائی پر موقوف ہے۔ یہ دونوں

علم و عمل۔ اخلاص۔ اور صدق طلب حق سے صاف ہوتے ہیں۔ اے لڑکے کیا تم نے سنا نہیں کہ سمجھ حاصل کر اور الگ ہوجا فقہ ظاہر سیکھ۔ پھر فقہ باطن کی طرف آجا۔ اس ظاہر پر عمل کر تاکہ یہ عمل تجکو ایسے علم کے قریب لیجائے۔ جو تو نہیں جانتا۔ علم ظاہر۔ ظاہر کی اور علم باطن باطن کی روشنی ہے۔ یہ تجھ میں اور تیرے خدا میں ایک قسم کا نور ہے۔ جب تو علم پر عمل کریگا۔ تو خدا کی طرف تیرا رستہ نزدیک ہو جائیگا۔ تیرے اور اس کے مابین دروازہ فراخ ہوگا۔ اور اس در کے کواڑ کھل جائینگے۔ جو تجھ کو مخصوص کرنیوالا ہے۔ الٰہی ہمکو دنیا و آخرت میں نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

تیرھویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے چوتھی ذیقعدہ ۵۴۵ھ میں منگل کے دن شام کو مدرسہ میں فرمایا

اے لڑکے آخرت کو دنیا پر مقدم رکھ۔ دونوں کا نفع حاصل ہوگا۔ اور اگر دنیا کو آخرت پر مقدم کریگا۔ تو دونوں کا گھاٹا اٹھائیگا تیرے لئے باعث عذاب ہوگا جسکا حکم نہیں کیا گیا۔ تو اسمیں کیوں مشغول ہے۔ اگر تو دنیا میں مشغول نہوگا۔ تو خدا اسپر تیری مدد کریگا اور اسکے حاصل کرنے کے وقت تجھے نیک توفیق دیگا۔ جب تو اس سے کچھ لیگا۔ تو اس میں برکت رکھی جائیگی۔ مومن اپنی دنیا و آخرت دونوں کے لئے عمل کرتا ہے۔ دنیا کے لئے کرتا ہے تو اس کو بقدر حاجت مل جاتی ہے۔ خدا اس سے ان کو قانع کردیتا کردیتا ہے جیسا سوار کا توشہ کہ بہت نہیں ہوا کرتا۔ جاہل کا کلی مقصود دنیا اور عالم آخرت ہے اور پھر مولیٰ۔ جب تیرے آگے دنیا میں سے ایک ردی آئے اور تیرا نفس جھگڑنے لگے اور خواہش مطالبہ کرے تو اسوقت اسکی طرف دیکھ۔ جو ایک ٹکڑے پر قادر نہیں جبتک تو نفس سے دشمنی اور خدا کے مقابلہ میں اُس سے عداوت نہ رکھیگا۔ نجات نہ ملیگی۔ صدیقین آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں ان میں کا ہر ایک دوسرے سے قبولیت اور صدق کی خوشبو سونگتا رہتا ہے اے اپنے خدا اور اس کے صدیقین سے منہ پھیرنے تو خلق کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے ساتھ شریک رہنے والے تو انکی طرف کبتک متوجہ رہیگا۔ یہ تجھ کو نفع نہ دینگے۔ نفع و ضرر اور دینا نہ دینا انکے قبضہ میں نہیں ہے۔ نفع و ضرر کے متعلق انمیں اور دیگر جمادات میں کچھ فرق نہیں۔ بادشاہ ایک ہی ضرر پہنچانے والا ایک ہے نفع دینے والا ایک ہے حرکت و سکون دینے والا ایک ہے قبضہ کرنیوالا ایک ہے۔ خالق و رازق صرف اللہ ہی ہے۔ قدیم اور ازلی و ابدی وہی ہے۔ وہ خلق سے پہلے تمہاری ماں باپ اور دولتمندوں سے پہلے موجود ہے۔ وہ آسمان و زمین کا اور انکے اندر تمام اشیاء کا خالق ہے۔ اس کی مانند کوئی نہیں۔ وہ سننے دیکھنے والا ہے اے خلق اللہ تیرا افسوس۔ تم اپنے خالق کو پہچاننے کا حق نہیں پہچانتے۔ اگر قیامت کے روز خدا کے نزدیک مجھے اختیار ملے تو اول سے لیکر آخر تک تمہارے سب کے بوجھ اٹھالوں۔ اے پڑھا ہوا۔ اے اہل آسمان و زمین سے الگ ہو کر صرف میرے ہی سامنے پڑھ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے اس میں اور اللہ تعالیٰ میں ایک دروازہ کھل جاتا ہے کہ اس سے اس کا دل خدا کے پاس چلا جاتا ہے لیکن اے عالم تو قیل و قال اور جمع مال کی فکر میں اپنے علم پر عمل کرنے سے غافل ہے۔ اسلئے فقط صورت تیرے ہاتھ لگے گی یعنی نہ ملینگے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے ساتھ بہتری چاہتا ہے۔ تو اسے علم عنایت کرتا ہے پھر عمل و اخلاص کا الہام کرتا ہے۔ اور اسے اپنے نزدیک۔ اپنا مقرب بنالیتا ہے۔ عرفان اور علم قلوب و اسرار رحمت کی تعلیم کرتا ہے۔ اور بلاشرکت اسے اپنے لئے پسند کرلیتا ہے

اُسے ایسا برگزیدہ کرتا ہے جیسا موسیٰؑ کو کیا تھا۔ جنکے حق میں وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي فرماتا ہے یعنی اے موسیٰؑ میں نے تم کو اپنے لئے خاص کر لیا ہے۔ غیر اور شہوات و لذات اور باطل چیزوں اور آسمان و زمین و دوزخ اور ملک و ہلاکت کے لئے پیدا نہیں کیا۔ تجھے میری طرف سے کوئی چیز مقید نہیں کرسکتی اور نہ کوئی غیر میری جانب سے روک سکتا ہے۔ تجھے میری جانب سے کوئی صورت قید نہیں کرسکتی اور نہ کوئی مخلوق مانع آسکتی ہے اور نہ کوئی خواہش بے پروا کرسکتی ہے اے لڑکے کسی گناہ کے سبب جو تو نے کیا ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بلکہ توبہ اور اسپر قائم رہ اور اخلاص کے پانی سے اپنے دین کے کپڑے دھو۔ اور اُسے معرفت کی خوشبو میں بسا۔ اس گھر میں جسمیں تو مقیم ہے خوف کر۔ جدھر دیکھے گا تیری چار طرف درندے ہیں۔ اور موذی تجھ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں ان سے مڑ کر دل سے خدا کی طرف آ۔ طبیعت شہوت اور ہوا کے حکم سے نہ کھا۔ بلکہ دو نیک گواہوں کتاب و سنت کے حکم سے کھا۔ پھر دو گواہوں کو طلب کر۔ کہ ایک تیرا دل ہے اور دوسرا فعل الٰہی۔ پھر جب کتاب و سنت اور تیرا دل اذن دیدے تو چھوٹی چیز یعنی فعل الٰہی کا منتظر رہ۔ رات کو لکڑیاں چننے والے کی مانند نہو۔ کہ لکڑیاں چن رہا ہے اور یہ نہیں جانتا۔ کہ اسکے کیا ہاتھ لگے گا۔ خالق ہوگا یا مخلوق۔ یہ ایسی شئے ہے کہ آراستگی۔ آرزو۔ تکلف اور تصنع سے حاصل نہیں ہوتی یہ ایک ایسی شے ہے جسکے سینوں میں توقیر کی گئی ہے۔ اور عمل اس کی تصدیق کرتا ہے۔ کونسا عمل۔ وہ جو محض خدا کے لئے ہو اے لڑکے عافیت ترک طلب۔ عافیت غنا ترک طلب غنا اور دوا ترک طلب دوا میں ہے تسلیم و قطع اسباب اور دلی اختیار سے ترک ارباب میں پوری دوا موجود ہے۔ دوا اُس توحید الٰہی میں ہے جو دل سے ہو نہ کہ زبان سے۔ توحید و زہد جسم و زبان پر نہیں ہوتے توحید دل میں ہے۔ زہد دل میں ہے۔ تقویٰ دل میں ہے معرفت دل میں ہے۔ خدا کا جاننا دل میں ہے محبت الٰہی دل میں ہے۔ اس کا قرب دل میں ہے عقل سے کام لے ہوس نہ کر۔ تصنع اور تکلف سے بچ۔ تو ہوس اور تصنع اور تکلف اور کذب و ریا اور نفاق میں پڑا ہوا ہے۔ مخلوق کو اپنی طرف کھینچنا تیرا کلی مقصود ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ جب تو نے اپنے دل سے مخلوق کی طرف ایک قدم چلتا ہے۔ تو خدا سے دور ہو جاتا ہے تو طالب حق ہونے کا مدعی ہے حالانکہ مخلوق کا طالب ہے۔ تیری حالت اس شخص کی سی ہے جو یہ کہے۔ کہ میں مکہ جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مگر خراسان کی سڑک پر جا رہا ہے وہ مکہ سے دور رہیگا۔ تو مدعی ہے کہ تیرا دل مخلوق سے الگ ہے حالانکہ تو ان سے خوف و رجا رکھتا ہے۔ تیرا ظاہر زہد اور باطن رغبت ظاہر حق اور باطن مخلوق ہے۔ یہ امر زبانی بک بک سے نہیں آتا اس حالت میں مخلوق دنیا۔ آخرت اور ماسوائے اللہ کچھ بھی نہیں۔ حاصل کلام یہ کہ وہ واحد کے واحد ہی کو پسند کرتا ہے۔ واحد ہے۔ شریک کو پسند نہیں کرتا۔ وہ تیرے کام بناتا۔ اور جو کچھ تیری نسبت کہا جاتا ہے۔ اُسے سامنے لے آتا ہے مخلوق عاجز ہے تجھے نفع و ضرر کچھ نہیں پہنچا سکتی۔ خدا ان کے ہاتھوں اُسے جاری کرتا ہے۔ اس کا فعل ان میں اور تجھ میں تصرف کر رہا ہے۔ تیرے نفع و ضرر کے متعلق علم الٰہی میں قلم جاری ہو چکا ہے۔ نیک موحد تقیہ مخلوق پر خدا کی حجت ہیں۔ بعض انہیں سے باعتبار ظاہر و باطن دنیا سے الگ ہیں اور بعض صرف باعتبار باطن اس سے علیحدہ ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں پر اسکا ذرہ سا علم بھی نہیں دیکھتا۔ یہ صافی دل ہیں جو اسپر قادر ہے۔ وہ خلق کی طرف سے بادشاہی دبا گیا ہے۔ وہ دلیر اور پہلوان ہے۔ دلیر وہ ہے جس کا دل ماسوی اللہ سے پاک ہو۔ توحید کی شمشیر اور شرع کی تلوار لیکر اس کے دروازہ پر کھڑا ہو بیٹھ گیا ہو۔ مخلوقات میں سے کسی کو اپنے پاس آنے ہی نہیں دیتا۔ اپنا دل مقلب القلوب [illegible] لئے جمع رکھتا ہے شرع ظاہر کو اور توحید و معرفت باطن

مہذب کردنی ہے۔ اے مہذب لوگو پہلے بہت کچھ کہہ گئے ہیں اور ہم بھی کہتے ہیں۔ مگر حاصل کچھ نہیں ہوتا۔ تو کہتا ہے کہ یہ فعل حرام ہے حالانکہ تو خود اس کا مرتکب ہے۔ یہ حلال ہے۔ حالانکہ اس کو نہیں کرتا اور استعمال میں نہیں لاتا۔ تو ہوس در ہوس ہے رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جاہل کے لئے ایک ویل ہے اور عالم کیلئے سات۔ جاہل کے لئے ایک ویل ہے کہ اُسنے کیوں نہ سیکھا۔ اور عالم کے لئے سات کہ سیکھ کر عمل نہ کیا۔ اس سے علم کی برکت اُٹھ گئی اور حجت باقی رہی۔ سیکھ پھر عمل کر پھر مخلوق سے الگ ہو کر خلوت میں بیٹھ اور محبت الٰہی میں مشغول ہو۔ جب محبت اور تنہائی درست ہو جائیگی۔ وہ تجھے اپنا مقرب و نزدیک تب بنائیگا اور اپنے میں فنا کر دیگا۔ پھر اگر چاہیگا۔ تو مشہور کرکے مخلوق کے لئے ظاہر کر دیگا۔ اور تجھ کو پورا حصہ لینے کی طرف پھیر لائیگا۔ اپنے سابقہ اور علم کی ہوا کو تیرے معاملہ میں حاکم کریگا۔ وہ تیری خلوت کی دیواروں پر چلیگی۔ اور ان کیساتھ لازم ہو جائیگی اور تیرے امر کو مخلوق کے لئے ظاہر کر دیگی تو ان میں اپنے ساتھ نہیں بلکہ خدا کے ساتھ ہوگا۔ اسوقت بلا شامت نفس و طبع و ہوا تو اپنا پورا حصہ حاصل کر سکیگا۔ وہ تجکو اس لئے تیری قسمت کی طرف پھیریگا کہ کہیں تجھ میں اس کے علم کا قانون باطل نہ ہو جائے تو اس وقت اپنے پورے حصے لیگا۔ اور تیرا دل خدا کے ساتھ ہوگا۔ اے لوگو خدا اور اس کے اولیاء کو نہ جاننے والو۔ خدا اور اس کے اولیاء کے بارے میں طعن کرنے والو خدا برحق ہے اور اے مخلوق تم باطل ہو۔ حق قلب و اسرار معانی میں ہے اور باطل نفسوں۔ خواہشوں۔ طبیعتوں عادتوں۔ دنیا و ماسوی اللہ میں۔ دل جبتک خدا کے قرب سے جو قدیم ازلی دائم اور ابدی ہے نہ لگے فلاح نہیں پا سکتا۔ اے منافق مزاحمت نہ کر جو کچھ تیرے پاس ہے وہ اس سے بہتر ہے۔ تیرے پاس تیری روٹی تیرا سالن۔ تیرے نئے کپڑے گھوڑا اور حکومت موجود ہے سچا دل مخلوق سے خالق کیطرف منہ کرتا ہے۔ اور اکثر اشیاء کو رستہ میں دیکھ کر اُن سے سلام کرکے گذر جاتا ہے۔ اپنے علم پر عمل کرنے والے علماء سلف کے نائب۔ انبیاء کے وارث۔ اور بقیہ خلف ہیں اُنکے آگے چلتے ہیں۔ اُن کو شریعت کے شہر کی آبادی کا حکم دیتے اور اسکے اُجاڑنے سے روکتے ہیں انبیا اور وہ قیامت کے دن جمع ہونگے۔ خدا سے ان کو پوری اُجرت دلوائینگے۔ اللہ تعالیٰ نے عالم بےعمل کو گدھے سے مثال دی ہے چنانچہ فرمایا ہے كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا یعنے عمل نہ کرنیوالے اس گدھے کی مانند ہیں۔ جسپر کتابیں لدی ہوئی ہوں اسفار یعنی کتب علم سے گدھا بجز رنج و تعب کے علمی کتابوں سے ہرگز نفع نہیں اُٹھا سکتا۔ جس کا علم زیادہ ہو اسکے خوف و طاعت کو بھی زیادہ ہونا چاہیئے۔ اے علم کے مدعی خوف الٰہی سے تیرا رونا کہاں گیا۔ تیرا خوف و عذر اور اپنے گناہوں کا اقرار کہاں گیا۔ طاعت الٰہی میں تیرا اندھیروں سے روشنی کو ملا دینا کہاں گیا۔ تیرا اپنے نفس کو ادب دینا اور جانب حق میں مجاہدہ کرنا اور اس سے عداوت رکھنا کہاں گیا۔ کرتا۔ عمامہ۔ کھانا۔ نکاح۔ مکان۔ دوکانیں۔ اور مخلوق کی صحبت و محبت تیرا کلی مقصود ہے۔ ان اشیاء سے اپنا ارادہ الگ کر۔ انمیں جو کچھ تیرے مقدر کا ہے اپنے وقت آجائیگا۔ اور تیرا دل رنج و انتظار اور حرص کے بوجھ سے علیحدہ ہوکر خدا کے ساتھ قائم رہیگا۔ جس چیز سے فراغت حاصل ہو چکی ہے اس کے متعلق رنج اُٹھانے سے کیا حاصل۔ اے لڑکے تیری خلوت فاسد ہو چکی ہے نہیں۔ ناپاکی ظاہر نہیں تیرے دل نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ کہ اس کی توحید و اخلاص ٹھیک نہیں۔ اے سونیوالو تمہاری جانب سے غفلت نہ کیجائیگی۔ اے منہ پھیرنے والو۔ تمہاری طرف سے روگردانی نہوگی۔ اے بھولنے والو تم نہ بھلائے جاؤگے۔ اے چھوڑ [illegible] تم نہ چھوڑے جاؤگے اے خدا اور رسول کے نہ جاننے۔ اور پہلوں

پچھلوں سے ناواقف ہو۔ تم بہت پرانی اور گھنی ہوئی لکڑی کی مانند ہو جو کسی کام میں نہیں آسکتی۔ الٰہی ہمیں دنیا و آخرت میں نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

چودھویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے ساتویں ذیقعدہ ۵۴۵ھ میں جمعہ کے دن صبح کے وقت مدرسہ میں فرمایا

اے منافق خدا تجھ سے زمین کو پاک کردے۔ کیا تجھ کو نفاق کافی نہ تھا کہ علما و اولیاء اور صالحین کی غیبت کرکے اُن کے گوشت کھانے لگا۔ تو اور تیرے بھائی منافق عنقریب اس حالت میں ہو جائینگے کہ کیڑے تمہاری زبانوں اور گوشتوں کو کھا جائینگے ٹکڑے ٹکڑے کر دینگے اور زمین تم کو بھینچکر پیس ڈالیگی جو شخص خدا اور نیک بندوں سے نیک گمان نہ رہے۔ ان کی تواضع نہ کرے اسے فلاح نہ ہوگی۔ تو ان کی تواضع کیوں نہیں کرتا۔ حالانکہ وہ رؤسا و امراء ہیں۔ تو ان کی نسبت کچھ بھی نہیں خدا نے حل و عقد انکے سپرد کر رکھا ہے۔ انہیں کے طفیل آسمان مینہ برساتا اور زمین اُگاتی ہے۔ مخلوق اُن کی رعیت ہے ان میں ہر ایک پہاڑ کی مانند ہے کہ اُسے آفات و مصائب کی ہوائیں ہلا نہیں سکتیں۔ وہ مقام توحید و رضا سے کبھی نہیں ٹلتے۔ اسی کو اپنے اور غیروں کے لئے چاہتے ہیں خدا کی طرف رجوع اور معذرت کرو۔ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے رہو۔ اسکے آگے تضرع کرو۔ تمہارے آگے کیا ہے۔ اگر تم اسے جان لیتے تو اس حالت پر نہ رہتے جس پر اب ہو۔ سابقین کی طرح خدا کے آگے ادب کرو۔ تم اُنکی بہ نسبت ہیجڑے اور عورتیں ہو۔ تمہاری دلیری نفسوں خواہشوں اور طبیعتوں کے حکم کے وقت ہے۔ دینی شجاعت حقوق الٰہی ادا کرنے میں ہوا کرتی ہے حکماء و علماء کے کلمات کو دلیل بناؤ ان کا کلام دوا۔ اور کلمات وحی الٰہی کا ثمرہ ہیں۔ تم میں نبی صورتاً موجود نہیں ہے تاکہ اس کا اتباع کرو۔ جب نبی کے واقعی متبع کا اتباع کروگے۔ تو گویا نبی ہی کا اتباع ہوگا۔ اور جب اسکو دیکھوگے تو گویا نبی کو دیکھ لوگے متقی علماء کی صحبت اختیار کرو۔ انکی صحبت تمہارے لئے برکت ہے البتہ بدعمل علماء کے پاس نہ جاؤ انکی صحبت تمہاری شامت کا باعث ہے جب تو اس شخص کی صحبت میں رہیگا جو علم و تقویٰ میں تجھ سے زیادہ ہو تو اس کی صحبت باعث برکت ہوگی اور جب اس کے پاس بیٹھے گا جو عمر میں بڑا ہو اور متقی نہ ہو اسکی صحبت موجب شامت ہے خدا کے لئے عمل کر اور کے لئے نہ کر۔ اسکے لئے گناہ چھوڑ اور کے لئے نہ چھوڑ غیر کے لئے عمل کرنا کفر ہے اور گناہ چھوڑنا ریا جو اسکو نہ پہچانے اور اسکے سوا عمل کرے وہ ہوس میں گرفتار ہے عنقریب موت آکر تیری ہوس کو قطع کردیگی۔ تجھ پر افسوس کہ غیر سے دل کے ساتھ ملتا ہے اور خدا سے قطع کرتا ہے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ اس رشتہ کو ملاؤ جو تمہارے اور خدا کے مابین ہے سعید ہو جاؤگے۔ اس تعلق کو پاک و صاف رکھو جو تم میں اور اللہ تعالیٰ میں ہو۔ وہ صالحین کے دلوں کی حفاظت کرتا ہے اے لڑکے اگر غنی اور فقیر کے آنے کے وقت تیری حالت جدا جدا ہو جاتی ہے تو تیرے لئے فلاح نہیں۔ صابر فقیروں کا اکرام کر ان کی ملاقات اور صحبت سے برکت حاصل کر پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے صابر فقیر قیامت کے دن خدا کے ہمنشین ہیں۔ آج دلوں کے ہمنشین اور کل اجسام سے ہونگے۔ ان کے دل دنیا سے بے رغبت اور اس کی زینت سے روگرداں ہیں۔ انہوں نے فقر کو غنا پر اختیار کر رکھا ہے اور اس پر صبر کیا ہے پھر جب یہ پورا ہو گیا۔ تو آخرت نے ان کو خطاب کیا۔ اور اپنا نفس پیش کر دیا اور وہ اس سے جا ملے۔ جب آخرت حاصل ہو گئی تو انہوں نے جان لیا کہ یہ خدا کے سوا کوئی اور چیز ہے۔ اس لئے اس سے بیعت توڑ دی۔ اسکی طرف سے دل سے پشت پھیر لی اور خدا سے شرما کر اس کے پاس سے بھاگ گئے۔ وہ خدا اللہ کے [illegible] کرتے اور حادث کی طرف کیونکر سکون [illegible] حاصل کرکے

اس سے محبت کرتے اور اپنے اعمال و حسنات اور تمام طاعات کیونکر اس کے سپرد کر دیتے وہ مولیٰ کی طلب میں صدق سے آخرت سے منہ موڑ کر اڑے۔ پنجرہ اسکے پاس چھوڑ گئے قفس وجود سے نکلے اور موجد کے پاس آگئے۔ رفیق اعلیٰ کو طلب کیا۔ اول آخر اور ظاہر و باطن کو ڈھونڈا۔ برج قرب کی طرف پہنچ گئے۔ اور ان میں ہو گئے۔ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ (وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ اور نیک لوگوں میں ہیں) ان کے دل ہمنشیں، معانی اور عقل دینی و دنیوی سب ہمارے پاس ہیں جب اہل اللہ کو یہ مرتبہ مل جاتا ہے تو انکے نزدیک نہ دنیا باقی رہتی ہے نہ آخرت آسمان و زمین میں اور جو کچھ انکے مابین ہے اُنکے دلوں اور اسرار کی نسبت لپیٹ دیا جاتا ہے خدا ان کو غیر سے فنا کرکے اپنی ذات سے موجود کر دیتا ہے پھر اگر ان کے لئے دنیوی حصہ ہوتا ہے تو ان کو اپنا بھرپور حصہ لینے کے لئے آدمیت اور بشریت کی طرف پھیر دیتا ہے تاکہ اس کا علم و سابقہ اور قضا بدل نہ سکے اسوقت وہ علم اور قضاء و قدر کا ادب اچھی طرح کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملتا ہے۔ زہد و ترک کے قدم سے اُسے لے لیتے ہیں نفس اور ہوا اور ارادہ سے نہیں لیتے۔ ظاہری احکام ہر حال میں اُن کو یاد رہتے ہیں دنیا کے ساتھ خلق پر بخل نہیں کرتے اگر ان کو قدرت ہو تو سب کو مقرب الٰہی بنا دیں۔ اُن کے دل میں مخلوقات و محدثات کی ذرہ برابر قدر نہیں رہتی تو جب تک دنیا کے ساتھ رہیگا۔ آخرت سے نہ ملیگا۔ اور جب تک آخرت کے ساتھ رہیگا۔ خدا سے نہ مل سکے گا۔ عمل کر جاہل نہ بن تو ان میں ہے جنکو اللہ تعالیٰ نے باوجود علم گمراہ کر دیا ہے فقراء کے ساتھ مالی سلوک کرنا مواصلت الٰہی میں داخل ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ صدقہ دینا خدا کے ساتھ معاملہ کرنا ہے وہ غنی و کریم ہے۔ کیا غنی و کریم سے معاملہ کرنیوالا کبھی نقصان اٹھایا کرتا ہے۔ اگر تو خدا کے لئے ایک ذرہ دیگا۔ تو وہ تجھ کو پہاڑ عطا فرمائیگا۔ تو قطرہ دیگا وہ دنیا و آخرت میں دریا بخشدیگا۔ تجکو تیرا ثواب و اجر پورا مرحمت کریگا۔ اے قوم جب تم خدا سے معاملہ کروگے تو وہ تمہارے کھیتوں کو بڑھائیگا۔ نہروں کو جاری کریگا۔ تمہارے درختوں میں پتے ٹہنیاں اور پھل لگائیگا۔ نیکیوں کا حکم کرو۔ بدیوں سے روکو خدا کے دین کی مدد کرو اور اس کی راہ میں دوستی دشمنی رکھو۔ جو نیکی کے ساتھ اس کا دوست ہے اس کی صداقت خلوت و جلوت خوشی و ناخوشی۔ شدت و آسانی میں یکساں رہیگی۔ خدا سے اپنی حاجتیں مانگو نہ کہ خلقت سے۔ اور اگر خلقت ہی سے مانگنا ضروری ہو تو دل سے خدا کی طرف رجوع کرو۔ وہ کسی طرف سے طلب کا الہام کر دیگا۔ پھر اگر تم کو کچھ ملے نہ ملے تو اسی کی طرف سے ہوگا۔ مخلوق کی جانب سے نہ ہوگا اہل اللہ اپنی روزی کا فکر دل سے نکال دیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ روزی اپنے معین وقت پر مقدر ہو چکی ہے۔ اس لئے اس کی طلب کو چھوڑ کر اپنے بادشاہ کے دروازہ پر جا پڑتے ہیں۔ خدا کے فضل اور قرب اور علم کے باعث ہر چیز سے مستغنی ہیں۔ جب ان کو یہ حاصل ہو جاتا ہے تو قبیلہ مخلوق اور انکے خطیب بنجاتے ہیں۔ دلوں کے ہاتھ پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس پہنچا دیتے ہیں۔ انکے لئے قبولیت کا خلعت دلوانے اور رضامندی حاصل کرانے کی تکلیف اٹھاتے ہیں بعض مشائخ رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا خدا کے بندے وہ ہیں جن کی عبودیت ثابت ہو چکی ہے۔ اُس سے دنیا و آخرت کچھ نہیں مانگتے۔ بلکہ اس سے خود اُسی کے طالب ہیں۔ غیر کے خواہاں نہیں۔ الٰہی تمام مخلوق کو اپنے دروازہ کی طرف ہدایت دے یہ ہمیشہ سے میرا سوال ہے۔ آگے اختیار تجکو ہے۔ یہ عام دعا ہے جس پر تجھ کو ثواب ملیگا۔ آگے اللہ اپنی مخلوق میں جو چاہیگا کریگا جب دل درست ہو جاتا ہے تو اس کی رحمت و شفقت مخلوق میں بھر جاتی ہے بعض [illegible] کا قول مروی ہے کہ نیکی کرنیوالے بہت ہیں۔ مگر گناہ کے تارک صدیق

ہی ہوتے ہیں۔ صدیق کبائر وصغائر کو چھوڑ دیتا ہے۔ پھر شہوت اور مباح مشترک چھوڑنے سے اس کا تقویٰ اور باریک ہو جاتا ہے۔ اور وہ حلال مطلق کا طالب رہتا ہے۔ صدیق رات دن خدا کی عبادت میں رہتا اور مخلوق کی طرف سے پہنچنے والے فائدوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس لئے اس سے خرق عادت ظاہر ہونے لگتا ہے۔ اور اس جگہ سے روزی دیا جاتا ہے کہ جہاں سے گمان نہیں ہوتا اور وہ دیا جاتا اور لینے کا حکم کیا جاتا ہے اشیا اس کے لئے خاص اور صاف ہو جاتی ہیں کیونکہ وہ عرصہ تک محروم رکھا گیا ہے اور دل میں اس کی حاجتوں کا خون ہوا ہے اس نے اپنے اغراض کے ٹوٹنے پر صبر کیا ہے اور وہ ہر حال میں رد کیا گیا ہے دعا کرتا تھا قبول نہیں ہوتی تھی۔ مانگتا تھا کچھ نہیں ملتا تھا۔ شکوہ کرتا تھا اور اس کی شکایت بڑھ جاتی تھی کشایش کا طالب تھا مگر نہ ملتی تھی ڈرتا تھا لیکن نجات کی جگہ ہاتھ نہیں لگتی تھی۔ توحید اور عمل پر اخلاص کرتا تھا۔ مگر جس کے عمل کرتا تھا۔ اس کا قرب نصیب نہ تھا گویا وہ مومن موجود ہی نہیں بااینہمہ متواضع اور ان اشیاء کی مداراۃ پر صابر تھا۔ جانتا تھا کہ صبر اسکے دلکی دوا اور صفائی و قرب کا باعث ہے اور اس امتحان کے بعد بہتری ہوگی۔ علاوہ اس کے یہ ہے کہ یہ امتحان اس لیئے ہے تاکہ مومن منافق سے موحد مشرک سے۔ مخلص ریاکار سے۔ دلیر نامرد سے۔ ثابت متحرک سے صابر بے صبرے سے۔ اہل حق اہل باطل سے۔ سچا جھوٹے سے۔ دوست دشمن سے۔ متبع مبتدع سے ممتاز ہو جائے اس نے بعض مشائخ کا قول سن لیا ہے۔ کہ دنیا میں السیارہ جیسا کوئی زخم کی دوا کرتا اور زوال بلا کے لئے دوا کی تکلیف پہ صبر کرتا ہے۔ کل بلائیں اور امراض خلقت کی شرکت اور نفع وضرر اور عطاء و منع میں موجود ہیں اور دوا اور زوال بلا مخلوق کے دل سے نکلجانے قضا وقدر کے وقت مضبوط رہنے میں ہے۔ اور اس میں کہ تو مخلوق پر ریاست و بلندی کا طالب نہ ہو۔ اور تیرا دل خدا کے لئے سب سے خالی اور شر سے صاف و پاک۔ اور ہمت اسکی طرف بلند رہے۔ تجکو جب یہ حاصل ہو جائیگا۔ تو تیرا دل مرتفع ہوکر نبیوں پیغمبروں شہیدوں صدیقوں اور مقرب فرشتوں کی جماعت میں جاداخل ہوگا اور جب اس کی مداومت ہوگی تو تو بڑا عظیم الشان بلند مرتبہ ہو جائیگا۔ آگے بڑھایا جائیگا۔ والی بنایا جائیگا۔ امیر کیا جائیگا۔ اس وقت تجکو جو دیگا سو لیگا۔ جو دیا جائیگا سو دیا جائیگا۔ جو اس کلام کے سننے اسپر ایمان لانے اور اس کے اہل کا احترام کرنے سے محروم رہا۔ وہ فی الواقع محروم ہے۔ اے اپنی معاش میں مشغول رہنے والو معیشت میری پاس ہے۔ نفع میرے پاس ہی متاع آخرت میرے پاس ہے۔ میں کبھی منادہوں کبھی دلال اور کبھی اسباب کا مالک ہر شئے کو اس کا حق دیتا ہوں مجھ کو جب آخرت کی کوئی شئے ملجاتی ہے۔ تو تنہا نہیں کھاتا۔ کیونکہ کریم اکیلا بیٹھ کر نہیں کھایا کرتا۔ جو خدا کے کرم پر مطلع ہو گیا ہے۔ تو اس کے پاس بخل نہیں پائیگا۔ جس نے خدا کو پہچان لیا۔ اس کے نزدیک خدا کے سوا سب چیزیں ذلیل ہیں بخل نفس سے ہوتا ہے اور عارف بہ نسبت نفوس مخلوق مردہ ہے۔ بلکہ وہ مطمئنہ خدا کے وعدہ سے سکون اور وعید سے خوف حاصل کرنیوالا ہے۔ الٰہی تو نے جو اہل اللہ کو دیا ہے وہ ہمیں بھی دے اور دنیا و آخرت کی نیکی عطا کر۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

پندرھویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے نویں ذیقعدہ ۵۴۵ھ میں اتوار کے دن رباط میں فرمایا

مومن توشہ لیتا ہے۔ اور کافر پورا فائدہ اٹھاتا ہے۔ مومن اس لئے [illegible]تا ہے کہ وہ رستہ پہ ہے تھوڑی پر قناعت کرتا ہے

اور بہت سے مال کو آخرت کے لئے بھیجدیتا ہے۔ اپنے لئے سوار کے توشہ کے مطابق اٹھا رکھتا ہے یعنی اس قدر کہ اسی اٹھا سکے اس کا تمام مال آخرت میں لگا ہوا ہے۔ دل اور ہمت اسی طرف ہے دل ادھر ہی لگا ہوا ہے۔ دنیا سے تمام طاعتیں آخرت کیطرف بھیجتا ہے دنیا اور اہل دنیا کی طرف نہیں بھیجتا۔ اچھا کھانا فقیروں کو دے ڈالتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ آخرت میں اس سے بہتر ملیگا۔ مومن اور عارف و عالم کی ہمت قرب دروازہ خداوندی ہے۔ دل کے قدموں کی انتہا اور سر کی مسافت یہ ہے کہ میں قیام و قعود اور رکوع و سجود۔ بیداری و نیند کی حالت میں تجھی کو دیکھتا رہوں۔ حالانکہ تیرا دل اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔ بیت وجود سے نہیں نکلتا۔ اپنی عادت سے متغیر نہیں ہوتا۔ مولا کی طلب میں صادق رہ۔ تجھ کو تیرے صدیق نے اکثر رنج و تعب سے بے پروا کر دیا ہے۔ اپنے وجود کے انڈے کو صدق کی چونچ سے کھٹک دے۔ اور مخلوق کی رویت اور ان کے ساتھ مقید رہنے کی دیوار کو اخلاص و توحید کی کدال سے ڈھادے۔ زہد کے ہاتھ سے طلب اشیاء کا پنجرہ توڑ ڈال۔ اور دل کے پروں سے اڑتا کہ دریائے قرب کے کنارے پر جا رہے اسوقت تیرے پاس سابقہ خداوندی کا ملاح عنایت کی کشتی لیکر آئیگا۔ اور تجھے سوار کر کے قرب الٰہی تک پار کر دیگا۔ دنیا دریا اور تیرا ایمان اس کی کشتی ہے۔ اسی لئے لقمان رحمہ اللہ نے کہا ہے اے بیٹے دنیا دریا۔ ایمان کشتی طاعتیں ملاح اور آخرت کنارہ ہے۔ اے گناہوں پر اصرار کرنیوالو تمہارے پاس اندھاپن بہراپن۔ محتاجی اور فقر عنقریب آنیوالا ہے۔ تمہارے ساتھ مخلوق کی سخت دلی خساروں جرمانوں اور چوریوں کے ذریعہ سے تمہارے مال برباد کر دیگی۔ عادل بنو۔ خدا کی طرف رجوع کرو۔ مال کے ساتھ شرک نہ کرو۔ اور اسپر بھروسہ نہ رکھو۔ اس کے پاس نہ ٹھہرو۔ اسے دل سے نکالکر گھروں اور جیبوں میں رکھو۔ غلاموں اور وکیلوں کے حوالے کرو۔ اور موت کے منتظر رہو حرص کو کم اور امیدوں کو کوتاہ کر دو۔ ابو یزید بسطامی کا قول ہے کہ مومن عارف خدا سے نہ دنیا مانگتا ہے نہ آخرت۔ بلکہ اپنے مولا سے مولا ہی کا طلبگار رہتا ہے اے لڑکے دل سے خدا کی طرف رجوع کر۔ جو شخص خدا سے توبہ کرتا ہے وہی اس کی طرف راجع ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ کے یہ معنی ہیں کہ اس کی طرف رجوع کرو۔ ہر چیز اسے سونپ دو۔ اپنے نفس اس کے حوالہ کر دو۔ اپنے آپ کو قضاء و قدر امر و نہی اور اس کے تصرفات کے آگے ڈالدو۔ بلا زبان بلا ہاتھ پاؤں بلا آنکھ۔ بلا چون و چرا۔ بلا منازعت و مخالفت بلکہ موافقت و تصدیق کے ساتھ اپنے دل اس کے آگے ڈال رکھو۔ اور یہ کہو کہ امر و قدر اور سابقہ بالکل درست ہے جب تم ایسے ہو جاؤ گے تو تمہارے دل اس کی طرف راجع اور اس کا مشاہدہ کرنیوالے ہو جائینگے۔ کسی چیز سے محبت نہ کرینگے۔ بلکہ عرش سے لیکر فرش تک کی ہر شے سے الگ رہینگے۔ تمام مخلوق سے بھاگیں اور محدثات سے منقطع ہو جائیں گے مشائخ کا ادب وہی کرتا ہے۔ جو ان کا خادم رہا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے بعض احوال پر مطلع ہو گیا ہو۔ اہل اللہ نے تعریف مذمت کو گرمی جاڑے اور رات دن کی مانند سمجھ رکھا ہے دونوں کو خدا کیطرف سے خیال کرتے ہیں کیونکہ بجز خدا کے اور کوئی انکے لانے پر قادر نہیں ہے۔ پھر جب انکے نزدیک یہ ثابت ہو گیا تو انہوں نے تعریف کرنیوالے کی خوشامد نہیں کی۔ اور مذمت کرنیوالے سے لڑائی نہیں باندھی۔ اور ان میں مشغول نہیں ہوئے۔ ان کے دلوں سے مخلوق کا حب و بغض سب نکل گیا ہے نہ کسی سے دوستی رکھتے ہیں نہ دشمنی۔ بلکہ سب پر رحم کرتے ہیں علم بلا صدق تجکو نفع نہ دیگا۔ باوجود علم [illegible] نے تجکو گمراہ کر دیا ہے۔ تیرا علم پڑھنا اور نماز روزہ مخلوق کے لئے ہے

تاکہ تیری پاس آئیں تیری لئے اپنا مال خرچیں اور اپنے گھروں اور مجلسوں میں تیری تعریف کریں - غرض کر کہ یہ بات تجکو مخلوق سے حاصل ہوئی - مگر جب موت - عذاب - تنگی اور ہولیں سامنے آئینگی - تو تجھ میں اور مخلوق میں ایک پردہ ڈالدیا جائیگا اور وہ تجھ سے کسی تکلیف کو دفع نہ کرسکینگے - اور وہ مال جو تونے اُن سے حاصل کیا ہی غیر لوگ کھا جائینگے - حساب اور عذاب تجھ پر رہیگا - ای بدنصیب ای محروم - تو دنیا میں کام کرنیوالوں رنج اٹھانیوالوں میں ہی - کل دوزخ میں تکلیف بھگتنے والوں میں ہوگا عبادت صنعت ہی اور اسکے اہل اولیاء ابدال اور مخلص ہیں جو خدا کے مقرب ہیں - علما باعمل زمین میں خدا اور رسول کے نائب انبیاء و مرسلین کے وارث ہیں - اور اے ہوسناکو - زبانی بک بک اور فقط ظاہر میں مشغول ہونیوالو تم وارث انبیاء نہیں ہو کیونکہ باطن سے ناواقف ہو - اے لڑکے تو کسی چیز پر قائم نہیں تیرا اسلام درست نہیں ہوا - وہ اسلام کہ جس پر شہادت بنی ہے تیرے لئے تمام نہیں ہوا - تو لا الٰہ الا اللہ کہتا اور اُسکی تکذیب کرتا ہی - تیری دل میں معبودوں کی ایک جماعت موجود ہی - بادشاہ اور میر محلہ کا خوف معبود ہی - کسب نفع اور اپنی طاقت و قوت اور سمع و بصر اور پکڑ پر اعتماد کرنا معبود ہی - نفع و ضرر اور منع و عطا کو مخلوق کی طرف سے جاننا معبود ہے - بہت سے لوگ دل سے ان چیزوں پر بھروسہ رکھتے اور جو ظاہر یہ کرتے ہیں کہ ہم خدا پر متوکل ہیں - ذکر الٰہی ان کی زبانی عادت ہوگئی ہے دلی نہیں جب اس بارہ میں انکی مخالفت کیجاتی ہی تو غصہ کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ایسا کیوں کہا جاتا ہی - کیا ہم مسلمان نہیں ہیں - کل رسوائیاں ظاہر ہونگی اور چھپی باتیں کھل جائیں گی - تجھ پر افسوس کہ جب تو لا الہ کہتا ہے تو نفی کلی کی اور جب الا اللہ کہتا ہی - تو اثبات کلی کی خدا کے لئے تائید کرتا ہی نہ غیر کے لئے - پھر جب تیرا دل خدا کے سوا کسی اور پر اعتماد کرتا ہی تو تو اسبات میں جھوٹا ہو جاتا ہی اور جس پر تو نے اعتماد کیا ہی وہ تیری معبود بنجاتے ہیں - ظاہر کا اعتبار نہیں - دل ہی مومن - موحد - مخلص - متقی - پرہیزگار - زاہد موقن - عارف - جاہل اور امیر ہے اس کے ماسوا اس کے لشکر اور نوکر چاکر ہیں - جب تو لا الٰہ الا اللہ کہے - تو پہلے دل سے کہہ پھر زبان سے پھر اسی پر توکل و اعتماد رکھ - اپنے ظاہر کو حکم اور باطن کو حق کے ساتھ مشغول کر - خیر و شر کو اپنے ظاہر پر چھوڑ اور دل سے خالق خیر و شر کے ساتھ مشغول ہو جو اسکو پہچانتا ہے اس کے لئے ذلیل ہو جاتا ہی - اس کے آگے زبان بند ہو جاتی ہی اسکے اور نیک بندوں کے لئے متواضع ہو جاتا ہی - اس کا غم و گریہ دوگنا ہوتا ہی - خوف ترس - حیا اور پہلی تقصیروں پر ندامت زیادہ ہو جاتی ہی - اور زوال معرفت و علم و قرب سے اس کا خوف و قدر سخت ہوتا ہے - کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے کرڈالتا ہے اس کے فعل سے سوال نہیں ہو سکتا - لوگ اپنے افعال سے سوال کئے جائینگے - وہ دو باتوں میں تردد کیا کرتا ہی - اپنی گذشتہ تقصیر بیشرمی - جہالت اور جرأت پر نظر ڈالتا ہے - اور مارے حیا کے پانی پانی ہو جاتا ہی - مواخذہ سے ڈرتا ہے - پھر آیندہ حالت کو دیکھتا ہی کہ دیکھیے مقبول رہوں یا مردود - جو کچھ دیا گیا ہی چھینا جائے یا دیدیا جائے - مومنوں کے پاس رہوں یا کافروں کے - اسی لئے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہی میں تم سے زیادہ عارف باللہ اور اُس سے ڈرنیوالا ہوں - عارفوں میں شاذ و نادر ایک وہ ہوتا ہی کہ جس کے پاس امن آجاتا ہے - جو کچھ سابق ہو چکا ہے اسپر پڑھ دیا جاتا ہی وہ اپنا انجام اور جس طرف رجوع کریگا - خوب جانتا ہی اس کا بھید اپنے متعلق لوح محفوظ کو پڑھ لیتا ہے - پھر اسپر دل مطلع ہو جاتا ہی اور اُسکے چھپانے کا حکم دیتا ہی تاکہ نفس اسپر مطلع نہ ہو جائے - [illegible] اسلام امر الٰہی کا بجالانا - منہیات سے بچنا -

کرتا ہے

اور آفات پر صبر کرتا ہی اور انتہا ماسوی اللہ کا ترک ہی اور یہ کہ اُسکے نزدیک سونا اور مٹی - مدح و ذم - دینا نہ دینا - جنت دوزخ نعمت و رنج - غنا و فقر - مخلوق کی ہستی و نیستی برابر ہو جب یہ تمام ہو جاتا ہی تو سب کے بعد خدا ہے پھر اس کی طرف ہی امارت اور مخلوق پر ولایت کا فرمان آتا ہے جو شخص اُسے دیکھتا ہے خدا کی ہیبت اور نور کے سبب جو اُسے ملا ہے اُس سے نفع حاصل کرتا ہی

الٰہی ہم کو دنیا و آخرت میں نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا -

سولھویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے گیارہویں ذیقعدہ ۵۴۵ھ میں منگل کے دن صبح کو مدرسہ میں فرمایا

حسن بصری کا قول ہی کہ دنیا کو ذلیل سمجھو - خدا کی قسم دنیا اہانت کے بعد ہی اچھی طرح ہاتھ لگتی ہے ای لڑکے قرآن پر عمل کرنا اسکے نازل کرنیوالے سے اور حدیث پر عمل کرنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تجکو واقف کرا دیتا ہی - ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دل اور ہمت سے اہل اللہ کے دلوں کیساتھ رہتے ہیں - اُن کے خوشبودار کرنے اور دھونی دینے والے وہی ہیں یہ صفی اور مزین اسرار وہی ہیں - قرب کا دروازہ کھولنے والے وہی ہیں - آراستگی دینے والے وہی ہیں - دل اور اسرار اور خدا کے مابین سفیر وہی ہیں جب تو ایک قدم ان کی طرف جاتا ہی تو آپ خوش ہو جاتے ہیں جسکو یہ حالت نصیب ہو گئی - اسپر شکر اور ازدیاد طاعت واجب ہے بغیر اسکے خوش ہونا محض ہوس ہی جاہل دنیا میں خوش ہوتا اور غمگین رہتا ہی جاہل تقدیر سے مناظرہ اور جھگڑا کرتا ہی عالم اس سے موافقت اور رضامندی ظاہر کرتا ہی - ای مسکین تقدیر سے مناظرہ اور مخالفت نکر ورنہ ہلاک ہو جائیگا دار مدار اس پر ہی کہ تو خدا کے افعال سے رضامند رہے اور اپنے دلکو مخلوق سے علیحدہ کر کے اُسے خدا سے ملا دے تو اس سے دل اور سر اور معنی کیساتھ ملاقات کریگا - بشرطیکہ خدا اور رسول اور اسکے نیک بندوں کی متابعت کرتا رہیگا - اگر تو نیکوں کی خدمت پر قادر ہی تو کرتا رہ اسمیں دنیا و آخرت کی بھلائی ہی اگر تو تمام دنیا کا مالک ہو جائے - اور تیرا دل ان کا سا نہو تو یہ سمجھ کہ گویا ایک ذرہ کا بھی مالک نہیں جسکا دل اللہ کے لئے درست ہو اور اس کے ساتھ دنیا و آخرت ہو وہ خدا کے حکم سے خواص عوام پر حکومت کریگا - تجھ پر افسوس اپنی قدر کو پہچان - تو بہ نسبت اُن کے کیا شے ہے - تیرا مقصود کھانا - پینا لباس نکاح دنیا جمع کرنا اور اس کی حرص ہی دنیا کے کام کرنے والے امور آخرت میں چھوٹے ہیں - تو اپنی گوشت کو کیڑوں اور حشرات الارض کیلئے تیار کرتا اور فربہ بناتا ہی - پیغمبر علیہ السلام سے روایت ہی کہ آپنے فرمایا اللہ کا ایک فرشتہ صبح شام پکارتا ہی کہ ای بنی آدم موت کیلئے جنو - اُجاڑنے کے لئے بناؤ - اور دشمنوں کے لئے جمع کرو - ہر کام میں مومن کی نیت نیک ہوا کرتی ہی - دنیا میں دنیا کے لئے محل نہیں کرتا بلکہ دنیا میں آخرت کیلئے عمارت بنایا کرتا ہے مسجدیں پل - مدرسے - سرائیں تعمیر کرتا اور مسلمانوں کے رستے درست کر دیتا ہے - ان کے سوا کسی چیز کو بناتا ہے تو عیال اور بیوہ عورتوں اور فقیروں کے لئے - اور ضروری کاموں کے واسطے - تاکہ آخرت میں اس کے لئے اس کے بدلہ میں محل بنائے جائیں - مومن طبیعت خواہش اور اپنی نفس کیلئے کچھ نہیں بناتا جب ابن آدم درست ہو جاتا ہی تو ہر حال میں خدا کے ساتھ رہتا ہی اس کا عدم و وجود اللہ کے ساتھ ہے - اور دل نبیوں اور پیغمبروں کے ساتھ قول و فعل - اور ایمان و ایقان کے اعتبار سے پیغمبروں کی لائی ہوئی تمام چیزوں کو قبول کر لیتا ہی - اسلئے دنیا و آخرت میں [illegible] ساتھ لاحق ہو جاتا ہی - اللہ کی یاد کرنیوالا زندہ جاوید ہے - لیک

زندگی سے دوسری زندگی کی طرف انتقال کر جاتا ہے۔ ایک لحظہ کے سوا اس کے لئے موت نہیں ہوتی جب ذکر الٰہی دل میں جگہ پکڑ جاتا ہے تو دائمی طور پر رہتا ہے اگرچہ آدمی زبان سے ذکر نہ کرے۔ پھر جب بندہ یاد الٰہی میں .... رہتا ہے تو خدا سے موافقت اور اس کے افعال پر رضامندی ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ اگر ہم گرمی کے آنے میں خدا سے موافقت کریں گے تو گرمی ہم کو کر میں ڈالدیگی اور اگر جاڑا آتے وقت اس سے موافق نہونگے تو جاڑا ہمیں ٹھنڈا کر دیگا۔ ان دونوں میں موافقت کرنا انکی اذیت اور شدت فعل کو زائل کر دیتا ہے۔ اسی طرح بلا و آفات میں موافقت کرنا کرب ضیق حرج بے آرامی اور بے ثباتی کو اس کے نزول کے زائل کر دیتا ہے۔ اہل اللہ کے امور اور احوال کس قدر اچھے ہیں۔ جو شئے خدا کی طرف سے ان کے پاس آتی ہے اچھی ہے اسنے انکو اپنی معرفت کا نشہ پلا کر اپنی مہربانی کی گود میں سلا رکھا ہے اور اپنی محبت کا خوگر کیا ہے اسلئے اس کے پاس مقام کرنا ان کے نزدیک اچھا ہے اور ماسوائے سے غائب رہنا بہتر ہے۔ ہمیشہ اسکے آگے مرے پڑے رہتے ہیں۔ اور ہیبت ان کی مالک بن گئی ہے خدا جب چاہتا ہے ان کو اٹھاتا ہے۔ قائم کرتا زندہ کرتا اور جگا دیتا ہے۔ وہ خدا کے آگے ایسے ہیں جیسے غار میں اصحاب کہف جنکی نسبت خدا خود فرماتا ہے کہ ہم انکو دہنے بائیں کروٹیں دلواتے ہیں۔ وہ سب سے زیادہ عقلمند ہیں خدا سے ہر حال میں مغفرۃ و نجات کے امیدوار ہیں یہ ان کی ہمت ہے۔ تجھ پر افسوس۔ کہ اہل نار کے عمل کرتا اور جنت کی امید رکھتا ہے۔ تیری طمع اپنے عمل پر نہیں ہے۔ عاریت پر مغرور نہو اور اسے اپنی شئے گمان نہ کر۔ عنقریب تجھ سے لیجائیگی۔ خدا نے اطاعت کے لئے زندگی دی ہے۔ تو اُسے اپنی چیز خیال کر رہا ہے اور جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ اسی طرح تندرستی غنا۔ امن جاہ اور جو کچھ تیرے پاس ہے سب عاریت ہے۔ ان عاریتوں میں قصور نہ تجھ سے اس کا مطالبہ اور سوال کیا جائیگا۔ اور ہر چیز پوچھی جائیگی۔ تمہارے پاس کی تمام نعمتیں خدا کی طرف سے ہیں ان سے طاعت پر مدد چاہو۔ تم جن چیزوں میں رغبت کرتے ہو۔ وہ اہل اللہ کے نزدیک خدا سے روکنے والا مشغلہ ہے کیونکہ وہ خدا کی سلامتی کے سوا دنیا اور آخرت میں اور کسی چیز کو نہیں چاہتے۔ بعض مشائخ سے یہ قول مروی ہے کہ مخلوق کے معاملہ میں خدا سے موافقت کر۔ خدا کے معاملہ میں مخلوق سے موافق نہ ہو۔ جو ٹوٹا وہ ٹوٹ گیا۔ اور جو زخم بھرا وہ بھر گیا خدا کے نیک بندوں موافقت رکھنے والوں سے خدا کی موافقت سیکھو۔

سترھویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے چودھویں ذیقعدہ ۵۴۵ھ میں جمعہ کے دن صبحکو مدرسہ میں فرمایا

اپنی روزی کا اہتمام نکر۔ کیونکہ وہ تجھ سے زیادہ تجھے ڈھونڈ رہی ہے جب تجھ کو آجکے دن کی روزی ملجائے توکل کا غم نہ کر۔ تیسے کل گذشتہ کو چھوڑ دیا اور وہ گذر گئی۔ کل آئندہ کا حال معلوم نہیں کہ تجھ تک پہنچے یا نہ پہنچے۔ آجکے دن میں مشغول ہو۔ اگر تو خدا کو پہچانتا تو طلب رزق نکرتا اور اس سے روگردانی کرتا۔ اس کی ہیبت تجھکو اس سے مانگنے سے روکتی۔ کیونکہ جو خدا کو پہچان لیتا ہے۔ اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ خدا کے آگے عارف گونگا ہو جاتا ہے یہانتک کہ خدا مصالح مخلوق کے لئے اسے واپس کرتا ہے واپسی کیوقت اُس کی خاموشی اور گونگا پن جاتا رہتا ہے۔ موسیٰ جب بکریاں چراتے تھے۔ تو اُن کی زبان میں لکنت اور جلدی اور روک تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے [illegible] اپنی طرف اُن کے واپس کرنے کا ارادہ کیا تو الہام

کر دیا اور آپ نے دعا کی کہ الٰہی میری زبان کی گرہ کھولدے۔ تاکہ لوگ میری بات سمجھنے لگیں گویا آپ کی مراد یہ تھی کہ جب میں جنگل میں بکریاں چراتا تھا تو اس کی ضرورت نہ تھی۔ مگر اب مخلوق کے ساتھ مشغول ہونے اور اُن سے کلام کرنے کی حاجت ہے۔ اس لئے زبان کی روک دفع کرنے میں میری مدد کر چنانچہ آپ کی زبان سے گرہ کھل گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ موسیٰ جتنی دیر میں اور کوئی تھوڑے سے کلمے بول سکے نوے کلمے (جو فصیح اور مفہوم ہو سکتے تھے) بولدیا کرتے تھے۔ لڑکپن میں فرعون اور آسیہ کے سامنے آپ نے بغیر وقت کلام کرنا چاہا تھا اللہ تعالیٰ نے بطور لقمہ انکارہ منہ میں رکھدیا۔ اسے لڑکے میں تجھکو خدا اور رسول۔ اولیاء اللہ اور ابدال انبیاء و خلفاء کا پہچاننے والا نہیں دیکھتا تو میرے سے خالی قفس بلا طائر۔ خالی اور ویرانہ مکان اور ایسا ٹھنٹھ درخت ہے جسکے پتے جھڑ گئے ہوں۔ دلکی آبادی اسلام اور اسکی حقیقت کی تحقیق سے ہے جس کا نام گردن جھکانا ہے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے۔ وہ تیرے نفس کو اور غیر کو تیرے حوالے کر دیگا تو دل کے ساتھ اپنی ذات اور دیگر مخلوق سے الگ ہو جائے گا۔ اپنے آپ اور غیر سے جدا ہو کر اس کے سامنے کھڑا ہو گا۔ پھر جب خدا چاہیگا۔ تجھ کو لباس پہنا کر مخلوق کی طرف واپس کر دیگا۔ پھر تو اپنی ذات میں اور دیگر مخلوق میں خدا و رسول کی مرضی ہے اس کا حکم بجالائیگا۔ پھر اس کے حکم کا منتظر کھڑا رہیگا۔ اور جو کچھ تجھے حکم ملے گا۔ اس کی موافقت کریگا۔ جو شخص ماسوی اللہ سے الگ ہو کر دل اور سر کے قدم سے اس کے آگے کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ زبان حال سے وہی کہتا ہے جو موسیٰ نے کہا تھا وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى (الٰہی میں نے تیری طرف آنے میں اس لئے جلدی کی کہ تو رضامند ہو جائے) میں دنیا و آخرت اور تمام خلقت سے الگ ہوں۔ میں نے اسباب کو قطع اور ارباب کو ترک کر دیا ہے۔ اور جلدی کر کے تیری طرف آیا ہوں۔ تاکہ تو مجھسے رضامند ہو جائے۔ اور اس سے پہلے ان کے پاس ٹھیرنے کو معاف کر دے۔ اے جاہل تجھے ان باتوں سے کیا۔ تو اپنے نفس اور دنیا اور خواہش کا بندہ ہے۔ تو مخلوق کا بندہ اور ان میں شریک ہے۔ کیونکہ نفع اور ضرر میں ان کو دیکھتا ہے۔ تو جنت کے پاس اسمیں جانے کا امیدوار ہے اور دوزخ کے پاس اس کے دخول سے ڈرتا ہے۔ تم دلوں اور بینائیوں کے پھیرنے والے سے جو ہر شئے کو کن سے پیدا کر دیتا ہے بہت دور ہو تم کہاں۔ وہ کہاں۔ اے لڑکے اپنی طاعت پر مغرور اور اس سے خوش نہو خدا سے قبول ہونے کی دعا مانگ اور اس سے ڈر کہ تجھے غیر طاعت کی طرف منتقل نہ کر دے تجھکو اس سے کس نے بیخوف کر دیا ہے کہ وہ تیری طاعت کو معصیت اور صفائی کو کدورت ہو جانے کا حکم کر دے۔ خدا کو پہچاننے والا کسی چیز کے ساتھ نہیں ٹھہرتا۔ اور کسی شئے سے دھوکا نہیں کھاتا۔ دنیا سے جب تک سلامتی دین اور حفاظت الٰہی کے ساتھ نہیں نکل جاتا۔ امن میں نہیں رہتا اے قوم دل اور اخلاص سے عمل کرو۔ اخلاص کامل ماسوی اللہ سے بچاتا ہے اور اسکی معرفت اصل ہے میں تم میں اکثر لوگوں کو اقوال و افعال اور خلوت و جلوت میں جھوٹا پاتا ہوں۔ تم کو ثبات نہیں تمہارے اقوال بلا افعال اور افعال بلا اخلاص و توحید ہیں اگر میں اس کسوٹی کو جو میرے ہاتھ میں ہے چھپا لوں اور تجھے خوش کر دوں۔ تو کیا فائدہ ہو گا۔ تو چاہتا ہے کہ خدا تجھکو قبول کرے اور خوش کر دے مگر وہ عنقریب پگلانے اور آگ جلانے وقت تیری چاندی کو رسوا کریگا۔ اس وقت کہا جائیگا کہ یہ سفید ہے یا سیاہ اور یہ ملمع وہ سب قیامت کے دن بیکار نکلے گی یہ اُن اعمال کی نسبت کہا جائیگا جنمیں تو نے نفاق ظاہر کیا ہے اسی طرح غیر اللہ کے لئے جو عمل کیا جائے باطل ہے۔ عمل کرو۔ چاہو۔ ساتھ رہو۔ اور اس کو طلب کرو جس کی مانند کوئی نہیں۔ اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔ تقوی کرو اور پھر ثابت رہو۔ جو اس کے لائق نہیں ہے اس کی نفی کرتے رہو۔ اور جو لائق ہے اس کا اثبات کرو۔ اور وہ ایسی شئے ہے

جس کو اس نے اور اسکے رسول نے پسند کیا ہو۔ جب تم ایسا کروگے تو تمہارے دل سے تشبیہ و تعطیل کا خیال جاتا رہیگا۔ اللہ اور رسول اور اس کے نیک بندوں کی صحبت میں اجلال و احترام کے ساتھ رہو۔ اگر تم فلاح چاہتے ہو تو میرے حسنِ ادب کے ساتھ آؤ جاؤ۔ تم فضول کاموں میں رہتی ہو۔ تو جن ساعتوں میں میرے پاس آیا کرو۔ فضول کو چھوڑ دیا کرو۔ بسا اوقات جمع میں وہ لوگ ہوتے ہیں جن کا احترام کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ حسن ادب کو نگاہ رکھا جاتا ہے اور وہ تمہاری عقل و فہم سے پرے ہیں۔ پکانے والا اپنی کھانیکو۔ اور روٹی والا اپنی روٹی کو۔ کاریگر اپنے کام کو دعوت کرنیوالا آنے والے مہمان کو خوب پہچانتا ہے۔ دنیا نے تم کو اندھا کر دیا ہے تمہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ اس سے بچو۔ وہ تم کو اپنی ذات پر قادر کرتی رہتی ہے یہانتک کہ اپنی طرف کھینچتی اور آخر میں ذبح کر دیتی ہے۔ اپنی شراب اور بھنگ پلا کر تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹتی اور آنکھیں پھوڑ دیتی ہے۔ پھر جب بھنگ کا نشہ اتر کر افاقہ ہو جاتا ہے تو تم خود معلوم کر لیتے ہو کہ اسنے تم سے کیا سلوک کیا۔ یہ محبت دنیا۔ اس کے پیچھے دوڑنے اسپر اور اسکے جمع کرنے پر حرص کا نتیجہ ہے۔ یہ اس کا فعل ہے اس سے بچتے رہو۔ اے لڑکے تو دنیا کو چاہتا ہے۔ تو تیرے لئے فلاح نہیں اور اگر محبت الٰہی کے مدعی تو آخرت اور ماسوی کو چاہتا ہے تو تیرے لئے فلاح و صحت نہیں۔ محب خدا کے سوا نہ اس کو چاہتا ہے نہ اس کو۔ جب اسکی محبت ثابت ہو جاتی ہے۔ تو اس کو دنیا سے اس کا حصہ ملتا ہے جو خوشگوار اور کافی ہوتا ہے اور اسی طرح جب آخرت تک پہنچ جاتا ہے تو جن اشیا کو پس پشت ڈالدیا ہے سب کو اللہ تعالیٰ کے پاس دیکھ لیتا ہے۔ کیونکہ اس نے خدا کے لئے ان سب کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ اولیاء کو دنیوی اشیاء کے حصے دیتا ہے۔ حالانکہ وہ اس سے الگ رہتے ہیں۔ دل کے حصے باطن ہیں اور نفس کے ظاہر۔ دل کے حصے جب ملتے ہیں کہ نفس کو اسکے حصے نہ دیئے جائیں جب نفس باز رہتا ہے۔ تو دل کے حصوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ پھر جب دل خدائی حصوں سے مستغنی ہو جاتا ہے تو نفس کے لئے رحمت آتی ہے۔ اس بندہ سے کہا جاتا ہے کہ اپنے نفس کو قتل نہ کر۔ اسوقت اسکے حصے آتے ہیں اور وہ مطمئن ہو کر انہیں لے لیتا ہے۔ جو تجھے دنیا کی طرف راغب کرے اس کی صحبت چھوڑ۔ اور جو زاہد بنائے اس کے پاس بیٹھ۔ جنس اپنی جنس کیطرف مائل ہوا کرتی ہے۔ بعض بعض کے پاس جاتا ہے۔ محب محبین کے پاس جاتا ہے یہانتک کہ وہ اپنے محبوب کو ان کے پاس پالیتا ہے للّٰہی محب اسی کی للّٰہ میں دوستی رکھتے ہیں اسلئے خدا ان کو دوست رکھتا۔ انکی تائید کرتا اور ایک کو دوسرے کی تقویت دیتا ہے دعوت حق پر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں ان کو ایمان توحید اور اعمال میں اخلاص کی طرف بلاتے ہیں ان کے ہاتھ پکڑ کر خدا کے رستہ پر کھڑا کر دیتے ہیں خادم ایک روز مخدوم بنے گا۔ نیکی کرنیوالے کیساتھ نیکی کیجائیگی۔ دینے والے کو دیا جائیگا۔ اگر تو دوزخ کے عمل کریگا۔ تو دوزخ تیرے لئے تیار ہے۔ تو جیسا کریگا ویسا بھریگا جیسے تم ہوگے ویسے تم پر حاکم ہونگے۔ تمہارے اعمال گویا تمہارے حکام ہیں تو دوزخیوں کے سے عمل کرکے خدا سے جنت کی امید رکھتا ہے۔ بلا عمل تو جنت کی تمنا کیونکر کر رہا ہے دنیا میں وہ اہل دل جو اعضا سے نہیں بلکہ دل سے عمل کیا کرتے ہیں اہل جنت ہیں۔ عمل بلا موافقت دل کیا کام دے سکتا ہے۔ ریاکار اعضا سے عمل کیا کرتا ہے۔ اور مخلص دل اور اعضائے بلکہ قبل از اعضا دل سے۔ مومن زندہ ہے منافق مردہ۔ مومن خدا کے لئے کام کرتا ہے منافق خلقت کے لئے۔ کہ ان سے تعریف اور اپنے کام کا صلہ چاہتا ہے۔ مومن کا عمل ظاہر و باطن۔ خلوت و جلوت اور خوشی و رنج میں یکساں ہے اور منافق کا عمل صرف جلوت میں اور خوشی کیوقت ہے۔ رنج کے موقعہ پر نہیں۔ اسکو خدا سے محبت نہیں [illegible] کے اور اس کے رسولوں اور کتابوں اور حشر و نشر

اور حساب پر ایمان نہیں اس کا اسلام اس لئے ہے کہ دنیا میں جان و مال بچ رہے نہ اسلئے کہ آخرت میں اس آگ سے محفوظ ہو جائے جو خدا کا عذاب ہے اس کا ورد زبانہ۔ اور علم پڑھنا لوگوں کے سامنے ہے ان سے الگ ہو کر اپنے شغل اور کفر کی طرف آجاتا ہے۔ الٰہی ہم اس حالت سے پناہ مانگتے ہیں اور تجھ سے دنیا و دین میں اخلاص چاہتے ہیں۔ اے لڑکے اعمال میں اخلاص کو لازم کرلے اور اپنی آنکھ عمل اور اسپر طلب عوض سے اٹھالے نہ مخلوق سے عوض مانگ نہ خالق سے۔ خدا کے لئے عمل کر نہ کہ نعمتوں کے لئے ان لوگوں میں ہو جا۔ جو اسکی ذات کو چاہتے ہیں۔ اسیکو چاہ۔ تاکہ تیرا مطلب تجھے دیدے۔ جب اسنے تجھکو یہ دیدیا تو دنیا و آخرت میں گویا جنت مل گئی۔ دنیا میں قرب اور آخرت میں دیدار۔ اور موعود جنت اس کے تابع اور ضمن میں ہے۔ اے لڑکے اپنے جان و مال کو اسکی تقدیر و حکم اور قضا کے ہاتھ میں سونپ دے آج تو چیز مشتری کے حوالے کردے۔ وہ کل تجھکو قیمت دیدیگا۔ خدا کے بندو! اپنے نفس اسے سونپ دو قیمت اور شے اسکے حوالے کردو۔ اور یہ کہو کہ نفس مال جنت اور ماسوا سب تیرے لئے ہے ہم تیرے سوا اور کچھ نہیں چاہتے ہمسایہ گھر سے اور رفیق رستہ سے پہلے ہوا کرتا ہے۔ اے جنت کے ارادہ کرنے والے اس کا خریدنا اور تعمیر آج ہے کل نہیں۔ اسکی نہریں کھودنی اور پانی جاری کرنا آج ہے کل نہیں۔ اے قوم قیامت کے دن دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہونگی قدم پھسل پڑینگے۔ ہر مومن اپنے ایمان اور تقوی کے قدم پر کھڑا رہیگا۔ ایمان کی مضبوطی بقدر ایمان ہے۔ اس دن بعض ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کھائینگے۔ کہ کیوں ظلم کیا تھا۔ اور بعض مفسد پچھتائینگے کہ کیوں فساد کیا تھا اور اپنے مولا سے کیوں بھاگ گیا تھا۔ اے لڑکے کسی عمل پر مغرور نہ ہو۔ کیونکہ اعمال کا اعتبار خاتمہ سے ہے۔ خدا سے سوال کر کہ تیرا خاتمہ بخیر کرے۔ اور نیک عملوں پر دنیا سے تجھکو اپنی طرف اٹھالے اس سے بہت ہی خوف کر کہ تو توبہ کرکے توڑ ڈالے اور پھر گناہ کرنے لگے کسی کے کہنے سے توبہ نہ توڑ۔ نفس و ہوا طبیعت کی موافقت اور مولا کی مخالفت نہ کر معصیت دنیا و آخرت میں تجھکو ذلیل کردیگی جب تو خدا کی نافرمانی کریگا۔ تو وہ تجھ کو رسوا و ذلیل کریگا۔ امداد نہ کریگا۔ الٰہی اپنی طاعت کے باعث ہماری مدد کر۔ اور معصیت کے سبب ہمیں رسوا نہ کر اور ہمیں دنیا و آخرت میں نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اٹھارھویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے سولہ ذیقعدہ ۵۴۵ھ میں اتوار کی صبحکو قدرے کلام کے بعد رباط میں فرمایا

خدا نے تجھ کو دو جہان کی خبر دی ہے۔ ایک ظاہری دوسرا باطنی نفس و ہوا طبیعت اور شیطان سے جہاد کرنا۔ گناہوں لغزشوں سے توبہ اور اسپر قیام۔ حرام خواہشوں کا ترک باطنی جہاد ہے۔ اور ظاہری جہاد کفار اور دشمنان خدا و رسول سے لڑنا۔ انکی تلواروں نیزوں اور تیروں کی تکلیف سہنی مارنا اور مر رہنا ہے باطنی جہاد ظاہری سے مشکل ہے۔ کیونکہ وہ نفس کی محبوب چیزوں کے چھوڑنے شرع کے اوامر و نواہی بجالانے کا نام ہے۔ جو دونوں جہاد کرکے حکم الٰہی بجالاتا ہے اسے دنیا و آخرت کی جزا مل جاتی ہے۔ شہید کے بدن میں زخم ایسے ہوتے ہیں جیسے تمہارے ہاتھ میں فصد۔ کہ اس کے نزدیک ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی اور گناہوں سے توبہ کرنے والے مجاہد کے حق میں موت ایسی ہے جیسا پیاسے آدمی کا ٹھنڈا پانی پی لینا۔

اے قوم خدا جس چیز کی تم کو تکلیف دیتا ہے [illegible] سے بہت عطا کر دیتا ہے۔ مراد یعنی مومن کامل کا دل اس کو ہر لحظہ

امرونہی کے ساتھ مخصوص کرنا رہتا ہے بقیہ مخلوق منافق ایسے نہیں ہوتے جو اپنے جہل عداوت کے باعث خدا اور رسول کی دشمن ہیں یہ لوگ دوزخ میں جائینگے اور کیوں نہ جائیں انہوں نے قرآن سُنکر اسپر ایمان نہ لائے اور اسکے اوامرونواہی پر عمل کیا ای قوم اس قرآن پر ایمان لاؤ۔ عمل کرو۔ اور عملوں میں اخلاص کو نگاہ رکھو ریاکاری اور نفاق نکرو۔ اسپر مخلوق سے تعریف اور بدلہ نہ چاہو۔ مخلوق میں بعض افراد ایسے ہیں جو اس قرآن پر ایمان لاتے اور خدا کیلئے عمل کرتے ہیں اسی لئے مخلص کم اور منافق زیادہ ہیں تم طاعت الٰہی میں کسقدر کسلمند اور اپنے اور خدا کے دشمن یعنی شیطان کی فرمانبرداری میں کسقدر مضبوط ہو۔ اہل اللہ اس تمنا میں ہیں کہ خدا کی بھیجی ہوئی تکلیفوں سے کبھی خالی نہ رہیں وہ جانتے ہیں کہ اس کی تکلیفوں اور قضا وقدر پر صبر کرنے میں دنیا وآخرت کی بہتری ہے۔ وہ کبھی صبر میں کبھی شکر میں کبھی قرب میں کبھی بعد میں کبھی رنج میں کبھی راحت میں۔ کبھی غنا میں کبھی فقر میں۔ کبھی تندرستی میں۔ کبھی مرض میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رد وبدل سے موافقت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل کو محفوظ رکھنا اُن کی کلی آرزو ہے اور تمام اشیا میں انکا اعلیٰ مقصد یہی ہے۔ خالق کے ساتھ اپنی اور مخلوق کی سلامتی کے خواہاں ہیں۔ وہ ہمیشہ مخلوق کی مصلحت خدا سے مانگتے رہتے ہیں اے لڑکے درست ہوجا۔ فصیح ہوجائیگا۔ تو احکام الٰہی میں درست ہونے سے علم میں اور سِرّ میں درست ہونے سے ظاہر میں فصیح بن سکتا ہے۔ خدا کی طاعت میں ہر طرح کی سلامتی ہے۔ اوامر الٰہی بجالانے منہیات سے بچنے اور قضا وقدر پر صبر کرنے کا نام طاعت ہے۔ جو خدا کے احکام کو قبول کرتا ہے خدا اس کو قبول کرلیتا ہے۔ اور جو اس کی طاعت کرتا ہے وہ تمام مخلوق کو اس کا مطیع بنا دیتا ہے اے قوم میری نصیحت قبول کرو۔ میں تمہارا خیرخواہ ہوں۔ میں اپنے سے اور تم سے الگ ہوں۔ میں بظاہر جس شغل میں ہوں فی الواقع اس سے جدا ہوں۔ مجھ میں اور تم میں خدا جو کچھ کر رہا ہے میں اس کی سیر کیا کرتا ہوں اور تمہارے لئے وہی چاہتا ہوں جو اپنے لئے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آدمی جبتک بھائی مسلمان کے لئے وہی بات نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے ایمان کامل نہیں ہوتا یہ ہمارے اس امیر۔ رئیس۔ سفیر۔ شفیع کا قول ہے۔ جو آدم سے لیکر قیامت تک تمام نبیوں اور پیغمبروں سے مقدم ہیں جو شخص اپنے بھائی مسلمان کیلئے وہی بات پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔ آپنے اس کے کمال ایمان کی نفی کی ہے جب تو اپنے نفس کے لئے اچھے کھانے۔ اچھا لباس۔ اچھا مکان۔ اچھی بہت اچھی وجاہت اور کثرت مال کو پسند کریگا اور اپنے بھائی مسلمان کے لئے اسکے خلاف چاہیگا۔ تو تو اپنے کمال ایمان کے دعوی میں جھوٹا ہے۔ ای بے تدبیر۔ تیرا ہمسایہ فقیر اور تیری اہل وعیال فقرا ہیں اور تیری پاس مال ہے جسپر زکوٰۃ واجب ہے اور تو روز بروز نفع حاصل کر رہا ہے اور تیری قدر حاجت سے زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ بس تو تیرا انکو کچھ نہ دینا گویا انکے فقر سے رضامند رہنا ہے۔ لیکن جبکہ تیرا نفس ہوا۔ شیطان۔ تیری پیچھے لگا ہوا ہے تو تجھ پر نیکی کرنی آسان نہیں ہے۔ قوت حرص۔ کثرت امید حبّ دنیا۔ قلت تقوی قلت ایمان تیری ساتھ ہے۔ تو اپنے اور اپنے مال اور مخلوق کے ساتھ مشترک ہے۔ تیرے پاس خیر نہیں۔ جسکی دنیوی رغبت بڑھ گئی۔ اس پر حرص قوی ہوگئی۔ موت اور خدا کی ملاقات کو بھول گیا۔ حلال وحرام میں تمیز نرکھی۔ وہ کفار کے مشابہ ہوگیا۔ جن کا یہ قول ہے کہ جو کچھ ہے دنیا وی ہی زندگی ہے۔ ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں زمانہ ہلاک کردیتا ہے گویا تو ان میں کا ایک ہے مگر تونے اسلام کا زیور پہن لیا ہے کلمۂ شہادت پڑھ کر اپنا تقوی ظاہر کرتا ہے۔ مگر تیرا دل

کافر ہے۔ یہ تجکو نفع نہ دیگا۔ اے قوم دن کی بھوک پیاس اور رات کو حرام سے افطار تم کو مفید نہ ہوگا۔ دنکو روزہ رکھتے ہو رات کو گناہ کرتے ہو ای حرام خورو تم دن کو پانی نہیں پیتے اور رات کو مسلمانوں کے خون سے افطار کرتے ہو۔ تم میں بعض آدمی دنکو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو گناہ کرتے ہیں پیغمبر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جبتک رمضان کی تعظیم کرتی رہیگی میری امت رسوا نہوگی۔ اس کی تعظیم تقوی اور مع حفاظت حدود شرع خدا کے لئے روزہ رکھنا ہے اے لڑکے روزہ رکھ اور افطار کے وقت فقرا سے کچھ سلوک کر۔ تنہا نہ کھا۔ کیونکہ جو تنہا کھاتا ہے فقیروں کو نہیں دیتا۔ وہ فقر وتنگدستی سے محفوظ نہیں رہتا ای قوم تم پیٹ بھر کر کھاتے ہو۔ تمہارے ہمسایے بھوکے ہیں۔ اور پھر دعوی کرتے ہو کہ ہم مؤمن ہیں۔ تمہارے ایمان درست نہیں۔ تمہارے سامنے اتنا کھانا ہو کہ اہل وعیال سے بچ رہے اور سائل دروازہ پر کھڑا ہو کر محروم چلا جائے؟ عنقریب تو اپنا مال دیکھ لیگا۔ عنقریب تو اس جیسا ہو جائیگا۔ اور باوجود قدرت عطا جسطرح تونے رد کیا ہے۔ اسیطرح تو رد کیا جائیگا۔ تجھ پہ افسوس کہ تونے اُٹھ کر اور جو آگے تھا اسے لیکر سائل کو کیوں نہ دیا اور دو فصلیں کیوں نہ جمع کیں۔ تو اصلًا کھڑا ہونا۔ اور اپنے مال سے کچھ دیدا لنا۔ ہمارے پیغمبر علیہ السلام سائل کو اپنے ہاتھ سے دیتے۔ ناقہ کو چارہ ڈالتے۔ بکری کو دوہتے اور اپنا کرتہ خود سیا کرتے تھے۔ تم اُن کی متابعت کا دعوی کرکے اُن کی مخالفت کرتے ہو۔ اقوال وافعال میں اُن کے مخالف ہو اور بلا گواہ لمبا چوڑا دعوی پیش کرتے ہو۔ ایک مثل مشہور ہے کہ ای شخص یا تو خالص یہودی بنجا۔ یا توریت میں آتا تو عمل نکر۔ علیٰ ہذا القیاس میں تیری نسبت کہتا ہوں کہ یا تو شرائط اسلام بجالا۔ یا اپنے آپ کو مسلمان نکہہ لوگو شرائط اسلام اور اس کی حقیقت یعنی خدا کے سامنے گردن جھکانے کو لازم کرلو۔ آج تم مخلوق پر مہربانی کرو۔ تاکہ کل تم پر خدا اپنی رحمت کرے زمین والوں پر رحم کرتا کہ تجھ پر آسمان والا رحم کرے۔ شیخ رحمۃ اللہ نے اس کلام کے بعد فرمایا جبتک تو اپنے نفس کے ساتھ قائم رہیگا۔ اس مقام پہ نہ پہنچیگا۔ تو جبتک نفس کو اس کا حصہ دیئے جائیگا۔ اس کی قید میں رہیگا۔ اس کو اس کا حق دے حصہ نہ دے ایصال حق میں اس کی بقا متصور ہے اور ایصال حظ میں ہلاکت۔ ضروری کھانا پینا۔ لباس۔ مکان نفس کا حق ہے اور لذّت اس کا حصہ ہے اس کا حق شرع کے ہاتھ سے اور حظ کو تقدیر اور سابقہ علم الٰہی کے سپرد کردے اس کو مباح چیزیں دے حرام نہ کھلا شرع کے دروازہ پر بیٹھ اور اسکی خدمت کرتا رہ۔ نجات پا جائیگا۔ کیا تونے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سُنا کہ جو کچھ رسول تم کو دیں اُسے لے لو۔ اور جس سے منع کریں اُس سے رک جاؤ۔ تھوڑی پر قناعت کر اور اپنے نفس کو اس پر برقرار رکھ پھر اگر سابقہ اور علم الٰہی کے ہاتھ سے تیرے پاس بہت کچھ آجائے تو اسمیں تو محفوظ رہیگا۔ جب تو تھوڑی پر قانع ہوگا تو تیرا نفس ہلاک نہوگا اور جو کچھ اس کی قسمت میں ہے فوت نہو سکے گا۔ حسن بصری رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ مؤمن کو اس قدر کافی ہے جس قدر ایک ہرنی کو مٹھی بھر کھجوریں اور ایک گھونٹ پانی سے مومن قوت حاصل کرتا ہے اور منافق پیٹ بھر کے فائدہ اٹھاتا ہے۔ مؤمن کو قوت کا فکر اسلئے ہے کہ وہ رستہ میں ہے منزل پر نہیں پہنچا اور وہ جانتا ہے کہ منزل میں تمام ضروری چیزیں موجود ہیں۔ منافق کے لئے نہ کوئی منزل ہے نہ کوئی مقصد۔ تم دنوں اور مہینوں میں کس قدر تقصیر کر رہی ہو کہ عمروں کو بلا فائدہ ضائع کرتے ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم دنیا میں قصور نہیں کرتے بلکہ تمہاری تفریط دین میں ہے۔ برعکس معاملہ کرو تو اچھے رہوگے دنیا کسیکے پاس نہیں رہی۔ تمہارے پاس بھی نہ رہیگی اے قوم کیا تمہاری پاس زندگی کا خدائی پروانہ آگیا اور تمہاری تدبیر کس قدر ناقص ہے جو شخص غیر کی دنیا کو اپنی عافیت خراب

گھر کے آباد کرتا ہے وہ اپنا دین کھو کر غیر کیلئے دنیا جمع کر رہا ہے اور اپنی جیسی مخلوق کے لئے اپنے اوپر خدا کا غضب لے رہا ہے۔ اگر اُسے یقینی طور پر معلوم ہوتا کہ میں عنقریب مر کر خدا کے سامنے جانیوالا ہوں اور مجھ سے تمام تصرفات کا حساب لیا جائیگا تو اسکے بہت سے افعال کم ہو جاتے۔ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا تھا کہ تو جس طرح بیمار ہوتا ہے۔ اور یہ نہیں جانتا۔ کہ کیونکر بیمار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مر جائیگا۔ اور یہ نہ معلوم ہوگا کہ کیونکر مر جاتے ہیں۔ میں تم کو ڈراتا اور روکتا ہوں مگر تم نہ ڈرتے ہو نہ باز آتے ہو۔ اے خبر سے غائب اور دنیا میں مشغول رہنے والو۔ دنیا عنقریب تم پر آگ بھڑکائیگی۔ تمہارا گلا گھوٹے گی اور جو تم نے اسکے ہاتھ سے جمع کیا ہے اور مزے اڑائے ہیں ہرگز نافع نہ ہوگا۔ بلکہ یہ سب تم پر وبال ہو جائیگا اے لڑکے برداشت اور رفع شر کو لازم کر لے۔ کلمات کے مشابہ دیگر کلمات ہیں جب کوئی تجھ سے کلام کرے اور تو اس کا جواب دے تو اسکی طرف سے دیگر کلمات آجائیں گے۔ اور تم دونوں میں شر بڑھ جائیگا۔ مخلوق میں بعض اشخاص ایسے بھی ہیں جو خدا کے دروازہ کی طرف مخلوق کی دعوت کا خیال رکھتے ہیں۔ ان کی بات اگر نہ مانی جائے گی تو وہ لوگوں پر حجت ہیں۔ مومنوں پر نعمت اور منافقوں خدا کے دشمنوں کے لئے باعث رنج ہیں۔ الٰہی ہمیں توحید سے خوشبودار کر اور مخلوق و ما سوا سے فنا کر دینے کی دھونی دے۔ اے موحّدہ اے مشرکو۔ مخلوق کے قبضہ میں کچھ نہیں سب عاجز ہیں۔ بادشاہ۔ غلام۔ سلاطین۔ غنی فقیر سب کے سب خدا کی تقدیر کے اسیر ہیں اُنکے دل خدا کے ہاتھ میں ہیں جسطرف چاہتا ہے پھیر دیتا ہے اسکی مانند کوئی نہیں۔ وہ سننے دیکھنے والا ہے۔ اپنے نفسوں کو موٹا نہ کرو وہ سامان کو کھا جائینگے جسطرح کوئی شخص کٹکھنا کتا پالے اور موٹا کرے اور اس کے ساتھ تنہا رہے یہ کتا ضرور اُسے پھاڑ کھائیگا۔ نفسوں کی باگیں نہ چھوڑ دو۔ اُن کے لئے چھریاں تیز رکھو۔ وہ تم کو ہلاکت کے جنگلوں میں پھینکدینگے۔ اور دھوکا دینگے۔ اُن کے مادوں کو قطع کرو اور اُن کو خواہشوں میں نہ چھوڑو۔ الٰہی ہمارے نفسوں پر ہماری مدد کر۔ اور ہمیں دنیا و آخرت میں نیکی دے۔ اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

اُنیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے اٹھارھویں ذیقعدہ ۵۴۵ھ میں منگل کے دن شام کو مدرسہ میں فرمایا

خدا اگر جنت دوزخ کو پیدا نہ کرتا تو بھی اسی لائق ہے کہ اُس سے ڈرنا اور اُمیدوار رہنا چاہیئے۔ اسکی رضامندی سے اسکی اطاعت کرو۔ تم کو عطا و عذاب سے کیا مطلب۔ اسکی اطاعت [illegible] اوامر بجالانے میں منہیات سے رکنے اور تقدیر پر صبر کرنے میں ہے۔ اسکی طرف رجوع کرو۔ اس کے آگے رو پڑو [illegible] اور آنکھوں کے آنسوؤں سے اس کے لئے ذلیل رہو رونا عبادت اور ذلت میں مبالغہ ہے۔ اگر تو توبہ اور نیک [illegible] اور اچھے اعمال پر مر گیا تو اللہ تعالیٰ تجکو نفع دیگا۔ وہ مظلوموں کے بدلہ دینے کا والی ہے۔ مطیعوں کے لئے اس جگہ اس کی رحمت [illegible] و رافت ظاہر ہوتی ہے دنیا اور آخرت میں اس کی محبت لازم کرے تمام اشیاء میں اس کی محبت کو مقصد اعلیٰ سمجھ کر [illegible] کی محبت ضروری ہے۔ کیونکہ وہ نفع دیگی۔ مخلوق میں ہر کوئی تجکو اپنے لئے چاہتا ہے۔ اور وہ تجکو تیرے لئے دوست رکھتا ہے۔ اے قوم تمہارے نفس خدائی دعوٰی کرتے ہیں اور تمہیں خبر نہیں۔ کیونکہ وہ خدا پہ جبر کرنا چاہتے ہیں اور اس کام کا ارادہ [illegible] ہیں کہ جو خدا نے چاہا اور اس کے دشمن یعنی

یعنی شیطان سے دوستی رکھتے ہیں۔ خدا سے دوستی نہیں رکھتے۔ جب قضا و قدر آتی ہے تو موافقت اور صبر نہیں کرتے بلکہ معارضہ اور نزاع کرتے ہیں۔ اُن کا گردن جھکا لینا ایک جزو ہے جو اسلام کے نام پر قانع ہے۔ حالانکہ یہ انکو نافع نہیں اور اس سے فائدہ طلب نہیں کیا جاتا۔ اے لڑکے خوف کو لازم کر لے اور خدا سے ملنے کیوقت تک بیخوف نہو اور اپنے دل اور دنیا کے قدم اسکے آگے جمائے رکھ اسوقت امان کا پروانہ تیرے آگے رکھ دیا جائیگا۔ اور بیخوفی تیرے لئے سزاوار ہوگی۔ جب وہ تجھ کو امن دیگا تو تو اپنے پاس بہت سی بہتری دیکھیگا جب وہ تجھے امان دے تو مضبوط رہ۔ کیونکہ دی ہوئی چیز واپس نہیں لیا کرتا خدا جب بندہ کو برگزیدہ کر لیتا ہے۔ تو اپنا مقرب بنا لیتا ہے اور جب اسپر خوف غالب آجاتا ہے۔ تو ایسی شئے ڈالدیتا ہے جس سے خوف زائل ہو کر دل اور سِر کو سکون ملتا ہے۔ یہ راز بندہ کے اور اس کے مابین رہتا ہے اے جاہل تجھ پر افسوس خدا سے منہ پھیرتا اور اُسے دل سے پس پشت ڈالتا ہے۔ اور مخلوق کی خدمت میں مشغول ہے۔ اہل اللہ خدا کی خدمت میں رہتے ہیں اُسنے اُنکے دلوں کو اپنا مقرب کر لیا ہے۔ انکے دل عرفان حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے اُن کو معرفت دی ہے۔ جب تو خدا کو پہچان لیتا ہے اور نفس اور ہوا طبیعت اور شیطان کی جنگ سے فارغ ہو کر اُن سے اور دنیا سے نجات پا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکے لئے قرب کا دروازہ کھولدیتا ہے اور وہ کام کرنے کے لئے کوئی شغل طلب کرتا ہے حکم ہوتا ہے کہ پیچھے ہٹ۔ مخلوق کی خدمت میں مشغول ہو اور اُنکو ہماری راہ دکھا۔ طالبعلموں اور ہمارے مریدوں کی خدمت کرو۔ اہل اللہ جس کام میں ہیں تم اُس سے غافل ہو جو نفس تمہارے دشمن ہیں ان کو رنج دینے کے باعث تم روشنی کو اندھیروں سے ملاتے ہو۔ خدا کو ناخوش کر کے جوروؤں کو رضامند کرتے ہو۔ ایسے بہت ہیں جو جورو بچوں کی رضامندی کو خدا کی خوشنودی پر مقدم رکھتے ہیں۔ میں تیرے حرکات و سکنات اور ہمت کو تیرے نفس اور جورو اور اولاد کے لئے دیکھتا ہوں تجھے خدا کی کچھ بھی خبر نہیں۔ افسوس تو مردوں میں نہیں گنا جاتا۔ پورا مرد وہی ہے جو خدا کے سوا اور کسی کے لئے کچھ نہ کرے۔ تیرے دل کی آنکھیں اندھی اور سِر کی صفائی مکدر ہو گئی ہے تو بیخبری کے عالم میں خدا سے محجوب ہے۔ اسی لئے بعض مشائخ نے کہا ہے۔ اُن محجوبین پر افسوس جو اپنے آپ کو محجوب نہیں سمجھتے۔ افسوس تیرے سرمایہ میں ٹوٹا ہوا شیشہ ہے اور تو اُسے کھلائے جاتا ہے اور اپنی حرص اور غلبۂ خواہش و ہوا کے باعث تجھے اسکی خبر نہیں۔ گھڑی بھر کے بعد تیرا معدہ گھٹ جائیگا اور تو ہلاک ہوگا۔ یہ سب بلائیں خدا کی دوری اور غیر کے اختیار کرنے سے ہیں اگر تو مخلوق کا امتحان کرے تو اُسے دشمن اور خالق کو دوست رکھنے لگے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے جسے تو آزمائیگا اُسے دشمن رکھیگا۔ تو بلا آزمائش لوگوں کو دوست دشمن بنا لیتا ہے عقل امتحان لیا کرتی ہے مگر تجھ میں عقل نہیں۔ دل آزمایا کرتا ہے لیکن تو صاحب دل نہیں۔ دل ہی سو[illegible] نصیحت پکڑتا اور رشد حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس قرآن میں اسکے لئے نصیحت ہے جو صاحب دل ہو۔ یا کان دھر[illegible] سنے اور حاضر رہے عقل منقلب ہو کر دل۔ دل منقلب ہو کر سِر۔ سِر منقلب ہو کر فنا۔ اور فنا منقلب ہو کر مرتبہ وجود میں آجاتی ہے۔ آدم اور دیگر انبیاء خواہشیں اور رغبتیں رکھتے تھے لیکن باایں ہمہ نفس کے مخالف اور خدا کی مرضی کے طالب [illegible]ے۔ آدم نے جنت میں ایک خواہش کی۔ اور ایکبار لغزش کھا کر توبہ کی۔ پھر عود نہیں کیا حالانکہ انکی خواہش نیک تھی۔ کیونکہ [illegible] چاہتے تھے کہ قرب حق سے دور نہوں۔ انبیاء اپنے نفس طبیعت اور خواہش کی مخالفت کرتے تھے۔ کثرت زہد اور مخالفت نفس کے باعث باعتبار حقیقت فرشتوں سے جا ملے

انبیاء و مرسلین اور اولیاء صبر کیا کرتے ہیں۔ تم بھی صبر میں اُن کی موافقت کرو اے لڑکے۔ دشمن کی مار پر صبر کر عنقریب تو اسے مار یگا اس کا اسباب چھین لیگا۔ پھر بادشاہ کے حضور تجھے خلعت اور جاگیر ملے گی اے لڑکے کسی کے ایذا دینے اور ہر ایک کے لئے اپنی نیت نیک رکھنے میں کوشش کر ہاں شرع نے جس کی اذیت کا حکم دیا ہو۔ اس کو ایذا دینا عبادت ہے عقیلوں نجیبوں صدیقوں کے حق کا صُور پھونک چکا ہے۔ انہوں نے اپنے نفسوں پر قیامت برپا کر رکھی ہے۔ اپنی ہمتوں کے باعث دنیا سے منہ پھیر چکے ہیں۔ اپنی تصدیق کے سبب پلصراط سے عبور کر گئے ہیں اور دلوں کے قدموں سے چلکر جنت کے دروازہ پر جا کھڑے ہوئے ہیں وہ رستہ میں کھڑی ہو کر یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم تنہا اکل و شرب نہ کرینگے۔ کیونکہ کریم تنہا خور نہیں اس لئے اُلٹے قدموں دنیا کی طرف ہٹ آئے ہیں یعنی لوگوں کو طاعت الٰہی کی طرف بلاتے ہیں اور وہاں کے حالات کی اُنکو خبر دیتے ہیں۔ اس لئے ان پر تمام کام آسان ہیں۔ جس کا ایمان قوی اور ایقان درست ہوتا ہے۔ وہ اپنے دل سے ان تمام چیزوں کو دیکھ لیتا ہے۔ جنکی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں خبر دی ہے جنت۔ دوزخ اور مافیہا سب اُسے نظر آتا ہے۔ صور اور اس کا موکل فرشتہ اس کے سامنے ہے وہ اشیاء ان کی واقعی حالت میں دیکھتا ہے۔ دنیا اس کے زوال اور اہل دول کے انقلاب پر نظر ڈالتا ہے مخلوق کو جیتی ہوئی قبر پر جانتا ہے جب قبرستان میں جاتا ہے اسے اہل نعمت و اہل عذاب معلوم ہو جاتے وہ قیامت اور اس کے تمام معاملات۔ خدا کی رحمت اور اسکے عذاب۔ فرشتوں اور انبیاء و مرسلین اور ابدال و اولیا کو اپنے اپنے مرتبوں میں ایستادہ دیکھتا ہے اسے اہل جنت ایک دوسرے کی زیارت کرتے اور اہل دوزخ ایک دوسرے سے دشمنی رکھتے نظر آتے ہیں جس کی نظر درست ہے وہ ظاہری آنکھ سے مخلوق کو اور باطنی آنکھ سے اُن میں خدا کا فعل و اثر دیکھا کرتا ہے اپنی حرکت و سکون کو ان کے لئے خیال کرتا ہے یہ اولیاء اللہ کیجانب سے نظر عزت ہے۔ وہ کون ہے کہ جب کسی شخص کی طرف دیکھے تو ظاہری آنکھ سے اُسکے ظاہر کو معلوم کرے۔ باطنی آنکھ سے دل کو دیکھے اور سِرّی آنکھ سے خدا کو جس نے خدمت کی مخدوم ہو گیا۔ جب تقدیر آئے اس کی موافقت کرے خواہ جنگل میں ڈالے یا دریا میں۔ نرم زمین میں یا پہاڑ میں میٹھا کھائے یا کڑوا۔ عزت و ذلت۔ غنا و فقر۔ تندرستی و مرض اس سے موافق رہے تقدیر کے ساتھ چلتا رہے جب اُسے معلوم ہو جائیگا کہ یہ تھک گیا ہے۔ تو اتر کر اپنی جگہ سوار کریگی خود رکاب بنجائیگی اور قرب الٰہی و کرامت کے باعث اس کی خادم بنکر تواضع کریگی یہ سب نفس ہوا طبیعت۔ شیطان اور بری ہمنشینوں کی مخالفت کی برکت ہے ... الٰہی ہر حال میں ہم کو تقدیر کی موافقت کی توفیق دے اور دنیا و آخرت کی نیکی عطا کر۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

بیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے اکیسویں ذیقعدہ ۵۴۵ھ میں جمعہ کے دن صبح کے وقت مدرسہ میں فرمایا

اس شہر کے رہنے والو۔ تم میں نفاق زیادہ اور اخلاص کم ہے قول بلا عمل کی کثرت ہے حالانکہ قول بلا عمل کوئی شئے نہیں بلکہ تمہ... حجت ہے .... وہ تمہارے لئے حجت قائم نہیں کر سکتا۔ قول بلا عمل بلا دروازہ اور بے پاخانوں کا گھر یا ایسا خزانہ ہے جس میں سے صرف نہیں کیا جا سکتا۔ یا دعوی بلا ثبوت۔ یا تصویر بلا روح ... بت ہے جسکے ہاتھ ہیں نہ پاؤں۔ نہ پکڑنے کی قوت

تمہارے بُرے اعمال جسم بلا روح ہیں۔ اخلاص توحید اور کتاب و سنت پر عمل کرنا روح ہے۔ غافل نہو۔ برعکس عمل کرو۔ اچھے رہو گے آداب الٰہی بجالاؤ۔ منہیات سے بچو۔ تقدیر سے موافق رہو۔ مخلوق میں بعض اہل اللہ ایسے ہیں جن کے دل اُنس اور مشاہدہ اور قرب کی جھنگ سے سیراب کئے گئے ہیں اُنکو تقدیر و بلا کا الم کچھ نہیں ہوتا۔ ان پر بلا کا زمانہ اس طرح گذر جاتا ہے کہ خبر بھی نہیں ہوتی وہ خدا کی حمد اور اس کا شکر بجالاتے ہیں وہ کیوں موجود نہ رہتا کہ خدا پر اعتراض نہ کرتے۔ تمہاری طرح اہل اللہ پر بھی آفتیں نازل ہوا کرتی ہیں ان میں بعض صبر کرتے ہیں اور بعض کو نہ آفات کی خبر رہتی ہے نہ صبر کی۔ ضعف ایمان کیوقت تکلیف کیساتھ صبر کرنا ایمان کے لڑکپن کے زمانہ میں ہوتا ہے اور صبر آجانا اس کے قریب البلوغ وقت میں اور موافقت اسکے پوری بلوغ کے زمانے میں اور رضا اس کے قرب کے وقت میں ہوتی ہے کہ وہ اپنے علم سے خدا کی طرف دیکھتا ہے اور غیبت اور فنا خدا کے پاس قلب و سِر کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ یہ مشاہدہ اور ہمکلامی کی حالت ہے کہ اس کا باطن فنا ہو جاتا ہے اور بہ نسبت مخلوق کے اس کا وجود فانی ہو کر محو ہوتا اور خدا کے پاس جا رہتا ہے اور یہاں پہنچکر بالکل پگل جاتا اور نیست ہو جاتا ہے پھر جب خدا چاہتا ہے اُسے زندہ کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے واپس کرتا اور اُسکے متفرق اجزاء کو اس طرح جمع کر دیتا ہے جس طرح قیامت کے دن ہڈیوں گوشت اور بالوں کو جدا ہو جانے کے بعد جمع کریگا۔ اور پھر اسرافیل کو اس میں روح پھونکنے کا حکم دیگا یہ عام مخلوق کے حق میں ہے۔ اہل اللہ کو اس کی ایک نظر واپس کرتی ہے اور دوسری نظر فنا کر دیتی ہے۔ محبت کی شرط یہ ہے کہ محبوب کے ساتھ تیرا ارادہ باقی نہ رہے اور دنیا و آخرت و مخلوق تجکو اس سے روک نہ سکے۔ خدا کی محبت آسان نہیں ہے کہ تم میں ہر کوئی اس کا مدعی بنجائے۔ اکثر مدعی اس سے دور۔ اور دعوی نہ کرنیوالے اس سے قریب ہیں۔ مسلمانوں میں سے کسی کی حقارت نہ کرو۔ کیونکہ ان میں اسرار الٰہی بوئے گئے ہیں۔ تواضع کرو اور بندگان الٰہی کے ساتھ تکبر سے پیش نہ آؤ غفلتوں سے بیدار ہو جاؤ۔ تم بڑی غفلت میں ہو گویا تم حساب دیکھکر پل صراط سے گذر کر جنت میں اپنے ٹھکانے دیکھ چکے ہو۔ یہ کیسا بڑا دھوکا ہے۔ کہ تم میں ہر شخص خدا کا بہت بڑا نافرمان ہے مگر نہ کچھ سوچتا ہے نہ توبہ کرتا ہے۔ بلکہ اس کا گمان ہے کہ گناہ بھلا دیئے گئے۔ حالانکہ وہ تاریخوار تمہارے نامہ اعمال میں درج ہیں۔ اُنکے تھوڑے بہت کا حساب لیا جائیگا اور عذاب ہوگا۔ اے غافلو جاگ اٹھو۔ اے سونیوالو بیدار ہو جاؤ اور اسکی رحمت کے سامنے آجاؤ جسکے گناہ اور لغزشیں زیادہ ہوں ان پر اصرار کرے۔ توبہ اور ندامت نصیب ہو تو اس نے اگر جلد تدارک نہ کیا تو یہ سمجھ لو کہ کفر کا قاصد آپہنچا ہے۔ اے دنیا بلا آخرت۔ اے ... ق بلا خالق۔ تو فقر کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور غنا کے سوا کسی چیز کی امید نہیں کرتا۔ تجھ پر افسوس کہ رزق مقدر ہو چکا ہے نہ ... نہ بڑھے نہ آگے ہو نہ پیچھے۔ تو خدا کی ضمانت میں شک کر رہا ہے اور جو قسمت میں نہیں اس کی طلب پر حریص ہے۔ تجکو تیری حرص ... علماء اور مجالس خیر میں حاضر ہونے سے روک دیا ہے۔ تجھے خوف ہے کہ نفع کم ہوگا۔ اور آمدنٹ کم ہو جائینگے تجھ پر افسوس کہ جب تو ماں ... کے پیٹ میں تھا۔ تو کس نے کھلایا۔ تو اپنی ذات اور مخلوق اور اپنے درہم و دینار اور خرید و فروخت اور شہر کے حاکم پر بھروسا کر رہا ہے جنپر تیرا اعتماد ہے وہ ہلاک ہونیوالے ہیں۔ اور جن سے تو ڈرتا یا امید رکھتا ہے وہ سب فانی ہیں۔ تو نفع و ضرر میں جسپر نگاہ ... ہے اور یہ نہ سمجھے کہ خدا نے اس کے ہاتھ سے اجرای کار کر دیا ہے تو وہی تیرا معبود ہے تھوڑے عرصہ میں تو اپنا حال معلوم کر لیگا۔ خدا تعالیٰ تیرے کان۔ آنکھیں۔ قوت۔ گرفت۔ مال اور اسکے سوا جن چیزوں پر تیرا اعتماد ہے۔ سب تجھ سے چھین لیگا۔ تجھ میں اور مخلوق میں قطعیت ڈالدیگا۔ اُن کے دل تجھ پر سخت کریگا۔ اور انکے ہاتھ

روک لیگا۔ تجھے تیری کام سے معزول کردیگا۔ تمام دروازے تجھ پر بند فرمائیگا۔ تجھے دربدر پھرائیگا۔ ایک لقمہ ایک ذرہ نہ دیگا۔ اور تیری دعا قبول نہ فرمائیگا۔ یہ سب تیری شرک کرنے غیر پر اعتماد رکھنے اور اس کی نعمتیں بیگانہ سے طلب کرنے اور نعمتوں سے معاصی پر مدد چاہنے کے باعث ہوگا۔ اس قسم کے لوگوں میں ایسے معاملات تونے اکثر دیکھے ہوں گے۔ خاصکر گناہگاروں میں یہ باتیں زیادہ ہیں بعض توبہ سے اس کا تدارک کر لیتے ہیں۔ خدا ان کی توبہ قبول کرتا ان پر نظر رحمت ڈالتا۔ اور انکے ساتھ اپنے لطف و کرم سے معاملہ کرتا ہے ای لوگو توبہ کرو۔ ای علماء اے فقہا۔ ای زاہدو عابدو۔ تم میں ہر شخص توبہ کا محتاج ہے۔ میرے پاس تمہاری موت زندگی کی چیزیں ہیں۔ جب تمہارے ابتدائی امور میں مجھ پر مشکل آپنتی ہے تو آخر الامر موت کے وقت تمہارا حال کھلجاتا ہے۔ جب تمہارے مال کی اصلیت مجھ پر مخفی رہتی ہے تو میں اسکے خرچ کا منتظر رہتا ہوں۔ اگر اہل و عیال اور فقراء اور مصلحت مخلوق میں خرچ ہوتا ہے تو میں جان لیتا ہوں کہ اسکی اصل حلال ہے۔ اور اگر خدا کے خاص بندوں صدیقین پر صرف ہوتا ہے تو مجھے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس کی تحصیل توکل پر مبنی ہے اور وہ مطلق حلال ہے۔ میں تمہارے ساتھ بازاروں میں نہیں پھرتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے طریقوں سے مجھ پر تمہارے مالوں کا حال کھول رکھا ہے اے لڑکے اس سے ڈر کہ خدا تیری دل میں اپنے سوا کسی اور کو دیکھے۔ اسوقت تو رسوا ہوجائیگا اس سے حذر کر کہ وہ تیری دل میں کسی غیر کا خوف و رجا یا محبت معلوم کرے۔ اپنے دل کو غیر سے پاک کرو ضرر اور نفع اسی کی طرف سے خیال کرو۔ تم اسکے گھر اور اسکی مہمانی میں ہو۔ اے لڑکے تو جو خوبصورتوں کو دیکھ دیکھ کر انہیں چاہنے لگتا ہے یہ ناقص محبت ہے۔ اسپر عذاب ہوگا۔ صحیح محبت جو متغیر نہیں ہوتی خدا کی محبت ہے جسے تو دل کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور وہ صدیقوں اور روحانیوں کی محبت ہے وہ بواسطہ ایمان اس سے دوستی نہیں رکھتے۔ بلکہ بواسطہ ایقان و رویت اسکے محب ہیں اُن کے دل کی آنکھوں سے حجاب اٹھ گئے ہیں اور انہوں نے غیب کو یا ایسی چیز کو دیکھ لیا ہے جس کی شرح ممکن نہیں۔ الٰہی معافی اور عافیت کے ساتھ ہمیں اپنی محبت دے اُن مقررہ اوقات تک جو خدا کو معلوم ہیں تمہارے مقدر کی چیز دنیا کے پاس بطور امانت رکھی ہوئی ہے۔ مالک کی اجازت کے وقت کوئی شخص اس پر قادر نہیں ہے کہ اسے تمہارے حوالے کر دینے سے روکے۔ دنیا لوگوں کے ساتھ ہنسی کرتی۔ اُن کی عقلوں کو خراب کرتی اور ٹھٹھے اڑاتی ہے۔ جو شخص مقدر کو [illegible]نگے یا بغیر اذن الٰہی مقدر کو طلب کرے اس پر ہنسا کرتی ہے۔ اے قوم اگر دنیا کے دروازہ سے اعراض کرکے خدا کے دروازہ کی طرف متوجہ ہوجاؤ تو دنیا نکلکر تمہارے پیچھے پیچھے ہولے خدا سے عقل مانگو۔ اولیاء اللہ کے پاس جب دنیا آتی ہے تو وہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ کسی اور کو تلاش کر۔ غیروں کو دھوکا دے ہم تجھے جانتے ہیں دیکھ چکے ہیں۔ ہمارا امتحان نہ لے ہم تیرے اندرونی حال معلوم کرچکے ہیں۔ ہم پر اپنا کھوٹ ظاہر نہ کر تیرا کھوٹا ہے تیری زینت لکڑی کے اس خالی بت کیطرح ہے جس میں [illegible] ہو۔ تو ظاہر بلا معنی اور منظر بلا باطن ہے۔ فی الواقع تو آخرت کا منظر اور باطن ہے۔ اہل اللہ کو جب دنیا کے عیب معلوم ہوگئے .... تو اس سے بھاگے اور جب مخلوق کے عیب کھلے تو ان کی نگاہ سے غائب ہوئے فرار ہوگئے۔ الگ ہوئے میدانوں، جنگلوں، ویرانوں، غاروں، جنوں اور فرشتوں سے محبت کرنے لگے۔ فرشتے اور جن غیر صورتوں میں اُن کے پاس آتے ہیں۔ کبھی زاہدوں اور داڑھی والے راہبوں کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں کبھی لڑکوں کی۔ اور کبھی وحشیوں کی جس شکل میں چاہتے ہیں ظاہر ہوتے ہیں۔ فرشتوں اور جنوں کے نزدیک صورتیں بدل لینی ایسی ہیں جیسے تمہاری کھونٹی پر لٹکے ہوئے کپڑے کہ جو نسا چاہو بدل لو۔ مرید جو خدا سے ملنے کے ارادے میں سچا ہے

ابتدا میں مخلوق کے دیکھنے۔ انکی بات سننے اور ذرہ برابر دنیا پر نگاہ ڈالنے سے تنگ ہوا کرتا ہے وہ مخلوقات میں سے کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتا۔ اس کا دل متحیر عقل غائب اور آنکھیں پھٹی رہ جاتی ہیں۔ اکثر اوقات اس کا یہی حال رہتا ہے یہانتک کہ رحمت کا ہاتھ اس کے دل پر پڑتا ہے اور اس وقت تسکین ہوجاتی ہے۔ قرب الٰہی کی خوشبو سونگھنے تک نشہ میں رہتا ہے۔ پھر افاقہ ہو جاتا ہے۔ اور جب توحید اخلاص خدا کی معرفت اور اس کی جان پہچان اور محبت میں مضبوط ہوجاتا ہے تو ثبات اور وسیع الاخلاقی حاصل ہوتی ہے۔ خدا کی طرف سے قوت آتی ہے اور وہ بلا تکلیف مخلوق کا بوجھ اٹھا لیتا ہے۔ اور ان کا طالب رہتا ہے۔ اُن کی اصلاح میں مشغول ہوتا ہے لیکن خدا سے ایک لحظہ غافل نہیں رہتا۔ مبتدی زاہد خلقت سے بھاگتا ہے اور کامل اس کی پروا نہیں کرتا۔ بھاگتا نہیں بلکہ مخلوق کو طلب کرتا ہے کیونکہ عارف ہوجاتا ہے اور جو عارف الٰہی ہوتا ہے کسی چیز سے نہیں بھاگتا۔ اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ مبتدی فاسقوں اور گنہگاروں سے گریز کرتا ہے اور منتہی ان کا طالب رہتا ہے۔ اور کیوں نہ رہے اس کے پاس اس کی دوا موجود ہے۔ اسی لئے بعض کا قول ہے کہ فاسق کے منہ پر عارف ہی ہنسا کرتا ہے۔ جس کی معرفت کامل ہے وہ اس کا رہبر ہوجاتا ہے جال بنکر مخلوق کو دنیا کے دریا سے کھینچتا ہے۔ اتنی قوت دیتا ہے کہ شیطان اور اس کا لشکر بھاگ نکلتا ہے مخلوق کو اُن کے پنجے سے چھڑاتا ہے۔ اے باوجود جہل اپنے زہد کے ساتھ گوشہ نشین آگے آؤ۔ اور میرا قول سن اے دنیا بھر کے زاہدو۔ آگے آؤ۔ اپنی حجرے توڑ ڈالو اور میری پاس آجاؤ۔ تم بلا اصل خلوت میں بیٹھے ہو۔ کچھ ہاتھ نہ لگے گا۔ آؤ اور حکمتوں کے پھل چنو۔ خدا تم پر رحم کرے اپنے فائدہ کے لئے تمہارا آنا نہیں چاہتا بلکہ تمہارے نفع کے لئے اے لڑکے۔ تو محتاج ہے محنت کریگا تو کام سیکھے گا۔ ہزار بار بنا کر ..... بگاڑیگا۔ تب اچھی چیز بنے گی۔ جو پھر نہ بگڑیگی۔ جب تو بنانے اور توڑنے میں فنا کیا گیا تو اللہ تعالیٰ تیری لئے ایسی چیز بنا دیگا جو ٹوٹ نہ سکے گی اے قوم تم کب سمجھوگے اور جس کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں اسے کب معلوم کروگے۔ خدا کے مریدوں کے پاس جاؤ۔ اور جو کوئی ہاتھ لگ جائے۔ اس کی جان و مال سے خدمت کرو صادق مریدوں کی خوشبوئیں الگ ہیں۔ علامتیں ظاہر ہیں چہروں پر نور ہے۔ مگر تم میں تمہاری بینائیوں اور ضعیف عقلوں میں فتور ہے۔ تم صدیق و زندیق۔ حلال و حرام۔ مسموم و غیر مسموم۔ مشرک و موحد۔ مخلص و منافق۔ عاصی و مطیع۔ مرید حق اور مرید خلق میں تمیز نہیں کرسکتے۔ اپنی علم پر عمل کرنیوالے مشائخ کی خدمت کرو تاکہ وہ تمکو حقیقت اشیا سے آگاہ کردیں۔ خدا کی معرفت میں کوشش کرو۔ جب تم اسے پہچانو گے تو ماسوی کو ضرور [illegible]ن لوگے۔ اسے پہچانو۔ پھر اس سے دوستی کرو۔ جن چیزوں کو ظاہری آنکھ سے دیکھتے ہو انہیں دل کی آنکھوں سے دیکھو۔ جب تم نعمتوں کو اسکی طرف سے خیال کروگے۔ تو ضرور اس سے دوستی رکھوگے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کو اس لیے دوست رکھو کہ وہ تم کو نعمتیں دیتا ہے اور مجھے اس لئے چاہو کہ تم خدا کو دوست رکھتے ہو اے قوم اس نے ماں کے پیٹ میں تمکو نعمتیں کھلائیں۔ پھر پیدا ہونے کے بعد نعمتیں دیں۔ پھر عافیتیں اور قوت عنایت کی قوت گرفت عطا کی۔ اپنی طاعت نصیب کی۔ تمکو مسلمان اور اپنے نبی کا تابع بنایا۔ نبی کا شکر اور محبت خدا کے شکر کے مانند ہے۔ جب تم نعمتوں کو اس کی طرف سے خیال کروگے تو مخلوق کی محبت دلوں سے نکل جائیگی۔ عارف باللہ اس کا دوست دل کی آنکھوں سے اسے دیکھنے والا ہے۔ جو نیکی بدی کو اسی کی طرف سے خیال کرتا ہے۔ اس کی مخلوق میں سے نیکی بدی کو [illegible] نہیں رہتی۔ اگر وہ مخلوق میں سے کسی کا احسان دیکھتا ہے تو خدا کی تسخیر اور اگر برائی دیکھتا ہے تو اس کی تسلیط خیال کرتا ہے۔ اس کی نظر

خلق سے خالق کی طرف منتقل ہوجاتی ہے۔ اور باایں ہمہ حقوق شرع بجا لاتا ہے اور احکام کو ساقط نہیں کرتا۔ عارف کا دل ہمیشہ ایک حالت سے دوسری حالت کیطرف منتقل ہوتا ہے۔ یہانتک کہ اُس کا زہد اور ترک مخلوق اور ان سے اعراض قوی ہوجاتا ہے وہ خدا کی طرف راغب ہوتا اور اس کا توکل مضبوط ہوجاتا ہے۔ وہ اشیاء کو مخلوق کے ہاتھ سے نہیں بلکہ مخلوق سے لیتے وقت خدا کے ہاتھ پر آجاتا ہے۔ اس کی عقل جو اس کے اور مخلوق کے مابین مشترک ہے مضبوط ہوجاتی ہے۔ اور ایک اور عقل جو خدا کی طرف سے ملتی ہے بہت بڑھجاتی ہے۔ اے مخلوق کے محتاج اور ان کے ساتھ شرک کرنیوالے اس سے ڈر کہ موجودہ حالت میں تجھے موت آجائے خدا تیری روح کے لئے اپنا دروازہ نہ کھولے۔ کیونکہ مشرک اور غیر پر بھروسا کرنیوالوں سے خفا ہے۔ پہلے نفس سے خلوت کر۔ پھر خلق سے۔ پھر دنیا سے۔ پھر آخرت سے۔ پھر ماسوی اللہ سے۔ اگر خدا کے ساتھ خلوت کرنا چاہتا ہے تو اپنے وجود اور تدبیر اور ہذیان سے الگ ہوجا۔ تجھ پر افسوس کہ اپنے خلوتکدہ میں بیٹھا ہے۔ اور تیرا دل لوگوں کے گھروں میں پڑا ہے۔ ان کے آنے اور تحفے لانے کا منتظر ہے۔ تیری عمر ضائع ہوگئی۔ اور تیرے لئے صورت بلا معنی قائم کی گئی۔ اپنے نفس کو اس شے کا اہل نہ بنا جس کا خدا نے تجھے اہل نہیں بنایا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہلیت حاصل نہ ہوگی تو تو اور تمام مخلوق اسپر قادر نہیں ہوسکتی۔ جب وہ کسی بات کے لیے تجکو چاہے گا۔ تو اس کے لئے تجھے تیار کردیگا۔ جب تیرا باطن درست اور دل ماسوی اللہ سے خالی نہیں تو خلوت کیا فائدہ دے گی۔ الٰہی جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اور لوگ سن رہے ہیں اس سے مجھ کو اور ان کو نفع دے۔

اکیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے پندرہ ذی قعدہ ۵۴۵ھ میں منگل کے دن شام کو مدرسہ میں فرمایا

دنیا آخرت کی طرف سے اور آخرت دنیا و آخرت کے پروردگار کی طرف سے حجاب ہے اور ہر مخلوق خالق کی طرف سے پردہ۔ جبتک تو مخلوق کے ساتھ ٹھیرا رہیگا وہ تیرا حجاب ہوتی رہیگی۔ مخلوق اور دنیا اور ماسوی اللہ کی طرف توجہ نہ کر۔ تاکہ تو اپنے بشر کے قدموں اور ماسوی اللہ میں زہد کے باعث ہر شے سے الگ ہوکر اس میں متحیر او[illegible] اس کی طرف فریاد خواہ بنکر۔ اس سعد والے کی اس کی سابقیت اور علم پر نظر ڈال کہ اُس کے دروازہ تک جا پہنچے۔ پھر جب [illegible] دل اور بشر کا پہنچنا ثابت ہوجائے اور دونوں وہاں تک پہنچ جائیں اور وہ انکو قریب کرکے دوست رکھے۔ دل کا والی [illegible] تیرا امیر کردے اور ان کا طبیب بنادے۔ تو اسوقت تو مخلوق کی طرف متوجہ ہو۔ ان کے حق میں تیرا التفات نعمت [illegible]۔ اور تیرا ان سے دنیا لیکر فقیروں کو دینا اور اپنا حصہ لے لینا عبادت اور سلامتی گنا جائیگا۔ جو دنیا کو اس طرح حاصل [illegible] اُسے ضرر نہ ہوگا۔ بلکہ سالم رہیگا۔ اور اس کے حصے کدورت دنیوی سے پاک وصاف رہینگے۔ اولیاء کے چہرو[illegible] ولایت کی علامتیں ہوتی ہیں جنہیں عقلمند پاتے ہیں۔ [illegible] ولایت کا اظہار کیا کرتے ہیں۔ زبان نہیں کرتی۔ جو فلاح کا ارا[illegible] کرے اپنی جان و مال کو خدا کے لئے خرچ کردے اور جس طرح خمیر یا دودھ میں سے بال نکل آتا ہے مخلوق اور دنیا سے [illegible] کے ساتھ باہر نکل آئے۔ پھر اسی طرح آخرت اور ماسوی اللہ سے علیحدہ ہو کہ اسوقت تو ہر حقدار کو اس کا حق دیگا۔ اور [illegible] کے دروازہ پر رہکر دنیا و آخرت سے اپنا حصہ حاصل کریگا یہ دونوں خادم کی طرح کھڑے رہینگے۔ دنیا سے اپنا حصہ اس طرح نہ لے کہ وہ بیٹھی ہوئی ہو اور تو کھڑا رہے۔ بلکہ اُسے

بادشاہ کے دروازہ پر اس طرح حاصل کر کہ تو بیٹھا ہو اور وہ سر پر طبق لئے کھڑی رہے۔ جو خدا کے دروازہ پر ہو اسکی خدمت اور جو دنیا کے دروازہ پر ہو اسکی تذلیل کر۔ دنیا سے غنا اور خداداد عزت کے قدم کے ساتھ اپنا حصہ حاصل کر۔ اہل اللہ دنیا میں افلاس سے اور آخرت میں قرب سے رضامند ہیں۔ خدا سے خدا کے سوی اور کچھ نہیں مانگتے۔ وہ جانتے ہیں کہ دنیا تقسیم ہوچکی ہے اسلئے اسکی طلب چھوڑ دی ہے علی ہذا القیاس درجات آخرت اور نعمائے جنت کو مقسوم سمجھ کر چھوڑ بیٹھے ہیں۔ نہ اُن کے طالب ہیں نہ اُن کے لئے حاسد۔ وہ خدا کے سوا کسی چیز کو نہیں چاہتے۔ جنت میں داخل ہو جب تک اپنے خدا کا نور نہ دیکھ لیں گے آنکھ نہ کھولیں گے۔ تنہائی و گوشہ نشینی کو دوست رکھ۔ جس کا دل خلق و اسباب سے خالی نہیں وہ نبیوں صدیقوں اور صالحوں کے رستہ پر چل نہیں سکتا۔ جبتک تھوڑے پر قناعت نہ کرے اور بہت کو تقدیر کے حوالے نہ کردے۔ زیادہ طلبی کے پیچھے نہ پڑ ہلاک ہوجائیگا اور جب بلا اختیار خدا کی طرف سے بکثرت آنے لگے تو اسمیں تو محفوظ رہیگا۔ حسن بصریؒ سے مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ اپنے علم وکلام سے لوگوں کو نصیحت کرانے واعظ اپنے سر کی صفائی اور دل کے تقوے سے انہیں وعظ سنا۔ ظاہر دوست اور باطن نادرست کے وعظ نہ سنا۔ اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنے سے پہلے مومنوں کے دلوں میں ایمان قائم کردیا ہے۔ یہ سابقہ ہے۔ سابقہ کے ساتھ ٹھیرنا اور اسپر بھروسا کرنا جائز نہیں۔ بلکہ آدمی کوشش کرے۔ درپے رہے تحصیل ایمان و ایقان میں ساعی رہے عطاء الٰہی کے پیچھے لگا رہے اور ہمیشہ اسکے دروازہ پر پڑا رہے۔ ہمارے دلوں کو چاہیئے کہ ایمان حاصل کرنے میں کوشش کرتے رہیں۔ شاید خدا بلا کوشش دیے رنج ہمیں عنایت فرمادے ہمیں شرم نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی بہت سی پسندیدہ صفتیں بیان کرے اور تم ان کی تاویل و تردید کرو۔ تمہارے علم میں اتنی وسعت کہاں جو صحابہ و تابعین کے علوم میں تھی۔ ہمارا پروردگار حسب فرمان خود بلا تشبیہہ اور بلا تعطیل و تجسیم عرش پر ہے۔ الٰہی ہمیں رزق اور توفیق دے اور بدعات سے دور رکھ۔ دنیا و آخرت کی نیکی عطا فرما۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

بائیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے سلخ ذیقعدہ ۵۴۵ھ [illegible] صبح کیوقت رباط میں قدرے کلام کے بعد فرمایا

حضور سے کسی سائل نے پوچھا کہ اپنے دل سے دنیا [illegible]ت کیونکر نکالڈالوں۔ آپنے جواب دیا۔ دنیا کی طرف دیکھ کہ انقلاب کے ساتھ اپنے ارباب و انبار کے [illegible] کیسے کیسے مکر کرتی [illegible] پہلے اُن سے بے پرواہی کرتی اور انہیں پیچھے چھوڑ جاتی ہے۔ پھر درجہ بدرجہ ترقی دیکر مخلوق سے بلند مرتبہ اُن کی گردنوں [illegible] بنادیتی ہے۔ اپنے خزانے اور عجائبات ظاہر کرتی ہے [illegible] اپنی بلندی۔ قدرت خوشی زندگانی اور دنیا کی لونڈی بننے سے [illegible] ہوتے ہیں کہ یکایک اُن کو پکڑ لیتی ہے۔ قید کردیتی ہے [illegible] دھوکا دیتی ہے۔ اور اس بلندی سے اوندھا گرا دیتی ہے۔ اسلئے وہ [illegible] ریزہ ہوکر ہلاک ہوجاتے ہیں۔ پھر وہ اس کے پہلو [illegible] شیطان دونوں کھڑے ہنسا کرتے ہیں۔ آدم سے لیکر قیام[illegible] سلاطین و ملوک اور دولتمندوں کے ساتھ دنیا [illegible] یہی فعل رہیگا۔ یہ اسی طرح بلند و پست مقدم و مؤخر غنی و فقیر کر[illegible] رہتی ہے۔ پرورش کرکے ذبح کرڈالتی ہے۔ جو اس سے سالم رہے [illegible] غالب آگئے اور اسکے مقابلہ میں جن کی مدد کی گئی اور اس کے شر سے محفوظ رہے وہ بہت کم ہیں۔ ایسے لوگ خال خال ہیں

اس کے شر سے وہ بچتا ہے جو اُسے پہچان لیتا اور اس سے پرحذر رہتا ہے اور اس کے حیلوں سے ڈرتا ہے۔ اے سائل اگر تو اپنے دل کی آنکھوں سے اس کے عیب دیکھیگا تو اس کو قلب سے نکالدینے پر قادر ہوگا۔ اور اگر ظاہری آنکھوں سے دیکھیگا تو اسکی زینت کی طرف متوجہ ہوکر عیب نہ دیکھ سکیگا۔ اور اسکے دل سے نکالدینے اور زہد پر قادر نہ ہوگا۔ اور یہ اوروں کی طرح تجھکو قتل کرڈالیگی۔ نفس سے مجاہدہ کرتا کہ مطمئن ہو جائے۔ جب یہ مطمئن ہو جائیگا۔ تو دنیا کے عیوب پہچانیگا۔ اور اسمیں زہد اختیار کریگا۔ نفس کا مطمئن ہونا یہ ہے وہ دل کا کہا قبول کرتا اور رب کے موافق ہوتا اور ان دونوں کی دونوں کے حکم کی اطاعت کرتا اور جس چیز سے یہ منع کرتے ہیں اُن سے باز آتا ہے۔ ان دونوں کے دیئے پر قانع اور منع پر صابر ہو جاتا ہے۔ نفس مطمئن ہوکر دل سے مل جاتا اور اس سے سکون حاصل کرتا ہے۔ اس وقت تو اسپر تقوی کا تاج اور قرب کا خلعت دیکھے گا۔ لوگو ایمان۔ تصدیق۔ اہل اللہ کے حق میں ترک تکذیب اور ترک مجادلہ کو لازم کرلو۔ اُن سے نہ جھگڑو۔ کیونکہ دنیا و آخرت کے بادشاہ قرب حق کے مالک ہونے کا باعث ماسوی اللہ کے مالک ہو گئے ہیں اُس نے قرب وانس سے ان کے دلوں کو بے پروا کردیا اور انہیں پھیر دیا ہے۔ اس کے انوار و کرامت کے باعث وہ دنیا دار اور اس سے فائدہ اٹھانیوالے کی پروا نہیں کرتے۔ وہ دنیا کے اول کو نہیں دیکھتے بلکہ انجام اور اُس کی فنا پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے اسرار کی آنکھوں کے سامنے رکھتے ہیں ہلاکت کے خوف اور خدا کی جانب سے کسی امید پر عبادت نہیں کرتے۔ خدا نے اُن کو اپنے اور اپنی دائمی صحبت کیلئے پیدا کیا ہے۔ اور وہ ایسی چیز کو پیدا کرتا ہے۔ کہ جس کو لوگ نہیں جانتے۔ وہ اپنے ارادے کو گزرنیوالا ہے۔ منافق جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے خلاف کرتا ہے اور جب اُس کے پاس امانت رکھوائی جاتی ہے خیانت کرتا ہے۔ جو ان خصلتوں سے جنکو پیغمبر علیہ السلام ذکر کیا ہے بری ہے۔ وہ نفاق سے الگ ہے۔ یہ خصلتیں کسوٹی اور مؤمن و منافق میں فرق کرنیوالی ہیں۔ اس کسوٹی کو لے۔ اسکو تھام اور اپنے دل کا چہرہ دیکھ۔ اس پر نظر کر تو مؤمن ہے یا منافق۔ موحد ہے یا مشرک اس چیز کے سوا جو آخرت کے لئے نیک نیتی سے حاصل کی جائے تمام دنیا فتنہ اور مشغلہ ہے جب نبوی تعلیمات میں نیت درست ہو جاتی ہے۔ تو دنیا خود آخرت بنجاتی ہے۔ جو نعمت خدا کے شکر سے خالی ہے رنج ہے۔ خدا کی نعمتوں کو شکر کیساتھ مقید کرو۔ خدا کا شکر دو چیزیں ہیں۔ (۱) یہ۔ جب نعمتوں سے طاعت پر مدد لینا۔ فقراء کا غمخوار بننا (۲) نعمتوں کے سبب منعم کا اقرار کرنا اور نازل کرنیوالے یعنی خدا کا شکر بجالانا۔ بعض مشائخ کا قول ہے کہ جو چیز تجھکو خدا سے روکے وہ تجھ پر نحس ہے۔ اگر کسی کا ذکر اس سے روکے تو منحوس ہے۔ نماز روزہ حج اور نیک اعمال خدا سے روکنے کی حالت میں منحوس سمجھنے چاہئیں۔ اس کی نعمت اُس سے باز رکھے تو منحوس ہے۔ تو نے اصلاح دل کی نعمت کا گناہوں سے مقابلہ کیا۔ اور بہانے میں غیر کی طرف رجوع کرنے لگا۔ جھوٹ اور نفاق تیری حرکات و سکنات صبح و شام دنیا و دین اور لیل و نہار میں موجود ہے۔ شیطان نے تجھ پر حملہ کیا۔ اور گذشتہ اعمال قبیحہ کو تیری نظروں میں اچھا کر دکھایا حتیٰ کہ تو نماز میں بھی جھوٹ بولنے لگا۔ کیونکہ تو اللہ اکبر کہتا ہے اور اس دعوے میں جھوٹا ہے اس لئے کہ تیرے دل میں اُسکے سوا معبود موجود رہا ہے جس پر تو نے بھروسہ کر رکھا ہے وہ تیرا خدا ہے جس سے تو امید و رجا رکھتا ہے تیرا معبود ہے۔ تیرا دل زبان سے اور فعل قول سے موافق نہیں۔ دل سے ہزار مرتبہ اللہ اکبر کہہ اور زبان سے ایک مرتبہ تجھے شرم نہیں آتی کہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ اور اس نے سو ہزار معبود بنا رکھے ہیں۔ اپنی حالت سے توبہ کر اور اے عالم تو فقط علم کے نام پر قناعت کئے ہوئے ہے۔ عمل کے ساتھ

اس سے کیا نفع ہوگا۔ تو نے جب اپنے آپ کو عالم کہا۔ تو جھوٹ بولا۔ تو اپنے دل میں اس سے کیونکر خوش ہوتا ہے کہ جس چیز کا حکم کرتا ہے اُسپر خود عمل نہیں کرتا۔ خدا فرماتا ہے۔ کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے۔ تجھ پر افسوس کہ لوگوں کو سچ کا حکم کرتا ہے اور خود جھوٹ بولتا ہے۔ توحید و اخلاص کا حکم کرتا ہے اور خود مشرک ریاکار اور منافق ہے۔ اوروں سے گناہ چھوڑاتا ہے اور خود مرتکب ہے۔ تیری آنکھ سے حیا اٹھ گئی ہے اگر تجھ میں ایمان ہوتا تو ضرور شرماتا۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں حیا ایمان میں داخل ہے۔ تجھ میں نہ ایمان ہے نہ ایقان نہ امانت تو نے علم میں خیانت کی اسلئے امانت جاتی رہی اور تو خدا کے نزدیک خائن لکھا گیا۔ میں سوائے توبہ و ثبات کے تیری اور کوئی دوا نہیں دیکھتا۔ خدا اور اس کی تقدیر پر جس کا ایمان درست ہوتا ہے وہ اپنے کل کام خدا کے سپرد کردیتا ہے اور اس کا شریک نہیں ٹھیراتا۔ وہ خلق وہ اسباب کے ساتھ شرک نہیں کرتا۔ اور ان کا مقید نہیں ہوتا جب بات ثابت ہو جاتی ہے۔ تو خدا اسکو ہر حال میں آفات سے بچاتا ہے۔ پھر وہ ایمان سے ایقان کی طرف آجاتا ہے۔ پھر اس کے پاس ولایت بدلیتہ۔ اور پھر ولایت غیبتہ آتی ہے۔ اور بسا اوقات انجام میں قطبیت حاصل ہو جاتی ہے۔ خدا اپنی تمام مخلوق جن وانس۔ فرشتے اور ارواح کے سامنے اس پر فخر کرتا ہے۔ اُسے آگے بڑھاتا مقرب بناتا اور مخلوق کا والی و مالک کردیتا ہے اُسے قدرت دیتا۔ اپنا اور تمام مخلوق کا دوست کردیتا ہے۔ خدا اور اسکے رسولوں پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق اس امر کی بنیاد اور ابتدا ہے۔ اس کی بنیاد اسلام۔ پھر ایمان پھر کتاب اللہ اور شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل۔ پھر کمال ایمان کے وقت دلی توحید کے ساتھ اعمال میں اخلاص ہے۔ مؤمن اپنی ذات اپنے عمل اور کل ماسوی اللہ سے فنا ہو جاتا ہے عمل کرتا ہے مگر ان سے الگ رہتا ہے خدا کے مقابلہ میں اپنے نفس اور تمام مخلوق سے مجاہدہ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا اسکو اپنا رستہ دکھا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ ہمارے رستہ میں کوشش کرتے ہیں۔ ہم انکو اپنی راہیں دکھا دیتے ہیں۔ انبیا میں نہ اہل اس کی کیونکہ تم اسکی تدبیر پر رضامند ہو چکے ہو۔ وہ انہیں اپنی قدرت کے ہاتھوں سے پلٹتا ہے۔ جب لوگ اس سے موافقت کرینگے تو انکو اپنی قدرت کی طرف منتقل کردیگا۔ اسکے لئے خوشی ہے جو تقدیر کے موافق ہو۔ فعل مقدر کا انتظار کرے۔ تقدیر پر عمل اور اُسکے میسر کرتا ہے۔ اور تقدیر کی نعمتوں کا انتظار نہ کرے۔ مقدر کی نشانی اسکی رحمت۔ اس کا قرب اور تمام مخلوق سے بے نیازی ہے۔ جب بندے کا دل خدا تک پہنچ جاتا ہے تو اُسے مخلوق سے بے پروا کرتا ہے اپنا مقرب بناتا ہے اسے قدرت دیتا اور مالک بنا دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تو ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور امانت دار ہے۔ اور بادشاہ مصر یوسف کی طرح اُسے اپنے ملک کا خلیفہ کردیتا ہے۔ اور اپنے ملک و دربار کا کام اور تدبیر و انتظام اسکی سپرد کردیتا ہے۔ اسے اپنے خزانوں کا امین کرتا ہے یہی اصلاح دل کا ہے جب درست ہونے کے بعد اس کی بزرگی اور ماسوی اللہ سے طہارت ظاہر ہوتی ہے۔ تو اسے بندوں کے دلوں دنیا و آخرت کی سلطنت میں جگہ دیدیتا ہے۔ اور وہ [illegible] قصد کرنیوالوں کا کعبہ بنجاتا ہے۔ علم اور ظاہری علم پر تو نماز میں اس کا رہبر ہے۔ بیہودگی اور طاعت الٰہی سے کسلمندی کا عادی [illegible] وہ تجھے کسی عذاب میں مبتلا کردیگا۔ پیغمبر علیہ السلام نے [illegible] جب بندہ عمل میں کوتاہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غم میں مبتلا کردیتا ہے۔ جو قسمت میں نہیں اس کے غم میں عیال کی فکریں گھر والوں کی ایذا کی بلائیں۔ معاش کی متعلق [illegible] کے تردد میں۔ اولاد کی نافرمانی کے رنج میں۔ جورو کی [illegible] کے وبال میں مبتلا کرتا ہے۔ وہ جہاں جاتا ہے ٹھوکر کھاتا ہے۔ یہ سب وبال اطاعت الٰہی میں کمی دنیا اور مخلوق کے ساتھ مشغول ہونے کے باعث ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم شکر کرتے رہو اور ایمان لے آؤ تو خدا تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا

کسی کو یہ جائز نہیں کہ قضا و قدر سے اسپر حجت پکڑے تصرف اور حکم اسی کا ہے وہ اپنے فعل سے سوال نہیں کیا جاتا لوگ اپنے
اعمال سے سوال کئے جائینگے تجھ پر افسوس کہ اپنے نفس اور عیال میں پھنسکر خدا سے کب تک بے پروا رہیگا بعض مشائخ کا قول ہے
کہ جب تیرے بچے نے لفظ نوی (گٹھلی) سیکھ لیا تو اس سے اعراض کر اور اپنے نفس کو لیکر خدا کے ساتھ مشغول ہو جا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ
جب بچے نے جان لیا کہ گٹھلی کس چیز کی صلاحیت رکھتی ہے اور اس کی کوئی قیمت ہے تو گویا اسنے اپنی ذات کے تمام فرائض کو سیکھ لیا ہے
اسپر محنت کرنے میں اپنی عمر نہ کھو۔ وہ تجھ سے بے پروا ہو گیا ہے۔ اپنی اولاد کو پیشہ سکھا۔ اور خدا کی عبادت کے لئے فارغ ہو جا۔ اہل و
عیال تجھ سے خدا کا عذاب دفع نہ کر سکینگے۔ اپنے نفس اور اہل و عیال پر ضروری اشیاء کے متعلق قناعت لازم کر پھر تو اور وہ
سب ملکر خدا کی اطاعت کیلئے فارغ ہو جاؤ۔ اگر غیب میں تمہارے لئے وسعت رزق ہے تو خدا کی طرف سے مقررہ وقت پر ضرور آئیگی
تو اس کو خدا کی طرف سے سمجھ اور شرک مخلوق سے الگ ہو جا۔ اور مقدر میں یہ نہیں ہے تو زہد و قناعت کے باعث تجھے ہر چیز سے غنا حاصل ہے
مومن قانع جب کسی دنیوی شئے کا حاجتمند ہوتا ہے تو سوال تضرع اور ذلت و توبہ کے قدموں سے خدا کے پاس جاتا ہے۔ پھر اگر
خدا مراد دیتا ہے۔ تو اس کی عطا کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور اگر نہیں دیتا تو اس نہ دینے میں اس سے موافقت اور بلا اعتراض و
نزاع اس کے ساتھ صبر کرتا ہے۔ اپنے دین ریا، نفاق اور ناموس کے وسیلہ سے غنا نہیں چاہتا۔ جیسا کہ اے منافق تو کرتا ہے
ریا، نفاق اور گناہ ذلت فقر اور خدا کے دروازہ سے نکالے جانے کے اسباب ہیں۔ ریاکار منافق دنیا کو دینکے بدلے لیتا اور
بغیر لیاقت کے اُسے صالحین کی صورت میں مزین کرتا ہے۔ ان کا سا کلام کرتا ہے ان کے سے کپڑے پہنتا ہے۔ ان کے سے عمل نہیں
ان کی طرف نسبت کا مدعی ہے حالانکہ ان میں سے نہیں۔ تیرا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا دعویٰ ہے۔ اور خدا پر توکل۔ اس کی ذات کا بھروسہ
اور غیر سے دل پھیر لینا۔ اس کے گواہ ہیں۔ اے جھوٹ بولنے والو سچے ہو جاؤ۔ اے خدا سے بھاگنے والو آ جاؤ۔ دل سے خدا کے
دروازہ کا قصد کرو۔ اس سے صلح کر لو۔ اور اس کے آگے عذر کرو۔ مومن حالت ایمان میں مباح شرعی کو دنیا کے ہاتھ سے
لیتا اور حالت خلافت میں خدا کے ہاتھ سے اور حالت ولایت میں کتاب و سنت کی شہادت کے بعد امر الٰہی کے
ہاتھ سے اور حالت بدلیہ و قطبیہ میں خدا کے فضل سے لیتا ہے اور تمام اشیاء کو اسکے سپرد کر دیتا ہے۔

اے لڑکے تو شرماتا نہیں اپنے نفس پر رو تو صواب و توفیق سے محروم ہے۔ تو اس سے حیا نہیں کرتا۔ کہ آج مطیع
ہے کل گنہگار۔ آج مخلص ہے کل مشرک پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے کہ جسکے دو دن برابر ہوں وہ گھاٹے میں ہے اور جس کی
کل گذشتہ آجکے دن سے بہتر ہو وہ محروم ہے۔ اے لڑکے تیرے پاس بعض ضروری چیزیں نہیں آئیں۔ کوشش کر
خدا مدد کریگا۔ اس دریا میں ہاتھ پاؤں ہلا۔ موجیں تجکو اٹھا کر کنارہ پر ڈالدینگی۔ تیری دعا ہے اور اس کی قبولیت
تیری کوشش اور اسکی توفیق۔ تیری طرف سے ترک۔ اسکی طرف سے حمیت طلب میں صادق رہ۔ اس نے تجکو اپنے
قرب کا دروازہ دکھا دیا ہے تو اس کی رحمت کے ہاتھ کو اپنی طرف دراز دیکھتا ہے اس کا لطف و کرم اور عاقبت تیری مشتاق ہے
یہ اہل اللہ کا انتہائی مقصود ہے۔ اے نفس طبیعت۔ ہوا اور غیر طالبین کے بندو۔ میں تمہارے ساتھ کیا کروں۔ میرے پاس
حق در حق خلاصہ در خلاصہ صاف در صاف اور قطع و وصل کے سوا اور کچھ نہیں۔ ماسوی اللہ قطع ہے۔ اور اس کے ساتھ
وصل ہے۔ میں تمہاری ہوس کو قبول نہیں کرتا۔ اے منافقو۔ اے مدعیو۔ اے جھوٹو۔ میں تمہارے چہروں سے نہیں شرماتا

میں تم سے کیا حیا کروں۔ تم خدا سے حیا نہیں کرتے۔ اس پر بے شرمی ظاہر کرتے ہو۔ اس کی اور اس کے موکل فرشتوں کی
نظر میں ذلیل ہو۔ میرے پاس تلوار ہے جس سے میں ہر کافر۔ منافق جھوٹے کا سر کاٹ دیتا ہوں۔ جو توبہ نہیں کرتا اور توبہ و اعتذار
کے قدموں سے خدا کی طرف نہیں چلتا۔ بعض مشائخ کا قول ہے کہ صدق زمین میں خدا کی تلوار ہے جس چیز پر رکھی جائیگی
اُسے کاٹ دیگی۔ میری بات قبول کرو۔ میں تمہارا خیرخواہ ہوں تمہیں تمہارے لئے چاہتا ہوں میں تم سے میت اور خدا
کے ساتھ زندہ ہوں جس نے اس صحبت میں میری تصدیق کی فائدہ اٹھایا۔ نجات حاصل کی۔ اور جس نے تکذیب کی میری
صحبت کو جھٹلایا وہ دنیا و آخرت میں عذاب کیا جائیگا۔ معرفت الٰہی کے اسباب میں سے اُس سے ترک نزاع ترک اعتراض
اور اس کی تدبیر سے رضامندی ہے۔ اسی لئے مالک بن دینار نے اپنے بعض مریدوں سے کہا تھا کہ اگر تو معرفت الٰہی چاہتا
ہے۔ تو اس کی تقدیر و تدبیر سے رضامند رہ۔ اپنے نفس و ہوا۔ طبیعت اور ارادہ کو ان دونوں میں اس کا شریک نہ بنا۔

اے تندرستو اعمال سے فارغ رہنے والو۔ تم کو خدا سے کون سی چیز بچا سکتی ہے۔ اگر اسپر تمہارے دل مطلع ہو جائیں۔ تو تم
بہت حسرت و ندامت کرتے رہو لوگو بیدار ہو جاؤ۔ اے قوم۔ تم عنقریب مرنیوالے ہو اس سے پہلے کہ تم پر رویا جائے۔ اپنے نفسوں
پر رویا کرو۔ تمہارے گناہ بکثرت ہیں اور انجام نا معلوم۔ تمہارے دل حب دنیا اور حرص کے باعث مریض ہیں۔ زہد۔ ترک
اور خدا کی طرف متوجہ ہونے سے ان کی دوا کرو۔ دین کی سلامتی راس المال اور نیک اعمال شافع ہیں جو چیز تم کو سرکش کردے
اسکی طلب چھوڑ دو اور جو کافی ہو۔ اسپر قناعت کرو۔ عاقل کسی چیز سے خوش نہیں ہوتا۔ اسپر حلال کا حساب رہیگا اور
حرام کا عذاب ہوگا۔ تم میں اکثر عذاب و حساب کو بھولے ہوئے ہیں۔ اے لڑکے جب تیرے آگے دنیا کی کوئی ایسی
چیز آئے کہ جس سے تیرا دل ڈرتا ہو تو اُسے چھوڑ دے لیکن تیرے پاس دل ہی نہیں۔ تو تو مجسم نفس طبیعت اور ہوا
ہے۔ اہل دل کی صحبت میں رہ تاکہ تو خود صاحب دل ہو جائے۔ تجھے ایک شیخ۔ حکیم۔ حکم الٰہی پر عمل کرنیوالے کی ضرورت
ہے جو تجھے درست کرے تعلیم دے نصیحت کرے۔ اے کل شئے کو لا شئے کے مقابلہ میں بیچنے اور لا شئے کو کل شئے کے مقابلہ
میں خریدنے والے۔ تو نے دنیا کو آخرت کے ساتھ خریدا اور آخرت کو دنیا کے مقابلہ میں بیچدیا۔ تو ہوس در ہوس۔ عدم در عدم
جہل در جہل ہے۔ بلا تفتیش و بلا احتساب و بلا تحقیق حال۔ اور بلا نیت و بلا امر و بلا فعل جانوروں کی طرح کھاتا رہتا ہے
مومن مباح شرعی کھاتا ہے۔ ولی دل کی طرف سے کھانے نہ کھانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور ابدال کسی چیز کا فکر ہی نہیں کرتے
بلکہ اشیاء خود انہیں اپنا اثر کرتی ہیں اور وہ عالم غیاب و فنا میں خدا کے ساتھ رہتے ہیں۔ ولی قائم بالامر اور
ابدال مسلوب الاختیار ہوتے ہیں۔ اور یہ سب حدود شرع کی حفاظت کا طفیل ہے۔ اپنے اور خلق سے فنا ہونیوالا۔
حدود شرع کی حفاظت کیا کرتا ہے پھر دریائے قدرت میں گر جاتا ہے۔ موجیں کبھی اسکو بلند کرتی ہیں کبھی پست۔ کبھی کنارہ
پر ڈالدیتی ہیں کبھی منجدھار میں۔ وہ اصحاب کہف کی طرح ہو جاتا ہے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ہم انکو دہنے
بائیں کروٹیں دلاتے ہیں نہ انھیں عقل ہے نہ تدبیر نہ حسن ادراک وہ بہت لطف و قرب میں ظاہری و باطنی آنکھیں
بند کئے پڑے ہیں۔ اسی طرح اس مقرب نے اپنے دل کی آنکھیں ماسوی اللہ سے بند رکھی ہیں۔ اس لئے اسی کے واسطے
اسی کی مدد سے دیکھتا۔ اور اسی سے سنتا ہے۔ الٰہی ہم کو ماسوی سے فنا اور اپنے ساتھ موجود کر اور دنیا و آخرت میں نیکی

نیکی عطا کر اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

تیئیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے بارہ ذی الحجہ ۵۴۵ھ میں جمعہ کے دن صبح کو مدرسہ میں فرمایا

پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دل زنگ آلودہ ہوجاتے ہیں۔ انکی جلا قرآن پڑھنا۔ موت کا ذکر اور مجالس فکر میں حاضر ہونا ہے دل پر زنگ لگ جاتا ہے۔ اگر آدمی پیغمبر علیہ السلام کے فرمان سے اس کا تدارک کرتا رہا تو فبہا ورنہ زنگ سیاہی کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ نور سے دور رہنے کیوجہ سے دنیا کی محبت اور اسکے بلا تقوی جمع کرنے کے باعث دل کالا ہوجاتا ہے۔ کیونکہ جو جب دنیا کو دل میں جگہ دیتا ہے اسکا تقوی زائل ہوجاتا ہے اور اسے حلال وحرام سے جمع کرلیتا ہے۔ جمع کرتے ہیں اس کی تمیز خدا سے حیا اور مراقبہ جاتا رہتا ہے۔ اے قوم نبی کا فرمان قبول کرو۔ اور جو دوا فرمائی ہے۔ اس سے دلوں کا زنگ دور کرو تم میں کوئی بیمار ہو اور طبیب کچھ دوا بتلاوے تو بلا استعمال مریض کو جینا دشوار ہوجائیگا۔ خلوتوں اور جلوتوں میں خدا سے مراقبہ کرو۔ اسکو اس طرح آنکھوں کے آگے رکھو گویا دیکھ رہے ہو۔ اگر تم نہیں دیکھتے تو وہ دیکھ رہا ہے۔ جو دل سے خدا کو یاد کرتا ہے وہ فی الواقع ذاکر ہے۔ اور جو دل سے یاد نہیں کرتا۔ وہ ذاکر نہیں۔ زبان دل کی غلام اور اس کی تابع ہے۔ وعظ ہمیشہ سنا کر کیونکہ دل وعظ سے الگ ہوکر اندھا ہوجاتا ہے ہر حال میں امر الٰہی کی تعظیم سچی توبہ ہے۔ اسی لئے بعض مشائخ کا قول ہے۔ کہ دو کلموں میں تمام خوبیاں منحصر ہیں (۱) امر الٰہی کی تعظیم (۲) دوسرے مخلوق پر شفقت۔ جو امر الٰہی کی [illegible] اور مخلوق پر شفقت نہیں کرتا وہ خدا سے بعید ہے خدا نے موسیٰ پر وحی بھیجی کہ اے موسیٰ رحم کر دتا کہ میں تم پر رحم کروں۔ میں [illegible] رحیم ہوں۔ جو رحم کرتا ہے اس پر رحم کیا کرتا ہوں اور جنت میں جگہ دیتا ہوں۔ رحم کرنیوالوں کو مبارکباد۔ تمہاری عمر تو اس میں [illegible] ضائع ہوگئی۔ کہ لوگوں نے کھایا ہم نے بھی کھایا۔ انہوں نے پیا ہم نے بھی پیا۔ انہوں نے پہنا ہم نے بھی پہنا۔ انہوں [illegible] جمع کیا ہم نے بھی کیا۔ جو فلاح کا ارادہ کرے۔ اپنے نفس کو محرمات۔ شبہات اور خواہشوں سے روکے۔ امر الٰہی بجالائے [illegible] منہیات سے باز رہے۔ اور تقدیر کی موافقت پر صبر کرے۔ اہل اللہ خدا کے ساتھ صبر کرتے ہیں۔ خدا سے صبر نہیں کرتے۔ [illegible] کے لئے اور اسکی راہ میں صبر کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ رہنے کے لئے صابر اور اسکے قرب کے طالب ہیں۔ وہ اپنے نفسوں [illegible] ہوسوں اور طبیعتوں کے گھر سے نکل گئے ہیں شرع کو اپنے ساتھ لے لیا ہے اور خدا کی طرف چلے گئے ہیں۔ آفتیں۔ اہوال مصیبتیں [illegible] غم رنج۔ بھوک پیاس ننگا پن۔ ذلت خواری۔ انکا استقبال کرتی ہے مگر وہ اپنی سیر سے واپس نہیں ہوتے۔ اور ان [illegible] مصیبتوں کے باعث ان میں تغیر نہیں ہوتا۔ بلکہ آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں چلنے سے نہیں تھکتے یہ لوگ دل اور [illegible] کے باقی رہنے تک اسی حال میں رہتے ہیں۔ اے قوم خدا سے ملنے کے لئے عمل کرو۔ اور ملنے سے پہلے اُس سے شرماؤ [illegible] مومن پہلے خدا سے شرماتا ہے۔ پھر مخلوق سے مگر ہاں جو بات دین یا حد شرع کے بگاڑ سے متعلق ہو اس میں حیا کرنی حلال نہیں۔ بلکہ خدا کے دین میں بے شرم رہے۔ اسکی حدیں قائم رکھے۔ احکام بجالائے۔ خدا کے دین میں یہ نہ چاہے کہ گنہ[illegible]روں پر مہربانی تمہاری گرفت نہ کرے۔ جو صحیح طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہو جاتا ہے۔ خدا اس کو آپ کی زرہ [illegible] اور خود پہنا دیتا ہے آپ کی تلوار اس کے گلے میں ڈالدیتا ہے آپکے آداب اور اخلاق وخصائل سے اُسے عنایت کرتا ہے۔ وہ آپ سے خوش رہتا۔ اور کیوں نہ ہو وہ آپ کی اُمت میں

سے ہوتا ہے اور اسپر خدا کا شکر ادا کرتا ہے۔ پھر اُسے امت میں نائب رہبر اور اپنے دروازہ کی طرف داعی بنالیتا ہے وہی داعی ورہبر ہوتا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد خدا نے آپ کی امت میں نائب پیدا کردیئے ہیں جو آپکے قائم مقام ہیں مگر ایسے لوگ کم ہیں کروڑ میں ایک آدھ ہوتا ہے وہ مخلوق کے رہبر ان کی ایذا پر صابر اور ان کے دائمی خیرخواہ ہیں منافقوں اور فاسقوں کے آگے تبسم کرتے ہیں۔ اور ہر بہانہ سے یہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کو بدعات سے نجات دلا کر خدا کے دروازہ کیطرف لیجائیں اسلئے بعض مشائخ کا قول ہے کہ فاسق کے مُنہ پر عارف ہی ہنستا ہے۔ اور یہ دکھاتا ہے کہ گویا اسے پہچانتا نہیں۔ حالانکہ عارف اسکے دین کے اُجڑے گھر۔ اُسکے چہرے اور دل کی سیاہی۔ اسکے کینے اور کدورت کو خوب پہچانتا ہے۔ فاسق و منافق کو یہ گمان ہے کہ ہمارا حال اسپر مخفی ہے۔ وہ ہمیں نہیں پہچانتا۔ یہ بات نہیں کیونکہ ان دونوں کے لئے کوئی بزرگی نہیں ہے۔ وہ عارف سے چھپی ہوئی نہیں۔ عارف ان کو اپنی لمحی نظر۔ کلام اور حرکت سے پہچانتا ہے اور بلا شک انکے ظاہر و باطن سے معلوم کرلیتا ہے۔ افسوس تم یہ خیال کرتے ہو کہ صدیقین اور عمل کرنیوالے عارفین سے مخفی ہو۔ لاشئے میں اپنی عمر کبتک ضائع کئے جاؤ گے۔ اے گمراہو اُسے ڈھونڈو جو تم کو راہ آخرت دکھائے۔ اللہ اکبر تم پر نگہبان ہے۔ اے مردہ دلو۔ اسبا کے ساتھ شرک کرنیوالو۔ اپنے طاقتوں قوتوں۔ معاش۔ راس المال شہر کے بادشاہوں اور جہتوں کو جن کیطرف جاتے ہو۔ بتوں کی طرح پوجنے والو۔ یہ سب چیزیں خدا سے محجوب ہیں۔ جو نفع وضرر کو غیر اللہ کیطرف سے خیال کرتا ہے وہ خدا کا بندہ نہیں بلکہ جس کیجانب سے خیال کرتا ہے اسی کا بندہ ہے۔ ایسا آدمی آج غصہ اور حجاب کی آگ [illegible] کل دوزخ کی آگ میں ہوگا۔ خدا کی آگ سے متقی۔ موحد مخلص اور تائب ہی سالم رہینگے۔ اول دلوں سے توبہ کرو۔ پھر زبانوں [illegible] سے۔ توبہ گردش زمانہ کا بدلدینا ہے۔ تو اپنے نفس ہوا۔ شیطان اور بُرے دوستوں کی گردش کو بدل ڈال جب تو توبہ کریگا۔ تو [illegible] اپنے کان آنکھ۔ زبان۔ دل اور تمام اعضا کو بدل دیگا۔ اپنے کھانے پینے کو حرام اور شبہہ کی کدورت سے پاک کردے گا [illegible] معاش اور بیع وشرا میں احتیاط کرلیگا۔ اور اپنے مولا کو اپنا تمام مقصود سمجھے گا۔ تو عادت کو چھوڑ کر اس کی جگہ عبادت کو [illegible] کرلیگا۔ گناہ کو زائل کرکے طاعت کو اس کی جگہ رکھے گا۔ پھر صحت شریعت اور اسکی شہادت سے تو حقیقت میں [illegible] ہوجائیگا۔ کیونکہ جس حقیقت پر شریعت گواہی نہ دے وہ زندیقیت ہے جب تو درست ہوجائیگا۔ تو بری عادتوں اور تمام [illegible] مخلوق کی ملاقات سے فنا حاصل ہوگی۔ اس وقت تیرا ظاہر محفوظ اور باطن خدا کے ساتھ مشغول ہوگا۔ اسکے تمام ہو[illegible] کے بعد اگر ساری دنیا تیرے پاس آجائے اور اگلی پچھلی تمام مخلوق تیری تابع ہو تو تجھے ضرر نہ دیگی اور خدا کے دروازہ سے پھیر [illegible] سکیگی۔ کیونکہ تو اس کے ساتھ قائم اسپر متوجہ اس سے مشغول اسکے جلال وجمال پر نظر ڈالنے والا ہے۔ جب اس کے جلال [illegible] دیکھتا ہے۔ ٹکڑے ہوتا ہے اور جب جمال پر نگاہ ڈالتا ہے۔ اکٹھا ہوجاتا ہے۔ جلال کے نظارہ کیوقت ڈرتا اور جمال [illegible] نظارہ کیوقت امیدوار رہتا ہے۔ رویت جلال کے وقت مٹتا اور رویت جمال کے وقت قائم ہوجاتا ہے۔ وہ [illegible] خوش نصیب ہے جسنے اس کھانے کو چکھ لیا۔ الٰہی ہمیں اپنے قرب کا کھانا اور انس کی شراب عنایت کر دنیا وآخرت میں نیکی دے [illegible] دوزخ کے عذاب سے بچا۔

چوبیسویں [illegible]

شیخ رضی اللہ عنہ نے دسویں ذی الحجہ ۵۴۵ھ میں اتوار کے دن صبح کو رباط میں فرمایا۔

خدا کی تدبیر اور علم میں اپنے نفسوں۔ خواہشوں اور طبیعتوں کو شریک نہ کرو۔ اپنے اور غیر کے معاملہ میں اس سے ڈرو۔ بعض مشائخ کا قول ہے کہ مخلوق کے معاملہ میں خدا سے موافق ہو۔ خدا کے معاملہ میں مخلوق سے موافقت نہ کر۔ جو ٹوٹا وہ ٹوٹ گیا اور جو بھرا وہ بھر گیا۔ خدا کے نیک بندوں سے اس کے ساتھ موافقت کرنا سیکھو۔ سیکھ اور عمل کر پھر غیر کو سکھا۔ تونے جب سیکھ کر عمل کیا۔ تو علم خود تیری طرف سے کلام کریگا۔ اور تو اگر ساکت رہیگا تو زبان تکلم سے کہیں زیادہ زبان عمل کے ساتھ کلام کرسکیگا۔ اسی لئے بعض مشائخ کا قول ہے کہ جس کا دیکھنا تجکو نافع نہیں اس کا وعظ بھی نفع نہیں دیسکتا۔ عالم با عمل سے وہ خود بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور غیر بھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان احوال کے اندازہ سے جو میری پاس حاضر ہیں مجھے گویائی عنایت کردیتا ہے۔ ورنہ مجھ میں تم میں عداوت ہے۔ میری آبرو اور مال تمہارے لئے ہی میری پاس کچھ نہیں اور اگر کچھ ہے تو میں تم کو اس سے روکتا نہیں مجھ میں تم میں نصیحت کے سوا اور کچھ نہیں۔ خدا کے لئے نصیحت کرتا ہوں اپنے لئے نہیں تقدیر سے موافقت کر۔ ورنہ تجھے ریزہ ریزہ کردیگی۔ اسکے اختیار کے مطابق اسکے ساتھ ساتھ چل۔ ورنہ تجکو ہلادیگی۔ اسکے آگے گھٹنوں کے بل بیٹھ جا تاکہ رحم کرکے تجکو اپنے پیچھے سوار کرلے۔ اہل اللہ کی ابتدا کسب حلال ہی دنیا میں سے بقدر حاجت شرع کے ہاتھ سے لیتے ہیں۔ یہانتک کہ جب [illegible] انکے ظاہری اسباب کسب سے عاجز ہوجاتے ہیں اور توکل دلوں پر مہر لگاتا اور اعضا کو قید کردیتا ہے۔ تو ان کا [illegible] حصہ بقدر کفایت و خوشگوار بلا محنت و مشقت انکے پاس آتا ہے۔ خدا کا مقرب آخرت میں بلا ارادہ خود جنت [illegible] کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہے۔ کیونکہ وہ اس میں حق کا موافق ہے۔ جیسا کہ قسمت دنیوی میں اس سے موافق تھا۔ خدا دنیا و آخرت میں اُن کے پورے حصے دیتا ہے۔ کیونکہ وہ بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں اے لڑکے تو اپنی ہمت [illegible] کے مطابق عطا کیا جائیگا۔ دل کے ساتھ ماسوی اللہ سے دور ہو۔ تاکہ اس کے قریب ہوجائے۔ اپنی ذات اور مخلوق [illegible] طرف سے مرجا۔ اسوقت تجھ میں اور خدا میں پردے اٹھ جائینگے اگر کوئی یہ کہے کہ میں کیوں کر مروں تو میں کہونگا کہ اپنے [illegible] نفس ہوا۔ طبیعت عادات مخلوق اور ان کے اسباب کی متابعت سے مرجا۔ ان سے امید نہ رکھ۔ ان کے ساتھ شرک [illegible] نہ کر اور غیر اللہ سے کسی چیز کی طلب کو چھوڑ دے۔ اپنے تمام اعمال میں رضائے الٰہی کی نیت رکھ۔ طلب نعمت نہ کر [illegible] اسکی تدبیر۔ قضا۔ اور افعال سے رضامند رہ۔ جب تونے ایسا کیا تو اپنے سے مرگیا۔ اور اس کے ساتھ جی اٹھا۔ اس وقت تیرا دل اس کا مسکن ہوجائیگا۔ وہ جس طرح چاہیگا اسے پھیر دیگا۔ قرب کعبہ میں اسکے پردوں سے جا لگیگا اسکی یاد میں ماسوی اللہ کو بھول جائیگا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جنت کی کنجی ہے۔ آج محض قول ہے۔ اور کل [illegible] اپنی ذات اور غیر۔ اور جمیع ماسوی سے فنا ہو جانے اور حد شرع کی حفاظت سے۔ خدا کا قرب اہل اللہ کی جنت ہے اور اس کا بعد انکے حق میں دوزخ ہے۔ وہ اسی جنت کی امید رکھتے اور اسی دوزخ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ دوزخ [illegible] کے لئے انکے پاس کھوٹ ہی کیا ہے کہ اس سے ڈریں۔ وہ خود مومنوں سے استغاثہ کرتی اور اُن سے بھاگتی ہے۔ پھر خدا کے خالص دوستوں سے کیونکر نہ بھاگیگی۔ دنیا و آخرت میں مومن کا بہت ہی اچھا حال ہے۔ وہ اس بات کے معلوم کرلینے کے بعد کہ خدا اس سے رضامند ہے۔ اس کی پرواہی نہیں کرتا کہ دنیا میں کس حال سے رہا۔ وہ جہاں گرا اپنی تقدیر کا اٹھالیا اور اس سے رضامند ہوگیا۔ جدھر منہ کیا خدا کے نور سے دیکھی ہے۔

اسکے پاس اندھیرا نہیں ہے اس کے تمام اشارے خدا کی طرف ہیں اور پورا بھروسہ اور توکل اُسی پر ہے۔ مومن کی اذیت سے پرہیز کرو۔ کیونکہ وہ ایذا دینے والے کے بدن میں زہر اور اسکے فقر و عذاب کا سبب ہے۔ اے اللہ کی ذات اور اس کے خواص سے ناواقف۔ اُن کی غیبت کا مزہ نہ چکھ کیونکہ وہ زہر قاتل ہے۔ خبردار خبردار ہرگز ہرگز انکی برائی کے درپئے نہ ہو۔ ان کے لئے غیرت کرنیوالا موجود ہے۔ اے منافق۔ انفاق کا شک تیری دل سے متعلق ہے۔ اور تیری ظاہر و باطن کا مالک ہوگیا۔ ہر حال میں توحید و اخلاص کا استعمال کیا کر شفا پائیگا۔ اور تیرا شک جاتا رہیگا۔ تم اکثر حدود شرع کو توڑتے تقوی کی زرہ کو پھاڑتے توحید کے کپڑوں کو ناپاک کرتے اور جمیع افعال و اقوال میں خدا کو اپنے اوپر غضبناک کرتے ہو۔ تم میں جب کوئی فلاح پاتا اور عمل نیک کرتا ہے تو وہ عجب اور مخلوق کے دکھاوے اور ان سے طلب و تعریف کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ تم میں جو کوئی خدا کی عبادت کرنی چاہے۔ تو مخلوق سے الگ رہے۔ کیونکہ ان کا اعمال کو دیکھ لینا انہیں باطل کرنے والا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا یکسوئی لازم کرلو۔ کیونکہ وہ عبادت اور تم سے پہلے صالحین کا طریقہ ہے اول ایمان کو پھر ایقان کو پھر فنا ہو کر نہ اپنے ساتھ نہ غیر کے ساتھ بلکہ خدا کے ساتھ موجود ہونیکو لازم کرلو۔ مگر بہمہ محافظت حدود مع رضائے پیغمبر علیہ السلام و رضائے قرآن مجید ہونا چاہیئے جو اسکے سوا ہے اسکے لئے بزرگی نہیں۔ یہ جو کچھ مصاحف اور الواح میں ہے خدا کا کلام ہے اسکا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے ایک ہمارے [illegible]۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی طرف منقطع ہوجانے اور اُس سے تعلق پکڑنے کو لازم کرے وہ دنیا و آخرت کی محنت سے کافی ہوت[illegible]گی میں تیرا محافظ اور ہر حال میں تجھ سے مکروہات کا دافع ہوگا۔ اس سیاہی کو جو سفیدی پر ہے لازم کرلے اس کی خدمت کر۔ تاکہ یہ تیری خدمت کریگی۔ اور تیری دل کا ہاتھ پکڑ کے خدا کے آگے جا کھڑا کرے اسپر عمل کرنا تیرے دل کے دونوں بازوؤں میں پر نکال [illegible]یگا۔ اور اُڑا کر خدا کے پاس پہنچا دیگا۔ اے کمل پوش پہلے سر کیلئے کمل پہن۔ پھر دل کے لئے۔ پھر نفس کے لئے۔ پھر بدن کے لئے زہد کی ابتدا یہاں سے ہوتی ہے۔ نہ کہ ظاہر سے باطن کیطرف انتقال کرتی ہے جب سر صاف ہوگا۔ تو دل اور نفس [illegible] اور تمام اعضا اور طعام و لباس اور جمیع احوال کی جانب اس کی صفائی متعدی ہوجائیگی۔ اول گھر کا اندرونی حصہ تعمیر کیا جاتا ہے جب اُسکی عمارت کامل ہوجاتی ہے تو دروازہ کی تعمیر کیطرف رجوع ہوتا ہے ظاہر بلا باطن ہیچ ہے۔ خلق بلا خالق ہیچ ہے دروازہ بلا دار ہیچ ہے۔ ویرانہ پر قفل لگانا ہیچ ہے۔ اے دنیا بلا آخرت اے خلق بلا خالق۔ تو جس مشغلہ میں ہے یہ قیامت کے دن نفع نہ دیگا۔ بلکہ ضرر پہنچائیگا۔ یہ سامان جو تیرے پاس ہے تجھ سے نہ خریدا جائیگا۔ ریا نفاق۔ معاصی۔ تیرا اسباب [illegible]۔ اور یہ ایسی چیز ہے کہ بازار آخرت میں رواج نہ پائے گی۔ اسلام سے دوستی کر۔ پھر لے۔ اسلام استسلام سے مشتق ہے۔ [illegible]م کا کام اور اپنا نفس اسکے سپرد کردے۔ اور اسی پر بھروسہ کر اپنی قوت و طاقت کو بھول جا اور دنیا میں سے جو کچھ تیری پاس [illegible] اسکی اطاعت میں خرچ کر۔ نیکیاں کر اور انہیں خدا کے سپرد کرکے بھول جا۔ تیرا ہر عمل خالی اخروٹ ہے۔ جو عمل اخلاص سے خالی ہے بیمغز اور نرا چھلکا ہے سوکھی لکڑی۔ یا جسم بلا روح یا صورت بلا معنی ہے۔ اور یہ منافقوں کا کام ہے۔ اے [illegible] کے کل مخلوق آلہ اور اللہ تعالیٰ صانع اور ان میں تصرف کرنے والے کو دیکھ لیا۔ مخلوق کے ساتھ ٹھہرنا رنج اور تکلیف اور کدورت ہے۔ اور خدا کے ساتھ ٹھہرنا۔ فرحت خوشی اور نعمت ہے۔ تو منتقدین کے رستہ سے الگ ہے تجھ میں اُن میں کچھ نسبت ہی نہیں۔ تونے اپنی رائے پر قناعت کی ہے۔ اور

کوئی ایسا استاد نہیں بنایا۔ جو تجھے کچھ معلوم کرائے اور ادب دے۔ اے رستہ سے الگ ہونے والے ۔ اے دنیا طلبی
انس و جن کے کھاوتے۔ اے نفس و ہوا اور طبیعت کے بندے تجھ پر افسوس۔ تو گونگا ہو گیا ہے۔ خدا سے فریاد کر۔ اس کی طرف
ندامت اور عذر کے قدموں سے چل۔ تاکہ تجھ کو دشمنوں کے ہاتھوں سے رہائی دے اور دریائے ہلاکت کے بھنور سے
نکالے تو جس مشغلہ میں ہے اس کی بابت سوچ۔ اس کا چھوڑنا تجھ پر آسان ہے۔ تو شجر غفلت کے سایہ میں ہے اسکے
سایہ سے نکل تو سورج کی روشنی کو دیکھ چکا ہے اور راستہ معلوم کر چکا ہے۔ غفلت کا درخت جہالت کے پانی سے بیداری
و معرفت کا درخت فکر کے پانی سے ۔ توبہ کا درخت ندامت کے پانی سے اور محبت کا درخت موافقت کے پانی سے
بڑھتا ہے اے لڑکے جس حال میں تو بچہ یا نوجوان لڑکا تھا تو تیرے لئے کوئی نہ کوئی عذر تھا۔ اب چالیس برس کا ہو گیا
بلکہ اس سے بھی تجاوز کر گیا ہے۔ مگر بچوں کے سے کھیل کھیلتا ہے۔ جاہلوں کے سے میل جول۔ عورتوں بچوں کی خلوت
سے پرہیز کر۔ پرہیزگار مشائخ کے پاس بیٹھ اور نوجوان جاہلوں سے بھاگ۔ لوگوں سے علیحدہ ہو کر کھڑا ہو۔ اور جو
تیرے پاس آئے۔ اس کا طبیب بن جا۔ مخلوق پر اس طرح شفقت کر جس طرح باپ بیٹے پر کرتا ہے۔ خدا کی اطاعت زیادہ
کیا کر۔ کیونکہ اس کی طاعت اس کا ذکر ہے۔ پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جسنے خدا کی اطاعت کی اُس نے
اس کا ذکر کیا۔ گو اس کی نماز روزہ اور تلاوت قرآن کم ہو۔ اور جس نے نافرمانی کی وہ گویا اسے بھول گیا اگرچہ
اس کا نماز روزہ اور پڑھنا بکثرت ہو۔ مومن خدا کا مطیع۔ اس کا موافق اسکے ساتھ صابرا ہوا کرتا ہے۔ وہ اپنی مرضے
کلام۔ کھانے پہننے تصرفات میں اسی کے پاس ٹھیرتا ہے۔ اور مومن کسی حال میں ان چیزوں کی پروا نہیں
کرتا۔ اے لڑکے اپنے امر میں سوچ۔ اور جو چیز تجھ میں نہ ہو اسے اپنے نفس میں حاصل کر۔ تو نہ صادق ہے۔ نہ
صدیق۔ نہ محب نہ موافق۔ نہ رضامند۔ نہ عارف۔ حالانکہ خدا کی معرفت کا مدعی ہے۔ مجھے بتا کہ اس کی معرفت
کی علامت کیا ہے۔ تو اپنے کونسی حکمتیں اور انوار دیکھتا ہے اولیاء اللہ اور ابدال کی کیا علامت ہے۔ تجھے گمان ہے
کہ جو کسی چیز کا دعوی کریگا۔ تسلیم کر لیا جائیگا۔ اور اس سے گواہ طلب نہ ہونگے۔ اور اس کا دینار کسوٹی پر نہ لگایا
جائیگا۔ عارف باللہ کے صفات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ آفات پر صبر اور قضا و قدر سے رضامندی کا اظہار کیا کرتا
ہے۔ اور یہ صبر اپنے اور اہل و عیال اور تمام مخلوق کے حق میں بہر حال اوسے نصیب ہوتا ہے اے لڑکے خدا کی
اور غیر کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہوتی۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ خدا نے کسی آدمی میں دو دل نہیں رکھے
دنیا اور آخرت۔ خالق اور مخلوق جمع نہیں ہوا کرتے۔ فانی چیزوں کو چھوڑ دے۔ تاکہ تجھ کو ایسی چیز حاصل ہو جائے جو فنا
نہیں ہوتی۔ اپنی جان و مال کو صرف کر۔ تاکہ جنت حاصل ہو۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ خدا نے مومنوں سے جنت کے بدلے میں
اُن کے جان و مال کو خرید لیا ہے۔ پھر اپنے دل سے زہد ماسوی اللہ حاصل کرتا کہ اس کا قرب ہاتھ لگے۔ اور تو دنیا
و آخرت میں اس کا مصاحب رہے۔ اے خدا کے دوست جدھر جس طرف تقدیر الہی پھرے تو بھی پھر جا۔ اور اپنے دل کو
جو خدا کا گھر ہے پاک کر۔ اسمیں ماسوی اللہ سے جھاڑو دے اور توحید و اخلاص و صدق کی تلوار لیکر اس کے دروازے
پر بیٹھ جا۔ اور اُسے خدا کے سوا اور کسی کے لئے نہ کھول۔ اور دل کے کسی کونے کو بجز خدا کے کسی چیز سے نہ روک

اے کھلنڈرو میرے پاس کھیل نہیں۔ اے بیمغزو میرے پاس مغز ہی مغز ہے میرے پاس اخلاص بلا نفاق و صدق بلا کذب
ہے۔ اللہ تعالی تمہارے دلی اخلاص اور تقوی کا خواہاں ہے وہ تمہارے ظاہر اعمال کو نہیں دیکھتا۔ چنانچہ خود فرماتا ہے تمہاری
قربانیوں کے گوشت اور خون خدا کو نہیں پہنچتے۔ بلکہ اُسکو تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔ اے بنی آدم دنیا و آخرۃ میں جو کچھ ہے
تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تمہارا شکر کیا ہوا اور تقوی کہاں جاتا رہا۔ اس کی طرف تمہارے اشارے اور خدمتیں کیا
ہوئیں تمکو نہیں اور ایسے عمل نہ کرو۔ جن میں روح نہ ہو۔ اعمال کی روح اخلاص ہے۔

چھبیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے انیسویں ذی الحجہ سنہ ۵۴۵ھ میں فرمایا

عیسی ع سے مروی ہے کہ آپ خوشبو سے ناک بند کر لیا کرتے تھے۔ اور یہ فرماتے تھے۔ کہ یہ دنیا میں سے ہے۔ یہ تم پر حجت ہے
اے اقوال و افعال کے ساتھ زہد کا دعوی کرنے والو۔ تم نے زہد کے کپڑے پہن لئے ہیں۔ اور تمہارے دل دنیا کی رغبت اور
حسرت سے بھرے ہوئے ہیں اگر تم یہ کپڑے اُتار کر اپنی دلی رغبت ظاہر کر دیتے۔ تو تمہارے لئے اچھا ہوتا۔ اور تم کو نفاق
سے دور کر دیتا۔ سچے زاہد کے پاس اس کا ازلی حصہ آتا ہے اور وہ اُسے لے لیتا ہے اس کا ظاہر اس سے متلبس ہوتا ہے اور دل
ہر شے کے متعلق زہد سے پر ہوتا ہے۔ اسی لئے ہمارے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تمہاری دنیا میں تین چیزیں مجھے محبوب ہیں۔
(۱) خوشبو (۲) عورتیں (۳) میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ باوجودیکہ آپ ان تمام اشیاء کے متعلق زاہد تھے
لیکن ان کا محبوب ہونا تقدیری امر تھا۔ کہ علم الہی ان کی طرف سبقت کر چکا تھا۔ آپ ان کو امر الہی بجالانے کے لئے لیتے
تھے کیونکہ خدا کا حکم بجالانا طاعت ہے۔ پس جو شخص اپنے ازلی حصہ کو اس طریق سے لیگا وہ طاعت ہی میں ہے
گو بظاہر دنیا سے متلبس معلوم ہوتا ہو۔ اے سخنور جاہل زاہدو سنو۔ تصدیق کرو۔ تکذیب نہ کرو۔ اسے سیکھو۔ تاکہ اپنے
جہل سے تقدیر کا رونا کرنے لگو۔ علم سے بے بہرہ رہنے والا اپنی رائے کے سبب بے پرواہ ہوتا ہے اپنے نفس ہوا اور شیطان
کا کہا قبول کر لیتا ہے ایسا آدمی شیطان کا بندہ اور اس کا تابع ہے اس نے شیطان کو اپنا پیر و مرشد بنا رکھا ہے۔ اے جاہلو۔
اے منافقو۔ تمہارے دل کس قدر ظالم خوشبوئیں کس قدر تھوڑی ہوئی۔ زبانیں کس قدر فضول گو ہیں۔ اپنی حالت سے توبہ کرو
خدا اور اس کے اولیاء کے باب میں طعن کرنا چھوڑ دو۔ اولیاء وہ ہیں کہ خدا ان کو چاہتا ہے۔ وہ خدا کو ازلی حصے لینے میں اپنے
اعتراض نہ کرو۔ کیونکہ خدا کے حکم سے لیتے ہیں نفس کی خواہش سے نہیں لیتے۔ وہ خدا کی محبت۔ اس کی طرف
شوق۔ ماسوا سے زہد۔ اور بظاہر و باطن ہر چیز سے اعراض کرتے ہیں۔ نہایت سخت ہیں۔ لیکن ان کو ازلی حصے لینا
اور خدا کی تکذیب کرنیوالوں کو دیکھنا ان کے لئے بہت بڑی آزمائش ہے۔ اے لڑکے۔ تو جب تک اپنے نفس و
ہوا کے ساتھ قائم رہے مخلوق سے کلام کرنا چھوڑ دے۔ کلام کی رغبت سے مرجا۔ خدا جب کسی امر کے لئے چاہیگا۔ تجھے خود بخود
تیار کر دیگا۔ جب چاہیگا تجھے زندہ اور اہل ثابت کر دیگا۔ ظاہر کرنیوالا وہ ہے تو نہیں۔ اپنے نفس۔ کلام اور تمام احوال کو
اس کی تقدیر کی طرف سونپ دے اور اس کے لئے عمل میں مشغول ہو جا۔ تو عمل بلا کلام۔ اخلاص بلا ریا۔ توحید بلا شرک گمنامی
بلا ذکر۔ خلوۃ بلا جلوۃ۔ اور باطن بلا ظاہر بنجا۔ اور باطن میں مشغول ہو۔ اے جھوٹے۔ بیدار رہو۔ تو خدا کو مخاطب کر کے یہ کہتا

کہ ہم تجھی کو پوجتے اور تجھی سے دعا چاہتے ہیں۔ یہ خطاب حاضر کے لئے ہے یعنی تو میرے پاس موجود ہے۔ اے میرے حال کو جاننے والے تو مجھ سے قریب ہے۔ اے مجھ پر گواہ تو حاضر ہے۔ نماز اور غیر نماز میں اسی نیت سے اور اسی طرح اسے خطاب کرو۔ اسی لئے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ خدا کی عبادت اس طرح کر۔ کہ گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے۔ تو اُسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھکو دیکھتا ہے اے لڑکے اپنے دل کو اکل حلال سے صاف کر تو اپنے خدا کو پہچان جائیگا۔ اپنے کھانے کپڑے اور دل کو صاف کر تو خود صفا ہو جائیگا۔ تصوف لفظ صفا سے مشتق ہے اے صوف پہننے والے سچا صوفی اپنے دل کو ماسوی اللہ سے صاف کیا کرتا ہے۔ یہ چیز کپڑے رنگنے۔ منہ زرد کرنے۔ کیفیتیں جمع کرنے۔ حکایات صالحین بیان کرتے۔ تسبیح و تہلیل کے ساتھ انگلیاں ہلانے سے نہیں آتی۔ بلکہ خدا کی طلب میں صدق دنیا میں زہد۔ مخلوق سے دل جدا کرنے اور ماسوی اللہ سے الگ ہو جانے کے باعث حاصل ہوتی ہے۔ بعض مشائخ کا قول ہے۔ کہ میں نے بعض بعض راتوں میں یہ دعا کی۔ الٰہی جو چیز مجھکو نفع دے اور تجھ کو ضرر نہ دے سکے اس سے مجھے محروم نہ کر۔ میں نے اس دعا کو بار بار پڑھا۔ اور پھر سو رہا۔ خواب میں دیکھتا ہوں۔ کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے تو بھی اُس عمل سے باز نہ رہ جو تجھکو نفع دے اور اس سے پرہیز کر جو تجھے ضرر پہنچائے پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ اپنی نسبت کو درست کر لو جس کا آپکے ساتھ اتباع درست ہوگا۔ اس کی نسبت صحیح ہوگئی فقط یہ کہنا کہ میں آپ کی امت ہوں بلا متابعت نافع نہیں ہو سکتا جب اقوال و افعال میں ان کے پیرو ہو جاؤ گے۔ تو آخرت میں انکے ساتھ رہو گے۔ کیا تم نے خدا کا یہ قول نہیں سنا۔ کہ جو کچھ رسول تمکو دے اُسے لے لو۔ اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو جس چیز کا آپ نے حکم کیا ہے۔ اُسے بجا لاؤ اور جس سے منع فرمایا ہے اُس سے رک جاؤ۔ پیغمبر علیہ السلام نے تمکو دنیا میں دلوں کے ساتھ اور آخرت میں نفسوں اور جسموں کے ساتھ خدا کے قریب کر دیا ہے۔ اے زاہدو تم اچھی طرح زہد نہیں کرتے۔ نفسوں اور خواہشوں کے ساتھ زہد کرتے ہو اور اپنی رائے کو مستقل رکھتے ہو۔ اتباع کرو اور اُن مشائخ کی صحبت میں رہو۔ جو عارف باللہ۔ عالم۔ عامل۔ اور مخلوق پر نصیحت کی زبان اور زوال طمع کے ساتھ رجوع کرنیوالے ہیں۔ چونکہ ان کے دل تم سے پھرے ہوئے اور خدا کی طرف متوجہ ہیں۔ اس لئے وہ اسی کی جانب متوجہ ہوتے اور غیر سے اعراض کرتے ہیں اے لڑکے اپنی ہستی کے فنا ہونے سے پہلے دل کے ساتھ خدا کی طرف توجہ کر لو۔ تو نے فقط [illegible] اور تمنا کے ساتھ صالحین کے احوال پر قناعت کر رکھی ہے۔ جیسا مٹھی میں پانی لینے والا جب ہاتھ کھول دیتا ہے۔ تو کچھ بھی نہیں پاتا۔ تجھ پر افسوس۔ تمنا حماقت کا جنگل ہے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں تمنا سے بچو کیونکہ وہ بیوقوفی کا میدان ہے۔ اہل شہر کے سے عمل کرے اور اہل خیر کے درجات کی آرزو رکھے جسکی امید خوف پر غالب ہوتی ہے۔ زندیق ہو جاتا ہے۔ جس کا خوف امید سے بڑھ جاتا ہے۔ وہ نا امید ہو جاتا ہے سلامتی متوسط درجہ میں ہے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ مومن کے خوف و رجا کو تولا جائے تو دونوں برابر نکلینگے۔ بعض مشائخ سے روایت ہے کہ میں نے موت کے بعد سفیان ثوری کو خواب میں دیکھکر پوچھا۔ کہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا۔ جواب دیا کہ میں نے اپنا ایک پاؤں پلصراط پر رکھا اور دوسرا جنت میں (اُن پر خدا کا سلام) ہو فقیہ زاہد اور پرہیزگار تھے۔ علم پڑھا اور عمل کیا۔ علم کا حق عمل سے ادا کیا۔ اور عمل کا اخلاص سے۔ خدا نے انکی جانب قصد کے باعث انہیں اپنی رضا دی اور پیغمبر کے متابعت کے سبب اپنی رضا عطا فرمائی۔ انپر اور تمام صالحین پر اور اُن کیساتھ ہمپر خدا کی رحمت نازل ہو۔ جو شخص پیغمبر کا

اتباع نہیں کرتا۔ ایک ہاتھ میں اُن کی شریعت اور دوسرے میں کتاب اللہ کو نہیں لیتا اور آپکے طریق میں ہو کر خدا تک نہیں پہنچا وہ ہلاک ہوگا۔ پھر ہلاک ہوگا۔ گمراہ ہوگا۔ پھر گمراہ ہوگا۔ یہ دونوں خدا کی طرف رہبر ہیں۔ قرآن اللہ تعالیٰ کیطرف تیرا رہنما ہے اور حدیث پیغمبر علیہ السلام کی طرف۔ الٰہی ہم میں اور ہمارے نفسوں میں دوری ڈالدے ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائی عنایت کر اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

چھبیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے اُنیسویں ذیحجہ ۵۴۵ھ میں بمقام رباط فرمایا

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مصیبتوں کا چھپانا عرش کے خزانوں میں سے ہے۔ اے مخلوق سے اپنی مصیبتوں کا شکوہ کرنیوالے تیرا شکوہ تجھکو کیا نفع دیگا۔ مخلوق نہ نفع دے سکتی ہے نہ ضرر۔ تو جب اسپر اعتماد کریگا۔ اور خدا کے باب میں شریک ٹھیرائیگا۔ تو وہ تجھ کو دور کر دینگے اس کے غصہ میں ڈالینگے اور اس سے محجوب کرینگے۔ اے جاہل تو علم کا مدعی ہے دنیا کو غیر خدا سے طلب کرنا تیرا جہل ہے۔ تو مخلوق سے شکایت کرکے سختیوں سے نجات حاصل کرنی چاہتا ہے۔ تجھ پر افسوس۔ جب یہ حریص کتا شکار کی حفاظت سیکھ لیتا۔ اور اپنی حرص و طبیعت کو چھوڑ دیتا ہے اور یہ پر تو تعلیم کے باعث اپنی طبیعت کی مخالفت کرتا اور شکار رکھا جانے کے متعلق اپنا پہلا طریقہ ترک کر دیتا ہے۔ تو تیرا نفس بالاولیٰ قابل تعلیم ہے اُسے تعلیم دے اور سمجھا کہ تیری دین کو نہ کھا جائے تجھ کو نہ چبا ڈالے اور خدا کی ان امانتوں میں جو اُس کے پاس ہیں خیانت نکرے نفس کے پاس مومن کا دین گویا اس کا گوشت اور خون ہے۔ تعلیم سے پہلے اس کے ساتھ نہ رہ پھر جب وہ سیکھ لے سمجھ لے اور مطمئن ہو جائے تو جہاں چلائے اُسے ساتھ لے جا کسی حال میں نہ چھوڑ وہ مطمئن ہو کر علیم۔ عالم۔ اور جو تقدیر سامنے لائے اسپر رضامند ہو جائے گا۔ گیہوں کے میدے اور جو کی روٹی میں فرق نہ کریگا۔ دونوں کا فرق اٹھ جائیگا۔ فرعون سے صبر کریگا اُسکے نزدیک نہ کھانا کھانے سے بہتر ہوگا۔ فعل تیرہ اور طاعت و ایثار میں تیرا موافق ہوگا۔ اس کی طبیعت بدل جائیگی۔ سخی کریم دنیا میں زاہد اور آخرت کا راغب بنجائیگا۔ پھر جب تو زاہد ہو گیا اور مولیٰ کا طالب بنا تو نفس تیرے ساتھ اس کا طالب ہوگا اور تیرے دل کے ساتھ اس کے دروازہ کی طرف بیٹھیگا۔ اس وقت سابقہ الٰہی اگر یہ حکم دیگا کہ اے نہ کھانیوالے کھا۔ اور اے نہ پینے والے پی۔ عقلمند بیمار طبیب ہی کے ہاتھ سے اس کے حکم سے کھایا کرتا ہے۔ پھر اس کے ادب رکھنے۔ کھانا نے اور حاضر و غائب حرص چھوڑنے کو نگاہ رکھا کرتا ہے۔ اے حریص اے جلد باز۔ کھانا تیرے لئے پیدا ہو چکا ہے۔ تیرے سوا اُسے کوئی نہیں کھا سکتا۔ لباس۔ مکان سواری جو تیرے لئے موجود ہے۔ ایسا کون ہے کہ انہیں لیکر کسی غیر کو دیدے یہ کیا نادانی ہے۔ تجھ میں نہ ثبات ہے۔ نہ عقل نہ ایمان۔ [illegible] الٰہی کی تصدیق۔ اے بدچلن جب تو کسی کریم سے معاملہ کرے تو ادب سے رہ۔ مزد اور اجرت نہ مانگ۔ تجھکو بلا طلب اور بلا [illegible] ادب دونوں چیزیں مل جائینگی۔ وہ جب یہ دیکھیگا۔ کہ تو نے حرص۔ طلب اور سوء ادب کو چھوڑ دیا ہے۔ تو تجھ کو تیرے ان [illegible] لقیبوں سے ممتاز سمجھیگا۔ جو تیرے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اور تجھ کو فائدہ پہنچائیگا۔ اُن سے بلند مرتبہ پر بٹھائیگا۔ خدا اعتراض اور نزاع کا ساتھی نہیں ہے۔ بلکہ حسن ادب۔ سکون ظاہر و باطن اور ایسی موافقت کا ساتھی ہے جو تقدیر کی موافقت کرتا ہے۔ ہمیشہ خدا کے ساتھ رہتا ہے۔ عارف باللہ عالم اس کے ساتھ قائم ہے غیر کیساتھ نہیں اسکا موافق ہے غیر کا نہیں اسکے ساتھ زندہ ہے اور غیر کی طرف کر مردہ ہے اے لڑکے تو جب کلام کیا کرے۔ تو نیک

نیتی کے ساتھ کیا کر۔ اور جب ساکت ہوا کرے تو نیک نیتی کے ساتھ ساکت ہوا کر۔ جو نیت کو مقدم نہیں کرتا۔ اس کا عمل کسی کام کا نہیں۔ تو بولے یا چپ رہے۔ ہر حال میں گنہگار ہے کیونکہ تیری نیت درست نہیں تیرا سکوت و کلام خلاف سنت ہے۔ تغیر احوال اور تنگی رزق کے وقت لقمہ کے لئے تم خدا سے بگڑا جاتے ہو اور کسی غرض کے فوت ہونے سے ایک قسم کی نعمت کے زوال کے باعث اس کی تمام نعمتوں کی ناشکری کرنے لگتے ہو۔ گویا تم مالک اور اس پر حاکم ہو۔ کہ یہ کرو وہ نہ کر اور فلاں کام کیوں۔ کیا۔ اُسے اس طرح ہونا چاہیئے تھا۔ یہ دوری خدا کی نعمتہ اور اس سے بُعد ہے۔ اے ابن آدم تو کون ہے۔ ناپاک پانی کی پیدائش ہے۔ خدا کے آگے متواضع اور ذلیل رہا کر اگر ایسا نہیں ہے تو تو خدا اور اس کے نیک بندوں کے نزدیک کریم نہیں ہو سکتا دنیا حکمت اور آخرت سرلسبر قدرۃ ہے۔ اے قوم تم پر نگہبان مقرر ہیں۔ تم خدا کی سپردگی میں ہو۔ مگر تم کو خبر نہیں۔ عقل پکڑو۔ آنکھیں کھولو۔ جب تم میں سے کسی کے گھر میں مجمع ہو تو آدمی خود کلام کی ابتدا نہ کرے۔ بلکہ اس کا کلام بطریق جواب ہو اور لایعنی سوال نہ کرے۔ توحید۔ طلب حلال ضرور ہے علم۔ عمل میں اخلاص اور اعمال پر اجرت نہ لینا فرض ہے فاسقوں منافقوں سے بھاگ۔ صالحوں صدیقوں سے مل۔ جب تم پرکھ نہ سکو تو صالحون منافقون میں تمیز نہ کر سکے تو رات کو اُٹھ کر دو رکعتیں پڑھ۔ اور خدا سے دعا مانگ کہ الٰہی مجکو اپنی مخلوق کے نیک بندوں سے ملا اور اس کی طرف لے چل تو تیری جانب رہبری کرے تیرے کھانے میں سے کھلائے۔ تیرے پانی سے پلائے۔ میری قرب کی آنکھ میں تیرے قرب کا سرمہ لگائے اور مجھے اس شے کی خبر دے جسے تقلید سے نہیں بلکہ آنکھ کے مشاہدہ سے معلوم کرتا ہو۔ اہل اللہ متصل الٰہی کا کھانا کھاتے اور اس کی اُنس کا پانی پیا کرتے ہیں اور اُس کے قرب کے دروازے کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے خیر پر قناعت نہیں کی۔ بلکہ کوشش کی صبر کیا۔ اپنی ذات اور مخلوق سے الگ ہو گئے یہاں تک کہ خبر ان کے حق میں معائنہ ہو گئی جب وہ خدا کی طرف پہنچے۔ تو خدا نے ان کو ادب دیا۔ تہذیب دی حکمت اور علم سکھایا۔ اپنے ملک پر مطلع کیا اور یہ معلوم کرا دیا۔ کہ آسمان و زمین میں اُس کے سوا کوئی نہیں۔ دینے نہ دینے والا متحرک اور ساکن کرنیوالا۔ اندازہ کرتے اور حکم دینے والا۔ عزت اور ذلت دینے والا۔ غلبہ اور تسخیر کرنیوالا۔ اور قاہر خدا کے سوا کوئی نہیں انکو اپنے پاس کی چیزیں دکھا دیتا ہے۔ اور وہ اپنے دل اور سر کی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ دنیا اور ان کی بادشاہی کی ان کی نگاہوں میں کچھ قدر و منزلت نہیں رہتی۔ الٰہی عفو اور عافیت کے ساتھ جیسا تو نے اُن کو دکھایا ہے ہمیں بھی دکھا۔ اور دنیا اور آخرت میں نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ اے قوم ترک تقویٰ سے توبہ کرو اس لئے کہ تقویٰ دوا اور اس کا ترک بیماری ہے۔ توبہ کرو۔ کیونکہ توبہ دوا۔ اور گناہ بیماری ہے۔ ایک دن پیغمبر علیہ السلام نے صحابہ رضہ سے فرمایا کہ کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ تمہاری دوا کیا ہے اور بیماری کیا۔ انہوں نے عرض کیا ہاں ضرور بتائیے فرمایا۔ گناہ تمہاری بیماری ہے۔ اور توبہ اس کی دوا توبہ ایمان کا درخت لگانا ہے اور ذکر کی مجلسوں میں ہمیشہ جانا۔ اور طاعت الٰہی اسے پانی دینے کی مانند ہے۔ ایمان کی زبان سے توبہ کرو۔ تم کو نجات ہوگی۔ توحید اور اخلاص کی زبان سے کلام کرو تمہارا دل جائیگا۔ خدا کی طرف سے آفتوں کے آنے کے وقت ایمان کو اپنا ہتھیار بنالو۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہر مجلس کی ابتدا میں الحمد للّٰہ رب العلمین تین بار کہا کرتے تھے اور ہر بار قدرے وقفہ کیا کرتے تھے

اور پھر یہ فرماتے تھے الحمد للّٰہ عدد خلقہ وزنۃ عرشہ الخ یعنی عدد مخلوق۔ اور وزن عرش اور رضامندی ذات اور سیاہی کلمات اور انتہاء علم اور تمام آفرینش کے مطابق۔ سب تعریف خدا ہی کے لئے تعریف ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے جو حاضر و غائب کو جانتا ہے مہربان اور رحم کرنیوالا ہے۔ بادشاہ پاک ہے۔ غالب اور با حکمت ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تعریف اسی کیلئے ہے وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ خود زندہ ہے کہ کبھی نہ مریگا ہر طرح کی خوبی اس کے قبضہ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر اور اسی کی طرف بازگشت ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اُسکے بندے اور رسول ہیں جن کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اُن کو تمام دینوں پر غالب کر دے۔ اگرچہ اس سے مشرک بُرا مانیں۔ خداوندا محمد اور آل محمد پر رحمت نازل کر۔ امام اور امت۔ حاکم اور رعیت کا نگہبان ہو۔ نیکیوں کی بات اور انکے دلوں میں الفت ڈال اور ایک کے شر کو دوسری سے دفع کر دے۔ الٰہی تو ہمارے باطنی حالات کو جانتا ہے۔ انہیں درست کر دے۔ تو ہماری حاجتوں سے واقف ہے انہیں پورا کر دے۔ تو ہمارے گناہوں سے واقف ہے انہیں معاف کر تو ہمارے عیبوں سے آگاہ ہے۔ انہیں چھپا لے ہمیں انہیں کے مقام میں نہ دیکھ اور امر کے مقام میں گم نہ کر ہم سے اپنی یاد کو نہ بھلا۔ اور اپنے مکر سے بیخوف نہ کر۔ غیر کا محتاج نہ بنا۔ اور ہمیں غافلوں میں نہ کر۔ الٰہی ہمیں سیدھے رستہ کا الہام کر اور نفسوں کی بدی سے بچا۔ ماسوی سے الگ کر کے اپنے ساتھ مشغول کر قاطع ہم کو تجھ سے قطع کرے اُسے ہم سے الگ کر دے ہمیں اپنے ذکر و شکر اور اچھی عبادت کا الہام کر۔ پھر آپ دہنی طرف التفات کر کے فرماتے تھے لا الٰہ الا اللّٰہ ماشاء اللّٰہ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔ پھر سامنے متوجہ ہو کر بعدہٗ بائیں طرف التفات فرما کر یہی کلمات کہتے تھے۔ پھر فرماتے تھے الٰہی ہماری خبروں کو ظاہر نہ کر۔ ہمارے پردے نہ پھاڑ۔ بری اعمال پر ہم سے مواخذہ نہ کر۔ غفلت کے باعث ہمیں محروم نہ رکھ ہمیں عزت سے نہ اتار الٰہی ہم سے بھول چوک پر مواخذہ نہ کر۔ الٰہی ہم پر ایسا بوجھ نہ لاد۔ جیسا ہم سے پہلوں پر لادا تھا۔ الٰہی ہم سے وہ نہ اٹھوا جس کی ہم میں طاقت نہ ہو ہمیں معاف کر اور بخشدے اور رحم کر۔ تو ہمارا مولا ہے اور کافروں پر ہماری مدد کر۔ پھر فتوح غیب سے اللہ تعالیٰ جو کچھ آپ کی زبان پر لے آتا تھا کلام شروع کر دیا کرتے تھے مگر اس کلام میں نہ تقریر ہوتی تھی نہ تعبیہ۔ شاذ و نادر کسی مجلس میں پیغمبر علیہ السلام کی حدیث یا کلام حکما میں سے کسی کلمۂ حکمت کے ساتھ بھی آپنے کلام کی ابتدا کی ہے۔ آپ تبرکاً ایسا کرتے تھے اور شروع کے بعد تمام کلام بنیاد اسی پر رکھتے تھے۔

ستائیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے ساتویں جمادی الآخری ۵۴۵ھ میں جمعہ کی صبح کو قدرے کلام کے بعد فرمایا

عاقل ہو۔ اور جھوٹ نہ بول۔ تو کہتا ہے کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں حالانکہ تو غیر اللہ سے ڈرتا ہے کسی جن۔ انسان فرشتے اور حیوان ناطق یا غیر ناطق سے نہ ڈر۔ عذاب دنیا اور عذاب آخرت کا خوف نہ کر۔ البتہ عذاب کرنے والے سے ڈرتا عقلمند خدا کے معاملہ میں کسی ملامتگر کی ملامت سے نہیں ڈرتا وہ غیر اللہ کے کلام سے بہرا ہے۔ اس کے نزدیک تمام مخلوق عاجز بیمار اور فقیر ہے۔ یہ ایسے علما ہیں جن کے علم سے نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ شرع اور حقائق اسلام کے عالم دین کے طبیب اور اس کے ٹوٹے کو جوڑنے والے ہیں۔ اے شخص تیرا دین ٹوٹ پھوٹ گیا ہے۔ تو ان کے

پاس جاناکہ اُسی جوڑدیں جس نے بیماری بھیجی ہے۔ اُسی نے دوا اُتاری ہے۔ وہ تیری نسبت مصلحت کو خوب پہچانتا ہے۔ خدا پراس کے فعلوں میں تہمت نہ لگا۔ غیر کی نسبت تیرا نفس تہمت اور ملامت کا زیادہ مستحق ہے۔ اس سے کہدے کہ اطاعت کرنیوالے کے لئے عطا ہے اور نافرمان کیلئے عصا۔ خدا جب کسی بندے کی بہتری چاہتا ہے تو اُسے کھینچ لیتا ہے پھر اگر وہ صابر ہے تو اُسے بلند اور اچھا کردیتا اور غنا کردیتا ہے۔ الٰہی ہم تجھ سے بلا آزمائش تیری قرب کا سوال کرتے ہیں۔ قضا و قدر میں ہم پر مہربانی رکھ۔ شریروں کے شر۔ اور بدوں کے مکر سے ہمیں کفایت کر۔ توجس کیفیت سے اور جس طرح چاہے ہمارا نگہبان ہو ہم تجھ سے دین و دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ نیک کاموں اور اعمال میں اخلاص کی توفیق چاہتے ہیں آمین۔ ایک شخص ابویزید بسطامی کے پاس آکر دہنے بائیں دیکھنے لگا۔ آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوگیا۔ اس نے کہا میں نماز کے لئے پاک جگہ چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا دل کو پاک کرکے جہاں چاہے نماز پڑھ لے۔ ریا کو مخلص ہی پہچانتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس میں مبتلا رہ کر نجات پاچکے ہیں۔ اہل اللہ کے راستے میں ریا ایک گھاٹی ہے جس سے انکو بالضرور عبور کرنا پڑتا ہے۔ ریا عجب اور نفاق شیطان کے تیر ہیں جنکو وہ دونوں کی طرف پھینکتا ہے۔ مشائخ کی بات مانو اور اُن سے اس رستہ میں جو خدا تک پہنچتا ہے چلنا سیکھ لو۔ وہ اس رستہ کو طے کرچکے ہیں۔ انہوں نے نفسوں خواہشوں اور طبیعتوں کی آفتوں کا حال ان سے پوچھا کرو۔ انہوں نے نفوس وغیرہ کی آفات کا اندازہ کرلیا۔ ان کے کھوٹ اور خیانتوں کو معلوم کرچکے ہیں اس حالت میں ایک مدت تک رہے ہیں۔ حتیٰ کہ غالب ہوکر ان کے مالک ہوگئے ہیں۔ شیطان کے وسوسے سے دھوکا نہ کھا اور نفس کی تیراندازی سے نہ بھاگ۔ وہ شیطان کے تیر۔ تیری طرف پھینکتا ہے کیونکہ شیطان نفس ہی کے رستہ سے تجھ پر قادر ہوسکتا ہے تجھ پر شیطان الجن شیطان الانس کی مدد سے قدرت پاتا ہے۔ نفس اور برے ہمنشین شیطان الانس ہیں خدا سے فریاد کر اور ان دشمنوں پر مدد مانگتا رہ۔ وہ تیری فریاد سنے گا۔ پھر جب تو اُسے معلوم کرلے اور جو اس کے پاس ہے اُسے دیکھ لے اور اس سے فائدہ اٹھاچکے۔ تو اُسکے قرب سے الگ ہوکر اہل و عیال اور مخلوق کی طرف چلا آ اور انہیں اسی طرف لیجا۔ اور یہ کہہ کہ اپنے گھر والوں کو لیکر میرے پاس چلے آو۔ یوسف علیہ السلام نے ملک اور مال کو پاکر کہنے والوں سے کہدیا تھا کہ اپنے اہل و عیال سمیت میرے پاس آجاؤ۔ محروم وہ ہے جو خدا اور دنیا و آخرت میں اس کے قرب سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کتابوں میں فرمایا ہے۔ ای ابن آدم اگر میں تیرے ہاتھ سے جاتا رہا۔ تو گویا کل چیز باقی رہی جب تو خدا سے اور اس کے مومن بندوں سے منہ پھیر رہا ہے۔ اپنے قول و فعل سے ان کو ستاتا ہے۔ ظاہر و باطن میں اُن سے روگردان ہے تو وہ تیرے ہاتھ سے کیونکر نہ جاتا رہے۔ پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ مومن کو ستانا خدا کے نزدیک کعبے اور بیت المعمور کے پندرہ بار ڈھادینے سے بدتر ہے۔ اے فقرا الٰہی کے ستانیوالے تجھ پر افسوس۔ سن یہ وہ لوگ ہیں جو مومن صالح عارف اور خدا پر متوکل ہیں۔ تجھ پر افسوس کہ تو عنقریب مرکر گھر سے نکالا جائیگا۔ اور وہ مال جس پر ناز کررہا ہے۔ لٹ جائیگا نہ مال تجھے نفع دیگا اور نہ عذاب کو دفع کرسکے گا

اٹھائیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے نویں جمادی الاخری ۵۴۵ھ بمقام رباط فرمایا

پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ ایک شخص نے آپکی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں اللہ کیلئے آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ آپنے فرمایا بلاؤں کو اپنا چادر بنالے۔ کیونکہ تو میری صفت کیساتھ موصوف ہونا چاہتا ہے۔ میری صفت حاصل کرتا ہے۔ اسلئے کہ موافقت محبت کی شرط ہے۔ چونکہ ابوبکر صدیق رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سچے تھے۔ اسلئے آپ پر اپنا سارا مال صرف کردیا۔ آپ کی صفت سے موصوف اور فقر میں شریک ہوگئے۔ یہانتک کہ کملی پہن لی۔ ظاہر و باطن سراً اور علانیۃً آپ سے متفق ہوئے۔ اور جھوٹے تو صالحین کی محبت کا دعوٰی کرتا ہے اور ان سے اپنے دینار و درہم چھپائے رکھتا ہے۔ اُن کے قرب و مصاحبت کا خواہاں ہے عقل سے کام لے یہ جھوٹی محبت ہے۔ دوست اپنے دوست سے کسی چیز کو نہیں چھپایا کرتا بلکہ اُسے ہر شے پر ترجیح دیتا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کو فقر لازم تھا۔ اسی لئے آپنے فرمایا ہے کہ میرے چاہنے والے کی طرف فقر اس طرح دوڑتا ہے جس طرح پانی کی رَو اپنے منتہی کی طرف۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ جب تک پیغمبر علیہ السلام زندہ رہے۔ دنیا ہم پر مکدر اور تنگ رہی۔ اور آپ کی وفات کی بعد مینہ کی طرح برسنے لگی۔ پیغمبر علیہ السلام کی محبت کی شرط فقر ہے اور محبت الٰہی کی شرط نزول بلا ہے۔ بعض مشائخ سے مروی ہے۔ کہ بلا محبت کے ساتھ متعلق کی گئی ہے۔ تاکہ کذب و نفاق اور ریا کے ساتھ محبت الٰہی کا دعوٰی نہ کیا جائے۔ اپنے دعوٰی اور جھوٹ بولنے سے رجوع کر۔ جان کو خطرہ میں نہ ڈال۔ اگر تو آیا ہے تو اپنا سارا مال خیرات کر۔ ورنہ ہمارے ساتھ نہ رہ۔ صراف کے پاس کھوٹا درہم نہ لیجا وہ قبول نہ کریگا۔ بلکہ تجھ کو رسوا کریگا۔ سانپ اور درندہ کا حریص نہ بن۔ یہ دونوں تجھ کو ہلاک کردینگے۔ اگر تو جواہی تو سانپ کیطرف چل۔ اور اگر تجھ میں زور ہے تو درندہ کی طرف بڑھ۔ خدا کا رستہ صدق اور نور معرفت کا محتاج ہے۔ معرفت کا آفتاب صدیقین کے دلوں میں دن رات روشن رہتا ہے۔ کبھی غائب نہیں ہوتا اسے لڑکے منافقوں غضب الٰہی کے ساتھ رہنے والوں سے منہ پھیر لے۔ عاقل بن۔ لوگوں کے قریب نہ جا۔ اکثر اہل زمان اپنے لباس میں بھیڑئیے ہیں۔ فکر کا آئینہ لیکر دیکھ اور خدا سے سوال کرکہ تجکو تیری اور ان کی حقیقت دکھادے۔ میں نے مخلوق اور خالق کا امتحان لیا تو برائی مخلوق کے پاس دیکھی اور بھلائی خالق کے پاس۔ الٰہی ہمیں اُن کے شر سے محفوظ رکھ اور ہمیں دنیا و آخرت میں اپنی بہتری عنایت فرما۔ لوگو۔ میں تم کو اپنے لئے نہیں بلکہ تمہیں تمہارے لئے چاہتا ہوں میں تمہاری رسیوں میں بل دیتا ہوں میں تم سے جو کچھ لیتا ہوں وہ تمہارے ہی لئے ہے۔ میرے لئے نہیں ہے۔ میرے پاس بالتخصیص وہ شے موجود ہے جو تمہارے ماخوذات سے مجھے بے پروا کررہی ہے۔ میرے پاس رب یا خدا کا بھروسہ ہے جو کچھ تم میرے پاس لاتے ہو۔ میں ایک منافق۔ ریاکار اور تم پر توکل کرنیوالے اور خدا کو بھولنے والے کی طرح اس کا منتظر نہیں رہتا۔ میں اہل زمین کیلئے کسوٹی ہوں عقل سے کام لو۔ اور میری سامنے کھوٹے درہم نہ لاؤ میں خداداد توفیق و لیاقت سے تمہارے کھرے کھوٹے کو خوب پہچانتا ہوں اگر تو نجات چاہتا ہے۔ تو میری ہتھوڑے کا اہرن بنجا۔ تاکہ میں تیرے نفس و ہوا۔ اور طبیعت و شیطان اور اعدا اور برے دوستوں کا دماغ کوٹ دوں۔ ان دشمنوں پر خدا سے مدد چاہو۔ فتحمند وہی ہے۔ جو ان پر صبر کرے اور محروم وہ ہے۔ جو ان کے حوالے ہوجائے۔ آفتیں بہت ہیں اور ان کا نازل کرنیوالا ایک ہے۔ بیماریاں بہت ہیں اور ان کا طبیب ایک ہے۔ اے نفس کے بیمارو اپنے نفسوں کو طبیب کے سپرد کردو۔ اُس کے کاموں میں اُسے تہمت نہ لگاؤ وہ تم سے زیادہ تم پر مہربان ہے۔ اسکے روبرو گونگے

ہوجاؤ۔ اور اس سے معارضہ نہ کرو۔ اس وقت تم دنیا و آخرت کی بہتری حاصل کرلوگے۔ اہل اللہ پوری سکوت پوری افسردگی اور پوری دہشت میں رہا کرتے ہیں۔ پھر جب یہ رتبہ پوری طرح حاصل ہوجاتا ہے اور وہ اس پر مداومت کرتے رہتے ہیں تو خدا انکو اس طرح گویائی عنایت کرتا ہے جس طرح قیامت کے دن جمادات کو عنایت کریگا۔ اہل اللہ بے بلائے نہیں بولتے اور بے دیئے نہیں لیتے۔ اور بغیر خوش کئے کبھی خوش نہیں ہوتے انکے دل فرشتوں کے دلوں سے جا ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ احکام میں خدا کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اور جو حکم ہوتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں وہ فرشتوں سے جا ملتے ہیں۔ اور رتبہ میں ان سے بڑھ گئے ہیں۔ معرفت الٰہی اور اسے جاننے کے باعث اہل اللہ فرشتوں کے برابر ہیں۔ فرشتے ان کے غلام اور تابع ہیں ان سے استفادہ کرتے رہتے ہیں کیونکہ انکے دلوں میں حکمتیں اترتی ہیں ان کے قلب تمام آفتوں سے محفوظ ہیں۔ آفتیں انکے اعضا اور ظاہر حال اور نفسوں پر آتی ہیں دلوں پر نہیں آتیں۔ اگر تو ان کے رتبہ کو پہنچنا چاہتا ہے۔ تو اسلام کی تحقیق کر۔ پھر ظاہری گناہوں کو چھوڑ۔ پھر پوری پرہیزگاری اور دنیا کی مباح چیزوں میں زہد اختیار کر۔ پھر خدا کے فضل سے استغناء کا طالب بن۔ پھر اسکے فضل میں زہد اور اس کے قرب سے استغناء حاصل کر جب اسکے قرب کے باعث استغناء حاصل ہوجائیگا۔ تو اس کا فضل تجھ پر مینہ کی طرح برسیگا۔ خدا تجھ پر قسمتوں اور اپنے لطف و رحمت اور احسان کے دروازے کھول دیگا۔ دنیا کو تجھ پر تنگ کرکے ایک حد تک فراخ کردیگا۔ ایسے لوگ اولیاء اور صدیقین میں داخل ہیں۔ خدا کے تقویٰ کو جانتا ہے وہ خدا سے الگ ہوکر کسی چیز میں مشغول نہیں ہوتے۔ اکثر اہل اللہ پر دنیا تنگ کی گئی ہے کیونکہ ان کا خدا کے لئے فارغ ہونا۔ اس کے پاس جانا اور اس سے مانگنا ضروری امر ہے۔ خدا اگر ان کو دنیا دیدیتا تو اس کی طاعت چھوڑکر دنیا ہی میں مشغول ہوجاتے۔ اور اسی میں رہتے یہ اکثر ہی اور وہ کمتر سے کمتر سے کوئی حکم متعلق نہیں کرتا۔ ہمارے پیغمبر علیہ السلام پر دنیا پیش کی گئی مگر آپ طاعت چھوڑکر اسکی طرف متوجہ نہوئے۔ اور باوجود کمال زہد و اعراض اقسام دنیا کی جانب رخ نہ کیا۔ زمین کے خزانوں کی کنجیاں آپکے سامنے لائی گئیں لیکن آپنے انھیں رد کردیا۔ اور یہ فرمایا الٰہی مجھے مسکنت کیحال میں زندہ رکھ اور اسی حال میں موت دے اور میرا حشر مسکینوں کیساتھ کر دنیا سے زہد کرنا بہت بڑی نیکی ہے ورنہ اپنی قسمت سے الگ رہنے پر کوئی شخص قادر نہیں۔ مومن کی حرص کی وجہ آرام پاتا ہے وہ حرص کرتا ہے نہ جلد بازی۔ اشیاء سے دل کے ساتھ زہد۔ سر کیساتھ اعراض کرتا اور احکام الٰہی میں مشغول رہتا ہے اور اسے معلوم ہے کہ قسمت کا لکھا ضرور ملیگا۔ اسی لئے طلب نہیں کرتا۔ اس نے اقسام دنیا کو چھوڑدیا ہے اس لئے دنیا اس کے پیچھے دوڑتی اسکے آگے ذلیل ہوتی ہے اور اس سے اپنی قبولیت کا سوال کرتی ہے اے لڑکے تو ایسے ایمان کا محتاج ہے جو خدا کے رستہ پر چلے اور ایسے یقین کا حاجتمند ہے جو اس میں تجکو ثابت رکھے۔ اس رستہ میں قدم رکھنے کے باعث تو اول حالت میں ہمیان کا محتاج ہے۔ اور آخر میں ایمان۔ یہ رستہ مکہ کی راہ کے برخلاف ہے بعض لوگوں کا قول ہے۔ کہ مکہ کا رستہ یا ایمان کا محتاج یا ہمیان کا۔ لیکن میں جس رستہ کی طرف اشارہ کررہا ہوں ابتداء و انتہا میں ایمان و ہمیان دونوں کا محتاج ہے۔ سفیان ثوری رح سے مروی ہے کہ جب وہ پہلے پہل طالبعلمی کرنے چلے تو ہمیانی کمر سے بندھی ہوئی تھی۔ اور اسمیں پانسو دینار تھے۔ آپ اس میں سے خرچ کرتے اور علم پڑھتے رہتے تھے۔ اور اسپر زور سے ہاتھ مار کر یہ کہا کرتے تھے کہ اگر تو نہ ہوتی تو لوگ ہمیں منہ پوچھنے کا رومال بنالیتے۔ پھر جب آپ علم پڑھکر عارف باللہ ہوگئے۔ تو باقیماندہ ایک ہی

ایک ہی دن میں فقیروں کو دیدیا اور یہ فرمایا کہ اگر آسمان لوہے کا بنکر کبھی مینہ نہ برسائے اور زمین پتھر ہوکر ایک دانہ نہ اگائے۔ اور میں اپنی روزی کا اہتمام کرتا پھروں تو مجھے گمان ہے کہ میں کافر ہوجاؤنگا۔ ایمان کے قوی ہونے تک کسب اور سبب سے تعلق رکھنا لازم ہے پھر سبب سے مسبب کی طرف انتقال کرجا۔ پیغمبروں نے کسب کیا ہے۔ قرض لیا ہے اور اول حالت میں اسباب سے تعلق رکھا ہے۔ پھر آخر میں توکل کیا ہے۔ وہ ابتدا و انتہا میں از الٰہی شریعت و حقیقت کسب و توکل کے جامع تھے۔ اے محروم جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اسکے بھروسہ پر کسب کو ہاتھ سے نچھوڑ اور لوگوں کی طرف سے رنج نہ اٹھا۔ اسوقت تو نعمت تقدیر کی ناشکری کرنیوالا ہوگا اور اس سے خدا تجھپر غضبناک ہوکر رحمت سے دور کردیگا۔ ترک کسب اور لوگوں کی طرف سے رنج اٹھانا بندہ کے لئے عذاب الٰہی ہے۔ جب سلیمان ع کی بادشاہت جاتی رہی تو انجام میں چند تکالیف کا سامنا ہوا جن میں لوگوں کی طرف سے رنج اٹھانا بھی شامل تھا۔ آپ اپنے ایام سلطنت میں ہاتھ کی کسب سے کھایا کرتے تھے۔ جب خدا نے اپر تنگی ڈالی سلطنت سے الگ کیا اور رزق کے رستے تنگ ہوگئے تو لوگوں کی طرف سے رنج اٹھانے لگے اس کا سبب یہ تھا کہ ان کے گھر میں ایک عورت نے چالیس روز ایک تصویر کو پوجا تھا۔ اس لئے آپ چالیس روز تک تکلیف میں مبتلا رہے۔ اہل اللہ جب تک خدا سے ملاقات نہیں کرلیتے انکے غم کو فرحت ہوتی ہے نہ خفت۔ آنکھوں کو قرار اور مصیبتوں کو تسلی نہیں ہوتی ان کی ملاقات دو طرح کی ہے۔ دنیا میں دل اور اسرار سے مگر یہ کم ہے۔ اور آخرت میں آنکھوں سے۔ جب خدا سے ملتے ہیں تو مبارکی اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس سے پہلے کی مصیبتیں ذائل ہوتی ہیں شیخ رضی اللہ عنہ نے قدرے کلام کے بعد کہا۔ اے لڑکے نفس کو خواہشوں اور لذتوں سے روک اور اسے پاک کھانا کھلا جو ناپاک نہ ہو۔ حلال پاک ہے اور حرام ناپاک۔ پھر فرمایا اسے حلال غذا دے تاکہ تکبر اور تعلی اور بے ادبی نہ کرے الٰہی ہم کو اپنا عارف بنا تاکہ ہم تجھے پہچان لیں۔ آمین

انتیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے گیارھویں جمادی الآخرے ۵۴۵ھ کو مدرسہ میں فرمایا

پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ جو شخص کچھ حاصل کرنے کے لئے کسی دولتمند کی خوشامد کیا کرتا ہے۔ اس کا دو تہائی دین جاتا رہتا ہے۔ اے منافقو سن لو۔ یہ وعید اسی شخص کے لئے ہے جو مالداروں کا خوشامدی ہو۔ پھر اس کا کیا حال ہوگا۔ جو نماز روزہ اور حج انہیں کیلئے ادا کرتا اور ان سے مال حاصل کرتا رہتا ہے۔ اے خدا کے ساتھ شریک کرنیوالو۔ تمہیں خدا اور رسول کی کچھ خبر نہیں مسلمان ہوجاؤ۔ توبہ کرو۔ اور خالص دل سے توبہ کرو۔ تاکہ تمہارا ایمان خالص ہو۔ یقین بڑھ جائے اور توحید نشو و نما پائے یہانتک کہ اسکی شاخیں عرش تک پہنچ جائیں اے لڑکے جب تیرا ایمان پرورش پائیگا۔ اور اس کا درخت اونچا ہوجائیگا۔ تو خدا تجکو تجھ سے اور دیگر مخلوق سے بے پرواہ کردیگا۔ کسب اکتساب کا محتاج نہ رکھیگا۔ تیری نفس اور دل اور سر کو سیر کردیگا۔ تجکو اپنے دروازہ کی توفیق دیگا۔ اپنے ذکر اور قرب۔ اور انس سے تیرے فقر کو دفع کردیگا۔ دنیا سے فائدہ اٹھانے اور اس میں مشغول ہونیوالوں کی تجکو پرواہ نہ رہیگی۔ اہل دنیا کا محتاج نہ رہیگا۔ بلکہ اس کا دیکھنا تیرے لئے زحمت تکلیف اور ظلمت کا باعث ہو جائیگا۔ اے علم کے مدعی تو اہل دنیا سے دنیا کا طالب اور ان کے آگے ذلیل ہوتا ہے۔ تجکو باوجود علم اللہ تعالیٰ نے گمراہ کردیا ہے تیری علم کی برکت اور اس کا مغز جاتا رہا ہے چھلکا باقی رہ گیا ہے۔ اے عبادت کے مدعی تیرا دل مخلوق کو پوجتا۔ اس سے ڈرتا

اور اسی سے امید رکھتا ہے۔ تیری ظاہر عبادت خدا کے لئے ہے اور باطن مخلوق کے لئے۔ تیرا پورا مطلب اور مقصود تو اہل دنیا کے
درہم و دینار اور کچھ مال حاصل کر لینا ہے۔ تو ان کی حمد و ثنا کا امیدوار اور مذمت و اعراض سے خائف ہے تو باریاران کے
دروازے پر جانے انہیں فریب دینے اور نرم نرم باتیں کرنے کے باعث اُنکے ذریعہ سے ڈرتا ہے اور دینے کا امیدوار ہے
تجھ پر افسوس کہ تو مشرک۔ منافق۔ ریاکار۔ بیجا مداخلت کرنیوالا۔ اور زندیق ہے۔ تجھ پر افسوس کہ تو کس کے سامنے کھڑا دنیا میں
پیش کرتا ہے۔ کیا اسکے سامنے جو خیانت کرنیوالی آنکھ اور دلوں کی باتوں کو جانتا ہے۔ افسوس تو نماز میں کھڑا ہو کر اللہ اکبر
کہتا ہے مگر اس قول میں جھوٹا ہے۔ تیرے دل میں مخلوق خدا سے بہت بڑی ہے۔ خدا کی طرف رجوع ہو اور کوئی نیکی غیر اللہ یا دنیا
و آخرت کے لئے نکر۔ اُن میں شامل ہو جا۔ جو اسی کی ذات کے طالب ہیں۔ ربوبیت کا حق ادا کر۔ اور حمد و ثنا۔ یا منع و عطا
کی نیت سے کوئی عمل نہ کر۔ تجھ پر افسوس کہ تیرا رزق کم و بیش ہرگز نہیں ہوتا۔ خیر و شر کی بابت جو کچھ حکم ہو چکا ہے وہ ضرور پیش
آئیگا۔ بس تو جس شے سے فراغ حاصل کر چکا ہے۔ اس میں مشغول نہو بلکہ خدا کی اطاعت میں لگا رہ۔ حرص اور امید کو کم کر
موت کو آنکھوں کے سامنے رکھ لے۔ نجات ہو جائیگی۔ ہر حال میں شرع کی موافقت کو لازم پکڑ لے۔ اے قوم تمہارے پاس
شرع کی موافقت باقی نہیں رہی تم نے اپنے ظاہر و باطن کو ہاتھوں سے چھوڑ دیا ہے اور اپنے نفسوں اور خواہشوں کے
تابع ہو کر خدا کی بردباری پر دھوکا کھائے بیٹھے ہو۔ وہ تم سے ہر روز ایک مغلوب کو اُٹھا رہا ہے جسے انجام کار ہر طرف
سے تم پر نازل کریگا وہ تجھے پکڑیگا۔ اور مضبوط پکڑیگا۔ پھر موت کے بعد تو قبر میں جائیگا اور اسکی تنگی و عذاب سے ملاقات کریگا
اور قیامت تک اسی حالت میں رہیگا۔ پھر تجھکو تیرا جسم عطا کیا جائیگا۔ اور عرصۂ قیامت کی طرف چلیگا۔ وہاں ایک ایک ذرے
اور تمام عملوں کا جو تو نے دنیوی ساعتوں میں کئے ہیں۔ حساب لیا جائیگا۔ اور تھوڑے بہت کا سوال ہوگا۔ اسوقت
تو بے روح تصویر اور بے مطلب شے قوت خشک جلد کی مانند ہوگا اور محض دوزخ کے قابل رہ جائیگا تیری عبادت میں اخلاص
نہیں اسلئے گویا اس میں روح نہیں ڈالی گئی۔ پس تو اور تیری عبادت صرف جہنم کے لئے ہے۔ اگر اعمال میں اخلاص نہیں تو
غضب کیوں اٹھاتا ہے ایسے اعمال ہرگز مفید نہیں۔ تو آیت عاملۃ ناصبۃ کا مصداق ہے۔ کہ دنیا میں عمل کر رہا ہے۔
قیامت میں رنج اٹھائیگا۔ ہاں موت سے پہلے توبہ اور عذر کر لے تو نجات ہے۔ موت سے پہلے تجدید اسلام اور حسن توبہ و اخلاص کے
ساتھ خدا کی طرف رجوع کر۔ موت کے وقت دروازہ بند ہو جائیگا۔ پھر تو باب توبہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اپنے دل کے
قدموں کو اُس کی طرف چل۔ تاکہ اُسکے فضل کا دروازہ تجھ پر بند نہ ہو۔ اور وہ تجھ کو تیری نفس اور طاعت و قوت اور مال کے
سپرد نہ کر دے اس وقت تیرے کسی کام میں برکت نہ ہوگی۔ افسوس تو خدا سے نہیں شرماتا۔ تو نے اپنے دینار کو خدا اور درہم کو اپنا
مقصود بنا رکھا ہے اور خدا کو بالکل بھلا رکھا ہے۔ تجھ کو عنقریب اپنا حال معلوم ہو جائیگا تجھ پر افسوس اپنی دکان اور مال کو اہل و
عیال کا حصہ سمجھ لے حکم شرع کے مطابق اُن کے لئے کمائی کر۔ اور دل سے اللہ پر توکل رکھ اپنا اور اُن کا رزق خدا سے مانگ
مال اور دکان سے نہ مانگ۔ وہ اُن کا اور تیرا رزق تیرے ہاتھ سے دیگا۔ اور اپنا فضل و قرب اور انس تیرے دل کا حصہ کر دیگا
تیرے اہل و عیال کو تجھ سے اور تجھ کو اپنی ذات کے سبب بے پروا کر دیگا۔ جس چیز سے اور جس طرح چاہیگا۔ اُنکو بے نیازی
عنایت فرمائیگا۔ اور تیرے دل کو خطاب کیا جائیگا۔ کہ یہ تیرا حصہ ہے۔ اور یہ تیرے اہل و عیال کا۔ جبکہ تو تمام عمر مشرک

محبوب اور مردود رہا ہے۔ تو اس رتبہ کو کیونکر پہنچ سکتا ہے۔ دنیا اور اسکے جمع کرنے سے تیرا پیٹ نہیں بھرتا۔ دل کا دروازہ
بند کرلے اور کل چیز کو آنے سے روک کر اس میں صرف ذکر الٰہی آتار دے۔ اپنے اعمال سے بار بار توبہ کر۔ اپنی سختی اور
بے ادبی پر ہمیشہ پشیمان ہوا کر۔ اپنی حالت پر اکثر رویا کر۔ اپنے مال میں سے فقیروں کے ساتھ سلوک کرتا رہ۔ بخل نہ کر کیونکہ
تو مال کو عنقریب چھوڑ جائیگا۔ وہ مومن جس کو دنیا و آخرت میں نعم البدل کا یقین ہے بخیل نہیں ہوا کرتا عیسےٰ سے مروی ہے
کہ آپ نے ابلیس سے کہا مخلوق میں سب سے زیادہ تیرا محبوب کون ہے۔ جواب دیا۔ بخیل مومن۔ پھر فرمایا کہ سب سے بڑا دشمن کون ہے
اس نے کہا کرم کرنے والا فاسق۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اس کا سبب؟ ابلیس نے کہا بخیل مومن کے حال سے مجھے توقع رہتی ہے
کہ اس کا بخل ضرور اُسے گناہ میں مبتلا کردیگا۔ اور کریم فاسق سے خوف رہتا ہے۔ کہ کرم کے باعث اس کے گناہ معاف
کر دیئے جائیں گے۔ دنیا میں دنیا کے لئے مشغول نہو۔ شرع نے کمائی کو اس لئے شروع کیا ہے۔ کہ اس سے طاعات الٰہی کے متعلق
مدد کیجائے۔ تو نے کمائی کر کے گناہ ہو نیپر مدد چاہی نماز چھوڑی۔ نیک کام ترک کئے۔ زکوٰۃ نہ نکالی۔ اس لئے تو گناہ میں مصروف
ہے طاعت میں نہیں۔ تیری کمائی رہزنی کے مانند ہوگی۔ موت عنقریب آئیگی۔ اُسوقت مومن خوش اور کافر و منافق
غمگین ہوگا۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ مومن اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم دیکھکر موت کے بعد آرزو کیا کرتا ہے کہ میں ایک گھڑی
کے سوا کاش دنیا میں نہ رہتا۔ تائب اپنی ... قائم رہنے والا کہاں ہے۔ اپنے خدا سے شرمانے اور ہر حال میں اس کی
طرف جھکنے والا کہاں ہے۔ ظاہر و باطن حرمات سے بچنے والا کہاں ہے۔ ماسوی اللہ کی دید سے اپنے دل اور جسم
کی آنکھیں بند کرنے والا کہاں ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے۔ کہ آنکھیں زنا کیا کرتی ہیں۔ محرمات پر نظر ڈالنا ان کا زنا ہے
نامحرم عورتوں اور لڑکوں کو تکتے جھانکنے کے باعث تیری آنکھیں اکثر زنا کرتی رہتی ہیں۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا
مومنوں سے کہدو کہ اپنی نگاہیں پست رکھیں۔ اے فقیر اپنے فقر پر صبر کر۔ کیونکہ دنیا کا فقر عنقریب دفع ہو جائیگا پیغمبر علیہ السلام
حضرت عائشہ کو ارشاد فرماتے ہیں کہ آخرت کی نعمت کے لئے دنیا کی تلخی کو گھونٹ گھونٹ کر کے پی لو۔ تو نہیں جان سکتا
کہ لوگوں کی معیت میں تیرا نام کیا ہے شقی ہے یا سعید۔ یہ بات صرف خدا کے علم و سابقہ میں ہے۔ لیکن خوف الٰہی نہ چھوڑ۔ اور اس
علم و سابقہ پر بھروسا نہ کر۔ ورنہ حد شرع سے نکل جائیگا۔ تجھے علم سابق سے کیا غرض۔ جو کچھ کہ ظاہر اس کے بجا لانے میں کوشش کر
اس سے نہ تو واقف نہ کوئی اور۔ بلکہ یہ تو غیب کی باتوں میں داخل ہے۔ اہل اللہ دنیا کا سر پیٹ کر اس سے الگ ہو گئے ہیں اور اپنے
خدا کے سامنے کھڑے ہیں اور دیگر خدام کے ساتھ اس کی خدمت میں مشغول ہیں۔ یہ لوگ دنیا کو بقدر قوت حاصل کرتے ہیں
بطور تنعم نہیں لیتے بلکہ یہ فعل اس ضرورت کے لئے کرتے ہیں کہ عبادت کی بنیاد کو درست سمجھ سکیں اور اپنی نگاہوں کو شیطان
کے مکر و فریب سے محفوظ رکھیں۔ وہ اس معاملے میں خدا کا حکم بجالاتے اور پیغمبر کی سنت کو ڈھونڈھتے ہیں۔ ان کا ہر مشغلہ حکم بجالانے
.... اور سنت کی پیروی کرنے سے متعلق ہے وہ تمام اشیاء میں ہمت لگے
خدا اور قوت زہد کے ساتھ ہیں۔ الٰہی ہمیں اُن میں داخل کر دے اور ان کی برکتیں پہنچا۔ آمین اے لڑکے دنیا کی محبت
جب تک تیرے دل میں رہیگی۔ تو نیکوں کے حالات کو ہرگز نہ دیکھ سکیگا۔ تو جب تک مخلوق کی طرف سے رنج اٹھاتا ان کے ساتھ
شرک کرتا رہیگا۔ تیرے دل کی دونوں آنکھیں ہرگز نہ کھلیں گی۔ جب تک دنیا اور مخلوق سے الگ نہ ہو کلام نہ کر۔ کوشش کر تاکہ تو اس

چیز کو دیکھ سکے جو غیر کو نظر نہیں آتی۔ تجھ سے کرامت صادر ہونے لگے گی۔ جب تو اُس چیز کو چھوڑ دیگا جو تیری حساب میں ہے
تو جو کچھ تیرے حساب میں نہ ہوگا۔ تیری پاس آجائیگا۔ جب تو خدا پر بھروسہ کریگا اور خلوت وجلوت میں اس سے ڈرتا رہیگا
وہ ایسی جگہ سے رزق دیگا جہاں سے تجھے گمان نہ ہوگا۔ تو ہاتھ سے چھوڑ تاکہ وہ تجھے دے تو زہد اختیار کر تاکہ وہ تجھے
رغبت دلائے۔ ابتدا میں ترک ہے اور انتہا میں حصول۔ ابتدا میں ترک خواہش و دنیا سے تکلیف قلب مقصود ہے۔ اور
انتہا میں اس کا حاصل کرنا۔ اول پرہیزگاروں کے لئے ہے اور ثانی ان ابدالوں کے لئے جو طاعت الٰہی کے مرتبہ تک پہنچ گئے
ہیں۔ اے ریاکار اے منافق اے مشرک۔ تبرکات میں ان کا مقابلہ نہ کر۔ وہ اور ہی کے لوگ ہیں۔ جو معاملات تیرے ہاتھ سے
ہوتے ہیں۔ ان کی بابت ابدال کے حالات نہ ڈھونڈ۔ انہوں نے اپنی عادتوں کو چھوڑ دیا ہے اور تو نے یاد کر رکھا ہے۔ اس
لئے وہ اہل کرامت ہیں۔ اور تو نہیں۔ وہ تیری نیند کے وقت بیدار رہے اپنے بھری افطار کے وقت روزہ دار۔ تیری بیخوابی
کیوقت خوف زدہ رہے۔ اور تیری خوف کے وقت بیخوف۔ انہوں نے تیری زکوٰۃ کے موقع پر خرچ کیا۔ وہ خدا کے لئے عمل کرتے
ہے۔ اور تو غیر کے لئے۔ انہوں نے خدا کا ارادہ رکھا۔ اور تو نے غیر کا۔ انہوں اپنے کام اس کے سپرد کئے۔ اور تو اس
سے لڑتا جھگڑتا رہا۔ وہ اس کے حکم سے رضامند رہے اور شکوے سے اپنی زبان کاٹ ڈالی۔ تو نے ایسا نہیں کیا انہوں
نے تلخیوں پر صبر کیا۔ اس لئے تلخی اُن کے حق میں شیریں ہو گئی۔ تقدیر کی کلہاڑیاں اُن کے گوشت کاٹتی ہیں۔ مگر وہ نہ اس
کی پروا کرتے ہیں اور نہ اُس سے ایذا پاتے ہیں۔ اور یہ اس لئے ہے کہ ان کو ایذا دینے کی رویت اور دہشت حاصل
ہے۔ مخلوق اُن کی طرف سے راحت میں ہے۔ کسیکو اُن سے رنج نہیں پہنچتا۔ بعض کا قول ہے۔ کہ نیک وہ ہیں جو چھوٹی
سے چھوٹی چیونٹی کو بھی نہیں ستاتے وہ خدا سے طاعت کے ساتھ مخلوق سے حسن صحبت کے ساتھ۔ اہل وعیال
سے صلہ رحمی کے ساتھ ملا کرتے ہیں۔ وہ دنیا و آخرت کی نعمتوں میں ہیں۔ دنیا میں نعمت قرب حاصل ہے اور آخرت میں نعمت
جنت و دیدار الٰہی۔ اس کا قرب۔ اس کا کلام سننا اور اس کے دیئے ہوئے خلعت پہننے۔ تجھ پر ان کا کچھ بوجھ نہیں اپنے
گناہوں اور خدا کے ساتھ بے شرمی و تکبر کرنے سے توبہ کر۔ تجھ پر افسوس حیا خدا سے ہوا کرتی ہے نہ کہ مخلوق سے۔ وہ ہر چیز سے
پہلے ہے۔ تو حادث سے شرماتا ہے اور قدیم کے ساتھ بیحیائی کرتا ہے۔ وہ کریم ہے اور غیر لئیم۔ وہ غنی ہے اور غیر فقیر۔ اس کا طریقہ
دینا ہے اور غیر کا نہ دینا۔ اپنی تمام حاجتیں اُس کی طرف لیجا۔ وہ غیروں سے بہتر ہے اس کی صنعت کو اس کی دلیل سمجھ
اس کی شرع کے حدود کا محافظ بن۔ اُس سے ہمیشہ ڈرتا رہ۔ جب تو ہمیشہ ڈرتا رہیگا۔ تو وہ تجھ کو اپنا راستہ دکھا دیگا۔ اور تو
مصنوعات سے منہ پھیر لے گا۔ اُسے ڈھونڈھ۔ اُس کا طالب بن۔ دنیا و آخرت کو چھوڑ۔ ان میں سے تیرا حصہ تجھے ضرور پہنچیگا
ضائع نہ ہوگا۔ ماسوا کا ترک تیری دل کو کدورتوں سے صاف کر دیگا۔ اگر تیرا دل تجھکو اوپر کا رستہ نہ دکھائیگا تو جانوروں کی
طرح تو بیعقل ہے۔ دنیا سے اُٹھ۔ اور اول عقلمندوں کے پاس جا جن کی عقل نے اُن کو خدا کا رستہ دکھا رکھا ہے۔ اُن سے
عقل سیکھ۔ اور اس سے اپنے خدا اور نفس کو پہچان۔ افسوس تیری عمر بلا نیکی گذری چلی جاتی ہے۔ یہ آخرت سے اعراض اور
توجہ کہاں تک۔ افسوس تیرا رزق غیر نہیں کھا سکتا۔ تیرا ٹھکانا بہشت یا دوزخ ہے۔ اس میں غیر نہیں رہ سکتا۔ غفلت تیری
مالک ہے اور خواہش نے تجھے قید کر لیا ہے۔ کھانے پینے۔ نکاح کرنے سونے اور اپنی غرض حاصل کرنے میں تیری تمام ہمت

مصروف ہے۔ حلال یا حرام سے پیٹ بھرنے کے بعد تیری ہمت کفار و منافقین کی سی ہے۔ جو تیری دل پر چھا گئی ہے وہ گویا تیرے لئے ہے
خواہ وہ داخل دین ہو یا نہ ہو۔ اے مسکین اپنی نفس پر رویا کر۔ تیری اولاد مر جاتی ہے تو تجھ پر قیامت گذر جاتی ہے۔ لیکن دین تباہ ہو
رہا ہے اور تو کچھ پروا نہیں کرتا۔ اور نہ اس پر روتا ہے کہ تیرے دین کی پونجی کا خسارہ دیکھ کر فرشتے تجھ پر رویا کرتے ہیں۔ تجھے
عقل نہیں۔ اگر ہوتی تو دین کے جاتے رہنے پر رویا کرتا۔ تیرے پاس راس المال ہے۔ مگر تو اس سے تجارت نہیں کرتا۔ عقل اور
جاہ دونوں راس المال ہیں۔ تو ان سے اچھی طرح سوداگری کرنی نہیں جانتا۔ بیعمل علم۔ غیر نافع عقل۔ اور غیر مفید زندگانی ایسی
ہے جیسے اجاڑ گھر۔ نامعلوم خزانہ اور ایسا کھانا جسے کوئی نہ کھا سکے۔ اگر تو اپنی حالت کو نہیں پہچانتا تو میں معلوم کرا دونگا۔ میرے
پاس شرع یعنی حکم ظاہر اور علم الٰہی کا آئینہ ہے جسکو علم باطن کہتے ہیں۔ غفلت کی نیند سے اُٹھ اور بیداری کے پانی سے مُنہ
دھو۔ اور یہ دیکھ کہ تو کون ہے۔ مسلمان۔ یا کافر۔ مومن یا منافق۔ موحد یا مشرک۔ ریاکار یا مخلص۔ موافق یا مخالف۔ رضامند۔
یا غضبناک۔ خدا کو تیری پروا نہیں۔ خواہ تو رضامند رہے یا ناراض۔ اس کا ضرر اور اس کا فائدہ تجھی کو پہنچیگا۔ وہ کریم
وحلیم اور فضل کرنیوالا پاکذات ہے کہ تمام مخلوق اسی کے لطف وکرم کے ماتحت ہے۔ اگر وہ ہمپر مہربان نہ ہوں تو ہم ہلاک ہو جائیں گ
اور اگر افعال کے مطابق ہم سے پورا پورا مقابلہ کرے تو ہم سب مر جائیں اے لڑکے باوجود سہو و ریاء و نفاق خدا پر اپنی
عبادت کا احسان رکھتا ہے تو اس کی [illegible] طالب ہے۔ اور باوجود اپنے بگاڑ کے نیکوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ تجھ کو ان سے
اور اُنکے دعوی معرفت سے کیا سروکار۔ اے بھولنے والے۔ الگ رہنے اور مخلصین وموحدین کے دائرہ سے خارج ہونیوالے تجھ
پر افسوس رویا کر۔ تاکہ تیری ساتھ اور کوئی روئے۔ اپنی مصیبت میں ماتمی لباس پہنکر بیٹھ تاکہ لوگ تیری ساتھ بیٹھیں تو محجوب
ہے۔ اور تیری پاس نیکی نہیں۔ بعض صالحین کا قول ہے کہ ان محجوبین پر افسوس۔ جو اپنے آپ کو محجوب نہیں سمجھتے۔ افسوس تیرا
دل کیسا ہے۔ تو کیا سمجھتا ہے۔ کسکی طرف شکایت لیجاتا ہے۔ کس سے فریاد چاہتا ہے۔ کسکے ساتھ سوتا ہے۔ مصیبت میں پڑھ کر
کس پر بھروسہ کرتا ہے۔ مجھ سے بات کر۔ میں تیرا جھوٹ اور نفاق پہچانتا ہوں۔ میرے نزدیک تو اور تمام مخلوق مچھر کی مانند ہے جتم
میں جو صادق ہے میں اس کا ادنیٰ غلام اور خادم ہوں۔ اگر وہ مجھے بازار میں لیجا کر بیچ ڈالے یا مکاتب کرے تو کر سکتا ہے۔ اگر وہ میری
کپڑے اور مال ومتاع لینا چاہے یا مجھے کسی محنت مشقت کا حکم دے تو دے سکتا ہے۔ تجھ میں صدق، توحید اور ایمان کچھ بھی نہیں
میں تجھے لیکر کیا کروں۔ کیا دیواروں میں لگاؤں۔ تو سوکھی لکڑی ہے جلانے کے سوا اور کسی لائق نہیں اے قوم دنیا چلی جا رہی ہے
عمر فنا ہونیکو ہے اور آخرت قریب ہے۔ تم اُس کے لئے ہمت ہی نہیں کرتے تمہاری ہمت تو دنیا اور اس کے جمع کرنے میں ہے۔ تم خدا کی
نعمتوں کے دشمن ہو اگر اسکی طرف سے بُرائی پہنچتی ہے تو ظاہر کرتے پھرتے ہو۔ اور بھلائی آتی ہے تو چھپا لیتے ہو۔ اگر تم خدا کی
نعمتوں کو چھپاؤ گے اور ان کا شکریہ ادا نہ کروگے۔ تو انہیں تم سے چھین لیگا۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا کے سوا کسی بندہ کو
نعمت دیکر اس بات کو چاہا کرتا ہے کہ اس پر اثر نعمت ظاہر ہو۔ اہل اللہ نے اپنا ارادہ ایک کر لیا ہے۔ دل سے تمام چیزیں نکال کر
ایک کو بسا رکھا ہے کہ وہ دیگر اشیاء کی مانند نہیں ہے۔ دکھانے سنانے اور نفاق سے اپنی عبادتوں کو خالص رکھو۔ صرف
خدا کے لئے عبادت کرو۔ مگر تم تو مخلوق۔ ریا وسمعہ نفاق خواہشات ولذات اور تعریف کے بندے بنے ہوئے ہو۔ تم میں ایسا
کوئی نہیں جو خدا کے لئے عبادت کرتا ہو۔ مگر ہاں جسکو خدا چاہے اور وہ بہت کم ہیں۔ یہ دنیا کو پوچھتا اس کے دوام کو چاہتا

اور زوال سے ڈرتا ہے۔ وہ خلقت کو پوجتا اور اُس سے امید و بیم رکھتا ہے۔ کوئی جنت کا عابد اور اسکی نعمتوں کا امیدوار ہے اس کے خالق سے توقع نہیں رکھتا اور کوئی دوزخ کو پوجتا اور اس سے خوف کرتا اور اسکے خالق سے نہیں ڈرتا۔ مخلوق اور جنت دوزخ اور ماسوائے اللہ کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لوگوں کو صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ اپنے دین کو خالص کرنے کے بعد یکسو ہو کر صرف خدا کی عبادت کرتے رہیں۔ وہ عارف جو اُسے جانتے ہیں۔ اسی کے لیئے اسکی عبادت کرتے ہیں نہ کہ غیر کے لئے۔ ربوبیت اور عبودیت کا حق ادا کرو اس کا حکم بجالانے اور اس سے محبت رکھنے کے خیال سے اس کی عبادت کرو کسی اور وجہ سے نہ کرو اور عبادت میں اسی کو مقصود سمجھو۔ نہ کہ غیر کو۔ اور ماسواء کو چھوڑ دو۔ تم بیجان تصویر کی مانند ہو۔ تم ظاہر ہو۔ اور اہل اللہ باطن۔ تم الفاظ ہو۔ اور اہل اللہ معانی۔ تم آشکارا ہو اور وہ پوشیدہ۔ اہل اللہ انبیاء کے داہنے بائیں اور آگے پیچھے پیادوں کی مانند ہیں۔ انبیاء کا بچا کچا کھانا پینا انہیں کے لئے ہے۔ یہ انکے علم پر عمل کرتے ہیں انبیاء کی وراثت انکے لئے درست ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے کہ علماء پیغمبروں کے وارث ہیں اگر انکے علم پر عمل کرینگے۔ تو انبیاء کے خلفاء وارث اور نائب بنجائینگے۔ تو محض علم لیکر نہ آ۔ جسطرح دعویٰ بلا گواہ مفید نہیں ہوتا۔ اسیطرح علم بے عمل فائدہ نہ دیگا۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ علم عمل کو آواز دیا کرتا ہے اگر اس نے جواب دیا تو فبہا۔ ورنہ علم چلدیتا ہے یعنی اس کی برکت جاتی رہتی ہے فقط درس رہجاتا ہے۔ چھلکا باقی رہتا ہے۔ گودا نکل جاتا ہے اے علم پر عمل نہ کرنے والے مغلوب اب ایک دانا شاعر عبارت اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے شعر خوب نکالتا ہے۔ مگر عمل اور اخلاص سے محروم ہے۔ اگر تیرا دل مہذب ہو تو تمام اعضا مہذب ہوجائیں۔ کیونکہ دل اعضا کا بادشاہ ہے بادشاہ کے مہذب ہونے سے رعایا مہذب ہو جاتی ہے۔ علم چھلکے کی مانند ہے اور عمل مغز کی مانند۔ چھلکے کی حفاظت مغز کی حفاظت کیلیے ہوتی ہے۔ اور مغز کی حفاظت تیل نکالنے کیلئے۔ جب چھلکے میں مغز ہی نہ ہوا تو کس کام کا۔ اور جب مغز سے تیل ہی نہ نکلا تو کیا کام دیگا۔ علم اُٹھ گیا۔ کیونکہ جب عمل نہ رہا تو گویا علم بھی نہ رہا۔ تجکو علم کی یادداشت اور درس و تدریس جب تک عمل نہ ہو کیا فائدہ دینگے۔ اے عالم اگر دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اپنے علم پر عمل کر اور لوگوں کو سکھا۔ اور اے دولتمند دو جہاں کی بہتری مطلوب ہے تو اپنے مال میں سے کچھ فقیروں کو دے۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔ خدا کا پیارا وہی ہے۔ جو اسکے کنبے کو نفع پہنچائے۔ جس نے بعض کو بعض کا محتاج کردیا ہے وہ پاک ذات ہے۔ اور اسمیں اس کی حکمتیں ہیں۔ اے دولتمند تو مجھ سے بھاگتا ہے حالانکہ میں تجھ سے تیرے ہی فائدہ کے لئے لیتا ہوں۔ میری پاس اللہ کیطرف سے بھلائی آئیگی اور مجھے تم سے بے پروا کرکے تمہیں میرا محتاج کردیگی۔ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ الرحمۃ بے صبری فقیر کو دیکھ کر کہا کرتے تھے۔ الٰہی ہماری دنیا میں وسعت دے اور ہمیں اسکے متعلق زہد کا مرتبہ عنایت کر۔ اسے ہم یکسو نہ کر اور نہ اسقدر اس کی رغبت دے کہ ہم اسکی طلب میں ہلاک ہو جائیں۔ الٰہی قضا و قدر کے متعلق ہم پر مہربانی رکھ

تیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے سولھوی جمادی الاخری ۵۴۵ھ کو رباط میں صبح کیوقت فرمایا

وہ شخص مبارک ہے جس نے خدا کی نعمتوں کا اقرار کیا۔ اور ہر چیز کو اس کی طرف منسوب کرکے اپنے نفس اور اسباب اور ان کو خدا کے دروازہ کی طرف پھیرلائے۔

طاقت و قوت کو بیکار سمجھا۔ عاقل وہ ہے جو خدا کے سامنے کسی عمل کو نہ کہے۔ اور کسی حالت میں اس سے جزا کا طالب نہو۔ تجھ پر افسوس کہ تو بغیر علم کے خدا کی عبادت کرتا ہے۔ بغیر علم کے زاہد بن گیا ہے۔ بغیر علم کے دنیا حاصل کرتا ہے۔ یہ حجاب در حجاب اور غصہ در غصہ ہے تو خیر کو شر سے جدا نہیں کرسکتا۔ تجھے اپنے نفع و نقصان کی تمیز نہیں۔ دوست دشمن کو نہیں پہچان سکتا۔ یہ خرابیاں حکم الٰہی سے ناواقفیت اور مشائخ کی خدمت نہ کرنے سے ہیں۔ عامل عالم مشائخ تجکو خدا کا رستہ بتا سکتے ہیں قول اول ہے اور عمل اُس کے بعد۔ تو اُسکے طفیل خدا تک پہنچ جائیگا علم اور دنیا میں زہد اور دل و جسم کے ساتھ اس سے اعراض کرنے کے باعث واصلان حق اس تک پہنچ گئے ہیں۔ تکلیف سے زہد حاصل کرنیوالا دنیا کو اپنے ہاتھ سے اور حقیقی زاہد اُسے اپنے دل سے نکال دیتا ہے۔ انہوں نے دنیا میں دل سے زہد کیا۔ اس لیے زہد ان کی طبیعت بن گیا۔ ان کے ظاہر و باطن میں مخلوط ہو گیا۔ انکی طبیعتوں کا آتشی مادہ جاتا رہا۔ خواہشیں ٹوٹ گئیں دل مطمئن ہوگئے شر اپنی حالت سے بدل گیا اسے لڑکے زہد کوئی ہاتھ کا کام نہیں جسے تو کرسکے۔ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے تو ہاتھ میں لے اور پھینکدے۔ بلکہ زہد چند مراتب کا نام ہے۔ اس کا ادنیٰ مرتبہ دنیا کی طرف نظر ڈالنا ہے۔ اسوقت تو دنیا کو اس صورت میں دیکھیگا جس صورت میں پہلے انبیاء و رسول اور وہ ابدال دیکھتے تھے جن سے کوئی زمانہ خالی نہیں ہوتا۔ تو متقدمین ہی کی اقوال و افعال کے اتباع سے دنیا کو صحیح طور پر دیکھیگا۔ انکے اتباع سے تجھے وہی چیز نظر آجائیگی جو انہیں دکھائی دیتی تھی۔ جب تو قول و فعل اور خلوت و جلوت اور علم و عمل اور صورت و معنی میں انکی پیروی کریگا۔ تو ان کی طرح روزہ رکھے گا۔ انکی مانند ہی نماز پڑھے گا۔ اُن کا سا لباس لیگا۔ اور ان کا سا چھوڑنا چھوڑیگا۔ اور تو انھیں دوست رکھے گا۔ اس وقت خدا تجھ کو ایک نور عطا کریگا۔ کہ اس سے تو اپنے نفس اور غیر کو دیکھ سکیگا۔ تجھ پر اپنے اور مخلوق کے عیب کھل جائیں گے۔ پھر تو اپنے اور مخلوق کے متعلق زہد اختیار کریگا۔ جب یہ بات پوری ہو جائیگی۔ تو تیرے دل کی طرف انوار قرب آئینگے۔ اور تو مومن اہل یقین۔ عارف اور عالم ہو جائیگا اشیاء کو ان کی صورت و حقیقت پر دیکھے گا۔ دنیا کو پہلے زاہدوں کی طرح مشاہدہ کریگا۔ وہ تجھ کو نہایت بدصورت بد ہیبت بڑھیا کیصورت میں نظر آئیگی۔ کیونکہ دنیا اہل اللہ کو اس صورت میں اور بادشاہوں امیروں کو آراستہ دلہن کی صورت میں نظر آیا کرتی ہے۔ دنیا اہل اللہ کے نزدیک حقیر و ذلیل ہے۔ وہ اس کے بال جلاتے کپڑے پھاڑتے اور اس کا منہ نوچ لیتے ہیں اور اُسے ذلیل کرکے جبراً قہراً اس سے اپنا حصہ لے لیتے ہیں اور آخرت کے کاموں میں لگے رہتے ہیں

اے لڑکے جب دنیوی زہد درست ہوجائے تو اپنی پسندیدگی اور مخلوق کے بارے میں زہد کر۔ ان سے خوف و امید کچھ نہ رکھ جس چیز کا نفس حکم کرے اُس سے پرہیز کر اور حکم الٰہی اور دل کی طرف سے بطریق الہام یا بطور خواب غالب رائے آنے کے بعد نفس کا کہا مان۔ تمام مخلوقات سے نفرت کر اور منہ پھیر لے تیرے اعضا کو قرار حاصل ہوجائے تو کچھ حرج نہیں۔ یہ بات اعتبار کے قابل نہیں ہوتی البتہ دل کا قرار اعتبار کے لائق ہے اور یہ بہت بڑی مصیبت ہے۔ جب تک تیرا نفس طبیعت خواہش ماسوی اللہ ہلاک نہ ہو جائے دل کو قرار نہ آنا چاہیئے۔ اسوقت تو اس کے قرب سے زندہ ہو جائیگا۔ پہلے موت ہے پھر زندگی۔ وہ جب چاہیگا اپنے لئے زندہ کردیگا۔ اور مخلوق کی طرف اس لئے بھیجے گا۔ کہ تو ان کی مصلحتوں کا نگران رہے تجھے دنیا و آخرت کی خواہش اسلئے دی جائیگی کہ دونوں سے اپنا حصہ لے

سکے اور مخلوق کیطرف سے رنج اٹھانے کی قوت اس لیے ملے گی کہ انکو گمراہی سے بچا لے اور ان کے باب میں خدا کا حکم بجالائے اور اگر خدا نے یہ نہ چاہا تو تیرے لئے اس کے قرب میں کفایت اور اغیار سے فراخ رہائی حاصل ہے۔ اس خدا سے ملنے کے بعد جو وجود سے پہلے اشیاء کا ہست کرنیوالا ہے تجکو مخلوق سے کیا کام رہا۔ وہ ہر چیز سے پہلے تھا۔ ہر چیز کا موجود کرنیوالا ہے اور ہر چیز کے بعد رہیگا۔ تمہارے گناہ بارش کی مانند ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ہر لحظہ توبہ کرنی چاہیئے۔ تجھ پر افسوس کہ تو سراسر تکبر حد سے متجاوز۔ مجسم آرزو۔ خواہش بد۔ اور بری عادت ہے۔ پرانی قبروں کو دیکھ اور ایمان کی زبان سے قبر والوں کو پکار۔ وہ تجھے اپنے حال کی اطلاع دینگے اے لڑکے۔ تو خدا اور اس کے اولیاء کی ارادت کا مدعی ہے۔ اور میں تجھے چھوڑتا ہوں۔ تیرے پاس آنا نہیں چاہتا میں تجھ پر غیرت دلایا جا رہا ہوں۔ لوگوں میں خدا کے حکم سے تیر محتسب ہوں۔ ان منافقوں کی جو اپنے اقوال و افعال میں جھوٹے ہیں گردنیں کاٹوں گا۔ میں نے بارہا مشائخ پر اپنے احتساب کو پیش کیا ہے یہانتک کہ مجھے ٹھیک طور پر احتساب کا رتبہ حاصل ہو گیا ہے اے لوگو تم بلا نمک اپنے اعمال کا آٹا گوندھتے ہو۔ آؤ اس کے لئے نمک لے لو۔ اے نمک بیچنے والے آگے آ۔ اے منافقو۔ تمہارا بے نمک آٹا بلا خمیر ہے۔ اور وہ علم کے خمیر اور اخلاص کے نمک کا محتاج ہے۔ اے منافق تیرے خمیر میں نفاق پڑا ہوا ہے۔ یہ نفاق تجھ پر آگ ہو کر ملیگا۔ اپنے دل کو نفاق سے پاک کر۔ اس وقت تو خالص بندہ بنجائیگا۔ جب دل خالص ہوگا۔ تو تیرا ہر عضو اور تو خود خالص ہو جائیگا۔ دل اعضا کا نگہبان ہے۔ جیسے کہ خلیفہ ہوتا ہے۔ تو سب درست ہوجاتے ہیں پھر جب دل اور اعصاب درست ہو جاتے ہیں تو مومن کا حال کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ وہ اپنے اہل و عیال ہمسایوں اور اہل شہر کا نگہبان بن جاتا ہے اور بقدر قوت ایمان و قرب الٰہی اس کا مرتبہ بلند ہو جاتا ہے۔ اے قوم خدا کے ساتھ اچھی طرح رہو اور اس سے ڈرو۔ اسکے حکم پر عمل کرو۔ اس نے تم کو اپنے حکم پر چلنے کی تکلیف دی ہے۔ نہ کہ اس علم میں مشغول ہونے کی جو تمہارا نسبت اول میں ہو چکا ہے۔ اس حکم پر عمل کر۔ اس کا حق ادا کرتا رہ۔ جب تو اسپر عمل کرے گا۔ تو یہ عمل تیرا ہاتھ پکڑ کر اس کے پاس پہنچا دیگا جسکے لئے تو نے عمل کیا ہے۔ اس سے تجکو وہ علم حاصل ہوگا۔ جواب تک نہ ہوا تھا۔ پھر تو علم کے سبب خدا کے ساتھ اور علم کے باعث مخلوق کے ساتھ رہیگا۔ اول اسے سیکھ۔ جس پر عمل کر سکے۔ پھر اس کے باعث دوسری چیز کو طلب کر جب اول مرتبہ میں تیرے قدم ٹک جائیں گے تو دوسری کا طالب بن سکے گا اے لڑکے تو نے استاد سے ملاقات ہی نہیں کی تو اس سے حاصل کیا کر سکتا ہے۔ پیچھے ہٹ اور عقل حاصل کر پہلے علم پڑھ۔ اور پھر خالص عمل کرتا رہ۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے اول دین کی سمجھ حاصل کر۔ پھر گوشہ نشین ہو جا۔ مومن وہ ہے جو واجبات کو سیکھ کر مخلوق سے یکسو ہو جائے۔ اور عبادت الٰہی کے لئے فارغ ہے۔ مخلوق کو پہچان کر ان سے بغض رکھے۔ اور خدا کو جان کر اس سے محبت کرے اس کا طالب اور خدمتگزار بنا ہے مخلوق اس کے پیچھے پھرے اور وہ ان سے بھاگ کر غیر مخلوق کا طالب رہے۔ ان سے پرہیز کرے اور غیر مخلوق کی طرف راغب رہے۔ مومن یقینی طور پر جانتا ہے کہ مخلوق کے قبضہ میں نہ نفع ہے نہ ضرر۔ نہ خیر اور نہ شر۔ ان میں سے کوئی بات مخلوق کے ہاتھوں ظاہر ہو تو وہ خدا ہی کی طرف سے ہوتی ہے نہ کہ مخلوق کیجانب سے۔ اسی لئے اسے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ مخلوق کا دور رہنا ان کے قرب سے بہتر ہے۔ مومن اصل کی طرف رجوع کرتا اور شاخ کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ شاخیں بہت ہیں اور جڑ ایک۔ اس لئے جڑ کو پکڑ لیتا ہے۔ وہ اپنے آئینہ فکر میں دیکھ کر جان لیتا ہے کہ ایک دروازہ ہی

پر بیٹھ جاتا اور اسی کو مضبوط پکڑ لیتا ہے یقین رکھنے والا اور خالص مومن عقلمند ہوتا ہے۔ اسے خلاصہ عقل عنایت کیا جاتا ہے۔ اسی لئے بھاگتا اور ان سے یکسو ہو جاتا ہے ٭

اکتیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے اٹھارہویں جمادی الاخری ۵۴۵ھ کو قدرے کلام کے بعد شام کیوقت مدرسہ میں فرمایا۔

خدا کے لئے غصہ کیا جائے تو اچھا ہے۔ اور غیر کے لئے ہو تو برا۔ مومن خدا کے لئے تیز ہوا کرتا ہے نہ کہ اپنے نفس کے لئے۔ دین الٰہی کی مدد کیواسطے غضبناک رہتا ہے۔ نہ کہ اپنے نفس کی مدد کیواسطے وہ خدا کی حدیں ٹوٹنے کے وقت ایسا خفا ہوتا ہے جیسا شکار چھٹنے کے وقت چیتا۔ اسی لئے خدا اس کے غضب سے غضبناک اور اس کی رضامندی سے رضامند ہے۔ ظاہر میں خدا کے اور باطن میں اپنے نفس کے لئے خفا نہ ہو ورنہ منافق اور اس کا مشابہ ہو جائیگا۔ کیونکہ جو شے خدا کے لئے ہوتی ہے پوری ہو جاتی ہے باقی رہتی ہے۔ بڑھ جاتی ہے۔ اور جو غیر کیلئے ہوتی ہے بدل جاتی ہے۔ جاتی رہتی ہے۔ جب تو کوئی کام کرے۔ تو اس سے اپنے نفس خواہش اور شیطان کو دور رکھ۔ اور صرف خدا کے واسطے اور اس کا حکم بجالانے کے لئے کر۔ کوئی کام اسی وقت کر جبکہ خدا کی طرف سے تجھے حکم ملجائے۔ یہ حکم یا تو از روئے شرع ہوتا یا حسب شرح تیرے دل میں الہام الٰہی ہو۔ اپنی ذات اور مخلوق اور دنیا [illegible] زہد اختیار کر۔ وہ تجھ کو مخلوق سے راحت دیگا۔ خدا سے انس اور اس کے قرب سے راحت حاصل کرنے میں راغب ہو۔ [illegible] ہی ہے جو اس سے ہو اور نفس وہوا اور وجود کی کدورتوں سے پاک ہونے کے بعد راحت اسی کا نام ہے جو اس کیساتھ ہو۔ اہل اللہ کے ساتھ رہ ان کی تائید سے قوت اور ان کی بینائی سے روشنی حاصل کر تیری ذات پر اسی طرح فخر کیا جائیگا جس طرح ان کی ذات پر کیا جاتا ہے۔ بادشاہ تمام غلاموں میں تجھ پر فخر کریگا۔ ماسوائے سے دل کو پاک کر لے۔ تو اس سے مخلوق کے اسوا یعنی خدا کو دیکھ لیگا۔ اور اسے دیکھ کر مخلوق میں اسکے افعال کو معلوم کر لیگا۔ جس طرح یہ جائز نہیں کہ تو ظاہری نجاست کے ساتھ بادشاہوں کے پاس جائے۔ اسی طرح یہ بھی درست نہیں کہ باطنی نجاست لیکر شہنشاہ حقیقی کے دربار میں جا حاضر ہو۔ تو تلچھٹ کا بھرا مشکا ہے کسی کام کا نہیں۔ تجھ میں جو کچھ ہے اسے الٹ کر پاک ہو جا۔ اسکے بعد بادشاہ کے پاس جانا چاہیئے۔ تیرے دل میں گناہ مخلوق کی طرف سے خوف و امید اور حب دنیا و ما فیہا موجود ہے۔ اور یہ سب دل کی نجاست ہے جبتک تیرا نفس نہ مرے اور تو اپنے صدق کے جنازہ پر نہ اٹھایا جائے کلام نہ کر۔ اس وقت تیری مخلوق کی جانب متوجہ ہونے کی پرواہ نہ کی جائے گی۔ البتہ جب تک تیرے نزدیک مخلوق کی کچھ وقعت ہے۔ اور تو ان کو دیکھتا ہے تو بوسہ دینے کے لئے ان کی طرف اپنا ہاتھ نہ پھیلا۔ جب تک قرب الٰہی کا رعب تیرے پاس نہ ہو کلام نہ کر۔ اسوقت تو تمام مخلوق اور ان کے ہاتھ چومنے اور دینے نہ دینے اور تعریف و مذمت سے روگردان ہو جائیگا۔ جب تو یہ درست ہوتی ہے۔ تو ایمان بھی درست ہوتا اور بڑھ جاتا ہے۔ اہل سنت کے نزدیک ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔ طاعت سے زیادہ اور گناہ سے کم ہو جاتا ہے یہ بات صرف عوام کے حق میں ہے اور خواص کا یہ حال ہے کہ ان کا ایمان مخلوق سے دلی قطع تعلق کے باعث بڑھتا اور ان کو دل میں جگہ دینے کے سبب گھٹ جاتا ہے۔ خدا کی طرف قرار پکڑنے سے زیادہ ہوتا ہے اور غیر کی جانب سکون حاصل کرنے سے کم ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے خدا پر متوکل ہیں۔ اسی سے ڈرتے ہیں اور ماسوی کی طرف سہارا پکڑتے ہیں۔ اسی سے ڈرتے

اور اسی کی جانب رجوع کرتے ہیں۔ اس کو واحد جانتے اور اسی پر اعتماد کرتے ہیں۔ شرک نہیں کرتے۔ اور اس پر آزمائے جاتے ہیں ان کی توحید اُن کے دلوں میں ہے۔ اور مخلوق کی عداوت ظاہر ہے۔ جب اُن سے جہل کی جاتی ہے تو وہ جہل نہیں اللہ تعالیٰ ان کے حق میں فرماتا ہے کہ جب جاہل اُن سے خطاب کرتے ہیں تو وہ سلام کرکے الگ ہو جاتے ہیں۔ جاہل کے جہل اور اس کی طبیعت و نفس اور خواہش کو جوش دلانے سے خاموشی اور حلم اختیار کرے۔ ہاں جب وہ خدا کا گناہ کریں تو خاموش نہ ہو۔ کیونکہ یہ حرام ہے۔ اس وقت کلام کرنا عبادت اور ترک کلام گناہ ہے۔ جب تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قادر ہو تو کوتاہی نہ کر۔ کیونکہ یہ خیر کا دروازہ ہے۔ جو تیرے روبرو کھلا ہوا ہے۔ اس میں داخل ہونے کے لئے جلدی کر۔ عیسیٰ علیہ السلام جنگل کی گھاس کھایا کرتے اور تالاب کا پانی پیا کرتے تھے غاروں اور جنگلی مقاموں میں رہتے تھے۔ سوتے وقت پتھر یا کہنی کا تکیہ لگایا کرتے تھے۔ مؤمن اسی طرح کرتا اور اسی طریقہ پر رہتا۔ خدا سے ملنے کا ارادہ رکھا کرتا ہے۔ پس اگر اس کے لئے دنیوی حصے ہیں تو اس کے پاس آتے ہیں۔ اور وہ حسب ظاہر ان سے فائدہ لیتا ہے اور پہلے طریقہ پر جو متغیر نہیں ہوا اپنا نفس اور دل خدا سے لگا کر دنیا کو حاصل کرتا ہے کیونکہ زہد جب دل میں بیٹھ جاتا ہے تو دنیا اور اقسام دنیا ے متغیر نہیں کر سکتے۔ ہر مومن دنیا و اہل دنیا اور اس کے شہوات و لذات کو دوست رکھا کرتا ہے تو اس سے ایک لحظہ صبر نہیں کر سکتا۔ رات دن اس میں مشغول رہتا ہے۔ عبادت۔ ادائے فرائض اور [illegible] بقدر یا اطاعت ہرگز نہیں کر سکتا۔ بعدہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے ذاتی عیب دکھا دیتا ہے اور وہ توبہ کر لیتا ہے۔ اور ایام گذشتہ کی تقصیرات پر نادم ہوتا ہے۔ خدا کتاب و سنت اور مشائخ کے ذریعہ سے اُسے دنیا کے عیب معلوم کرا دیتا ہے۔ اور اس میں زہد آجاتا ہے۔ اس وقت ایک عیب پر نظر ڈالنے سے دیگر عیوب معلوم ہو جاتے ہیں۔ اور وہ جان لیتا ہے کہ دنیا فانی اور عنقریب گذر نیوالی ہے اس کی نعمتیں زوال پذیر اور حسن متغیر ہونیوالا ہے۔ اس کے اخلاق بُرے۔ ہاتھ فتح کرنیوالا۔ اور کلام مجرب زہر اور دست لانیوالا ہے اس کا کوئی اعتبار اور چڑھ اور عہد نہیں ہے۔ دنیا کا قیام پانی کی دیوار ہے۔ مؤمن اس کو دلی اطمینان اور گھر بنانے کے لئے نہیں لیتا۔ پھر ایک اور درجہ حاصل کرتا ہے۔ اور اس کی مضبوطی قوی ہو جاتی ہے یعنی خدا کو پہچان لیتا ہے۔ اس وقت وہ دلی اطمینان اور گھر بنانے کے لئے آخرت کو بھی نہیں مانتا۔ بلکہ دنیا و آخرت میں خدا کے قرب کو اپنے لئے باعث اطمینان خیال کرتا ہے اپنے سر و قلب کے لئے وہیں گھر بنا لیتا ہے۔ اسوقت اسے عمارت دنیا ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ خواہ ہزار گھر بنالے کیونکہ وہ غیر کے لئے بناتا ہے۔ نہ کہ اپنے لئے اور اس میں خدا کا حکم بجا لانا اور قضا و قدر کی موافقت کرتا ہے۔ وہ مخلوق کی خدمت کے لئے عمارت بناتا ہے۔ بحث کرنے اور کھانا پکانے میں روشنی کو اندھیرے سے ملاتا ہے اور اس میں سے ذرہ برابر نہیں کھاتا۔ اس کا حصہ کا ایک خاص کھانا ہے جس میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ اپنے کھانے کے وقت افطار کرتا ہے اور غیر کے کھانے کے وقت روزہ دار۔ یا بھوکا رہتا ہے۔ زاہد کھانے پینے سے روزہ رکھتا ہے اور عارف غیر معروف سے اس لئے عارف بمنزلہ مریض ہے جو طبیب کے سوا اور کسی کے ہاتھ سے نہیں کھاتا۔ بعد اُس کی بیماری اور قرب اس کی دوا ہے۔ زاہد کا روزہ فقط دن میں ہوتا ہے اور عارف کا ہر وقت۔ خدا سے ملنے کے وقت اس کا روزہ نہیں کھلتا۔ عارف بارہ مہینہ کا روزہ دار اور ہمیشہ کا بیمار ہے یعنی اپنے دل سے روزہ دار ہے۔ اور سر سے بیمار اور اسے معلوم ہے کہ خدا کی ملاقات اور قرب اس

کی صحت ہے۔ اے لڑکے اگر نجات چاہتا ہے تو مخلوق کو دل سے نکال ڈال اُن سے امید و بیم نہ رکھ۔ اور محبت نہ کر۔ ان کے پاس نہ جا۔ اُن سے بھاگ اور الگ ہو۔ اور یہ سمجھ کہ وہ مردار ہیں۔ جب یہ رتبہ حاصل ہو جائیگا تو ذکر الٰہی کے وقت اطمینان اور ذکر غیر کے وقت نفرت حاصل ہوگی ❋

بتیسویں مجلس

شیخ رضی عنہ نے گیارھویں جمادی الاخری ۵۴۵ھ کو جمعہ کے دن مدرسہ میں قدرے کلام کے بعد فرمایا

امر الٰہی بجا لا۔ اور منہیات سے بچ۔ آفات پر صبر کر۔ اور نوافل سے اس کا تقرب ڈھونڈھ۔ اسوقت تیرا نام بیدار۔ اور شیخ اجتہاد و ترک معاصی (جو تکلیف کے ساتھ ہے) توفیق الٰہی کا طالب رکھا جائیگا۔ حضوری عمل کا دروازہ ہے اور وہ تجھ سے عمل کرانیوالا۔ اس سے مانگ اور اس کے آگے ذلیل رہ۔ تاکہ تیرے لئے اسباب اطاعت مہیا کرے۔ وہ جب کوئی کام لینا چاہیگا۔ تجھے اس کے لئے تیار کر دیگا۔ تجھکو تیرے مقام سے جلدی کرنے کا حکم دیگا۔ اور توفیق کو اسکے مقام سے تیری جانب متوجہ فرمائیگا۔ حکم ظاہری اور توفیق باطن۔ گناہوں سے رکنا ظاہری ہے اور ان سے پرہیز کرنا باطن۔ تو اس کی توفیق سے مضبوط ہوتا اس کے بچاؤ اور عصمت سے گناہ چھوڑتا اور اس کی [illegible] سے صبر کرتا ہے۔ میرے پاس عقل و ثبات نیت و عزیمت۔ اور دفع تہمت و حسن ظن کیساتھ آؤ۔ میرا قول تمکو نفع دیگا۔ اور تم اس کا مطلب سمجھ لوگے۔ اے مجھ پر تہمت لگانیوالے تجکو کل میرا حال معلوم ہو جائیگا۔ میں جس شغل میں ہوں اس کی بابت مجھ سے مزاحمت نہ کر۔ تیرا دل مقہور اور مغلوب ہے۔ دنیا کے بوجھ میرے سر پر ہیں اور آخرت کے میرے دل پر اور حق کے میرے باطن پر۔ کوئی ہے جو میرا مددگار ہے کوئی ہے جو اچھی طرح میری طرف بڑھے اور اپنے سر کو خطرے میں ڈالے۔ خدا کا شکر ہے کہ میں حق کے سوا اور کسی کی مدد کا محتاج نہیں ہوں۔ اگر عقل سیکھو اور اہل اللہ کا اچھی طرح ادب کرو۔ کیونکہ وہ اکثر قبیلوں سے منتخب کئے گئے ہیں۔ شہروں اور مخلوقات سے نکالے گئے ہیں انہیں کے باعث زمین کی حفاظت ہوتی ہے۔ ورنہ اے منافقو اے خدا و رسول کے دشمنو اے دوزخ کی چھیٹیو تمہارے ریا اور نفاق شرک سے کس چیز کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ الٰہی مجھ پر اور ان پر رحمت نازل کر۔ الٰہی اور ان کو بیدار کر دے اور ہم سب پر رحم فرما۔ ہمارے دلوں اور اعضا کو اپنے لئے فارغ کر دے۔ اور اگر یہ نہ ہو تو اعضاء کو امور دنیوی میں اہل و عیال کے لئے اور نفس کو آخرت کے لئے اور قلب و سر کو اپنے لئے مخصوص کرے۔ آمین اے لڑکے تجھ سے کوئی عمل نہیں ہوتا۔ حالانکہ تجھ کو اس کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ تجھ سے کوئی نیکی نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ تیرے لئے مقصودی نہایت ضروری امر ہے۔ عمل کے دروازہ پر ثابت قدم رہ۔ تاکہ وہ تجھ سے تعمیر کا کام لے سکے تیری اور توفیق الٰہی کی یہ مثال ہے کہ تو مزدور اور توفیق کام لینے والا افسر اور اللہ تعالیٰ صاحب عمل ہے اس نے تجھکو طاعات کی طرف دوڑنے کا حکم دیا ہے اور اسی کا نام توفیق ہے۔ افسوس تو نے اپنے نفس کو مخلوق کیجانب سے خوف و رجا کا مقید بنا رکھا ہے۔ اُس کے پاؤں سے یہ بیڑی نکال ڈال۔ تاکہ وہ اپنے خدا کی اطاعت میں کھڑا ہو جائے اور اس کے آگے مطمئن رہے۔ دنیا اور خواہشات اور عورتوں اور دنیا کے تمام سامانوں سے نفس کو الگ رکھ۔ اگر ان میں تیرا ازلی حصہ ہے۔ تو بلا امر و طلب تجھے ملیگا۔ اور خدا

کے یہاں تیرا نام زاہدوں میں لکھا جائیگا۔ وہ تجھے نظر کرامت سے دیکھیگا۔ اور قسمت کا لکھا ہرگز نہ ٹلیگا۔ تو جبتک اپنی قوت و طاقت اور حاصلات پر بھروسہ رکھیگا۔ خزانہ غیب سے کچھ نہ ملے گا۔ بعض علما کا قول ہے کہ جب تک جیب میں کچھ باقی ہے غیب سے کچھ نہ آئیگا۔ الٰہی ہم اسباب پر توکل کرتے اور ہوا و ہوس و عادات پر قائم رہنے سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ ہر حال میں برائی سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ الٰہی ہمیں دنیا و آخرت میں نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

تینتیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے تیرہویں جمادی الاخری ۵۴۵ھ کو اتوار کے دن صبح کے وقت رباط میں فرمایا

جس نے خدا کے محب کو دیکھا اس نے سب کچھ دیکھ لیا۔ جس نے خدا کو دل سے معلوم کیا وہ گویا باطن سے اس کے پاس چلا گیا۔ ہمارا پروردگار ایسی موجود چیز ہے جو نظر آسکتی ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے کہ تم چاند سورج کی طرح اپنے خدا کو دیکھو لوگے اسکے دیدار سے کوئی شے مانع نہ ہوگی وہ آج دل کی آنکھوں سے نظر آتا ہے۔ کل ان ظاہری آنکھوں سے دکھائی دیگا وہ بے مانند دیکھنے اور سننے والا ہے اس کے دوست اسی سے رضامند ہیں غیر سے نہیں۔ اس کے سوا اور کسی سے مدد نہیں چاہتے۔ فقر کی تلخی ان کے نزدیک شیرینی ہے۔ دنیا کا فقر اور اس سے رضامندی و تنعم ان کے پاس موجود ہے انکو فقر میں تونگری۔ بیماریوں میں نعمتیں۔ وحشت میں انس۔ دوری میں قرب۔ رنج میں راحت حاصل ہے۔ اے صبر کرنیوالو۔ رضامند رہنے والو۔ اپنے نفس اور خواہشوں کی جانب سے فنا ہو جانے والو تمہیں مبارکباد۔ اے قوم اس سے موافقت کرو اپنے اور غیر کے متعلق اسکے افعال سے رضامند رہو۔ جو تم سے زیادہ عقلمند ہو اسے سکھانا سمجھانا نہ چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا سب کچھ جانتا ہے تم کچھ نہیں جانتے۔ عقل اور علم کی دولت سے مفلس ہو کر اسکے آگے جا کھڑے ہو تاکہ تمکو اس کا علم حاصل ہو۔ حیرت زدہ رہو۔ خود پسند نہ بنو۔ اس کی معرفت میں مقام حیرت حاصل کرو۔ تاکہ علم الٰہی حاصل ہو۔ اول حیرت ہے۔ پھر علم۔ پھر معلومات تک رسائی۔ اول قصد ہے۔ پھر حصول مقصود۔ اول ارادہ ہے۔ پھر حصول مراد۔ سنو اور عمل کرو میں تمہاری رسیوں میں بل دیتا ہوں یعنی نرمی کو شامل کرتا ہوں اور ٹوٹی رسی کو جوڑتا ہوں۔ مجھے صرف تمہارا ہی رنج و غم ہے۔ میں ایسا پرند ہوں کہ جہاں کہیں گر پڑوں گا پکڑا جاؤں گا۔ اے چھینکے ہوئے پتھر اپاہجو۔ بوجھل لوگو نفس کے قیدیو۔ خواہشات کے گرفتارو۔ میں تمہاری حالت میں متفکر ہوں۔ اے خدا مجھپر اور انپر رحم فرما

چونتیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے قدرے کلام کے بعد فرمایا

سخاوت اور مخلوق کی راحت رسانی اہل اللہ کا مشغلہ ہے۔ وہ لٹیرے اور سخی ہیں۔ خدا کے فضل و رحمت لوٹ کر تنگدست فقیروں اور مسکینوں کو دیتے ہیں۔ نادار مفلس لوگوں کا قرض ادا کرتے ہیں۔ وہ بادشاہ ہیں مگر دنیوی بادشاہوں کی طرح نہیں جو صرف لوٹ پر کمر بستہ ہیں اور خیرات کچھ نہیں کرتے۔ اہل اللہ موجودہ اشیاء کو خیرات کر دیتے ہیں اور ناموجود کیلئے منتظر رہتے ہیں۔ وہ خدا کے ہات سے لیتے ہیں مخلوق کے ہات سے نہیں لیتے۔ انکے ہاتھوں کی کمائی مخلوق کیلئے ہے۔ اور دل کی کمائی اپنی ذات کے لئے۔ وہ خدا کے لئے صرف کرتے ہیں۔ خواہش اغراض نفسانی اور اپنی تعریف کے لئے نہیں دیتے۔ خدا اور مخلوق پر تکبر کرنا

چھوڑ دے کیونکہ یہ ان سرکشوں کی صفت ہے جنکو خدا اوندھے منہ دوزخ میں ڈالیگا۔ جب تو نے خدا کا غضب مول لے لیا۔ تو گویا اسپر تکبر کیا۔ اذان سنکر نہ اٹھنا اور کسی مخلوق پر ظلم کرنا تکبر میں داخل ہے۔ توبہ کر۔ اور اس سے پہلے کہ خدا تجکو نمرود وغیرہ متکبر بادشاہوں کی طرح کسی ذلیل چیز سے ہلاک کرے خالص دل سے توبہ کر۔ خدا نے ان کو عزت کے بعد ذلت غنا کے بعد فقر نعمت کے بعد عذاب اور زندگی کے بعد موت دی۔ ان لوگوں میں داخل ہو جا جو ظاہر و باطن شرک سے پرہیز کرتے ہیں۔ بتوں کی عبادت ظاہری شرک ہے۔ اور مخلوق پر بھروسہ رکھنا یا نفع و نقصان میں انہیں دیکھنا باطنی بت پرستی میں داخل ہے بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ دنیا ان کے پاس ہے مگر اسے محبوب نہیں رکھتے وہ دنیا کے مالک ہیں۔ دنیا ان کی مالک نہیں دنیا ان کو چاہتی ہے۔ لیکن وہ نہیں چاہتے۔ دنیا ان کے پیچھے دوڑتی ہے۔ مگر وہ نہیں دوڑتے۔ وہ خود دنیا سے خدمت لیتے ہیں۔ دنیا ان سے خدمت نہیں لیتی وہ دنیا کو چھوڑتے ہیں دنیا انہیں نہیں چھوڑتی۔ خدا نے انکے دلوں کو ایسی صلاحیت دی ہے کہ دنیا انہیں بگاڑ نہیں سکتی۔ اسی لئے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ نیک آدمی کے لئے اچھا مال نہایت اچھی چیز ہے۔ دوسری حدیث ہے دنیا اسی کے لئے بہتر ہے جو ہر طرف خدا کے لئے دیتا ہے یعنی دونوں ہاتھوں سے نیکیوں میں صرف کرے دنیا کو مخلوق کی مصلحتوں کے لئے ہاتھ میں لو۔ مگر دل سے نکال ڈالو۔ تمہیں اس کی نعمت و زینت دھوکا نہ دیگی اور کسی طرح کا ضرر نہ پہنچائیگی۔ تم عنقریب چل بسوگے اور تمہارے بعد دنیا جاتی رہیگی اے لڑکے اپنی رائے پر چل کر مجھ سے بے پرواہ نہ ہو۔ ورنہ گمراہ ہو جائیگا۔ جو شخص اپنی رائے پر رہتا ہے وہ گمراہ اور ذلیل ہوتا ہے۔ لغزش کھاتا ہے۔ تو اپنی رائے پر مستغنی ہو کر ہدایت و حمایت سے محروم ہو جائیگا۔ کیونکہ تو ہدایت اور اس کے اسباب کا طالب ہی نہیں بنتا۔ تیرا دعویٰ ہے کہ میں علماء ربانی کے علم سے بے پرواہ ہوں۔ کیونکہ تو خود مدعی علم ہے لیکن یہ تو بتا کہ عمل کہاں گیا۔ اس دعویٰ کا اثر اور مصداق کہاں ہے۔ علم کے متعلق تیری دعویٰ کی صحت عمل۔ اخلاص۔ بلاؤں پر صبر کرنا ترک جزع اور ترک شکایت سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ تو اندھا ہی اور بینائی کا دعویٰ کرتا ہے تو بیمار عقل ہے اور بہتر فہم کا مدعی بنتا ہے۔ اپنے جھوٹے دعویٰ سے خدا کے آگے توبہ کر اور خدا کے سوائے سب کو چھوڑ دے۔ کل مخلوق سے منہ پھیر کر خالق کل کو ڈھونڈھ۔ کوئی نقصان اٹھائے یا نفع۔ ہلاک ہو۔ یا مالک بنے تجھے کیا۔ تو خاص طور پر اپنے نفس کی اصلاح کر تاکہ وہ مطمئن ہو جائے اور اپنے خدا کو پہچان لے۔ پھر غیر کی طرف متوجہ ہو۔ تو مقصود کے رستہ پر چل دنیا اور آخرت میں اس کی محبت کا طالب بن۔ تقویٰ اور ماسوائی سے یکسوئی اختیار کر۔ ہمیشہ کے لئے مٹ جا اور بجز اوامر و نواہی کے کسی بات میں اپنے آپ کو موجود نہ سمجھ۔ کیونکہ خدا نے تجھ کو ان کی بجا آوری کے لئے موجود کیا ہے۔ اے مردو۔ عورتو۔ تم میں جس کسی کے پاس ایک ذرہ اخلاص۔ ایک ذرہ تقویٰ۔ ایک ذرہ صبر و شکر ہے وہ نجات پائیگا۔ مگر میں تم کو مفلس دیکھتا ہوں۔

پینتیسویں مجلس

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے متکبرو تم پر افسوس۔ تمہاری عبادتیں زمین پر نہیں جاتیں۔ بلکہ آسمان پر پہنچتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پاک کلمے اور نیک عمل اسی کی طرف جاتے ہیں۔ ہمارا پروردگار عرش پر غالب اور ملک پر حاوی ہے۔ اس کا علم تمام اشیاء کو احاطہ کئے ہوئے ہے قرآن مجید میں اس مطلب کے متعلق سات آیتیں ہیں۔ میں تیری جہل

اور رعونت کے باعث انہیں مٹا نہیں سکتا۔ تو مجھکو اپنی تلوار سے ڈراتا ہے مگر میں نہیں ڈرتا۔ اپنے مال کیطرف رغبت دلاتا ہے مگر میں راغب نہیں ہوتا۔ میں خدا کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور بجز اس کے کسی سے امید نہیں رکھتا۔ اور میں خدا اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا۔ اور بجز اس کے کسی کے لئے عمل نہیں کرتا۔ میرا رزق اس کے قبضہ میں ہے اور سب کچھ اسی کا ہے۔ غلام اور جو کچھ اس کے پاس ہے آقا کا ہے۔ روایت ہے کہ شیخ رضہ کے ہاتھ پر پانچسو آدمی مسلمان ہوئے اور بیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے توبہ کی۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات میں سے ہے۔ اللہ تو عالم الغیب ہے وہ اپنی چھپی باتوں پر بجز اس رسول کے جسے خود پسند کرے اور کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ اس کا قرب حاصل کر تاکہ تو اسے اور جو اسکے پاس ہے سب کو دیکھ سکے۔ اپنے اہل اور مال۔ اور شہر اور جورو اور اولاد سب کو چھوڑ دے۔ ان سب کو اپنے دل سے نکال کر اس کے دروازہ کی طرف چل۔ اور اس کے دروازہ پر پہنچکر اس کے غلاموں اور سلطنت و ملک کی طرف مشغول نہ ہو۔ وہ اگر تیرے سامنے طبق لائیں تو ہرگز نہ کھا۔ تجھ کو کسی حجرے میں ٹھہرائیں تو نہ ٹھہر۔ تیرا نکاح کریں تو قبول نہ کر جب تک تو اپنے انہی کپڑوں اور تعب اور غبار سفر اور پریشان بالوں کے ساتھ خدا سے ملاقات نہ کرلے کوئی شے قبول نہ کر۔ خدا خود تیرے حال کو متغیر کر دیگا۔ تجھے کھلائیگا پلائیگا۔ تیری وحشت کا مونس ہوگا۔ تجھے کشائش دیگا۔ تعب کو راحت عطا فرمائیگا۔ خوف کو امن دیگا۔ اس کا قرب تیرے لئے غنا اور اس کا دیدار تیرا کھانا پینا اور لباس ہو جائیگا۔ مخلوق سے دوستی رکھنے کے کیا معنے ہیں۔ ان سے خوف و رجا رکھنا۔ انکی طرف سکون۔ اور انپر بھروسا کرنا۔ مخلوق سے دوستی رکھنے کا یہ مطلب ہے

چھتیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے دوسری رجب ۵۴۵ھ میں منگل کی شام کو قدرے کلام کیے بعد مدرسہ میں فرمایا

دنیا ایک بازار ہے جو گھڑی بھر کے بعد بالکل خالی ہو جائیگا۔ رات کو تمام بازار والے چلدینگے۔ اس بات کی کوشش کرو کہ اس بازار میں اسی چیز کی خرید و فروخت ہو جو تم کو نفع دے۔ کیونکہ پرکھنے والا بینا ہے۔ اس بازار میں توحید الٰہی اور اخلاص عمل ہی کا رواج ہے۔ افسوس تمہارے پاس یہ پونجی بہت کم ہے اے لڑکے عقل سے کام لے۔ جلدی نہ کر جلد بازی کے سبب تیرے ہاتھ کچھ نہ لگیگا مغرب کا وقت صبح کے وقت کے ساتھ اکٹھا نہیں ہو سکتا۔ صبر کر اور کسی کام میں مشغول رہ۔ تاکہ مغرب کا وقت آجائے اور تجھے اپنی مراد حاصل ہو۔ عاقل بن اور خدا کے سامنے مؤدب ہو۔ مخلوق پر ظلم نہ کر۔ اور وہ چیز نہ مانگ جو ان کے پاس نہ ہو۔ جبتک وکیل کے نام پروانہ نہ آجائے کلام نہ کر۔ اسوقت تجھے بہت کچھ عطا کیا جائیگا۔ البتہ پروانہ بھیجے گا۔ اور دلوں میں الہام ڈالے گا۔ عقل سے کام لے۔ عقل کے یہی معنی ہیں۔ خدا کے روبرو اپنی جگہ ثابت قدم رہ۔ کیونکہ رزق مقسوم اسی کے پاس اور اسی کے ہاتھ میں ہے۔ افسوس تو کیا منہ لے کر کل خدا سے ملاقات کریگا۔ کیونکہ تو دنیا میں اس سے نزاع رکھتا ہے۔ اس سے روگردان ہے مخلوق کی طرف متوجہ اور خدا کے ساتھ شرک کرتا ہے اپنی حاجتیں مخلوق کے پاس لیجاتا اور مہمات میں انپر بھروسا کرتا ہے مخلوق کی طرف حاجت لیجانا اکثر سائلین کیلئے باعث عقوبت ہے۔ کیونکہ وہ اپنے گناہوں کے باعث سوال کرنے نکلے ہیں۔ جن کے حق میں سوال بلا کراہت جائز ہو وہ بہت کم ہیں

جب تو سوال کریگا۔ تو گرفتار عقوبت ہوگا۔ اور تیرے لیے عطا سے محروم رکھا جائیگا اے لڑکے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تو حالت ناتوانی میں کسی سے کچھ نہ مانگے اور تیرے لئے کچھ نہ ہو۔ نہ کسیکو پہچانے نہ پہچانا جائے۔ نہ دیکھے نہ دیکھا جائے۔ اگر تو اس پر قادر ہو کہ لوگوں کو دے اور کسی سے کچھ نہ لے تو اسپر عمل کر۔ خدمت کر کے عوض خدمت نہ مانگ اہل اللہ خدا کے لئے عمل کرتے اور اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں ان کو اپنے عجائبات دکھاتا ہے اپنے لطف و محبت کا نظارہ کراتا ہے اے لڑکے۔ تیرے پاس جب اسلام نہیں تو ایمان نہیں اور جب ایمان نہیں تو ایقان کیسا۔ پھر جب ایقان نہیں۔ تو نہ معرفت الٰہی ہے اور نہ اس کا علم۔ یہ معرفت کے درجے اور طبقے ہیں۔ جب تیرا اسلام درست ہو گیا۔ تو خدا کی فرمانبرداری صحیح ٹھیری۔ ہر حال میں حد شرع حفاظت اور اس کے لزوم کے ساتھ خدا کا فرمانبردار رہ۔ اپنے غیر کے حقوق کی نسبت خدا کا مطیع بنجا۔ اسکے اور تمام مخلوق کے ساتھ ادب سے پیش آ۔ نہ اپنی جان پر ظلم کر نہ غیر پر کیونکہ ظلم دنیا و دین میں اندھیروں کا باعث ہوگا۔ ظلم دل اور منہ اور نامہ اعمال کو سیاہ کر دیتا ہے۔ نہ خود ظلم کر اور نہ ظالم کا مددگار بن۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قیامت کے دن ایک منادی ندا کریگا۔ کہ ظالم اور ان کے مددگار۔ اور ان کے لئے قلم دوات درست کرنیوالے کہاں ہیں۔ ان سب کو جمع کر کے آگ کے صندوق میں بند کر دو۔ مخلوق سے بھاگ۔ اور ظالم و مظلوم بننے کی کوشش کر اور اگر تجھ سے ہو سکے تو مظلوم بن۔ ظالم نہ بن۔ مقہور بن قاہر نہ بن۔ خدا کی مدد مظلوم کے لئے ہے خاص کر جب مخلوق میں اس کا کوئی مددگار نہ ہو۔ پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جب کسی ایسے شخص پر ظلم کیا جاتا ہے جس کا کوئی مددگار نہ ہو تو اللہ تعالیٰ فرمایا کرتا ہے کہ میں ضرور تیری مدد کرونگا۔ اگرچہ چند مدت کے بعد سہی۔ صبر نصرت۔ رفعت اور عزت کا سبب ہے۔ الٰہی ہم تجھ سے تیرے ساتھ صبر کرنا اور تقویٰ اور کفایت اور ہر چیز سے فراغ اور تیرے ساتھ مشغول ہونے اور اپنے اور تیرے مابین حجاب اٹھ جانے کی درخواست کرتے ہیں۔ اپنے اور اس کے مابین واسطوں کو اٹھا دو۔ کیونکہ تمہارا وسائط کے ساتھ ٹھیر جانا۔ بیفائدہ کی ہوس ہے۔ ملک۔ حکومت غنا اور عزت خدا ہی کے لئے ہے۔ اے منافق تو کب تک ریا و نفاق کو کام میں لائیگا۔ تو جس کے لئے اظہار نفاق کر رہا ہے۔ اس سے تجھے کیا حاصل ہوگا۔ افسوس تو اس سے ہرگز نہیں شرماتا۔ اور اس کی ملاقات جو عنقریب ہونیوالی ہے۔ ایمان نہیں لاتا۔ تو ظاہر میں خدا کے لئے عمل کرتا ہے مگر اس کا باطن غیر کے لئے ہوتا ہے۔ تو اسے فریب دیتا ہے اور باوجود اس کے علم کے اس کا امتحان لیتا ہے۔ چل اپنے کام کا تدارک کر اور اپنی نیت درست کر۔ اس بات کی کوشش کر کہ بلا نیک نیتی کے جو خالص خدا کے واسطے ہو تو ایک لقمہ نہ کھا سکے اور ایک قدم نہ چل سکے اور کوئی کام نہ کر سکے۔ جب یہ بات حاصل ہو جائیگی۔ تو تیرے سب کام خدا ہی کے لئے ہونگے۔ اور تیری کلفت جاتی رہیگی۔ مرتبہ عبودیت درست ہونے کے بعد یہ نیت بندہ کے لئے طبعی ہو جاتی ہے۔ تکلف کرنا نہیں پڑتا۔ کیونکہ خدا اس کا دوست بنجاتا ہے۔ اور دوست بنکر اسے غنی اور مخلوق سے محجوب کر دیتا ہے۔ وہ خلقت کا محتاج نہیں رہتا۔ تعب اسوقت تک ہے جبتک کہ تو مرید۔ قاصد اور سالک ہے پھر جب واصل ہو گیا اور مسافت سفر طے ہوئی تو تو بیت قرب الٰہی میں جا پہنچا۔ اور تکلف جاتا رہا۔ اسکی محبت دل میں ٹھہر گئی اور روز بروز بڑھنے لگی۔ یہانتک کہ قلب کے تمام اطراف کو گھیر لیا۔ دل اول چھوٹا تھا پھر بڑھ گیا اور بڑھ کر اللہ کی محبت سے لبریز ہو گیا۔ اب غیر کے جانے کا کوئی رستہ اور اس کے رہنے کا دل میں کوئی گوشہ نہ رہا۔ اگر تو اس مرتبہ پہ

پہنچنا چاہتا ہے تو تو اسکے اوامر بجالا۔ اور منہیات سے باز رہ۔ اور خیر و شر غنا و فقر عزت و ذلت اور امور دنیا و آخرت کے متعلق کم و بیش اغراض میں تسلیم کا شیوہ اختیار کر۔ اسکے لئے عمل کرتا رہ اور ایک ذرّہ اجرت تو مانگ۔ اس سے تیرا مقصود کام کرانے والے کی رضامندی اور اس کا قرب ہو۔ اس کی رضا اور قرب دارین ہی تیری اجرت ہے۔ وہ دنیا میں تیرے دل سے قریب رہیگا اور آخرت میں جسم سے عمل کر اور ذرہ یا بدرہ کی طرف رغبت نہ کر۔ اپنے عمل کو نہ دیکھ۔ بلکہ یہ ہونا چاہئے۔ کہ تیرے اعضا عمل کرتے ہیں۔ اور دل کام لینے والے کے ساتھ متعلق ہو۔ جب یہ بات حاصل ہو جائیگی۔ تو دل کی آنکھیں پیدا ہونگی۔ معنی صورت بنجائیں گے۔ غائب حاضر ہو جائیگا۔ خبر کو معائنہ کا رتبہ حاصل ہوگا۔ بندہ جب خدا کے قابل ہو جاتا ہے تو ہر حال میں اسی کے ساتھ رہتا ہے۔ خدا اسکو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلتا رہتا ہے اور وہ سراسر معنوی بنجاتا ہے۔ مجسم ایمان و ایقان اور معرفت و قرب و مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ ایسا آدمی ذرہ بلا شب نور بلا ظلمت۔ صفا بلا کدورت قلب بلا نفس۔ سر بلا قلب۔ فنا بلا وجود غیبت بلا حضور بنجاتا ہے۔ مخلوق سے اور خود اپنی ذات سے غائب ہو جاتا ہے۔ خدا سے محبّت رکھنا ان سب کی بنیاد ہے۔ جب تک تجھ میں اور خدا میں ایسی محبّت نہ ہو۔ کلام نہ کر۔ مخلوق سے چند قدم آگے بڑھ جا۔ کیونکہ وہ ضرر و نفع کچھ نہیں پہنچا سکتی۔ تو نے اُسے آزما لیا ہے۔ اور نفس سے چند قدم آگے بڑھ جا۔ اسکی موافقت نہ کر۔ بلکہ خدا کی رضامندی کے لئے اس سے عداوت باندھ لے کیونکہ تو اس کا امتحان کر چکا ہے۔ مخلوق اور نفس دو دریا ہیں دو آگ ہیں دو ہلاک کرنیوالے جنگل ہیں ہمت کر اور اس مہلک مقام سے آگے بڑھ جا۔ تاکہ تو ملک الٰہی میں داخل ہو۔ اول مرض ہے اور ثانی دوا۔ اللہ تعالیٰ نے مرض اور دوا دونوں چیزیں پیدا کی ہیں ہر مرض کی دوا خدا کے قبضہ میں ہے۔ اسکے سوا اور کوئی اُسکا مالک نہیں۔ جب تو تنہائی پر صبر کرے گا۔ تو خدا کا انس حاصل کرے گا۔ اور جب فقیری پر صبر کرے گا تو تونگری مل جائے گی۔ مخلوق چھوڑ اور پھر خالق کی طرف رجوع کر۔ مخلوق اور خالق جمع نہیں ہوا کرتے۔ اسیطرح دنیا اور آخرت کا اجتماع نہیں ہوتا۔ رات اور دن سیاہی اور سفیدی اکٹھی نہیں ہوتی۔ ایسے اجتماع کا تصور صحیح نہیں۔ دل میں یا مخلوق ہے یا خالق دنیا ہے یا آخرت۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ظاہر میں مخلوق ہو اور باطن میں خالق۔ ہاتھ میں دنیا ہو اور دل میں آخرت۔ لیکن دونوں چیزیں دل میں جمع نہیں ہوتیں اپنے نفس کو دیکھ اور اس کے لئے ایک کو پسند کر لے۔ اگر دنیا مقصود ہے تو آخرت کو دل سے نکال دے۔ اور اگر آخرت مطلوب ہے تو دنیا کو الگ کر دے اور اگر مولیٰ کو چاہتا ہے تو دنیا و آخرت اور تمام ماسوی کو دل سے باہر کردے کیونکہ جب تک تیرے دل میں ماسوی کا ایک ذرہ رہیگا۔ اس کا قرب نصیب نہ ہوگا۔ اس کی محبت اور اس کی طرف سکون حاصل نہ ہو سکے گا۔ اور جب تک دنیا کا ایک ذرہ دل میں ہوگا۔ آخرت نظر نہ آئیگی۔ اور جب تک آخرت کا ایک ذرہ دل میں موجود رہیگا قرب حق نظر نہ آئیگا عقل سے کام لے اور با قدم صدق اس کے ذرہ پر نہ جا کیونکہ پرکھنے والا بینا ہے۔ تجھ پر افسوس کہ مخلوق سے پردہ کرتا ہے۔ خالق سے کیونکر پردہ کریگا۔ تو عنقریب مخلوق کے سامنے رسوا ہوگا۔ تیری جیب اور گھر سے مصنوعی درم نکلیں گے۔ اے شکستہ شیشہ کے چھوڑ دینے والے کل تیری شراب تیرے شیشہ میں ہوگی۔ تب حال کھلیگا۔ اے زہر کھانیوالے تیرے جسم میں عنقریب زہر کا اثر ظاہر ہوگا۔ حرام کا مال کھانا جسم دین کے لئے زہر ہے نعمتوں پر شکر نہ کرنا جسم دین کے لئے زہر ہے۔ اللہ تعالیٰ فقر اور مخلوق کے آگے سوال اور ان کے دلوں سے رحم اٹھا کر تجھے عنقریب عذاب دیگا۔ اور اے

علم پر عمل نہ کرنیوالے عنقریب تیرا علم تجھ کو بھلا دیگا۔ اور تیرے دل سے اس کی برکت جاتی رہیگی۔ اے جاہلو اگر تم خدا کو جانتے۔ تو اس کے عذابوں کو ضرور پہچان لیتے۔ اس سے اور تمام مخلوق سے ادب کیساتھ پیش آؤ۔ اور بیہودہ گوئی کم کرو۔ بعض صالحین کا قول ہے کہ میں نے ایک نوجوان کو بھیک مانگتے دیکھا اور یہ کہا کہ تم کوئی کام کیا کرتے تو اچھا تھا مجھے اس کی یہ سزا ملی کہ چھ مہینہ تک رات کا قیام نصیب نہ ہوا اے لڑکے فائدہ مند مشغلے بیفائدہ کاموں سے روک سکتے ہیں۔ نفس کو اپنے قلب سے نکال ڈال بہتری حاصل ہوگی۔ کیونکہ گہری تاریکی یہی ہے۔ اس کے نکل جانے سے صفائی حاصل ہو جائیگی۔ تو اُسے بدل دے وہ ضرور بدل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت آپ نہ بدلے۔ اے آدمی بن اے لوگو سنو۔ اے مکلفو سُن لو۔ اے الغو۔ اے عاقلو کلام الٰہی اور اس کے اخبار سنو۔ وہ سب سے زیادہ سچا ہے جو بات مکروہ ہو اُسے بدل ڈالو تاکہ تم کو محبوب شے حاصل ہو۔ رستہ فراخ ہے۔ اے اپاہجو تمہیں کیا ہو گیا۔ کھڑے ہو جاؤ۔ اور مضبوط تھامو عمل کرو۔ اور غافل نہ رہو۔ جبتک رسی تمہارے ہاتھ میں رہے۔ اس سے نیکیوں پر مدد لو۔ اپنے نفسوں پر غالب آجاؤ ورنہ وہ تم پر غالب آجائیں گے۔ نفس دنیا میں بری باتوں کا حکم کرنیوالے اور آخرت میں ملامت کرنیوالے ہیں۔ جو چیز تم کو دنیا میں خدا سے غافل کرے۔ اس سے اس طرح بھاگو جس طرح درندہ سے۔ اس سے معاملہ کرو جو اس سے معاملہ کرتا ہے نفع اٹھاتا ہے جو خدا کا دوست بنجاتا ہے۔ خدا اس سے محبت رکھتا ہے۔ جو خدا کا ارادہ رکھتا ہے خدا اس کا ارادہ رکھتا ہے۔ جو خدا سے قرب چاہتا ہے خدا اس سے قریب ہو جاتا ہے۔ میری بات سنو اور میرا قول مانو۔ میرے سوا روئے زمین پر کوئی ایسا آدمی نہیں ہے۔ جو میری طرح لوگوں سے کلام کرے۔ میں مخلوق کو اسی کے فائدہ کے لئے بلاتا ہوں۔ اپنے لئے نہیں اور مخلوق ہی کے لئے آخرت کا طالب ہوں میں جو کلمہ کہتا ہوں۔ اس سے میرا مقصود ذات حق ہے مجھے دنیا اور آخرت وغیرہ کا کوئی فکر نہیں۔ وہ میرے صدق کو جانتا ہے۔ اس لئے کہ غیب دان ہے۔ میرے پاس آؤ میں کسوٹی ہوں میں بھٹی اور دار الضرب کا مالک ہوں۔ اے منافق بیہودہ کیوں بکتا ہے۔ تیرا ہذیان کیوں۔ بیفائدہ ہے۔ انانیت کیوں کرتا ہے۔ تو ہے کون تو غیر کو دیکھتا اور اُس سے محبت کرتا ہے۔ اور دعوی یہ ہے کہ میں خدا کو چاہتا ہوں تو اپنے آپ کو حکم الٰہی پر رضامند کہتا ہے۔ حالانکہ یہ معارضہ ہے تو اپنے نفس کو صابر کہتا ہے حالانکہ تجھ کو ایک مچھر بیقرار اور کافر کر دیتا ہے۔ جبتک تیرا گوشت کثرت آلام و آفات سے اسطرح کا مردار نہ ہو جائے کہ اسے آفات کی قینچیاں تکلیف نہ دے سکیں ہرگز کلام نہ کر۔ اسوقت تو بہر خلوت ہو جائیگا۔ اور تیرا دل دنیا و آخرت سے خالی ہو کر ان دونوں کیطرف سے معدوم ہوگا احکام الٰہی بجالانے اور منہیات سے بچنے کے وقت موجود ہو جائیگا۔ خدا تجھکو موجود کریگا۔ اور اس کا فعل تیری حرکت و سکون کا باعث ہوگا۔ اور تو باوجود غیبت اُسکے ساتھ ہوگا۔ جبتک یہ مقام حاصل نہ ہو تجھ کو کسی طرح کا کوئی رتبہ نہیں مل سکتا۔ خدا اپنے بندے کی صورت کو نہیں چاہتا بلکہ معنی کو پسند کرتا ہے وہ کیا ہے توحید و اخلاص جب دنیا و آخرت کو دل سے الگ کرنا اور تمام اشیاء سے قطع نظر رکھنا۔ جب یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ تو خدا اُسے دوست اور مقرب اور غیروں کی نسبت عالی مرتبہ کر دیتا ہے۔ اے خدائے یکتا ہم تیری توحید بیان کرتے ہیں ہمیں مخلوق سے نجات دے اور ہم تیرے خالص بندے بنتے ہیں اپنے فضل و رحمت کی بنا پر ہمارے دعوی درست کر دے۔ ہمارے دلوں کو پاک اور کاموں کو آسان کر۔ اپنی ذات سے محبّت اور ماسوا سے نفرت دے۔ ہمارے تمام افکار کو ایک فکر بنا دے یعنی فقط تیرا اور دنیا و آخرت میں تیرے قرب کا فکر رہ جائے۔

الٰہی ہمیں دنیا و آخرت میں نیکی عنایت فرما اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ آمین

سینتیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے پانچویں رجب ۵۴۵ھ میں جمعہ کی صبح کو مدرسہ میں فرمایا

پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا بیماروں کی عیادت کرو۔ اور جنازوں کے ساتھ جاؤ۔ کیونکہ اس سے آخرت یاد آتی ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کا یہ مقصود ہے کہ تم آخرت کو یاد کرتے رہو مگر تم اُس سے بھاگتے اور دنیا کو دوست رکھتے ہو۔ عنقریب تمہاری اجازت بغیر دنیا میں اور تم میں پردہ پڑ جائیگا۔ جس چیز سے تم خوش ہو وہ تم سے چھین لیجائیگی۔ اس وقت دوستی کی جگہ دشمنی اور خوشی کے بدلے رنج ہوگا۔ اے غافل۔ اے کمینے۔ بیدار ہو۔ تو دنیا کے لئے نہیں بلکہ آخرت کے واسطے پیدا ہوا ہے۔ اے ضروریات سے غافل۔ شہوت و لذت اور روپیہ پہ روپیہ جمع کرنے اور ہاتھ پاؤں کو کھیل کود میں مصروف رکھنے کو تو نے اپنا بڑا مقصد سمجھ رکھا ہے اگر کوئی ناصح آخرت اور موت کو یاد دلاتا ہے۔ تو تو یہ کہتا ہے۔ کہ اس نے میرا عیش مکدر کردیا۔ اور تو ادھر اُدھر اپنی گردن موڑ لیتا ہے۔ بڑھاپا جو موت سے ڈرانیوالا ہے۔ تیری پاس آگیا ہے۔ تو خضاب لگا کر اُسے کم یا متغیر کرتا رہتا ہے۔ اجل آجائیگی تو کیا کریگا۔ ملک الموت اپنے معاون لیکر آموجود ہوں گے۔ تو تو کیونکر روکے گا جب تیرا رزق منقطع اور وعدہ پورا ہو جائیگا تو کیا حیلہ کریگا۔ اس ہوس کو چھوڑ دے۔ دنیا عمل پر مبنی ہے۔ اگر تو کام کریگا۔ تو مزدوری ملے گی۔ اور نہ کریگا تو کچھ نہ ملیگا۔ دنیا اعمال اور آفات پر صبر کرنے کا گھر ہے۔ رنج و تعب کا گھر ہے اور آخرت مقام راحت ہے۔ مؤمن دنیا میں تکلیف اُٹھا کر آخرت میں راحت پاتا ہے۔ تو دنیا میں راحت حاصل کر رہا ہے تو بہ میں دیر کر رہا ہے۔ آج سے کل پر۔ اس مہینے سے اُس مہینے پر اُس سال سے اُس سال پر ٹالتا ہے اسی میں موت آجائیگی۔ تو عنقریب اس پر نادم ہوگا۔ کہ میں نے نصیحت کیوں نہ مانی۔ اور بیدار کیوں نہ ہوا۔ اور جن باتوں کی تصدیق کرائی گئی تھی اُنہیں سچ کیوں نہ جانا۔ افسوس تیری زندگی کی چھت کا شہتیر عنقریب ٹوٹنے والا ہے۔ اے غافل تیری حیات کی دیواریں گرنے کو ہیں۔ تو جس گھر میں رہتا ہے۔ وہ اُجاڑ ہو جائیگا اور تو اور مکان میں چلا جائیگا۔ دار آخرت کو طلب کر۔ اور اپنا اسباب اُدھر لے جا۔ یہ دنیوی اسباب کیا چیز ہے فی الواقع اسباب نیک اعمال ہیں۔ اپنا مال آخرت کی طرف بھیج۔ تاکہ وہاں پہنچ کر تجھکو ملجائے۔ اے مغرور دنیا۔ اے بیکار چیزوں کا مشغلہ رکھنے والے۔ اے لشکر کو چھوڑ کر گھوڑوں وغیرہ کی خدمت کرنیوالے تجھ پر افسوس۔ آخرت دنیا کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اس کیلئے خادمہ بننا پسند نہیں کرتی۔ دنیا کو دل سے نکال دے پھر دیکھ آخرت کیونکر آتی اور کس طرح تیرے دل پر غالب ہو جاتی ہے۔ جب یہ مرتبہ پورا ہو جائیگا۔ تو قرب الٰہی تجھ کو پکاریگا۔ اس وقت آخرت کو دوست رکھو اور اُس کا طالب بن صحت دل اور باطنی صفائی حاصل ہوگی اے لڑکے جب تیرا دل درست ہو جائیگا۔ خدا اور فرشتے اور اہل علم گواہ ہو جائیں گے۔ خدا خود مدعی ہو کر دعویٰ بھی کریگا اور تیری لئے شہادت بھی دیگا تو اپنے نفس کیلئے شہادت دینے کا محتاج نہوگا۔ پھر جب یہ رتبہ حاصل ہوگیا۔ تو تو ایسا پہاڑ بنجائیگا۔ جسکو نہ ہوائیں ہلا سکینگی نہ تبر توڑ سکیں گے۔ اور مخلوق سے ملنا جلنا کچھ اثر نہ کریگا۔ اور کوئی خدشہ تیری دل میں نہ آئیگا۔ اور باطنی صفائی

مکدر نہ ہوگی اے قوم سب سے الگ ہو جاؤ۔ جو شخص مخلوق میں قبولیت حاصل کرنے کے ارادہ سے عمل کرتا ہے۔ وہ بھاگا ہوا غلام اور خدا کا دشمن ہے خدا اور اس کی نعمتوں کا منکر ہے محجوب ہے مغضوب ہے ملعون ہے۔ مخلوق دل اور نیکی اور دین کو چھین لیتی ہے تجھ کو اپنے ساتھ مشرک اور خدا سے غافل بنا دیتی ہے۔ مخلوق تجھ کو اپنے لئے چاہتی ہے نہ کہ تیری لئے۔ اور خدا تجھکو تیرے لئے چاہتا ہے۔ بس تو جو تجھکو تیرے لئے چاہتا ہے۔ اسیکو چاہ اور اسی کیساتھ مشغول ہو۔ کیونکہ خدا کے ساتھ رہنا اس سے بہتر ہے کہ تو اس سے مشغول ہو جو تجھ کو اپنے نفع کے لئے چاہتا ہے۔ اگر تو ضرورت کیلئے کسی چیز کا طالب ہے۔ تو خدا سے مانگ مخلوق سے نہ مانگ۔ مخلوق سے دنیا کا طالب خدا کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ مبغوض ہے۔ اس کی مدد سے اسی کی جانب فریاد لے جا۔ وہ غنی ہے اور تمام مخلوق فقیر اپنے یا غیر کے لئے نہ نفع کی مالک ہے نہ ضرر کی۔ اسیکی دوستی طلب کر وہ تجھ کو چاہیگا۔ ابتدا میں تو مرید ہوگا اور وہ مراد لیکن انتہا میں تو مراد بنجائیگا اور وہ مرید۔ لڑکا بچپن میں اپنی ماں کو ڈھونڈا کرتا ہے۔ مگر جب بڑا ہو جاتا تو خود ماں ڈھونڈتی پھرا کرتی ہے۔ جب تیرا سچا ارادہ معلوم ہو جائیگا۔ تو وہ تجھے چاہیگا۔ اور جب سچی محبت کھل جائے گی۔ تو وہ تجھ کو دوست رکھیگا۔ اور تیری دل کو رہبری کریگا۔ تجھ کو مقرب کرلیگا۔ جبکہ تو نے اپنے نفس و ہوا اور شیطان کا ہاتھ دل کی آنکھوں پر رکھ چھوڑا ہے تو کیونکر نجات ملیگی۔ ان ہاتھوں کو الگ کر دے۔ تاکہ حقیقت اشیاء نظر آنے لگے۔ مجاہدہ اور مخالفت کے باعث نفس کو جدا کر دے۔ ہوا و طبیعت و شیطان کا ہاتھ اٹھا ڈال۔ تو خدا کو پالے گا۔ ان ہاتھوں کو اٹھا دے۔ خدا میں اور تجھ میں پردے اُٹھ جائینگے۔ تو ماسوا اور اپنے نفس اور غیر کو الگ دیکھ لیگا۔ اپنے عیب دیکھ کر اُن سے بچے گا اور غیر کے عیب دیکھ کر اُن سے بھاگے گا۔ جب یہ رتبہ مل جائیگا۔ تو خدا تجھ کو مقرب بنا لیگا۔ اور وہ چیز عطا کریگا۔ جو نہ آنکھوں نے دیکھی نہ کانوں نے سنی۔ اور نہ کسی بشر کے دل میں اس کا خطرہ گذرا۔ تیری قلب و سر کی بصارت و سماعت تیز کریگا۔ ان کو درست رکھیگا اور کرامت کا خلعت پہنائیگا۔ تجھ کو اپنی ولایت کا والی بنائیگا۔ تیری مدد فرمائیگا۔ تجھے مسلط اور مالک کر دیگا۔ تمام مخلوق پر تیرا حال کھول دیگا۔ تجھ کو تیری دل کا نگہبان بنائیگا۔ ملائکہ سے تیری خدمت کرائیگا۔ تجھے اپنی نبیوں اور رسولوں کی ارواح کی زیارت کرائیگا۔ تجھ پر مخلوق کی کوئی چیز پوشیدہ نہ رہیگی اے لڑکے اس مرتبہ کا طالب رہ۔ اور اس کی آرزو کر۔ اور اُسے اعلیٰ مقصد بنالے طلب دنیا کے مشغلوں کو چھوڑ۔ دنیا تیرا پیٹ نہ بھر سکیگی۔ اور ماسوی اللہ تو ہرگز سیر نہوگا۔ اس سے مشغلہ کر تاکہ وہ تیرا پیٹ بھر دے۔ جب وہ مل گیا۔ تو گویا دارین کی راحت حاصل ہوگئی۔ اے غافل جو تجھے چاہے اُسے چاہ۔ جو تیرا طالب ہو اس کا طالب بن۔ جو تجھ سے محبت کرے اس سے محبت کر۔ جو تیرا مشتاق ہو اس سے مشغلہ رکھ۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا یحبہم ویحبونہ خدا ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ خدا کو۔ اور کیا یہ کلام تیری کانوں تک نہیں پہنچا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں تمہاری ملاقات کا تم سے زیادہ شائق ہوں۔ تجھے عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ کھیل کود چھوڑ دے۔ اپنی صنعت کے لئے بنایا غیر کے ساتھ مشغول نہ ہو۔ اس کی محبت کے ساتھ اور کسی کو نہ چاہ۔ غیر کی چاہت لطف و کرم اور مہربانی کے ساتھ جائز ہے۔ نفس کے ساتھ جائز نہیں۔ آدم کا دل جب بہشت میں لگ گیا۔ اور وہیں مقام کرنا چاہا تو گیہوں کھانے کے بہانے وہاں سے جدا کئے گئے۔ اور نکالے گئے۔ اُن کا دل حوا پر مائل ہوا۔ اس لئے تفریق کی گئی۔ آدم سراندیپ میں رہے اور حوا تین سو برس کے فاصلہ پر جدہ میں۔ یعقوب نے اپنے بیٹے یوسف کو چاہا۔ انجام کار دونوں کو جدا کیا گیا۔ ہمارے پیغمبر علیہ السلام حضرت عائشہ

چاہنے لگے۔ اس لئے انپر بہتان لگا۔ اور حضور ایک عرصہ تک اُنہیں نہ دیکھ سکے۔ پس تو اے مخاطب اللہ سے لَو لگا۔ غیر میں مشغول نہ ہو۔ اس کے سوا کسی سے محبت نہ کر۔ مخلوق کو دل سے نکالدے۔ قلب کا ایک گوشہ اس کے لئے خالی کر۔ اے جھوٹے اے سستی کے بھرے۔ اے نہ ماننے والے۔ اگر تو میری بات قبول کرتا اور میری کہے پر چلتا ہے تو اپنے لئے عمل کر اگر نہ کریگا۔ تو تجھ پر غصہ اور حرمان لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہر امرت کے لئے وہی ہے جو اس نے کمایا اور اس کی بُرائیوں کا وبال اُسی پر پڑیگا۔ اگر تم نیکی کرو گے تو اپنے نفس کیلئے۔ اور اگر بُرائی کرو گے۔ تو وبال اسی پر ہے۔ نفس اپنے اعمال کا ثواب جنت میں اور گناہوں کا عذاب دوزخ میں حاصل کریگا۔ پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اپنا کھانا پرہیزگاروں کو کھلاؤ۔ اور اپنے کپڑے مومنوں کو دو۔ جب تو نے پرہیزگار کو کھانا دیا اور دنیوی کاموں میں اس کی مدد کی تو گویا اس کے عمل میں شریک ہو گیا اور اس کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوا کیونکہ تو نے اس کے ارادہ میں مدد کی۔ اس کا بوجھ ہلکا کیا اور اسے خدا کی طرف چلایا۔ اور جب تو نے کسی منافق ریاکار گنہگار کو کھانا کھلایا اور امور دنیوی میں اس کی معاونت کی تو گویا اس کے کام میں شریک رہا۔ اور اس کے عذاب سے کچھ کم نہوا کیونکہ تو نے خدا کے گناہ پر اُس کی اعانت کی اس لئے اس کا شر تیری طرف رجوع کر آیا۔ اے جاہل علم حاصل کر۔ علم نہ ہو تو عبادت و ایقان میں خیر نہیں ہوتی علم پڑھ اور عمل کر۔ تاکہ تجھ کو دنیا و آخرت میں نجات حاصل ہو۔ اگر تحصیل علم و عمل پر تو صبر نہ کر سکیگا۔ تو نجات کیونکر ہوگی تو اپنی ذات کو سراپا علم کے حوالے کردے گا۔ تو علم اپنا تھوڑا سا حصّہ تجھے دیگا۔ بعض علماء سے پوچھا گیا کہ تمہیں علم کا یہ تبحر کیونکر حاصل ہوا۔ جواب دیا کہ کوّے کی سویر۔ اونٹ کے صبر۔ خنزیر کی حرص اور کتے کی خوشامد سے۔ میں بہت سویرے علماء کے دروازے پر جاتا تھا جس طرح کوّا علی الصباح اپنے گھونسلے سے اڑ جاتا ہے۔ اور اُن کی ڈالی ہوئی مشقت پر اس طرح صبر کرتا تھا جس طرح اونٹ بوجھ پر۔ اور طلب علم کا ایسا حریص تھا۔ جیسا خنزیر کھانے کی چیز کا۔ اور ان کی اسطرح خوشامد کرتا تھا جیسطرح کتا لقمہ کے لئے اپنے مالک کے دروازہ کی۔ اے طالب علم اس عالم کا مقولہ سُن اور اگر علم و نجات کا ارادہ ہے تو اسپر عمل کر۔ علم حیات ہے اور جہل موت۔ عالم باعمل کے لئے جو مخلص اور للّٰہی تعلیم پر صبر کرنیوالا ہو موت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مرتے ہی خدا سے جا ملتا ہے۔ اس کی زندگی ہے۔ الٰہی ہمیں علم اور اس میں اخلاص نصیب کر۔

اڑتیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے ساتویں رجب ۵۴۵ھ میں اتوار کی صبح کو فرمایا

پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا ہے لآ الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ کر اپنے شیاطین کو اس طرح دبلا کیا کرو جس طرح کوئی شخص بار بار سوار ہونے اور بکثرت بوجھ لادنے سے اپنے اونٹ کو دبلا کیا کرتا ہے۔ اے قوم لا الٰہ الا اللہ خالص دل سے کہہ کر اپنے شیاطین کو دبلا کرو۔ نہ کہ فقط اس لفظ سے۔ کلمۂ توحید شیاطین انس و جن کو جلادالتا ہے۔ کیونکہ یہ شیاطین کے لئے نار اور موحدین کے لئے نور ہے۔ جبکہ تیرے دل میں چند در چند معبود ہیں ------۔ تو زبان سے لا الٰہ الا اللہ کیونکر کہتا ہے۔ خدا کے سوا تو جسپر اعتماد رکھے اور بھروسا کرے وہ تیرا بت ہے

دل میں شرک ہو تو زبانی توحید تجھکو نفع نہ دیگی۔ قلب ناپاک ہو تو جسم کی طہارت بیکار ہے۔ موحد کا شیطان دبلا ہوتا ہے اور مشرک کو خود اس کا شیطان دبلا کر دیتا ہے۔ اخلاص تمام اقوال و افعال کا لب لباب ہے۔ کیونکہ یہ اگر اخلاص سے خالی ہیں تو بیمغز چھلکے کی مانند ہیں۔ چھلکا محض جلانے کے کام کا ہوتا ہے۔ میری بات سُن اور اس پر عمل کر۔ اخلاص تیری طمع کی آگ کو بجھا دیگا۔ نفس کے تکبر کو توڑ دیگا۔ ایسی جگہ نہ جا کہ جہاں تیری طبیعت کی آگ بھڑک جائے۔ اور دین و ایمان کا گھر تباہ ہو۔ طبیعت اور ہوا و شیطان بھڑک کر تیری دین و ایمان اور ایقان کو غارت کر دیتے ہیں۔ ان منافقوں بناوٹیوں طمع کاروں کی بات نہ سُن۔ کیونکہ جھوٹی مصنوعی اور طمع کی ہوئی بات کیطرف طبیعت زیادہ لگا کرتی ہے۔ اس کی مثال فطیری اور بے نمک کے آٹے کی سی ہے کہ کھانیوالے کے پیٹ کو تکلیف دیتی ہے اور اسکی بنیاد گرا دیتی ہے۔ علم کتابوں سے نہیں بلکہ لوگوں کے منہ سے لیا جاتا ہے ان لوگوں کے مُنہ سے جو مردان حق ہیں متقی تارک الدنیا وارث الانبیاء عارف و عامل اور مخلص ہیں۔ تقویٰ کے سوا ہر چیز ہوس اور باطل ہے ولایت دنیا اور آخرت میں پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ اساس اور بنا دونوں جہان میں انہیں کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے پرہیزگاروں نیک کاروں اور صابروں سے محبت چاہتا ہے۔ اگر تیرا خیال درست ہو تو اُن کو پہچانے اُن سے محبت رکھے اور ان کی صحبت میں رہے خیال اسی وقت درست ہوتا ہے جبکہ دل معرفت الٰہی سے روشن ہو۔ جب تک معرفت درست نہ ہو اور صحت و خیر ظاہر نہ ہو جائے اپنے خیال کو تسکین حاصل کر۔ محارم سے آنکھیں نیچی کر۔ شہوات سے نفس کو روک۔ اکل حلال کی عادت ڈال۔ اللہ کے لئے مراقبہ کرنے سے باطن کی حفاظت کر۔ اتباع سنت سے اپنے ظاہر کو سنوار۔ اس وقت تیرا خیال درست ہو جائیگا اور معرفت الٰہی صحیح طور پر واقع ہوگی۔ میں عقلوں اور دلوں کی پرورش کرتا ہوں نفسوں طبیعتوں اور عادتوں کی نہیں کرتا۔ اور اس میں کوئی شیخی نہیں اے لڑکے علم سیکھ اور خالص بن تاکہ تو نفاق کے جال اور اُسکی قید سے رہائی پائے خدا کے لئے علم حاصل کر نہ کہ مخلوق اور دنیا کے لئے۔ امر و نہی کیوقت خدا کا خوف اور ڈر تیری طالبعلمی کی علامت ہے۔ مراقبہ کر۔ خدا کے سامنے ذلیل اور مخلوق کے آگے متواضع رہ۔ مگر ان کے پاس حاجت نہ لیجا اور انکے مال کی طمع نکر خدا ہی کے رستہ میں دوستی کر اور اسی کی راہ میں دشمنی رکھ۔ کیونکہ غیر کی راہ میں دوستی فی الواقع عداوت ہے۔ غیر کی راہ میں ثابت قدم رہنا زوال اور غیر کی راہ میں دنیا محرومی ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے کہ ایمان کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ صبر ہے اور ایک حصہ شکر۔ اگر مصیبت پر صبر اور نعمت پر شکر نہیں کرتا تو سچا مومن نہیں ہے۔ اسلام فرمانبرداری کا نام ہے۔ الٰہی توکل اور اپنی طاعت۔ اپنے ذکر۔ اپنی موافقت۔ اپنی توحید سے ہمارے دلوں کو زندہ کردے۔ اور اگر وہ مردان خدا نہ ہوں۔ جن کے دلوں میں ایسی زندگی موجود ہے اور جو روئے زمین پر پھیلتے جاتے ہیں تو تم ہلاک ہوجاؤ۔ ان کی دعا کے باعث اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عقاب کو روک دیتا ہے۔ نبوت کی ظاہری صورت اُٹھ گئی ہے مگر معنًا قیامت تک کے لئے باقی ہے۔ ورنہ زمین پر چالیس ابدال کیوں رہتے۔ اُن میں سے بعض میں نبوت کے معنے پائے جاتے ہیں۔ جن کا دل ایسا ہے جیسا کسی نبی کا اور بعض خدا اور رسولوں کے خلیفہ ہیں۔ اس نے استادوں کی نیابت میں لڑکوں کو قائم کر دیا ہے۔ اسی لئے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عالم پیغمبوں کے وارث ہیں وہ حفاظت و عمل اور قول و فعل کے اعتبار سے وارث بنائے گئے ہیں۔ کیونکہ قول بلا فعل کسی کام کا نہیں اور بلا گواہ کے دعویٰ بالکل بیکار ہے اے لڑکے کتاب و سنت کی ملازمت اختیار کر عمل اور عمل

میں اخلاص تیری گواہ ہیں۔ میں تمہارے عالموں کو اور زاہدوں کو طالب دنیا۔ اور اسکی طرف راغب مخلوق پر متوکل اور خدا سے غافل پاتا ہوں۔ غیر اللہ پر بھروسا رکھنا باعث لعنت ہے۔ پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس کا بھروسا اپنی جیسی مخلوق پر ہو وہ ملعون ہے ملعون ہے۔ نیز آپ کا قول ہے۔ جو مخلوق کے سبب معزز ہوا وہ فی الواقع ذلیل ہو گیا۔ تو جب مخلوق سے الگ ہو جائیگا۔ تیرا خالق کے ساتھ ہو گا۔ وہ تیرا نفع نقصان تجھے معلوم کرا دیگا۔ تو اس چیز میں جو تیری لئے ہے اور اس میں جو غیر کے لئے ہے تمیز حاصل کرلیگا خدا کے دروازہ پر ثبات و دوام اور دل سے قطع اسباب کو لازم کرلے۔ دنیا و آخرت کی بھلائی دیکھ لیگا۔ جبتک مخلوق اور دنیا اور ماسوی اللہ ذرہ برابر دل میں رہیگا۔ یہ رتبہ حاصل نہ ہو سکے گا اگر تجھ میں صبر نہیں تو دین اور اصل ایمان ندارد ہے۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں صبر کو ایمان سے وہ تعلق ہے جو سر کو بدن سے۔ صبر کے یہ معنی ہیں کہ تو کسی سے گلہ نہ کرے اور کسی سبب سے تعلق نہ رکھے۔ بلاؤں کو مکروہ نہ جانے۔ اُن کا زوال نہ چاہے۔ بندہ جب فقر و فاقہ کیحالت میں خدا کے لئے متواضع رہے اور اسکے ساتھ اپنی مراد ملنے سے صبر کرے۔ کسی مباح پیشہ سے ناک نہ چڑھائے۔ عبادت اور کسب حلال میں دن کو رات کردے۔ خدا اسپر نظر رحمت سے دیکھتا ہے اسے اور اس کے کنبے کو اس طرح غنی کردیتا ہے کہ اس کے حساب میں بھی نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو خدا سے ڈرتا ہے خدا اسکے لئے کشایش کردیتا ہے اور ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے کہ اُسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ تو پیچھے لگانیوالے کی مانند ہے کہ غیر کی بیماری کو دور کرتا ہے اور اپنے خالص مرض کو دفع نہیں کرسکتا میں دیکھتا ہوں کہ تیرا ظاہری علم اور باطنی جہل بڑھتا جاتا ہے۔ توریت میں درج ہے کہ جس کا علم بڑھے اس کا رونا بھی بڑھنا چاہیئے۔ رونا کیا چیز ہے یعنی خدا کا خوف اس کے اور اس کے بندوں کے سامنے ذلیل رہنا۔ اگر تو عالم نہیں ہے۔ تو علم حاصل کر اور اگر تجھ میں نہ علم ہے نہ عمل۔ نہ اخلاص۔ نہ ادب نہ مشائخ سے حسن ظن تو تجھ سے کچھ توقع نہ رکھنی چاہیئے۔ تو نے دنیا اور اس کی طمع کو اپنا اعلیٰ مقصد سمجھ لیا ہے۔ تجھ میں اور اس میں عنقریب پردہ پڑ جائیگا۔ تجھے ان لوگوں سے کیا نسبت کہ جنہیں صرف ایک ہی غم ہے۔ وہ باطن میں خدا کا مراقبہ اس طرح کرتے ہیں جس طرح ظاہر میں وہ اعضاء کی طرح دل کو سنوارتے ہیں۔ جب یہ رتبہ ملجاتا ہے۔ تو خواہشوں کے قصد سے کفایت ہو جاتی ہے۔ اُن کے دلوں میں صرف ایک خواہش رہ جاتی ہے یعنی طلب الٰہی۔ اس کا قرب۔ اس کی محبت اور کچھ نہیں

حکایت بنی اسرائیل ایک مرتبہ کسی سختی میں مبتلا ہو کر اپنے پیغمبر کے پاس گئے۔ اور یہ کہا کہ جس بات سے خدا خوش ہو وہ ہمیں بتاؤ۔ تاکہ ہم اسے بجالائیں۔ اور یہ سختی دور ہو جائے۔ پیغمبر ع نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا۔ وحی آئی۔ کہ ان سے کہدو اگر تم میری رضامندی چاہتے ہو تو مسکینوں کو رضامند رکھو۔ تم انہیں خوش رکھو گے تو میں رضامند ہو جاؤں گا۔ اور اگر ان کو ناراض رکھو گے۔ تو میں ناخوش رہونگا۔ اے عقلمند و! تم ہمیشہ مسکینوں کو ناراض رکھتے ہو۔ اور خدا کی رضا چاہتے ہو۔ اس کی خوشنودی حاصل نہ ہو گی۔ بلکہ تم اُلٹے غضب الٰہی کے گڑھے میں جا پڑو گے۔ میری سخت کلامی پر ثابت رہو۔ نجات ہو۔ ثبات بمنزلہ نبات ہے۔ میں مشائخ کے کلام اور سخت گوئی سے کبھی نہیں بھاگا۔ بلکہ گونگا اندھا بنا رہا اُن کی طرف سے مجھ پر آفتیں پڑتی رہیں اور میں خاموش رہا۔ تو اُن کے کلام پر صبر نہیں کرتا اور نجات کا ارادہ رکھتا یہ ہرگز نہ ہوگا۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں۔ نفع یا نقصان کے متعلق جبتک تو تقدیر کی موافقت نہ کریگا۔ نجات نہ ملیگی اپنے نصیب کے متعلق ازالہ تہمت کے ساتھ مشائخ کی صحبت اختیار کر اور ہر حال میں ان کا اتباع اور موافقت کر

دارین کی فلاح حاصل ہوگی۔ میری بات کو سمجھو اور اسپر عمل کرو۔ بلا عمل سمجھ لینا کسی کام کا نہیں۔ اور بلا اخلاص عمل کرنا محض طمع ہے۔ طمع کے سارے حرف خالی ہیں۔ عوام تیرا کھوٹ نہیں پہچان سکتے۔ البتہ صراف اُسے پہچان لیگا۔ اور پھر عوام معلوم کر کے تجھ سے پرہیز کرنے لگیں گے۔ اگر تو خدا کے ساتھ صبر کرے تو اُسکے لطف و کرم کے عجائبات نظر آنے لگیں۔ یوسف ع نے جب اپنی گرفتاری۔ عبودیت۔ قید اور ذلت پر صبر کیا اور فعل الٰہی کی موافقت کی تو انکی شرافت قائم رہی۔ بادشاہ بنگئے اور ذلت سے عزت کی طرف منتقل کئے گئے موت سے حیات کی جانب واپس آئے۔ علی ہذا القیاس۔ اگر تو شریعت کا تابع اور خدا کے ساتھ صابر رہیگا۔ اس سے امید و بیم رکھے گا۔ نفس و ہوا و شیطان کی مخالفت کریگا تو موجودہ حالت سے منتقل کیا جائیگا۔ مکروہات سے ایسی حالت کیطرف چلا جائیگا۔ جو فی الواقع پسندیدہ ہوگی۔ کوشش کر کیونکہ وہ تیرے پاس نہ آئیگا حالانکہ اسکا آنا ضروری ہے کوشش کرتا کہ خیر دارین حاصل ہو۔ جس نے طلب میں کوشش کی اپنے مطلوب کو پالیا۔ اکل حلال کی کوشش کر۔ کیونکہ یہ تیرے دل کو روشن کردیگا۔ اور اُسے اندھیرے سے نکالے گا۔ جو عقل خدا کی نعمتوں کی شناخت کرائے۔ مقام شکر میں قائم رکھے۔ نعمتوں اور ان کی مقدار کے اقرار پر اعانت کرے۔ وہ سب سے زیادہ نافع ہے اے لڑکے جو شخص یقین کی آنکھ سے یہ بات معلوم کرلیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کو تقسیم فرما کر اس سے فارغ ہو چکا ہے۔ وہ خدا سے شرما کر کسی چیز کا طالب نہیں بنتا۔ وہ ذکر الٰہی کے باعث مطالبہ سے فارغ ہے۔ نہ اپنے حصہ کو جلدی لینا چاہتا ہے اور نہ غیر کے حصہ کا خواہاں ہے۔ گمنامی۔ سکوت۔ حسن ادب اور ترک اغراض اس کا طریقہ ہو جاتا ہے وہ قلیل و کثیر کی بابت مخلوق سے شکوہ نہیں کرتا۔ میرے نزدیک دل کیساتھ مخلوق سے مانگنا زبانی سوال کی برابر ہے حقیقت کے لحاظ سے دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ تجھ پر افسوس کہ غیر اللہ سے مانگنے میں ذرا نہیں شرماتا۔ حالانکہ غیر کی نسبت وہ تجھ سے بہت قریب ہے تو مخلوق سے وہ شئے مانگتا ہے جسکی تجھے ضرورت نہیں۔ تیرے پاس چھپا ہوا خزانہ موجود ہے۔ اور پھر تو ایک دانہ یا ایک ذرہ کے لئے فقیروں سے مزاحمت کرتا ہے۔ تو مر کر رسوا ہوگا۔ ڈھکے چھپے عیب کھل جائینگے۔ اور تجھ کو چار طرف سے لعنت گھیرے گی اگر تو عاقل ہوتا تو کم از کم ایک ذرہ ایمان ضرور حاصل کرتا۔ اور اسے لیکر خدا سے ملتا۔ نیکوں کی صحبت میں بیٹھتا ان کے اقوال و افعال سے ادب سیکھتا۔ یہانتک کہ جب تیرا ایمان بڑھ جاتا اور ایقان پورا ہو جاتا تو خدا تجھے اپنے لئے خاص باعتبار قلب خود تیرا ادب اور امر و نہی کا والی بنجاتا۔ اے صنم ریاء کے پوجنے والے تو دنیا و آخرت میں قرب کی خوشبو بھی نہ پائیگا اے مخلوق کے ساتھ شرک کرنے اور ان کی طرف دل سے متوجہ ہونیوالے اُن سے اعراض کر کیونکہ مخلوق سے نفع و ضرر اور عطا و منع کچھ نہیں حاصل ہو سکتا۔ جب تیرے دل کو شرک لپٹا ہوا ہے تو خدا کی توحید کا دعویٰ نہ کر۔ اس سے تیرے ہاتھ کچھ نہ آئیگا۔

انتالیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے بارہویں رجب ۵۴۵ھ میں جمعہ کی صبح کو رباط میں فرمایا

اگر تو دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتا ہے۔ تو اپنے سراپا کو خدا کے لئے وقف کردے۔ امیر بنجائیگا اپنا اور مخلوقات کا حاکم ہو جائیگا۔ میں تجھکو نصیحت کرتا ہوں۔ اسے قبول کر سچی بات بتاتا ہوں۔ اسے سچ جان۔ اگر تو جھوٹ بولے اور تکذیب کریگا

تو تکذیب کیا جائیگا۔ اور لوگ تجھ سے جھوٹ بولینگے۔ اور اگر سچ بولے اور تصدیق کریگا۔ تو تصدیق کیا جائیگا اور لوگ تجھ سے سچ بولیں گے۔ تو جیسا کریگا ویسا بھریگا۔ مجھ سے اپنے دینی مرض کی دوا لے اور اس کا استعمال کر۔ تندرستی حاصل ہوگی۔ متقدمین ان اولیاء اللہ اور صالحین کی تلاش میں جو دلوں اور دین کے طبیب ہیں مشرق و مغرب کے چکر لگایا کرتے تھے۔ اور جب کوئی مل جاتا تھا۔ تو اس سے اپنے دین کی دوا حاصل کیا کرتے تھے۔ مگر فقہاء علماء اور اولیاء اللہ کو جو ادب سکھانے اور تعلیم دینے والے ہیں برا جانتے ہو اسی لئے تجھکو دوا نہیں ملتی۔ میرے علم اور طب سے تجھکو کیا فائدہ ہوگا میں ہر روز تیرے لئے ایک بنیاد قائم کرتا ہوں اور تو اسے گرا دیتا ہے۔ دوا بتاتا ہوں۔ مگر تو اُسے استعمال نہیں کرتا۔ میں کہتا ہوں کہ تو یہ لقمہ نہ کھا۔ اس میں زہر ہے۔ اور یہ نوالہ کھا۔ اس میں تریاق ہے لیکن تو میری مخالفت کرتا ہے اور اسی زہر آلودہ لقمہ کو کھائے جاتا ہے۔ اس کا اثر تیرے دین و ایمان کی بنیاد میں عنقریب ظاہر ہوگا میں تجھکو نصیحت کرتا ہوں تیری تلوار سے نہیں ڈرتا۔ اور تیرا مال نہیں چاہتا۔ جو شخص خدا کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ کسی جن و انسان۔ یا حشرات الارض اور درندہ وغیرہ سے نہیں ڈرتا۔ اور اُسے تمام مخلوقات میں سے کسی شئے کا خوف نہیں ہوتا۔ ان مشائخ کو جو اپنے علم پر عمل کرتے ہیں عیب نہ لگاؤ۔ تم خدا و رسول اور اُن نیک بندوں میں سے جو اس کے ساتھ ٹھیرے ہوئے ہیں اور اس کے افعال سے رضامند ہیں۔ ناواقف ہو۔ رضا بالقضاء امید کی کمی اور دنیا سے بے رغبتی میں پوری سلامتی ہے۔ تم اپنی ذات میں ناتوانی دیکھو تو ذکر موت اور امیدوں کی کمی کو لازم کر لو۔ پیغمبر علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ قرب حاصل کرنیوالے ادائے فرائض سے بڑھکر اور کسی شئے کے وسیلہ سے میرا قرب حاصل نہیں کرتے میرا بندہ نوافل کے ساتھ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہانتک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور محبت کے باعث میں اسکی سماعت و بصارت اور ہاتھ اور مددگار بنجاتا ہوں۔ وہ میری ہی وسیلہ سے سنتا۔ دیکھتا اور پکڑتا ہے۔ تمام افعال کو خدا کی مدد سے اور اسی کی طرف سے دیکھتا ہے۔ اپنی قدرت و قوت اور اپنی ذات یا غیر پر نگاہ ڈالنے سے الگ رہتا ہے۔ اسکی حرکت طاقت اور قدرت کے ساتھ ہوتی ہے نہ کہ اپنی ذات و مخلوق کے ساتھ۔ وہ اپنے نفس اور دنیا و آخرت سے الگ ہو جاتا ہے۔ وہ سراپا طاعت ہو کر اس کا مقرب ہو جاتا ہے۔ اس کی طاعت اس کے لئے محبت الٰہی کا سبب ہوتی ہے۔ خدا طاعت سے محبوب و مقرب بنا لیتا ہے اور گناہ سے مبغوض اور دور کر دیتا ہے۔ طاعت سے انس اور گناہ سے وحشت حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ بدکار آدمی وحشی ہوتا ہے۔ شریعت کے اتباع سے خیر اور مخالفت سے برائی نصیب ہوتی ہے۔ جمیع احوال میں شریعت جسکی رفیق نہو وہ ہالکین کے ساتھ ہلاک ہوگا۔ عمل کر کوشش کرتا رہ اور عمل پر بھروسا نہ کر۔ کیونکہ تارک عمل طامع اور عمل پر بھروسہ رکھنے والا متکبر اور مغرور ہے۔ ایک قوم دنیا و آخرت کے مابین قائم ہے اور ایک قوم جنت و دوزخ کے مابین اور ایک قوم مخلوق اور خالق کے مابین۔ اگر تو زاہد ہے تو دنیا و آخرت کے مابین قائم ہے۔ اور اگر خائف ہے تو جنت و دوزخ کے مابین قائم ہے۔ اور اگر عارف ہے۔ تو مخلوق و خالق کے مابین قائم ہے۔ کبھی مخلوق کی طرف دیکھتا ہے۔ اور کبھی خالق کی طرف۔ تو قوم کو پیغام پہنچاتا اور انہیں احوال آخرت اور اس کا تمام حساب معلوم کراتا ہے۔ بلکہ اس چیز کی خبر دیتا ہے۔ جو تو نے خود مشاہدہ کیا اور دیکھا ہے۔ خبر مشاہدہ کی مانند نہیں ہوا کرتی۔ اہل اللہ خدا کی

ملاقات کے منتظر ہیں۔ ہر وقت اُسکی آرزو کرتے ہیں۔ موت سے نہیں ڈرتے۔ کیونکہ یہ تو محبوب کی ملاقات کا باعث ہے اپنے جدا ہونے سے پہلے دنیا کو جدا اور رخصت ہونے سے پہلے اسے رخصت اور چھوڑ جانے سے پہلے تو خود اسے چھوڑ دے قبر میں جانے کے بعد اہل و عیال اور مخلوق تجھے نفع نہ پہنچائیگی۔ خواہش نفسانی کے ساتھ مباح چیزوں کے لینے سے پرہیز کر۔ اے قوم ہر حال میں پرہیز کرو۔ پرہیزگاری دین کا لباس ہے۔ مجھ سے اپنے دین کا لباس مانگو۔ میرا اتباع کرو۔ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ پر ہوں۔ میں کھانے پینے نکاح کرنے اور تمام حالات و اشارات میں پیغمبر ہی کا تابع ہوں جب تک اللہ تعالیٰ اپنا ارادہ پورا کرے میں اسی طرح رہونگا۔ خدا کا شکر ہے میں کچھ فکر نہیں رکھتا۔ مجھے تیری تعریف و مذمت کا ذرا فکر نہیں۔ تیری دینے نہ دینے خیر و شر کا اور اقبال و ادبار کا کچھ فکر نہیں۔ تو جاہل ہے۔ جاہل کا کچھ اعتبار نہیں۔ تو جاہل رہ کر خدا کی عبادت کریگا تو ایسی عبادت رد کی جائے گی۔ کیونکہ یہ عبادت جہل سے ملی ہوئی ہے۔ اور جہل سراپا فساد ہے۔ رسول خدا ؐ نے فرمایا ہے جو شخص باوصف جہالت خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اس کا فساد اصلاح کی نسبت بہت زیادہ ہوگا۔ تو جبتک قرآن و حدیث کا اتباع نہ کریگا نجات نہ ملیگی۔ بعض صوفیہ کا قول ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں ہوتا۔ اس کا پیر شیطان ہے۔ اُن مشائخ کا اتباع کر جو قرآن و حدیث کے عالم اور اُن پر عمل کرنیوالے ہوں اُن سے نیک گمان رہ اور علم حاصل کر۔ ادب سے پیش آ اور اچھی طرح رہ نجات پا جائیگا۔ اگر تو قرآن و حدیث اور مشائخ عارفین کا اتباع نہ کریگا تو کبھی فلاح نہ پائیگا تو نے یہ نہیں سُنا کہ جس نے اپنی رائے پر گھمنڈ کیا وہ گمراہ رہا۔ جو تجھ سے زیادہ عالم ہو اُس کی صحبت میں رہ کر نفس کی اصلاح کر۔ پھر اس کی درستی میں مشغول ہو۔ پھر غیر کی طرف چل۔ پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے اوّل اپنے نفس کی اصلاح کر پھر اپنے عیال کی۔ نیز آپ کا قول ہے کہ رشتہ دار محتاج ہوں تو غیر کو صدقہ دینے میں ثواب نہیں ملتا۔

چالیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے چودھویں رجب ۵۴۵ھ میں اتوار کے دن صبح کو رباط میں فرمایا

پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عنایت کرتا اور اس کے ذاتی عیوب اُسے دکھا دیتا ہے۔ دین کی سمجھ معرفت نفس کا سبب ہے۔ جس نے خدا کو پہچانا۔ اس نے کل اشیاء کو جان لیا اسی سے خدا کی بندگی اور عبودیت غیر سے آزادی حاصل ہوتی ہے۔ تو جب تک غیر پر خدا کو اختیار نہ کریگا۔ فلاح و نجات نہ ملیگی۔ دین کی خواہشوں پر آخرت کو دنیا پر اور خالق کو مخلوق پر اختیار کر لے۔ خواہشوں کو دین پر۔ دنیا کو آخرت پر۔ اور مخلوق کو خالق پر مقدم رکھنے میں تیری ہلاکت متصور ہے۔ اسپر عمل کرنا تیرے لئے کافی ہے۔ تو خدا سے محجوب ہے۔ اسی لئے تیرے لئے قبولیت نہیں۔ قبولیت مقبول ہونے کے بعد ہوتی ہے۔ تو عمل کر تا قبول کریگا۔ تو وہ سوال کے وقت دعا قبول فرمائیگا کھیتی کا وجود بونے کے بعد ہوتا ہے۔ کھیتی کر تا کہ اناج ہاتھ لگے۔ پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اس کھیتی کو بو جس کی زمین تیرا دل اور تخم ایمان ہے۔ اس کی نگہبانی اور پانی وغیرہ دینا اعمال صالحہ سے متعلق ہے۔ جس دل میں نرمی رقت اور رحمت ہے۔ تو ضرور کھیتی اُگے گی۔ اور اگر دل سخت پتھر ہے تو شور زمین ہے۔ ایسی زمین میں کچھ اُگ نہیں سکتا۔ تو اکھاڑ

کی چوٹی پر کچھ بوئیگا۔ تو ہرگز نہ اُگے گا۔ بلکہ وہ کھیتی قریب ہلاکت ہوگی۔ ایسی کھیتی بونی اُن لوگوں سے سیکھ۔ جو بونا جانتے ہیں۔ تنہا اپنی رائے سے کام نہ لے۔ پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے۔ کہ ہر پیشہ میں اس کے لائق لوگوں سے مدد لو۔ تو آخرت کی نہیں بلکہ دنیا کی کھیتی میں مشغول ہے کیا تو نہیں جانتا کہ طالب دنیا فلاح نہیں پاتا۔ آخرت کے ساتھ خدا کو نہیں سکتا۔ اگر آخرت کا ارادہ ہے۔ تو ترک دنیا کو لازم کرلے۔ اور اگر خدا کو چاہتا ہے۔ تو حظ نفسانی اور مخلوق کو چھوڑ دے۔ واصل ہو جائیگا۔ جب یہ رتبہ ملجائیگا۔ تو اس کی تبعیت میں دنیا و آخرت اور حظ مخلوق طوعاً و کرہاً سب تیری پاس چلی آئیگی۔ کیونکہ تیرے پاس ایسی اصل موجود ہے کہ تمام فروع اس کے تابع ہیں عاقل بن تیری پاس نہ ایمان ہے نہ عقل و تمیز۔ تو مخلوق کے ساتھ قائم اور ان کے سبب مشرک ہے۔ اگر توبہ نہ کریگا۔ ہلاک ہو جائیگا۔ اہل اللہ کے رستہ سے دور ہو۔ اُن کے دروازے سے چلا جا۔ بغیر قلب کے اپنے جسمانی شانوں سے ان کی مزاحمت نہ کر۔ اپنے نفاق اور دعوؤں اور ہوس سے ان کا مقابلہ نہ کر۔ بلکہ تو دلوں اور اسرار کے وسیلہ سے توکل۔ آفتوں پر صبر اور قسمت پر رضا مند رہنے سے اُنکا مقابلہ کر سکتا ہے اسے لڑکے۔ خدا کے آگے کھڑا رہ تجھ پر آفتیں نازل ہوا کریں۔ تو ان کی محبت کے قدم پر قائم رہ ذرا متغیر نہ ہو۔ ہوائیں اور مینہ تجھے نہ ہلائیں۔ تیزی تجھے نہ چھیڑیں۔ تو ظاہر میں ثابت اور باطن میں ایسے مقام پر قائم رہ جس میں نہ مخلوق ہے نہ دنیا۔ نہ خلق ہیں نہ حصے۔ نہ علت ہے نہ کیفیت۔ اور نہ ماسوی اللہ۔ مخلوق کی ملاقات اور اہل و عیال کا بوجھ مکدر نہ کرے۔ اور تو کثرت و قلت۔ تعریف و مذمت۔ اقبال و ادبار سے متغیر نہ ہو۔ انس و جن۔ فرشتوں اور مخلوق کی عقل سے پرے ہو کر اُس کے ساتھ رہے۔ کسی نے کہا ہے۔ کہ اگر تو تصدیق کرتا ہے تو فبہا ورنہ مجھے رنج و تعب میں نہ ڈال جس بات کی میں شرح کر چکا ہوں صبر اور صدق اور اخلاص اس کی بنیاد ہے۔ تو یہ چاہتا ہے کہ میں نفاق سے کام لوں اور تجھ سے نرم کلام کروں جس سے تیرا دل خوش ہو۔ اور تو گمان کرے کہ میں بھی کچھ ہوں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اس میں کسی طرح کی خوبی نہیں میں آگ ہوں۔ اور آگ پر سمندر ہی ٹھیرتا ہے۔ جو آگ ہی میں انڈے بچے دیتا اور آگ ہی میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔ اس بات کی کوشش کر کہ تو آفتوں مجاہدوں۔ محنتوں اور قضا و قدر کے گرزوں کی آگ میں سمندر[1] بنکر رہے۔ تاکہ میری مصاحبت اور سخت کلامی اور اسپر ظاہر و باطن کھلے اور چھپے اول خلوت میں دوم جلوت میں۔ سوم وجود میں عمل کرنے پر صبر کر سکے۔ یہ پورا ہو گیا تو خدا کی مشیت اور تقدیر سے دنیا و آخرت کی فلاح حاصل ہوگی۔ میں مخلوق میں سے کسی کے ساتھ محاباۃ کرتا ہوں تو وہ اللہ ہی کے لئے اور اسی کے حقوق میں سے ہے۔ بلا امر الٰہی میں کسی چیز کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ بلکہ مخلوق سے خدا کا حق لینے میں اس سے قوت حاصل کرتا ہوں سستی نہیں کرتا۔ اپنے نفس کے ساتھ موافقت کرتا ہوں اور اسے مخلوق کے بارہ میں اپنا موافق پاتا ہوں۔ بعض اولیاء اللہ کا قول ہے مخلوق کے معاملات میں خدا کی موافقت کر ....

.... خدا کے معاملات میں مخلوق کا ساتھ نہ دے جو ٹوٹا وہ ٹوٹ گیا اور جو پھرا وہ پھر گیا۔ میں تیری کیا پروا کروں تو خدا کا گنہگار۔ اور اسکے احکام و نواہی کی توہین کرنیوالا ہے قضا و قدر کی بابت اس سے لڑتا ہے۔ دن رات اس کی دشمنی کرتا ہے تو اس کا مغضوب اور ملعون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض کلام میں فرمایا ہے میں اپنی اطاعت سے خوش ہوتا ہوں اور جب خوش ہوتا ہوں تو برکت دیتا ہوں۔ میری برکت کی کچھ انتہا نہیں۔ اور اپنی نافرمانی سے غصہ کرتا ہوں اور جب غصہ کرتا ہوں تو لعنت بھیجتا ہوں۔ میری لعنت ساتویں پشت تک پہنچتی ہے۔ یہ ابجر کے بدلے

[1] ایران کا آتشکدہ جو ہزار سال سے آتش پرستوں نے قائم کیا ہوا تھا۔ اسکے اندر ایک جانور اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا۔ وہیں انڈے بچے دیتا رہا۔ خوراک وغیرہ سب آگ ہی تھی جیسے کہ ہمارے لئے خاک

دن پیچھے کا زمانہ ہے طول امل اور قوت حرص کا زمانہ ہے اس بات کی کوشش کر کہ تو ان میں نہ ہو جائے۔ جنکی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم ان کے عمل کی طرف آئے اور اسے غبار کی طرح اڑا دیا۔ جس عمل سے غیر اللہ مقصود ہو وہ اُڑے ہوئے غبار کی مانند ہے۔ افسوس تیرا حال عوام سے مخفی ہے۔ مگر خواص سے پوشیدہ نہیں۔ تیرا کھوٹ گنوار سے پوشیدہ ہے صراف سے نہیں۔ جاہل سے مخفی ہے عالم سے نہیں۔ عمل کر اور عمل میں اخلاص سے کام لے۔ خدا سے لو لگا اور لایعنی سے دل لگی چھوڑ دے۔ غیر لایعنی میں داخل ہے۔ اُس سے مشغلہ نہ کر۔ خاص اپنے نفس کی اصلاح کر تاکہ اُسپر غالب آجائے۔ اسے ذلیل و قید کر دے اور اپنی سواری بنا کر دنیا کے میدان طے کرنے کے بعد آخرت سے جا ملے۔ اور مخلوق سے الگ خالق تک پہنچ جائے۔ یہانتک کہ جب یہ پورا ہو جائیگا۔ اور تجھے قوت ملیگی تو تو غیر کو اپنی پیٹھ پیچھے سوار کر کے دنیا سے نکال سکیگا اسے خدا تک پہنچا دیگا۔ اور حکمتوں کا نوالہ کھلائیگا۔ سچ بولنے کو لازم پکڑے اور تاویل نہ کر۔ تاویل کرنیوالا لٹیرا ہوتا ہے مخلوق کی بیم و امید کچھ نہ رکھ۔ یہ ضعیف ایمان کی علامت ہے۔ ہمت عالی رکھ۔ بلندی حاصل ہوگی۔ خدا تیری ہمت و صدق اور اخلاص کے مطابق تجھے دیگا۔ کوشش کر۔ در پئے ہو۔ اور طالب بن۔ تجھ سے کچھ نہیں ہوتا۔ حالانکہ ہونا ضرور چاہیئے۔ جیسا روٹی کمانے میں محنت اٹھاتا ہے اسیطرح نیک عمل کرنے میں تکلیف سہار۔ شیطان عوام الناس سے اسطرح کھیلا کرتا ہے۔ جیسطرح سوار اپنے بچھیرے سے۔ جیسطرح کوئی اپنے گھوڑے کو پھیلاتا ہے اسی طرح شیطان عوام کو جس طرف چاہے دھوکا دیا کرتا ہے ان کے دلوں کی گدی پر چلنے مارکر جو چاہتا ہے کام لے لیتا ہے۔ انہیں عبادت خانوں سے الگ کرتا مسجد سے نکالتا اور اپنی خدمت کے لئے کھڑا کر دیتا ہے۔ اور نفس ان کاموں میں شیطان کی اعانت اور اسکے لئے سامان مہیا کرتا ہے۔ اسے لڑکے اپنے نفس کو بھوک۔ خواہشوں سے رکنے لذتوں اور باطل چیزوں سے باز رہنے کے کوڑے سے مار اور اپنے دل کے خوف اور مراقبہ کے کوڑے سے خبر لے۔ استغفار کو اپنے نفس اور قلب اور سِر کا طریقہ بنا لے ان میں ہر ایک کا ایک مخصوص گناہ ہے۔ ان کو ہر حال میں موافقت اور خدا کی متابعت میں لگائے رکھ۔ اسے کم عقل جبکہ تقدیر کا رواس کی تبدیل محو۔ اور مخالفت تجھ سے ناممکن ہے تو اُسکے خلاف کوئی ارادہ ہی نہ کر جبکہ تیرے پاس وہی آتا ہے جس کا خدا ارادہ کرتا ہے تو پھر تیرا ارادہ کیا۔ جب تو کسی شئے کا ارادہ کرے اور وہ پورا نہ ہو سکے تو اپنے نفس اور قلب کو مشقت میں نہ ڈال۔ ہر چیز کو خدا کے سپرد کر دے۔ توبہ کے ہاتھوں سے اس کی رحمت کے دامن کو تھام لے۔ جب تو اسپر مداومت کریگا۔ تو تیرے دل اور سِر کی آنکھ سے دنیا زائل ہو جائیگی اس کی مصیبتیں اور ترک لذات و شہوات سب کچھ آسان ہو جائیگا۔ تو اسکے کانٹے اور ڈنگ مارنے کا شکوہ نہ کریگا۔ الم بلا میں تیرا نفس فرعون کی بیوی آسیہ کی مانند ہو جائیگا۔ جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ وہ خدا پر ایمان لے آئی ہے۔ تو فرعون کے حکم سے اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی میخیں ٹھوکی گئیں اور کوڑوں کی مار ماری۔ آسیہ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا کہ جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور فرشتے اس میں گھر بنا رہے ہیں۔ اتنے میں ملک الموت روح قبض کرنے آئے اور یہ کہا کہ یہ مکان تیرے لئے ہے۔ آسیہ ہنس پڑیں اور الم عذاب جاتا رہا۔ اور کہنے لگیں الٰہی میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک مکان بنا دے۔ اسیطرح تو ہو جائیگا کیونکہ تو اپنے دل اور یقین کی آنکھ سے دنیا کو دیکھ لیگا۔ اور یہاں کی بلا و آفات پر صبر کریگا۔ اپنی طاقت و قدرت سے

نکل جائیگا۔ تیرا لینا دینا حرکت و سکون سب خدا ہی کی قوت سے ہوگا۔ اس کے آگے فنا ہو اور اپنا کام اسے سونپ دے اپنی اور مخلوق کی نسبت اُس سے موافقت کر۔ اس کی تدبیر کے ساتھ تدبیر اس کے حکم کے ساتھ حکم نہ کر اس کے اختیار کے آگے اپنا اختیار نہ دکھا جو اس حال کو معلوم کرلیتا ہے وہ غیر کا طالب نہیں بنتا۔ اسے ماسوی اللہ کی آرزو نہیں ہوتی عقلمند اس حالت کی آرزو کیوں نہ کرے۔ خدا کی صحبت اس بغیر پوری طرح حاصل نہیں ہوتی +

اکتالیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے قدرے کلام کے بعد فرمایا

یاد رکھ کہ تمام چیزیں خدا کی تحریک سے متحرک اور اسی کے ٹھیرانے سے ٹھیری ہوئی ہیں جب اس کیلئے یہ ثابت ہوگیا تو گویا اس نے شرک بالمخلوق کے بوجھ سے راحت پائی اور مخلوق کو اس سے آرام ملا کیونکہ وہ ان کو عیب نہیں لگاتا اور اپنے پاس کی کوئی شئے اُن سے نہیں مانگتا۔ البتہ صرف شرعی مطالبہ کرتا ہے وہ شرع کی رو سے مطالبہ کرتا ہے۔ اور علم کی حد دور رکھتا ہے۔ تاکہ علم و حکم دونوں جمع ہوجائیں۔ مخلوق میں فعل آلہی کی رویت ایک عقیدہ ہے کہ جس سے حکم نہیں توڑا جاسکتا۔ وہی تقدیر لکھنے والا ہے اور وہی مطالبہ کرنیوالا۔ وہ اپنے کام سے سوال نہیں کیا جاسکتا۔ لوگ اپنے اعمال سے ضرور سوال کئے جائینگے۔ یہ اس شخص کا عقیدہ ہے جو مسلمان مومن یقین رکھنے والا۔ موحد۔ خدا سے رضامند۔ قضا و قدر اور اپنے یا غیر کے متعلق اس کی صنعت سے موافقت رکھتا ہو + وہ تیری نفس اور صبر سے بے پرواہ ہے۔ اگر یہ دیکھتا ہے کہ تو اپنے دعویٰ میں کیسے عمل کرتا ہے تصدیق کرتا ہے یا تکذیب۔ عاشق کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا بلکہ سب کچھ معشوق کے حوالے کردیتا ہے۔ محبت اور ملکیت جمع نہیں ہوتی۔ خدا کا محب جو اس کی دوستی میں صادق ہو اپنے نفس و مال اور عاقبت کو اسی کے سپرد کردیتا ہے اپنے اور غیر کے متعلق اپنے اختیار کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس کے تصرفات میں اُسے تہمت نہیں لگاتا۔ اس سے جلدی نہیں مانگتا۔ اسے بخیل نہیں جانتا جو کچھ خدا کی طرف سے آتا ہے اُسے خوشگوار معلوم ہوتا ہے۔ اسکی تمام راہیں بند ہو کر ایک رستہ رہ جاتا ہے۔ اے محبت الٰہی کے مدعی جب تک تیرے حق کی تمام راہیں بند ہو کر ایک رستہ نہ رہیگا تیری محبت کمال کو نہ پہنچے گی۔ تیرا محبوب عرش سے لیکر روئے زمین تک تیری دل سے مخلوق کو نکالدیگا۔ تو دنیا و آخرت نہ چاہیگا۔ اپنے سے وحشت اور خدا سے انس کریگا۔ تو لیلی کے عاشق یعنی مجنوں کی طرح ہوجائیگا۔ کہ جب اس کے دل میں لیلی کی محبت بس گئی۔ تو مخلوق سے الگ ہو کر گوشہ نشین ہوگیا۔ وحشی جانوروں میں جاملا۔ آبادی سے نکل کر اُجاڑ میں جارہا۔ مخلوق کی تعریف و مذمت سے علیحدہ ہوگیا۔ اسکے نزدیک ان کا کلام و سکوت اور رضا و غضب برابر تھا۔ ایک دن اس سے کسی نے پوچھا کہ تو کون ہے جواب دیا لیلی۔ پھر پوچھا کہ کہاں سے آیا ہے۔ کہا لیلی پھر سوال کیا کہاں جائیگا۔ مجنوں نے کہا لیلی۔ وہ ماسوی لیلی سے اندھا اور اس کے غیر کا تذکرہ سننے سے بہرہ ہوگیا تھا۔ مجنوں کسی ملامت گر کی ملامت کے باعث لیلی سے نہ پھرا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ جب نفس محبت میں باہم موافقت کرلیتے ہیں۔ تو مخلوق کا سمجھانا سرد لوہے کو کوٹنے کے برابر ہے دل جب خدا کو پہچان لیتا اُسے چاہتا اور اس کا مقرب بنجاتا ہے مخلوق اور ان کے پاس ٹھیرنے سے

نفرت کرنے لگتا ہے۔ کھانے پینے۔ نکاح اور آبادی سے اُسے وحشت ہوجاتی ہے۔ منہ اٹھائے ویرانہ کی طرف چلا جاتا ہے حکم شرع کے سوا اُسے کوئی چیز مقید نہیں کرتی۔ شریعت امر و نہی اور دیگر افعال میں تقدیر آلہی آنے تک اُسی رکھتی ہے الٰہی ہمیں اپنی رحمت کے ہاتھ سے نچھوڑ ورنہ ہم دنیا اور وجود کے دریا میں ڈوب مرینگے۔ اے کرم اور فہم اور سابقہ نعمتوں کے دینے والے ہماری مدد کر۔ اے لڑکے جو شخص میرے قول پر عمل نہیں کرتا۔ وہ میری بات نہیں سمجھتا۔ اور جو عمل کرتا ہے۔ وہ سمجھ لیتا ہے جب تو مجھسے نیک گمان نہ ہوگا اور میرا کہا نہ مانے گا اور اسپر عمل نہ کریگا۔ تو کیا سمجھے گا۔ تو بھوک کی حالت میں میری آگے کھڑا ہے مگر میرا کھانا نہیں کھاتا تیرا پیٹ کیونکر بھریگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پیغمبر علیہ السلام سے سنا ہے۔ جو ایک رات بیمار رہ کر خدا سے رضامند اور تکلیف پر صابر رہے۔ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے گویا اس کی ماں نے آج جنا ہے۔ تجھ سے کچھ نہیں ہوتا حالانکہ ضرور چاہیئے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ صحابہ سے فرمایا کرتے تھے ٹھیرو تھوڑی دیر ایمان تازہ کریں یعنی ٹھیرو گھڑی بھر ایمان کا لطف حاصل کرو۔ باب قرب میں داخل ہوجاؤ۔ آپ نرمی سے غائر اشیاء کی اطلاع کی جانب اشارہ کیا کرتے تھے چشم یقین سے نظر کرنے کا ایماء فرماتے تھے۔ ہر مسلمان مومن اور ہر مومن اہل یقین نہیں ہوتا۔ لہٰذا صحابہ رضی اللہ عنہم نے لہٰذا صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیغمبر علیہ السلام سے عرض کیا کہ معاذ ہمیں ایمان لانے کی ہدایت کیا کرتے ہیں کیا ہم مومن نہیں ہیں۔ آپ صلعم نے فرمایا۔ معاذ کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ اے نفس و ہوا اور طبیعت و شیطان اور دنیا کے بندے خدا اور نیک بندوں کے نزدیک تیری کچھ قدر نہیں۔ بندۂ آخرت کی طرف خدا التفات نہیں کیا کرتا۔ پھر بندۂ دنیا کیطرف کیا توجہ کریگا۔ افسوس۔ بلا عمل کئے محض زبانی تجکو اس سے تو کیا کرسکیگا۔ تو فی الواقع تکذیب کرتا ہے اور اُسے تصدیق جانتا ہے حقیقت میں مشرک ہے اور اپنے آپ کو موحد خیال کرتا ہے باطل کاموں پر دوستی کا معتقد ہے۔ تو اپنی کوڑی کو جوہر خیال کر رہا ہے۔ تجھ سے مجھے یہ کام ہے کہ تجھے جھوٹے سے روکوں سچ کا حکم کروں میری پاس قرآن۔ حدیث اور میرا دل۔ تین کسوٹیاں ہیں۔ جن سے میں تجکو پہچان رہا ہوں۔ پچھلی کسوٹی میں تمام صورتیں نظر آجاتی ہیں۔ جبتک قرآن حدیث پر پورا عمل نہو دل اس مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔ علم پر عمل کرنا علم کا نور صفائی کی صفائی۔ جوہر کا جوہر۔ اور خلاصہ کا خلاصہ ہے۔ علم پر عمل کرنا دل کو درست اور پاک کردیتا ہے۔ دل کی صحت اور پاکی سے اعضا تندرست اور پاک ہوجاتے ہیں۔ جب دل کو خلعت پہنایا جاتا ہے تو تمام اعضا کو خلعت ملجاتا ہے۔ جب مضغۂ دل صالح ہوجاتا ہے تو سارا بدن درست ہوجاتا ہے۔ دل کی درستی اس سر کی درستی کی باعث ہوتی ہے۔ جو خدا اور بندہ کے مابین ہے۔ سر ایک پرندہ ہے اور دل اس کا قفس۔ قلب ایک طائر ہے اور جسم اس کا پنجرہ جسم ایک جانور ہے اور قبر اس کا قفس۔ اور جسم دل کا ایک ایسا پنجرہ ہے جسمیں داخل ہونا ضروری بات ہے۔

بیالیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے انیسویں[19] رجب ۵۴۵ھ کو صبح کے وقت مدرسہ میں فرمایا

پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے کہ جو شخص لوگوں میں مکرم ہونا چاہے اُسے خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ اور جو قوی تر ہونا چاہے۔ وہ خدا پر توکل کرے اور جسے غنی تر ہونا منظور ہے وہ اُن چیزوں پر بھروسا رکھے جو خدا کے قبضہ میں ہیں جو دنیا و آخرۃ کی بزرگی کا خواہاں ہے

وہ خدا کا خوف اختیار کریں۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص زیادہ متقی ہے۔ خدا کے نزدیک وہی زیادہ مکرم ہے۔ خدا سے ڈرنے میں کرامت اور معصیت میں ذلت ہے جو شخص دین الٰہی میں قوت کو درست رکھتا ہے اسکو خدا پر توکل کرنا چاہیے۔ کیونکہ توکل دل کو درست۔ قوی۔ مہذب اور راہ یافتہ کردیتا اور اُسے عجائبات کا مشاہدہ کرا دیتا ہے۔ اپنے درہم و دینار اور اسباب پر بھروسا نہ کر۔ یہ تمکو عاجز اور ضعیف کردیگا۔ خدا پر بھروسا رکھ وہ تجھ کو قوت و مدد دیگا۔ اور تجھ پر مہربانی کریگا۔ اور ایسی جگہ سے فراخی دیگا کہ تجھ کو گمان بھی نہ ہوگا۔ وہ تیرے دلکو مضبوط کردیگا کہ تجھ کو دنیا کے آنے جانے اور مخلوق کے اقبال و ادبار کی ذرا پروا نہ ہوگی۔ اسوقت لوگوں کی نسبت قوی ہو جائیگا۔ اور اگر اپنے مال و جاہ اور اہل سامان پر بھروسا کریگا۔ تو غضب الٰہی اور اشیاء مذکورہ کے زوال کے سامنے آجائیگا۔ کیونکہ خدا غیور ہے۔ وہ تیرے دل میں غیر کو دیکھنا نہیں چاہتا جو دنیا و آخرت میں غنا کا طالب ہو اُسے چاہیئے کہ خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے اور اس کے دروازے پر کھڑا رہے۔ اس سے شرمائے۔ غیر کیطرف نظر ڈالنے سے آنکھیں بند کرے۔ اس سے دل کی آنکھیں مراد ہیں نہ کہ سر کی۔ تو اپنے قبضہ کی دولت پر کیونکر بھروسا رکھتا ہے۔ حالانکہ وہ معرض زوال میں ہے اور خدا پر توکل نہیں کرتا۔ حالانکہ اس کی ذات لازوال ہے تیرا جہل تجھے غیر کا سہارا لینے پر ابھارتا ہے۔ خدا کا بھروسا پورا غنا اور غیر کا بھروسا کامل فقر ہے۔ اے تارک تقویٰ تو دنیا و آخرت کی کرامت سے محروم کیا گیا۔ اور اے مخلوق و سامان پر بھروسا کرنے والے تو قوت اور دنیا و آخرۃ میں خدا داد عزت سے محروم رہا۔ اور اپنے مال پر توکل کرنے والے تو دو جہان میں خدا داد غنا سے بے نصیب رکھا گیا اے لڑکے اگر تو متقی متوکل مضبوط ہونا چاہتا ہے تو صبر اختیار کر۔ کیونکہ یہ تمام نیکیوں کی بنیاد ہے۔ جب صبر کے متعلق تیری نیت درست ہوجائیگی اور تو خدا کے لئے صابر ہوجائیگا۔ تو اس کی جزا یہ ہوگی۔ کہ تیرے دل میں اس کی محبت اور دو جہان کی قربت داخل ہوجائیگی۔ خدا کی اس قضا و قدر سے جس کا ازلی علم خدا کو ہے۔ اور مخلوق میں کوئی اس کے مٹانے پر قادر نہیں موافقت کرنیکا نام صبر ہے۔ یہ بات مومن موقن پر ثابت ہے اسلئے وہ اپنے مقدار پر اضطراری نہیں بلکہ اختیاری صبر کرتا ہے۔ پہلے قدم میں صبر کرنا اضطراری ہے۔ اور دوسرے قدم میں اختیاری۔ تو ایمان اور معرفت کا دعوی کیونکر کر سکتا ہے۔ تیرے پاس نہ صبر ہے۔ نہ رضا۔ شئے محض دعوی سے حاصل نہیں ہوتی۔ تو جبتک باب الٰہی کو نہ دیکھے اور اس کی چوکھٹ سے تکیہ نہ لگائے۔ تقدیر اور نفع و ضرر کے قدموں کی روندن پر صبر نہ کرے ہم سے کلام نہ کر۔ بات تو جب ہے کہ یہ قدم تیرے جسم کو نہیں بلکہ دل کو روندیں اور تو اپنی جگہ سے نہ ٹلے اور اس طرح رہے گویا بیہوش یا جسم بلا روح ہے یہ امر سکون بلا حرکت خمول بلا ذکر اور مخلوق سے الگ رہنے کا محتاج ہے دل اور سر اور باطن اور معنی کے اعتبار سے غیبت بلا حضور خلق ہونی چاہیے میں بہت کچھ بیان کرچکا ہوں مگر تم کچھ نہیں سنتے۔ میں بہت لمبی چوڑی اور مشرح تقریر کرچکا ہوں لیکن تم نہیں سمجھتے میں بارہا تمہیں دینا چاہتا ہوں تم نہیں لیتے۔ میں کو بہت کچھ نصیحت کرچکا ہوں تم قبول نہیں کرتے۔ تمہارے دل کس قدر سخت اور خدا کی معرفت سے جاہل ہیں۔ اگر تم اسے پہچانتے اس کی ملاقات پر ایمان لاتے موت اور اُسکے مابعد کو یاد رکھتے تو ایسے نہ ہوتے۔ کیا تم نے اپنے ماں باپ اور گھر والوں کی موت نہیں دیکھی۔ کیا تم نے اپنے بادشاہوں کا مرنا ملاحظہ نہیں کیا۔ پھر اُن سے نصیحت کیوں نہ پکڑی اور اپنے نفسوں کو طلب اور اس کے بقا

کی محبت سے کیوں نہ روکا۔ اپنے دلونکو بدلکر مخلوق کو اُنسے کیوں نہ نکالا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک قوم اپنی حالت آپ نہ بدلے۔ تم کہتے ہو۔ کرتے نہیں۔ عمل کرتے ہو۔ مگر خالص طور پر نہیں کرتے عاقل ہو اور خدا کے سامنے بے ادبی نہ کرو۔ قوت پکڑو۔ ثابت رہو۔ قائم ہو جاؤ۔ سوچو۔ تم جن مشغلوں میں ہو یہ آخرت میں نفع نہ دینگے تم اپنے نفسوں کے حق میں بخیل ہو اگر اُنپر کرم کرتے تو ایسی چیز حاصل کرتے جو آخرت میں نفع دیتی۔ تم اس چیز میں مشغول ہو۔ جو زوال پذیر ہے۔ اسلئے زائل نہ ہونے والی چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی۔ اموال اور اولاد ازواج جمع کرنے میں مشغول نہ ہو۔ عنقریب ان میں اور تم میں پردہ پڑجائیگا طلب دنیا اور مخلوق کے وسیلہ سے معزز ہونے میں مشغول نہ ہو۔ یہ خدا کے عذاب کو ذرا بھی دفع نہ کرسکیں گے۔ تیرا قلب شرک کے باعث ناپاک۔ خدا کے معاملہ میں شک اور بہرحال اسپر تعرض کرنے والا ہے اسنے یہ جانکر تجھے مبغوض رکھا اور نیک لوگوں کے دلوں میں تیری دشمنی ڈالدی بعض اولیاء گھر سے آنکھوں پر پٹی باندھ کر نکلا کرتے تھے۔ اور لڑکا انگلی پکڑے رہتا تھا۔ ان سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ تو یہ کہا کہ خدا کے منکر کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ ایک دن وہ آنکھیں کھولکر گھر سے نکلے۔ اور کافر کو دیکھا۔ غش کھاکر گر پڑے۔ دیکھو اس شخص میں خدا کیلئے کس قدر غیرت کا مادہ موجود تھا تو کیونکر غیر کی عبادت اور اُسکے ساتھ شرک کرتا ہے۔ اسکی نعمتیں کھاتا اور کفر کرتا ہے۔ مسلمانو تم اس کا کچھ خیال نہیں کرتے بلکہ کافروں کے ساتھ کھاتے اور انکے جلسوں میں بیٹھتے ہو۔ کیونکہ تمہارے دل میں ایمان اور خدا کے لئے غیرت نہیں ہے توبہ استغفار کو لازم کرلو اور خدا سے شرماؤ۔ بیحیائی کا جامہ اُتار ڈالو۔ اُسکے آگے دلیری نہ کرو۔ دنیا حرام اور شبہات سے بچو بلکہ ان مباحات سے جو ہوا و شہوت کے متعلق ہوں پرہیز کرو۔ کیونکہ جو ہوا و شہوت کے ساتھ کھاتا ہے اُنکو خدا اسے روک دیگا پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دنیا مومن کا قیدخانہ ہے۔ مومن اپنے قیدخانہ میں کیونکر خوش رہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں رہتا۔ لیکن اسکے چہرہ پر خوشی ہوتی ہے اور دل میں غم۔ ظاہر میں خوش رہتا ہے۔ مگر باطن اور خلوت اور معنی کے لحاظ سے آنتیں اس کے ٹکڑے کرتی رہتی ہیں۔ کپڑوں کے نیچے اسکے زخموں پر پٹی بندھی رہتی ہے۔ وہ اپنے زخموں کو تبسم کے کرتے سے ڈھانکے رہتا ہے اسی لئے خدا فرشتوں میں اُسپر فخر کیا کرتا ہے۔ تمام فرشتے اس کی طرف انگلیاں اٹھاتے ہیں۔ وہ دین الٰہی کی دولت کا سانپ ہے۔ اہل اللہ ہمیشہ خدا کے ساتھ صبر کرتے اور اس کی تقدیر کے کڑوے گھونٹ پیتے رہتے ہیں۔ یہانتک کہ خدا ان کو محبوب بنا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ خدا صابروں کو دوست رکھتا ہے۔ اپنی محبت کے سبب تجھے آزماتا ہے۔ تو جس قدر اوامر بجا لائیگا اور منہیات سے بچیگا اسیقدر محبت زیادہ ہوگی اور جتنا صبر کریگا۔ اتنا ہی قرب الٰہی رہیگا۔

بعض اولیاء اللہ کا قول ہے کہ خدا اپنے دوست کو عذاب دینے سے انکار کرتا ہے۔ مگر اُسے آزماتا اور صبر دیدیا کرتا ہے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں گویا دنیا ہی نہیں اور گویا آخرت ہمیشہ رہیگی۔ اے دنیا کے طالبو۔ دنیا کے چاہنے والو۔ میرے پاس آؤ۔ میں تم کو اس کے عیب بتاؤں اور خدا کا رستہ دکھاؤں۔ اور ان لوگوں سے ملاؤں جو خدا کے طالب ہیں تم بوالہوس ہو۔ میری بات سنو۔ اسپر عمل کرو۔ اور خالص عمل کرو۔ اگر تم میری بات سمجھو۔ اور عمل کرتے کرتے مرجاؤ تو علیین کی طرف اٹھائے جاؤ گے وہاں تم میری طرف دیکھو گے۔ اور میرے اصل کلام پر نگاہ ڈالوگے مجھے دعا دوگے سلام کروگے۔ اور جو کچھ میں کہتا ہوں اس کی حقیقت معلوم کرلوگے اے قوم اپنے دلوں سے میری نسبت تہمت

کا خیال اُٹھالو۔ میں کھلاڑی اور طالب دنیا نہیں ہوں۔ حق کہتا۔ اور حق کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔ میں تمام عمر صالحین سے نیک گمان رہا اور اُن کی خدمت کرتا رہا۔ یہی بات مجکو نفع دے رہی ہے۔ میں تم سے اپنی وعظ و نصیحت کی اُجرت نہیں مانگتا۔ میرے وعظ کی قیمت عمل کرنا ہے۔ یہ کلام خلوت اور اخلاص کے لائق ہے حیلوں اور اسباب کے منقطع ہونے سے نفاق جاتا رہتا ہے ایمان وایقان کو لباس پہنا۔ نہ کہ نفس اور خواہش کو۔ مؤمن پر صرف کرنا چاہیئے نہ کہ منافق پر۔ ای قوم ہوسوں اور جھوٹی آرزوں کو چھوڑ دو۔ ذکر الٰہی میں مشغول رہو۔ وہ بات کہو جو تم کو نفع دے۔ ضرر رسان کلام نہ کرو۔ اگر تو بولنا چاہے تو پہلے یہ سوچ لے کہ کس چیز کے متعلق کلام کرتا ہے۔ اور پھر نیک نیتی کے ساتھ کلام کر۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ کہ جاہل کی زبان دل کے آگے اور عالم و عاقل کی زبان دل کے پیچھے ہوتی ہے۔ تو گونگا بنا رہ۔ خدا جب چاہیگا۔ تجھ کو گویائی عنایت کریگا جب کسی کام کے لائق دیکھے گا تجھے تیار کر دیگا۔ اس کی صحبت بالکل گونگا رہتا ہے۔ جب یہ گونگاپن تمام ہو جائیگا۔ تو بشرط مشیت خدا کی طرف سے گویائی حاصل ہوگی۔ یا آخرت تک برابر یہی حالت رہیگی پیغمبر علیہ السلام کے اس قول کا کہ جو خدا کو پہچانتا ہے۔ اس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے۔ یہی مطلب ہے خدا پر کسی شئے کے متعلق اعتراض کرنے سے عارف کی ظاہری و باطنی زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ بلا منازعت موافق بنجاتی ہے۔ غیر کی جانب دیکھنے سے اس کی آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں۔ اس کا بشر پارہ پارہ۔ تمام کام لاشئے اور مال متفرق ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے وجود سے نکلجاتا ہے۔ دنیا و آخرۃ خراب ہو جاتی ہے نام و نشان مٹ جاتا ہے۔ پھر جب خدا چاہتا ہے۔ اُسے زندہ کرتا ہے۔ گم ہونے کے بعد موجود کر دیتا ہے گویا دوبارہ پیدا کرتا ہے۔ فنا کے ہاتھ سے مارتا اور بقاء کے ہاتھ سے پیدا کرتا ہے تاکہ اس کی ملاقات کا طالب ہو۔ پھر دوبارہ بھیجتا ہے تاکہ مخلوق کو فقر سے غنا کی طرف بلائے۔ غنا وہی ہے جو خدا اور اس کے اتصال سے حاصل ہو۔ خدا سے دوری اور غیر اللہ سے استغنا حاصل کرنا فقر ہے غنی وہ ہے جس کا دل قرب الٰہی کی تونگری حاصل کرے۔ اور فقیر وہ ہے جسکے پاس یہ دولت نہ ہو جو اس غنا کا ارادہ رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ دنیا و آخرت اور ماسوی اللہ کو چھوڑ دے ان اشیاء کو رفتہ رفتہ دل سے نکال ڈالے۔ اس قلیل چیز کے ساتھ جو تمہارے پاس ہے مقید نہ ہو۔ یہ تو تمہارے لئے توشہ ہے اسے خدا کے رستہ کا توشہ بناؤ۔ اس نے تمہاری نعمتیں اس لیے بنائی ہیں کہ انہیں خدا کی طرف منسوب کرو۔ اور اس کے وجود پر استدلال کرو اور علم اس لئے ہے۔ کہ اس پر عمل کرو اور اس کی روشنی سے ہدایت پاؤ۔ الٰہی ہمارے دلوں کو اپنی طرف ہدایت کر۔ اور ہمیں دنیا و آخرت میں نیکی دے۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

تینتالیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے رجب ۵۴۵ھ میں اتوار کے دن صبح کے وقت رباط میں فرمایا

اے لڑکے اگر فلاح چاہتا ہے تو خدا کی موافقت میں اپنے نفس کی مخالفت کر۔ طاعت میں نفس کا موافق اور گناہ میں اس کا مخالف رہ۔ تیرا نفس معرفت مخلوق سے اور مخلوق معرفت خالق سے حجاب کا باعث ہے۔ تو جب تک نفس کے ساتھ رہے گا۔ تو مخلوق کو اور جب تک مخلوق کے ساتھ رہیگا۔ تو خالق کو نہ پہچان سکیگا۔ پھر جب تک دنیا کا ساتھ

دیگا۔ تو آخرت کو اور جب تک آخرت کا ساتھ دیگا۔ تو خدا کو نہ دیکھے گا۔ مالک مملوک جمع نہیں ہوتے۔ اور جسطرح دنیا و آخرۃ کا اجتماع نہیں ہو سکتا اسیطرح خالق و مخلوق کا اکٹھا ہونا ممکن نہیں۔ نفس برائیوں کا حکم دیا کرتا ہے۔ یہ اس کی جبلت ہے۔ اسے چند در چند عرصے کے لئے الگ کر دے۔ تاکہ قلب کے مطابق حکم کرنے لگے۔ بہرحال اسے مجاہدہ میں ڈال اور اسکے لئے اس آیہ کو حجت نہ بنا۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا یعنے خدا نے نفس کو اُسکے تقویٰ کا الہام کیا ہے۔ نفس کو مجاہدہ کی آگ سے پگلا دے وہ پگلنے اور فنا ہونے کے سبب قلب کی طرف قرار پکڑیگا۔ پھر قلب بشر کی طرف اور بشر خدا کی طرف مطمئن ہو کر رہیگا۔ اور سب کو وہیں سے فیض حاصل ہوگا۔ اور جب نفس کے پگلانے کا مرتبہ پوری طور پر حاصل ہو جائیگا۔ تو اللہ تعالیٰ تیرے دل میں ندا کریگا۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا یعنے اپنے نفس کو نہ مارو اللہ تمپر مہربان ہے۔ یہ خطاب الٰہی نفس کی طہارت اس کے شر کو دفع کرنے اور دل کو طاعت اور ذکر اللہ سے قوت دینے کے بعد آتا ہے۔ یہ بات حاصل نہ ہو تو باوجود کدورت شرارت قرب کی امید نہ رکھ۔ کیونکہ جب وہ نجاستوں سے پاک نہیں تو بادشاہوں کا قرب کیونکر مل سکتا ہے۔ اس کی امیدیں کم کر تیری ارادوں کا مطیع ہو جائیگا۔ اسے پیغمبر علیہ السلام کی فرمائی ہوئی نصیحتیں سُنا۔ آپ فرماتے ہیں۔ جب تو صبح کرے تو اپنے دل میں شام کا خیال نہ کر۔ اور جب شام کرے۔ تو صبح کی امید نہ رکھ۔ تجھے کیا معلوم ہے کہ کل تیرا نام زندوں کی فہرست میں ہوگا۔ یا مُردوں کی۔ تو غیروں کی نسبت اپنے نفس پر زیادہ مہربان ہے۔ اور تو نے اُسے ضائع کر رکھا ہے۔ پھر غیر اسپر مہربان۔ اور اسکی حفاظت کیونکر کریگا۔ تیری امید و حرص کی قوت نے تجھ کو اسکے ضائع کرنے پر ابھار رکھا ہے۔ امیدوں کی کمی حرص کی کوتاہی ذکر موت۔ مراقبۂ الٰہی۔ صدیقوں کے انفاس و کلمات سے نفس کا علاج اور رات دن خالص ذکر کرنے میں کوشش کر۔ اُس سے یہ کہا کہ تیری نیک کمائی تیرے لئے اور تیرے حاصل کردہ گناہوں کا بوجھ تجھی پر ہے۔ تیرے ساتھ کوئی اور ہرگز عمل نہ کریگا۔ اور نہ اپنے عمل میں سے تجھے کچھ دیگا۔ عمل اور مجاہدہ ضروری چیزیں ہیں۔ منع کرنیوالا تیرا دوست اور اغوا کرنیوالا دشمن ہے۔ میں تجکو خالق کے نہیں بلکہ مخلوق کے پاس دیکھتا ہوں۔ تو نفس و مخلوق کے حقوق ادا کرتا اور خدا کا حق ساقط کر دیتا ہے۔ اسکی نعمتوں پر غیر کا شکر ادا کرتا ہے اسکے سوا تجھے یہ نعمتیں خدا کس نے دیں ہیں تاکہ تو اس کا شکر اور اس کی عبادت کرے۔ اگر تجھے اس کا علم ہے کہ تمام موجودہ نعمتیں خدا ہی کی طرف سے ہیں تو شکر کدھر گیا۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ وہ تیرا خالق ہے تو امتثال اوامر و نواہی اور بلاؤں پر صبر کرتے ہیں اس کی عبادت کدھر گئی۔ نفس سے مجاہدہ لے تاکہ تجھے ہدایت نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان کو اپنی راہ دکھلا دیتے ہیں۔ دوسری آیت ہے اگر تم خدا کی مدد کروگے۔ تو خدا تمہاری اعانت کرے گا۔ اور تمہارے قدموں کو مضبوط کریگا۔ اُسے ڈھیل نہ دے۔ اور اس کی اطاعت نہ کر۔ نجات پائیگا۔ اسکے روبرو نہ ہنس۔ اور سو باتوں میں ایک کا جواب دے۔ تاکہ وہ مہذب مطمئن اور قانع ہو جائے۔ جب وہ تجھ سے خواہشوں اور لذتوں کا طالب ہو تو دیر تک اُسے ڈھیل دے۔ اور سمجھا دے کہ اس کا وعدہ جنت میں ہے۔ منع کی تلخی پر اُسے صبر دلا۔ تاکہ اُسے غیب سے بخشش ملے جب تو اُسے صبر دلا کر خود صبر کرے گا۔ تو خدا اسکے ساتھ ہو جائیگا۔ کیونکہ اس نے فرمایا ہے کہ خدا صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے اس کی کوئی بات نہ مان۔ کیونکہ وہ برائی کے سوا اور کسی چیز کا حکم نہیں کرتا۔ اسے مخالف جواب دیا کر۔ کیونکہ مخالفت میں اسکی اصلاح منصور ہے۔ اے ارادہ معرفت الٰہی کے مدعی اور نفس کے ساتھ ٹھیرنے والے تو اپنے دعوی میں جھوٹا ہے

نفس اور حق جمع نہیں ہوتے۔ دنیا و آخرت کا اجتماع ناممکن ہے۔ جو نفس کے ساتھ ٹھیرتا ہے وہ خدا کے ساتھ نہیں ٹھیر سکتا اور دنیا کے پاس ٹھیرنے والے سے آخرت کے پاس نہیں ٹھیرایا جاتا۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں جسنے دنیا کو محبوب رکھا آخرت کو ضرر پہنچایا۔ اور جس نے آخرت سے دوستی کی اُس نے اپنا دنیوی نقصان کیا۔ صبر کر جب تیرا صبر کامل ہوگا تو رضا کامل ہو جائیگی۔ فنا تیری سامنے آجائیگی۔ اور سب کچھ تیری نزدیک خوشگوار ہو جائیگا۔ سب چیزیں شکر کی صورت میں پلٹ آئینگی۔ بعد قرب ہو جائیگا۔ اور شرک توحید بنجائیگا۔ پھر تو مخلوق کی طرف سے نہ ضرر پائیگا نہ نفع۔ تجھے کوئی جہت نظر نہ آئیگی۔ تمام ابواب وجہات متحد ہو جائینگے۔ ایک جہت کے سوا کچھ نہ دکھائی دیگا۔ اس حالت کو اکثر آدمی نہیں سمجھ سکتے یہ بات لاکھوں میں ایک آدھ کو نصیب ہوتی ہے۔ ای لڑکے اس بات میں کوشش کر۔ کہ تو دنیا میں خدا کے سامنے مری اور تیرا نفس جسم سے روح نکلنے سے پہلے مر جائے۔ اس کی موت صبر اور مخالفت ہے۔ عنقریب اس کا انجام اچھا ہوگا۔ تیرا صبر فنا ہو جائیگا۔ مگر اس کی جزا فنا نہ ہوگی۔ میں نے صبر کیا اور اس کا انجام اچھا پایا۔ میں مرگیا اس نے مجھے زندہ کیا۔ اور پھر مارا۔ میں غائب ہوگیا۔ اُس نے مجھے ڈھونڈ نکالا۔ میں اس کے ساتھ ہلاک ہوا اور اسی کے ساتھ مالک بنگیا۔ میں نے ترک اختیار و ارادہ کی بابت اپنے نفس سے مجاہدہ کیا۔ یہانتک کہ مجھے یہ مرتبہ مل گیا۔ اب تقدیر مجھے کھینچتی ہے۔ احسان خداوندی میری مدد کرتا۔ اسکا فعل مجھے حرکت دیتا۔ غیرت مجھے بچاتی ارادہ میرا ساتھ دیتا۔ سابقہ قدم میرے آگے آتا اور خدا مجھے بلند کرتا ہے۔ افسوس تو مجھ سے بھاگتا ہے۔ حالانکہ میں تیرے نفس کا نگہبان ہوں۔ اسکی حفاظت کرتا ہوں۔ تیرا ٹھکانا میرے پاس ہے۔ ورنہ تو ہلاک ہو جائیگا۔ ای سخت جاہل حج کے لئے پہلے میرے پاس آ۔ پھر بیت اللہ کا قصد کر۔ میں کعبہ کا دروازہ ہوں۔ آ۔ تاکہ میں تجکو ارکان حج سکھاؤں۔ اور ایسی بات بتاؤں کہ جسکے وسیلہ سے تو رب کعبہ کے ساتھ خطاب کر سکے۔ جب غبار منقطع ہو جائیگا۔ تو تم حقیقت کو معلوم کر سکو گے۔ ای سیاست کرنیوالو میرے پاس بیٹھو۔ میرے سبب قوت حاصل کرو۔ میں خدا کی طرف سے قوت دیا گیا ہوں۔ اہل اللہ تم کو اسی چیز کا حکم دیتا جسکا خدا نے حکم دیا ہے اور اسی سے روکتے ہیں۔ جس سے خدا نے روکا ہے۔ تمہاری نصیحت اُن کے سپرد کی گئی ہے وہ اس معاملہ میں امانت ادا کرتے ہیں۔ دار حکمت میں عمل کرو تاکہ دار قدرت میں پہنچ جاؤ۔ دنیا حکمت ہے اور آخرت قدرت۔ حکمت آلات اور اسباب و سامان کی محتاج ہے۔ قدرت کسی چیز کی محتاج نہیں۔ خدا نے یہ اس لئے کیا ہے کہ دار قدرت دار حکمت سے ممتاز رہے۔ آخرت میں تکوین بلا سبب ہے۔ وہاں اعضائے بدن بولیں گے۔ اور خدا کے سامنے ان گناہوں کی گواہی دینگے جو تم نے کئے ہیں۔ تم چاہو یا نہ چاہو قیامت کے دن پردے کھلجائینگے۔ مخفی چیزیں ظاہر ہونگی۔ ارتکاب حجت کے لئے دوزخ میں دبی جائیگا۔ جس کا دل سرد ہوگا۔ فکر کی زبان سے اپنی کتاب پڑھو پھر گناہوں سے توبہ کرو اور نیکیوں کا شکر ادا کرو۔ معاصی کے دفتر کو اکٹھا کرو۔ اور اُن کی سطروں پر توبہ کا قلم پھیر دو۔ ای لڑکے تو نے میری ہاتھ پر اور میری صحبت میں توبہ کی۔ جب تو میرا کہا نہیں مانتا۔ تو اس سے کیا نفع ہوگا۔ تو معنی کی طرف نہیں بلکہ صورت کی راغب ہے۔ جو شخص میری صحبت چاہتا ہے وہ میری بات مانے اور عمل کرے۔ میری طرح پھرے ورنہ میری صحبت میں نہ رہے۔ کیونکہ وہ نفع سے زیادہ نقصان اُٹھائیگا۔ میں عمدہ دسترخوان ہوں۔ کوئی شخص مجھے

کھانا نہیں چاہتا۔ کھلا ہوا دروازہ ہوں مگر کوئی داخل نہیں ہوتا۔ میں تمہارا علاج کیا کروں۔ کہاں تک کہوں۔ تم
نہیں سنتے۔ میں تم کو اپنے لئے نہیں۔ بلکہ تمہارے ہی لیے چاہتا ہوں۔

میں تم سے امید و بیم کچھ نہیں رکھتا۔ ویرانہ اور آبادی میں فرق نہیں سمجھتا۔ باقی اور میت غنی اور فقیر
اور غلام کو جدا نہیں جانتا۔ حکم غیر کے قبضہ میں۔ میں نے محبت دنیا جب دل سے نکال دی تو یہ مرتبہ حاصل ہوگیا
جب دل میں محبت دنیا موجود ہے تو تیری توحید کیونکر درست ہو سکتی ہے کیا تو نے پیغمبر علیہ السلام کا یہ قول نہیں سُنا کہ
محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ تو جبتک مبتدی عبادت کرنیوالا طالب اور سالک رہیگا۔ تو جب دنیا تیری حق میں تمام اگر
کی اصل ہوگی۔ اور جب تیرے دل کی سیر منتہی ہو کر قرب الٰہی تک پہنچ جائیگی۔ تو تجھے تیری تقدیر محبوب معلوم ہوگی۔ ا
کی قسمت مخصوص۔ تیری تقدیر تجھے اس قدر پیاری ہوگی۔ کہ علم ازلی کے ثابت کرنے کے لیے تو اپنا حصہ اچھی ط
لے سکیگا۔ اور اسپر قانع ہو کر غیر کی طرف التفات نہ کریگا۔ تیرا دل خدا کے سامنے موجود رہیگا۔ اور تو دنیا میں اس طرح
جس طرح اہل جنت بہشت میں اب خدا کیطرف سے تیرے نام جو حکم جاری ہوگا۔ وہ تجھے اچھا معلوم ہوگا۔ کیونکہ تو اسکے ارادہ
قصد کرتا اسکے اختیار سے مختار بنتا اسکی قدرت سے پھرتا ہے۔ تیرا دل ماسوی سے الگ ہو جائیگا۔ دنیا و آخرت تجھ سے ایک طرف
پھر تیرا اپنے حصہ کو لینا اور اُسے محبوب رکھنا اسی کے حکم سے ہے تیرے اختیار سے نہیں ریاکار اور اپنی عمل سے مغرور منافق دن کو روز
رکھتا اور رات کو قیام کیا کرتا ہے۔ موٹا کھاتا پہنتا ہے۔ مگر وہ ظاہری و باطنی تاریکی میں ہے۔ اپنے دل سے ایک قدم خدا کی طرف نہیں چل
وہ عمل کرنیوالوں اور رنج اٹھانیوالوں میں ہے۔ اس کی باطنی خصلت صدیقین اولیاء اللہ اور خدا رسیدہ صالحین کو معلوم ہے۔ آج اس
دنیا کے خاص لوگ جانتے ہیں کل عوام میں رسوائی ہوگی۔ خواص اُسے دیکھ کر دلوں میں بُرا جانتے ہیں۔ مگر خدا کے حکم سے پردہ پوشی ک
باوجود نفاق اہل اللہ کا مقابلہ نہ کر۔ تو نفاق سے خالی نہیں۔ تو جب تک زنار نہ توڑ کر تجدید اسلام نہ کرلے۔ تو تیرے دل میں منصب
نہ ہو جائے۔ اور جب تک تو طبیعت۔ خواہش۔ وجود حصول منافع اور دفع ضرر کے گھر سے باہر نہ نکل آئے ہم سے کلام نہ کر۔ تو جبتک
ترک نفس و ہوا و طبیعت کیساتھ دروازہ نہ آجائے اور اپنے دل کو دہلیز میں اور سر کو کسی گوشہ میں بادشاہ کے نہ چھوڑے اہل اللہ
نہ بول۔ بنیاد ڈالنے میں جلدی کر۔ اور جب اسے مضبوط کر چکے تو جلدی سے دیوار بنالے۔ بنیاد کیا ہے۔ دین اور دل کی سمجھ۔ نہ
فقہ اللسان۔ دل کی سمجھ خدا سے اور فقہ اللسان مخلوق اور اُن کے بادشاہوں سے قریب کر دیتی ہے۔ دل کی سمجھ تجھ کو مجلس قرب الٰہی
صدر نشین بنادیگی۔ بلند کر دیگی۔ اور تیرے قدم خدا کی طرف بڑھا دیگی۔ افسوس تو اپنا قیمتی وقت طالبعلمی میں ضائع کرتا ہے۔ اور علم
پر عمل نہیں کرتا۔ بس تو جہل کے قدم پر ہوس میں مبتلا ہے۔ دشمنان خدا کی خدمت اور ان کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ وہ تجھ سے اور
تیرے شریکوں سے بے پرواہ ہے۔ وہ تجھ سے کسی شریک کو پسند نہیں کرتا۔ تو نہیں جانتا کہ تو اس کا بندہ ہے جسکے قبضہ میں تیری
لگام ہے اگر فلاح کا ارادہ ہے تو دل کی باگ خدا کو سونپ دے اور اسپر حقیقی توکل کر ظاہر و باطن سے اسکی خدمت کر بارہ۔ اسپر تہمت نہ
لگا۔ وہ غیر متہم ہے تیری مصلحت کو تجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ تو نہیں جانتا۔ خدا کے آگے سکوت۔ گمنامی۔ آنکھیں
بند رکھنے۔ سر جھکانے اور گونگا رہنے کو لازم کرلے۔ یہانتک کہ اس کی طرف سے بولنے کا حکم آئے۔ اب تو اسکے ارادہ سے بولیگا
نہ کہ اپنے ارادہ سے۔ اسوقت تیرا بولنا دلی بیماریوں کی دوا شفائے اسرار اور عقلوں کے حق میں روشنی کا باعث ہوگا۔ الٰہی

الٰہی ہمارے دلوں کو روشن کر اور انکو اپنا رستہ دکھا۔ ہمارے اسرار کو صاف اور اپنے سے قریب کردے اور ہمیں دنیا و آخرت کی نیکی عنایت کر اور دوزخ کے عذاب سے بچا +

چوالیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے تیرھویں ۱۳ رجب ۵۴۵ھ میں منگل کے دن شام کو مدرسہ میں فرمایا

مومن دنیا میں غریب ہے۔ زاہد آخرت میں اور عارف ماسوی اللہ میں۔ مومن دنیا میں بمنزلہ قیدی ہے اگرچہ اس کا رزق فراخ اور مکان وسیع ہو۔ اس کے گھر والے اس کے مال و جاہ میں اینڈی پھرتے ہیں۔ اُسکے گرد اگرد خوش ہوتے اور ہنستے ہیں مگر وہ بلحاظ باطن قیدخانہ میں ہے اسکے چہرہ پر خوشی ہوتی ہے اور دل میں غم۔ اس نے دنیا کو پہچان کر طلاق دیدی ہے۔ پہلی مرتبہ ایک طلاق دی۔ کیونکہ اُسے خوف تھا کہ اغیار ارادہ نہ بدل دیں۔ اسی حالت میں آخرۃ نے اپنا دروازہ کھولا۔ اور اُسکے حسن و جمال کی بجلی چمکی۔ مومن نے دُنیا کو دوسری طلاق دیدی۔ اسوقت دنیا کر آئی اور گلے سے لپٹ گئی۔ اسنے تیسری طلاق دیدی۔ اور بالکل آخرۃ کا ہو رہا۔ اب نور الٰہی کی تجلی ظاہر ہوئی۔ اور مومن نے آخرت کو طلاق دیدالی۔ دنیا نے پوچھا میاں تم نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ جواب ملا کہ میں نے تجھ سے اچھی چیز دیکھ لی تھی۔ پھر آخرۃ نے سوال کیا کہ مجھے کیوں طلاق دیدی مومن نے کہا کہ تو نوجوان اور صورت والی ضرور ہے مگر غیر اللہ ہے اس لئے تجھے طلاق کیوں نہ دیتا۔ اسوقت اس کیلئے معرفت الٰہی محقق ہو جاتی ہے اور وہ ماسوی سے بالکل آزاد ہو جاتا ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں سے بیگانہ ہوتا ہے سب سے غائب اور بالکل عالم محویت میں رہتا ہے دنیا اس کی خدمت میں آکھڑی ہوتی ہے۔ وہ دنیا کو اپنی خادمہ جانتا ہے حرم نہیں سمجھتا دنیا اسکے کام کیلئے تیار کھڑی رہتی ہے۔ اور اس زینت و آرائش سے خالی ہوتی ہے جسکے ساتھ وہ اہل دنیا کے سامنے پیش آتی ہے۔ یہ اس لئے کہ مومن اُدھر متوجہ نہ ہو جائے۔ بیگم جب کسیکو چاہنے لگتی ہے۔ تو اسکے تحفے بڑھیا عورتوں اور کالی کلوٹی لونڈیوں کے ہاتھ اس کے پاس پہنچا کرتے ہیں۔ کیونکہ بیگم اس مرد کی حفاظت اور اسپر غیرت کیا کرتی ہے خدا کی طرف سراپا متوجہ ہو جا۔ کل آیندہ کو کل گذشتہ کے پاس چھوڑ دے کیا تعجب کل آیندہ ایسی حالت میں آئے کہ تو مر چکا ہو۔ اے غنی اپنے غنا کے باعث خدا سے بے پروا نہ شاید کل کو تو فقیر ہو جائے کسی شے کے ساتھ نہ ہو بلکہ خالق الاشیاء کے ساتھ رہ اس کی مانند کوئی شے نہیں ہو سکتی۔ اور اس کے غیر کی طرف قرار نہ پکڑ۔ پیغمبر علیہ السّلام فرماتے ہیں۔ خدا سے ملاقات کئے بغیر مومن کو راحت نہیں ملتی۔ جب تیری اور مخلوق کے تعلقات جاتے رہے اور خدا سے تعلق ہو گیا تو یہ سمجھ کہ اسنے تجکو پسند کر لیا اس کے پسندیدہ کو برا نہ جان۔ جو خدا کے ساتھ صبر کرتا ہے اس کے عجائبات دیکھ لیتا ہے۔ فقر پر صبر کرنیوالے کو غنا حاصل ہو جاتا ہے۔ نبوت اکثر چرواہوں میں اور ولایت اکثر غلاموں اور غریبوں میں ہوئی ہے۔ بندہ جب خدا کے لئے ذلیل ہوتا ہے خدا اسکو عزیز کر دیتا ہے۔ اور جب تواضع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بلند کر دیتا ہے۔ عزت ذلت دینے والا پست اور بلند کرنیوالا توفیق دینے اور آسانی کرنیوالا وہی ہے اگر وہ نہ ہوتا تو ہم اُسے نہ پہچانتے۔ اے اعمال پر غرور کرنیوالو۔ تم بڑے جاہل ہو۔ اُسکی توفیق نہ ہوتی تو تم نماز و روزہ اور صبر کچھ نہ کر سکتے۔ تم مقام شکر میں ہو نہ کہ مقام غرور میں بہت سے لوگ اپنے عمل و عبادت پر مغرور و خلقت سے سج

دُنیا کے طالب اقبال دنیا کے راغب اور اہل دنیا کیطرف متوجہ ہیں نفسوں اور خواہشوں کے ساتھ ٹھیرنا اس کا سبب ہے دنیا نفس کی اور عقبیٰ دل کی پیاری چیز ہے اور خدا محبوب اسرار ہے مضبوط احکام کے بعد تمہارے دلوں میں حکمتیں ڈالی ہیں حکمتیں اس کام کا پہلا قدم ہیں جس نے باوجود عدم حکمت اس کا دعوی کیا وہ جھوٹا ہے کیونکہ شریعت جس چیز کی گواہی نہ دے وہ الحاد ہے۔ قرآن و حدیث کے دو پر لگا کر خدا کی طرف اڑجا اور پیغمبر علیہ السلام کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر اس کے پاس جا پہنچ انکو اپنا وزیر اور معلم بنالے وہ بنا سنوار کر تجھے خدا کے سامنے پیش کر دینگے۔

وہ ان ارواح میں حاکم مریدوں کے مربی۔ مرادوں سے واقف۔ اور صالحین کے افسر ہیں ان میں احوال اور مقامات کی تقسیم کرنیوالے ہیں۔ خدا نے یہ کام ان کے سپرد کر دیا ہے ان کو سب کا سردار بنایا ہے۔ بادشاہ کے پاس سے جب لشکریوں کے لئے خلعت جاتے ہیں تو افسر کے ہاتھوں تقسیم ہوا کرتے ہیں توحید عبادت ہے اور مخلوق کے ساتھ شرک کرنا عادت۔ عبادت کو لازم کرلے اور عادت کو چھوڑ دے۔ جب تو عادت کو چھوڑ دیگا تو تیرے حق میں خرق عادت ہونے لگے گا۔ اپنی عادت کو بدل دے تاکہ خدا تیری حالت بدل ڈالے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک لوگ اپنی حالت خود نہ بدلیں اپنے نفس اور مخلوق کو اپنے دل سے نکالدے اور ان کے پیدا کرنیوالے سے بھڑ جا تاکہ تکوین تیری طرف واپس آجائے۔ طہارت قلب اور صفائی اسرار نہ ہو تو اس دن کے روزوں اور رات کی نمازوں سے کچھ حاصل نہیں۔ بعض اولیاء اللہ کا قول ہے کہ صیام و قیام اس دسترخوان کا سرکہ اور ساگ ہے اصل کھانا اور شے ہے۔ ان دونوں کا صدق اول کھانا ہے۔ پھر رنگ برنگ کے کھانے آنے لگتے ہیں۔ بعد کھانے تناول کئے جاتے ہیں۔ پھر ہاتھ دھوئے جاتے ہیں پھر خدا کی ملاقات ہوتی ہے۔ پھر خلعتیں اور جاگیریں ملتی ہیں امارت و نیابت حاصل ہوتی ہے۔ شہر اور قلعے تسلیم کئے جاتے ہیں۔ جب بندہ کا دل درست ہوتا اور قریب کو جگہ دیتا ہے اسے اطراف زمین کی بادشاہت و سلطنت سب مل جاتی ہے مخلوق کی طرف دعوت اسلام اور ان کی ایذاؤں پر صبر تغییر باطل اور اظہار حق کا منصب دیا جاتا ہے۔ خدا اس کو دیتا اور غنی کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ جب دیتا ہے غنی کر دیا کرتا ہے۔ اس کا پیٹ حکمتوں سے بھر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں اور عارفوں کے دلوں کی زمین میں حکمتوں کی نہریں پیدا کر رکھی ہیں۔ جن میں اُسکے علم کے وادی سے اس کے عرش و لوح سے پانی آتا ہے اور ان دلوں کی طرف جو مردہ۔ خدا سے ناواقف۔ اور اس سے منہ پھیرے ہوئے ہیں جاری ہوتا ہے۔ اے لڑکے حرام کھانا تیرے دل کو مارتا اور حلال اسے زندہ کر دیتا ہے۔ ایک لقمہ دلکو روشن کرتا ہے اور ایک تاریک۔ ایک لقمہ دنیا میں مشغول کرتا ہے اور ایک آخرت میں۔ ایک لقمہ دونوں سے بے رغبت بناتا ہے اور ایک خالق کی جانب راغب کر دیتا ہے۔ حرام کھانا دنیا میں مشغول اور معاصی محبوب کرتا ہے۔ مباح لقمہ آخرت میں مشغول اور طاعات کو مرغوب کر دیتا ہے اور حلال دل کو خدا سے قریب کر دیتا ہے ان کھانوں کی شناخت صرف معرفت الٰہی کے باعث ہوتی ہے اور اسکی معرفت دل میں ہوتی ہے کتابوں میں نہیں ہوتی۔ اسیکی طرف سے ہوتی ہے مخلوق کی جانب سے نہیں ہوتی۔ خدا کی معرفت اسکے حکم پر عمل کرنے اور تصدیق و صدق کے بعد حاصل ہوا کرتی ہے۔ یہ مرتبہ توحید اور اسپر مضبوط ہونے اور مخلوق سے الگ ہونے کے بعد ملتا ہے۔ جب تو کھانے پینے پہننے اور نکاح کرنے کے بعد کچھ جانتا ہی نہیں تو خدا کو کیونکر پہچان سکتا ہے۔ یہ چیزیں وجہ حلال سے ہوں یا حرام سے تجھے کچھ پروا نہیں

تو نے پیغمبر علیہ السلام کا یہ قول نہیں سُنا کہ جو اپنے کھانے پینے کی پروانہ کرے کہ کہاں سے آرہا ہے۔ خدا اس کی پروا نہیں کرتا جو نسے دروازہ سے چاہے دوزخ میں داخل کردے (شیخ رضی اللہ عنہ نے قدری کلام کے بعد فرمایا) اشیا جمع کرنے کی پروا مت کر اور کسی چیز کی تمنا نہ رکھ۔ تجھے کوئی شے اس سے غافل نہ کرے۔ مخلوق تجھے اس سے نہ روکے ہاں ان کی عقل کے مطابق اُن سے بات کر اور مدارات کے ساتھ ان پر صدقہ کر۔ اور پیغمبر علیہ السلام کے اس قول پر عمل کرتا رہ کہ لوگوں سے مدارات کرنا صدقہ ہے خدا کے دیئے میں سے اُنکو دے۔ جو تجھے ملا ہے۔ اسمیں سے کچھ انہیں بخش۔ نرمی مہربانی اور خوش اخلاقی سے پیش آیا۔ اسوقت تیرا خلق اخلاق الٰہی میں ہے اور تیرا فعل اس کے حکم سے ہوگا۔ مشائخ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک شیخ الحکم دوسرا شیخ العلم یہ دوسرا شیخ تجکو مخلوق سے الگ کر کے قرب الٰہی کے دروازے تک پہنچا دیگا۔ تجھے دو دروازوں میں جانا پڑے گا ان میں ایک مخلوق کا دروازہ ہے دوسرا خالق کا۔ ایک دنیا کا دوسرا آخرت کا۔ ایک دوسرے کا تابع ہے۔ اول مخلوق کا دروازہ ہے پھر خالق کا۔ تو پہلے دروازہ سے تجاوز کئے بغیر دوسرے کو نہیں دیکھ سکتا۔ دل کو دنیا سے الگ کر تاکہ دوسرے دروازہ میں چلا جائے شیخ الحکم کی خدمت کرتا کہ وہ شیخ العلم تک پہنچا دے۔ مخلوق سے نکل۔ تاکہ خالق پہچان سکے۔ معرفت درجہ بدرجہ ہے دنیا و آخرت جمع نہیں ہوتیں۔ یہ چیزیں ایک دوسرے کی ضد ہیں انکے اجتماع کا طالب نہ بن کچھ حاصل نہ ہوگا۔ خدا کے گھر یعنی دل کو خالی کرلے اور اسمیں غیر کو نہ چھوڑ جب فرشتے اس گھر میں کہ جس میں تصویر ہو داخل نہیں ہوتے۔ تو تیرے دل میں تو بہت سی تصویریں اور بُت موجود ہیں۔ اُنمیں خدا کیونکر آئیگا۔ ماسوی اللہ سے بت ہے۔ اسے توڑ۔ اور اس گھر کو انہوں سے پاک کر تو اپنے مطلوب کو اسی میں موجود پائیگا۔ اور ایسے عجائبات دیکھے گا۔ جو اس سے پہلے نہ دیکھے ہونگے۔ الٰہی ہمیں اپنی مرضیات کی توفیق دے اور دنیا۔ آخرت میں نیکی عطا فرما۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

پینتالیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے سولھویں رجب ۵۴۵ھ کو صبح کے وقت مدرسہ میں فرمایا

پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں جس کا بھروسا اپنی جیسی مخلوق پر ہو وہ ملعون ہی ملعون ہے۔ اس لعنت میں اکثر لوگ شامل ہیں۔ ہزاروں میں ایک خدا پر بھروسہ کرتا ہے۔ اور جس نے خدا پر اعتماد کیا۔ اس نے گویا بہت مضبوط کڑا تھام لیا۔ اور جسنے مخلوق پر بھروسا رکھا اس نے گویا پانی کو مٹھی میں بند کر لیا۔ مٹھی کھولدی تو کچھ بھی نہ رہا۔ افسوس مخلوق ایک دن دو دن۔ تین دن۔ مہینا بھر۔ برس دن دو برس تک تیری حاجتیں پوری کریگی۔ آخر تنگ آجائیگی۔ اسلئے خدا کی صحبت اختیار کر اور اپنی حاجتیں ادھر لیجا۔ وہ تیری دونوں طرح کی حاجتوں سے نہ تنگ ہوگا نہ گھبرائیگا۔ قوت توحید کے وقت موحد کے سامنے ماں باپ اہل و عیال۔ دوست دشمن اور مال و جاہ کی کچھ حقیقت نہیں رہتی۔ وہ کسی کی طرف قرار نہیں پکڑتا خدا کے دروازہ اور اُسکے احسانات کے سوا کسی سے تعلق نہیں رکھتا۔ اے اپنے قبضہ کے دینار و درہم پر اعتماد کرنے والے یہ دونوں عنقریب تیرے ہاتھ سے جاتے رہیں گے۔ اور جیسا تو انکو چاہتا تھا ویسا ہی یہ تجکو دکھ دینگے۔ یہ پہلے غیر کے پاس تھے چھینکر تجھے دے گئے۔ تاکہ تو طاعت الٰہی پر ان سے مدد لے۔ تو نے ان کو اپنا بت بنالیا۔ اے جاہل خدا کے لئے علم پڑھ

اور اسپر عمل کر۔ علم حیات ہے اور جہل موت۔ صدیق جب علم مشترک کی تعلیم سے فارغ ہوتا ہے۔ تو علم خاص یعنی علم قلوب و اسرار میں مشغول ہوجاتا ہے۔ پھر یہ علم پڑھ کر خدا کے دین کا بادشاہ بنجاتا ہے۔ امر و نہی اور دینا نہ دینا مسلط کرنیوالے کے حکم سے کیا کرتا ہے اسی کے حکم سے لیتا دیتا ہے۔ وہ بلحاظ حکم مخلوق کے ساتھ ہے اور بلحاظ علم خدا کے ساتھ حکم دربان ہے۔ اور علم گھر۔ حکم عام ہے اور علم خاص۔ عارف خدا کے دروازہ پر کھڑا رہتا ہے اسے علم معرفت و اطلاع امور دیا جاتا ہے جسکی خبر اور کو نہیں ہوتی اسے عطا کا حکم دیا جاتا ہے۔ اسلئے وہ دیدیتا ہے روکنے کا حکم ملتا ہے۔ روک لیتا ہے۔ کھانے کی اجازت ہوتی ہے کھالیتا ہے بھوکے رہنے کا حکم ہوتا ہے بھوکا رہتا ہے اسی کسی شخص کی طرف متوجہ ہونے کا حکم ہوتا ہے۔ اور کسی سے منہ پھیر لینے کا۔ کسی سے لینے کی اجازت ہوتی ہے اور کسیکو رد کردینے کی جسکی خدا مدد کرے وہ منصور ہے۔ اور جسے وہ محروم رکھے وہ محروم۔ اہل اللہ تمہارے پاس تمہارے نفع کے لئے آتے ہیں۔ اپنی حاجت کے لئے نہیں آتے۔ اُنکو مخلوق کی حاجت ہی نہیں۔ وہ مخلوق کی رسیوں میں بل دیتے ان کی بنیادیں مضبوط کرتے اور اسپر مہربانی فرماتے ہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں خدا سے واقف ہیں۔ تم سے جو کچھ لیتے ہیں وہ تمہارے ہی لئے ہے نہ اُن کے لئے۔ مخلوق کی نصیحت اور اسپر دوام ان کا مشغلہ ہے۔

کیونکہ جو چیز خدا کی طرف سے ہوتی ہے دائم و ثابت رہتی ہے۔ اور جو غیر کی طرف سے ہو۔ فنا ہو جاتی ہے۔ علم اور عمل کرنیوالے علماء کی خدمت کر۔ اور اسپر صابر رہ۔ تو اگر علم کی خدمت پر اول صبر کریگا۔ تو ثانی الحال علم تیرا خادم بنجائیگا جس طرح تو نے اسکی خدمت پر صبر کیا ہے وہ تیری خدمت پر صبر کریگا۔ تجھے علم کی خدمت پر صبر کرنے کے باعث دل کی سمجھ اور باطن کا نور دیا جائیگا اے قوم اپنے کام خدا کے حوالے کرو۔ وہ تمہارا حال تم سے زیادہ جانتا ہے اسکی طرف سے کشائش کے منتظر رہو۔ کیونکہ ایک ساعت سے دوسری ساعت تک کشائش ہوجایا کرتی ہے۔ خدا کی عبادت کرو۔ اس کا دروازہ کھلواؤ۔ مخلوق کیطرف کے دروازے بند کرو۔ وہ تمہیں ایسے عجائبات دکھائیگا جو شمار میں نہ آسکینگے۔ تجھ پر افسوس اگر خدا مخلوق کے ہاتھوں تجھے نفع دینا چاہیگا۔ تو ضرور دیگا۔ اور اگر ضرر دینا چاہیگا۔ تو یہ ہو کر رہیگا۔ کیونکہ تسخیر اور دلوں کو نرم و سخت کرنیوالا وہی ہے۔ اور مارنے جلانے۔ دینے نہ دینے۔ ذلیل اور معزز کرتے بیماری اور تندرستی دینے۔ پیٹ بھرنے اور بھوکا رکھنے۔ کپڑا پہنانے اور ننگا پھرانے۔ نیکی کرنے اور وحشی بنانے والا وہی ہے۔ اول و آخر اور ظاہر و باطن وہی ہے سب کچھ وہی ہے۔ ماسوی کچھ نہیں۔ اس بات کو دل میں جمالے۔ اور بظاہر لوگوں کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کر۔ یہ ان نیک لوگوں اور پرہیزگاروں کا شغل ہے جو ہر حال میں خدا سے ڈرتے ہیں۔ مخلوق کے ساتھ مدارات کرتے اُن کے دلی حالات سمجھ کر خوش اخلاقی کے ساتھ اُن سے بیان کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث کے مطابق اخلاق برتتے اور اُنہی کے موافق عمل کرتے ہیں۔ پھر اگر لوگ ان کی باتیں مان لیتے ہیں تو وہ اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور اگر لوگ قرآن و حدیث سے نکل جاتے ہیں تو ان میں اور ان میں دوستی اور مدارات کچھ نہیں رہتا۔ خدا کے امر و نہی کے متعلق مخلوق سے نہیں شرماتے۔ اپنے دل کو مسجد بنالے اور خدا کے ساتھ کسیکو نہ پکار۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک مسجدیں خدا کے لئے ہیں تم خدا کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔ اسوقت ایسے آدمی کا درجہ اسلام سے ایمان۔ ایمان سے ایقان۔ ایقان سے معرفت۔ معرفت سے علم۔ علم سے محبت۔ محبت سے محبوبیت اور طلب سے مطلوبیت کی طرف ترقی کرجاتا ہے۔ اسوقت ایسا آدمی جب بندہ بنجاتا ہے چھوڑا نہیں جاتا۔ جب بھولتا ہے یاد دلایا جاتا ہے۔ جب سوتا ہے بیدار کیا جاتا ہے۔ جگایا جاتا ہے۔ جب غافل ہوتا ہے۔ جب پشت پھیرتا ہے۔ متوجہ

کیا جاتا ہے جب خاموش ہو جاتا ہے۔ بلایا جاتا ہے پھر وہ ہمیشہ بیدار اور صاف رہتا ہے کیونکہ اس کا آئینہ دل صاف ہو جاتا ہے اس کے ظاہر سے باطن کو دیکھ لیتا ہے۔ اور اپنے پیغمبر علیہ السلام سے بیداری کا ورثہ پاتا ہے حضور کی آنکھیں سویا کرتی تھیں۔۔۔ ۔۔۔ اور دل بیدار رہتا تھا۔ اور پس پشت سے آپ اس طرح دیکھتے تھے جس طرح سامنے سے۔ ہر کسی کی بیداری اسکی حالت کے مطابق ہے پیغمبر علیہ السلام کی بیداری کو کوئی نہیں پہنچتا۔ اور آپ کے خصوصیات میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ ہاں آپکی اُمت کے ابدال و اولیاء آپ کے فضلہ خوار ہیں۔ ان کو آپ کے دریائے مقامات کا ایک قطرہ اور کرامات کے پہاڑوں کا ایک ذرہ دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ آپ کے وارث۔ دین کے مددگار۔ دین کے رہبر علم دین اور شریعت کے پھیلانے والے ہیں انپر اور قیامت تک ان کے وارثوں پر خدا کا سلام اور اس کی رحمت۔ مومن نے دنیا پر نظر ڈالی اسے چاہا اور طلب کیا۔ اور دنیا نے اس کے دل میں جگہ لیکر مالک بننا چاہا۔ اُس نے جھٹ طلاق دیدی پھر آخرت کو طلب کیا اور اُسے پالیا جب اس نے دل کو گھیر لیا۔ تو مومن کو اس کا خوف ہوا کہ کہیں یہ مجھ کو خدا سے نہ روک دے اور قید نہ کرے۔ اسلئے اسے بھی طلاق دیکر دنیا کے پہلو میں بٹھا دیا۔ اور اس کا مہر ادا کر کے خدا کے دروازے پر جا پہنچا وہاں خیمہ لگالیا۔ اور اس کی چوکھٹ کو تکیہ بنالیا۔ اس نے ملت ابراہیم کا اتباع کیا پہلے ثریا کو دیکھا پھر چاند کو۔ پھر سورج کو پھر فرمایا کہ فنا اور غائب ہونیوالی چیزوں کو میں پسند نہیں کرتا۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا میں باطل دینوں سے دین حق کی طرف مائل ہوتا ہوں اور مشرک نہیں ہوں۔ مومن جب ہمیشہ خدا کی چوکھٹ سے تکیہ کرتا اور خدا اس کے صدق طلب کو معلوم کر لیتا ہے تو دروازہ کھولدیتا ہے اور اس کے دل کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیتا ہے پھر اس سے اس کے حال اور دنیا و آخرت کے ساتھ جو کچھ گذر چکی ہے۔ سب کی خبریں پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے مومن اپنا سب قصہ کہہ سناتا ہے۔ بعدہ خدا اُسے مقرب کر لیتا اس سے انس اور کلام کرتا۔ اپنی رضا کی خلعت پہناتا۔ اسے حکمت و علم سے پُر کرتا ہے۔ اور اس کی دونوں مطلقہ عورتوں یعنی دنیا و آخرت کو تجدید عقد کرتا ہے۔ اسکے اور اُن دونوں کے مابین حکمنامہ لکھتا ہے اور اسکے حق میں ترک اذیت شرط کر لیتا ہے اور ان دونوں کو خادمہ بنا دیتا ہے۔ یہ دونوں اسکا پورا حق ادا کرتی ہیں۔ خدا ان دونوں کے دل میں اسکی محبت ڈالتا ہے۔ اس کی حالت بدلجاتی ہے اور اس کا دل خدا کے قریب میں جا رہتا ماسوا کے الگ ہو جاتا ہے یہ شخص آزاد بندہ بنجاتا ہے ماسوا سے الگ اور زمین و آسمان میں بے قید ہو کر رہتا ہے کوئی چیز اسپر حاکم نہیں ہوتی اور وہ اشیاء کا مالک ہوتا ہے وہ ایسا بادشاہ بنجاتا ہے کہ خدا کے سوائے کوئی اس کا مالک نہیں ہوتا۔ اُسکے سامنے دروازہ کھلا رہتا ہے۔ نہ کوئی دربان ہوتا ہے نہ پہرہ دار اے لڑکے۔ اہل اللہ کا غلام بنجا۔ کیونکہ ان کی چاہت کیوقت دنیا و آخرت ان کی خدمتگار ہو جاتی ہے۔ وہ ان دونوں سے بحکم الٰہی لیتے ہیں۔ بظاہر دنیا سے لیکر تم کو دیتے ہیں۔ مگر ان کا باطن آخرت میں ہے الٰہی دنیا اور آخرت میں ہمیں ان کی شناخت کرادے ؁

چھیالیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے اٹھارہ رجب ۵۴۵ھ میں اتوار کے دن صبح کیوقت فرمایا

دنیا ایسا بازار ہے جو عنقریب بند ہو گا۔ مخلوق پر نگاہ ڈالنے کے دروازے بند کرو۔ اور خدا کو دیکھنے کے دروازے کھولو۔ دل کی صفائی اور قرب باطن کی ایسی حالت میں جو تمہارے ساتھ مخصوص ہو۔ اور عام طور پر تمہارے اہل و عیال سے متعلق نہ ہو کمائی اور اسباب کے دروازے بند کردو۔ بات تو جب ہے کہ کمائی نفع اور تحصیل سب غیروں کیلئے ہو۔ اپنے لئے اسکے طلق سے خاص چیز طلب کرو۔ نفسوں کو دنیا دلوں کو آخرت اور اسرار کو خدا کے ساتھ متعلق کرو۔ ہمارا ارادہ تجھے معلوم ہے۔ (شیخ کا قول ہے) کہ اہل اللہ انبیاء کے نعم البدل ہیں انکی بات مانو۔ کیونکہ خدا اور رسول کے حکم سے امر و نہی کرتے ہیں۔ بلائے جاتے ہیں اسلئے بولتے ہیں دیئے جاتے ہیں اسلئے لیتے طبیعت و نفس کی خواہش سے کوئی حرکت نہیں کرتے۔ خدا کو دین کی بابت اپنی خواہشوں میں شریک نہیں ٹھیراتے تمام اقوال و افعال میں پیغمبر علیہ السلام کا اتباع کرتے ہیں۔ انہوں نے خدا کا یہ حکم سن رکھا ہے۔ کہ جو کچھ رسول دیں اُسے لے لو اور جس سے منع کریں باز رہو۔ رسول کے اتباع نے انہیں مرسل تک پہنچا دیا ہے۔ انہوں نے رسول کا قرب چاہا۔ رسول ﷺ نے ان کو خدا کا مقرب کر دیا۔ خدا نے ان کو خطاب خلعت اور مخلوق کی سرداری دی۔ اے منافقو تمہیں یہ گمان ہے کہ دین چلنے کو طیار ہے اور امر دین مہمل اور بیکار ہے۔ تمہیں اور تمہارے شیاطین اور بری مصاحبوں کے لئے کوئی عزت نہیں۔ الٰہی مجھ پر اور انپر مہربان ہو اور ان کو نفاق کی ذلت اور شرک کی قید سے نجات دے۔ خدا کی عبادت کرو اور حلال کی کمائی سے عبادت پر مدد چاہو۔ کیونکہ خدا مومن مطیع اور حلال کھانے والے بندہ کو محبوب رکھتا ہے کھاپی کر عبادت و عمل کرنیوالے کو دوست اور بعض کو دشمن جانتا ہے کسی پیشہ سے کمائی کھانے والے کو اچھا جانتا ہے اور نفاق سے کھانیوالے کو دشمن۔ ایسے کو مخلوق کے حوالے کر دیتا ہے۔ موحد کو دوست رکھتا ہے اور مشرک کو مبغوض۔ اہل تسلیم کو پیار کرتا ہے اور جھگڑالو سے دشمنی کرتا ہے۔ موافقت محبت کی علامت ہے اور مخالفت دشمنی کی۔ سب کام خدا کو سونپ دو اور دنیا و آخرت کے متعلق اس کی تدبیر پر رضامند رہو۔ میں مدتوں بلاؤں کے ساتھ آزمایا گیا۔ میں نے خدا سے اُسکے دفعیہ کا سوال کیا۔ اس سے اور زیادہ بلا میں مبتلا ہوا۔ سخت حیرانی ہوئی۔ غیب سے آواز آئی کہ کیا ابتدائی حالت میں ہم نے تجھ سے نہ کہدیا تھا کہ تیری حالت تسلیم کی حالت ہے۔ میں نے اسے حاصل کیا اور خاموش ہو رہا۔ افسوس تو خدا کی محبت کا دعویٰ کرے اور غیر کو چاہے۔ وہ صاف ہے اور اغیار مجسم کدورت ہیں۔ جب تو غیر کی محبت میں صاف کو مکدر کریگا۔ تو وہ تجھ کو مکدر کر دیگا۔ اور تیرے ساتھ وہ برتاؤ رکھے گا۔ جو حضرت ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کے ساتھ رکھا جب انہوں نے اپنے بیٹوں کی طرف ادنیٰ دلی توجہ فرمائی تو انہیں بیٹوں ہی کے غم میں مبتلا کر دیا۔ اور ہمارے پیغمبر علیہ السلام جب اپنے نواسوں حضرت امام حسنؓ و حسینؓ کیطرف مائل ہوئے تو ایک دن جبرئیل ع نے آکر یہ فرمایا کہ کیا تم ان دونوں کو چاہتے ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں جبرئیل نے جواب دیا کہ ایک کو زہر دیا جاویگا۔ اور دوسرا شہید ہوگا۔ چنانچہ دونوں کی محبت آپکے دل سے جاتی رہی اور آپ صرف خدا کے ہو گئے اور خوشی غم سے بدل گئی۔ اللہ تعالیٰ انبیاء و اولیاء اور نیک بندوں کے دلوں سے غیرت کرتا ہے۔ اے نفاق سے دنیا طلب کرنیوالے آنکھ کھول تجھے اسمیں کچھ بھی نظر نہ آئیگا۔ افسوس تو نے کمائی میں زہد اختیار کیا۔ اور دین بیچکر لوگوں کا مال بیٹھے بیٹھے کھانے لگا۔ کسب تمام انبیاء کا فعل ہے۔ ہر نبی کوئی نہ کوئی پیشہ کیا کرتا تھا۔ انجام کار جو کچھ انہوں نے مخلوق سے لیا وہ خدا کے حکم سے لیا۔ اے دنیا کی شراب اور اس کی خواہشوں اور لذتوں کے سرمست۔ عنقریب قبر میں جاکر تیرے ہوش ٹھکانے آجائیں گے۔

سینتالیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے ۵۴۵ھ میں شعبان کی چاندرات کو منگل کے دن مدرسہ میں فرمایا

علم پڑھ پھر عمل کر اخلاص سے کام لے اپنے نفس اور مخلوق سے الگ ہو۔ اور اللہ کیلئے مخلوق کو چھوڑ دے کہ اپنی خیال میں لہو ولعب کرتے ہیں۔ ابراہیمؑ کی طرح پکار۔ کہ رب العلمین کے سوا تمہارے معبود میرے دشمن ہیں۔ خلقت کو چھوڑ۔ اور جب تک ان کو نفع وضرر میں مبتلا دیکھے اُن سے نفرت رکھ۔ جب تیری توحید ہو جائے اور شرک کی ناپاکی دل سے باہر ہو تو اُن کیطرف جا اُن سے مل اور انکو اپنے علم سے فائدہ پہنچا۔ خدا کے دروازہ کا رستہ دکھا۔ مخلوق کی طرف سے مرجانا خواص کی موت ہے۔ یہ ارادی اور اختیاری موت ہو گرتی ہے جسکو موت آگئی اُسے حیات ابدی مل گئی۔ اس کی موت لحظہ بھر کے لئے سکتہ ہے۔ لحظہ بھر کیلئے غشی۔ لحظہ بھر کے لئے جمعیت پھر نیند۔ پھر بیداری۔ اگر ایسی نیند درکار ہے تو معرفت و قرب کا نشہ پی لے اور خدا کی چوکھٹ پر اس قدر سو۔ کہ رحمت اور احسان کا ہاتھ تجھے تھام لے اور حیات ابدی عنایت کرے۔ نفس کا کھانا الگ ہے۔ دل کا الگ اور سِر کا الگ۔ اسی لئے پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اپنے خدا کے پاس رہتا ہوں۔ وہ مجھے کھلا پلا دیتا ہے۔ یعنی میرے سِر کو معانی اور روح کو روحانیت عطا فرماتا ہے اور خالص غذا ہیں دیتا ہے۔ ابتدا میں آپکو جسم و قلب دونوں کے ساتھ معراج ہوئی۔ پھر جسم روکا گیا دل اور سِر سے معراج ہوئی۔ اور آپ لوگوں میں موجود رہے۔ یہی حال آپکے اُن سچے وارثوں کا ہے جو علم و عمل و اخلاص اور مخلوق کی تعلیم کے متعلق جامع اوصاف ہیں۔ اہل اللہ کا فضلہ کھاؤ۔ اُن کے برتنوں میں جو کچھ بچا ہو اُسے پی جاؤ۔ اے علم کے مدعی۔ بلا عمل تیرے علم کا کچھ اعتبار اور بلا اخلاص تیرا عمل معتبر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ جسم بلا روح ہے۔ اخلاص کی علامت یہ ہے۔ کہ تو مخلوق کی تعریف و مذمت کی طرف توجہ نہ کرے۔ اُن کے مال کی طمع رکھے بلکہ ربوبیت کا حق ادا کرے۔ نعمت کیلئے نہیں بلکہ منعم کے لئے۔ ملک کے لئے نہیں بلکہ مالک کیلئے۔ باطل کیلئے نہیں بلکہ حق کے لئے عمل کرے۔ مخلوق کے پاس چھلکا اور خدا کے پاس مغز ہے۔ اور اُس نے تجھے لب لباب۔ سراسر اور خلاصہ معنی کی اطلاع دی ہے۔ اب ماسوی اللہ سے الگ ہو جاؤ۔ یہ تجرید دل کے لئے ہے۔ نہ کہ جسم کے لئے۔ زہد دل کے لئے ہے نہ کہ جسم کے لئے روگردانی سِر کے لئے ہے نہ کہ ظاہر کے لئے۔ نظر معانی کیطرف چاہیئے۔ نہ کہ الفاظ کیطرف۔ نگاہ خدا کیلئے ہے نہ کہ مخلوق کے لئے۔ دارومدار اس پر ہے کہ تو خدا کے ساتھ ہو نہ کہ مخلوق کے ساتھ۔ تمہاری طرف سے دنیا و آخرت سب نابود ہو جانے چاہیئے۔ گویا دنیا و آخرت کوئی چیز نہیں۔ گویا اسکے سوا ہر چیز لاشئے ہے۔ خدا کے محب جو مخلوق میں خاص ہیں جسمانی بلاؤں سے خوش ہوتے ہیں۔ جو لوگ جسمانی آزمائش کے متعلق کفار کی تلوار سے قتل کئے جاتے ہیں۔ وہ شہید ہوتے ہیں۔ پھر جو محبت کی تلواروں سے مارے جاتے ہیں۔ وہ کس رتبہ کے شہید ہونگے۔ ویرانی آبادی پر مسلط ہوتی ہے اور معاصی گناہوں سے خراب ہوتے ہیں۔ تو نے اُجاڑ مقامات کو نہیں دیکھا۔ ان کو باشندوں کے گناہوں نے اجاڑا ہے گناہ شہروں کو اجاڑتے اور بندوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ اسیطرح تیری بنیاد ہے جب تو گناہ کریگا۔ اجڑ جائیگی۔ گناہوں سے پہلے تیرے بدن میں خرابی واقع ہوگی۔ پھر تیرے دین کے بدن میں اندھاپن۔ اپاہجی۔ بہراپن۔ ناطاقتی سب موجود ہو جائینگی۔ پھر مختلف بیماریاں لاحق ہونگی فقر مال کے گھر کو خراب کریگا۔ اور دوست دشمن کا محتاج بنا دیگا۔ اے منافق خدا کو فریب نہ دے۔ تو اپنے عمل کو خدا کے لئے

ظاہر کرتا ہے۔ حالانکہ وہ مخلوق کے لئے ہوتا ہے۔ تو ان کو دکھانا نفاق کرتا اور ان کی خوشامد کیا کرتا ہے خدا کو بھول رہا ہے۔ تو عنقریب دنیا سے مفلس ہو کر نکلیگا۔ اے باطنی مریض۔ دوا کر۔ ایسی دوا نیکوں ہی کے پاس ہوتی ہے۔ ان سے دوا لیکر استعمال کر۔ تندرستی حاصل ہوگی یعنی قلب بہتر۔ اور رضا کیساتھ خلوت نشینی کے متعلق ابدی صحت حاصل ہوگی۔ دل کی آنکھیں کھل جائیں گی اور تو خدا کو دیکھ لیگا۔ اور تو ان میں جائیگا جو خدا کے دوست اور اس کے دروازے پر پڑے ہوئے ہیں۔ اسکے سوا کسی کو نہیں دیکھتے جس دل میں بدعت ہو خدا کو کیونکر دیکھ سکتا ہے اے قوم سنت کا اتباع کرو۔ بدعت نہ کرو۔ موافق بنو۔ مخالف نہو۔ اطاعت کرو۔ گناہ نہ کرو۔ اخلاص کرو۔ مشرک نہ بنو۔ خدا کو ایک جانو۔ اس کے دروازے سے نہ ٹلو۔ اس سے مانگو غیر سے نہ مانگو۔ اُس سے مدد چاہو غیر سے نہ چاہو۔ اسپر توکل کرو۔ غیر پر اعتماد نہ رکھو۔ اور اے خاص لوگو۔ تم اپنے نفس اسی سونپ دو۔ اپنے متعلق اسکی تدبیر پر رضامند ہو جاؤ۔ اس کے ذکر میں مشغول رہو نہ کہ سوال میں۔ تم نے بعض کتابوں میں یہ قول نہیں سُنا جو شخص میرے ذکر میں مشغول ہو کر مجھ سے سوال نہیں کر سکتا میں اُسے مانگنے والوں سے زیادہ دیا کرتا ہوں۔ اے ذکر الٰہی مشغول ہونے اور اس کے لئے شکستہ دل رہنے والے کیا تو اس سے رضامند نہیں کہ وہ تیرا ہمنشین ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض کلام میں فرماتا ہے میں اپنے ذکر کرنے والے کا ہمنشین ہوں اور میں اُن کے پاس ہوں جو میرے لئے شکستہ دل رہتے ہیں۔ اے لڑکے ذکر الٰہی تجھکو خدا کے قریب اور اس کے بہت قرب میں داخل کر دیگا۔ تو اس کا مہمان ہو جائیگا۔ مہمان اور خاص کر بادشاہی مہمان کا اکرام ہوا کرتا ہے تو اپنے ملک اور ہلاک کے باعث بادشاہ سے کب تک غافل رہیگا۔ عنقریب اپنے ملک اور ہلاک سے جدا ہو جائیگا عنقریب آخرت میں چلا جائیگا۔ اور معلوم کر لیگا کہ گویا دنیا کالعدم تھی۔ اور آخرت ہمیشہ باقی رہیگی۔ میری فقیری کے باعث مجھ سے نہ بھاگو۔ میں تم سے اور تمام جہان سے بے پرواہوں۔ میں تمہیں تمہارے لئے چاہتا ہوں۔ تمہاری رسیوں میں بل دیتا ہوں۔ خدا کے دین میں بدعت نہ کر۔ دو سچے گواہوں یعنی قرآن و حدیث کا اتباع کر یہ دونوں تجھے خدا سے ملا دینگے۔ اور اگر تو بدعتی ہے۔ تو عقل و نقل تیرے گواہ ہیں یہ دونوں تجھکو جہنم میں پہنچا دیں اور فرعون ہامان اور اُنکے لشکر سے ملا دیں گے۔ تقدیر کو دلیل نہ بنا یہ دلیل قبول نہ ہوگی۔ دار علم و تعلیم اور دار عمل و اخلاص میں داخل ہو۔ تجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا حالانکہ ہونا ضرور چاہیئے طلب علم و عمل میں کوشش کر۔ دنیا کا طالب نہ بن عنقریب تیری کوشش منقطع ہو جائیگی اس لئے منافع میں کوشش کر طلب وقت ایک شخص نے حالت وجد میں کھڑے ہو کر یہ عرض کیا) کہ اس دولت کی ابتدائی حالت کیا تھی جس سے ایسی مصاحب نصیب ہو گئی۔ فرمایا اسے زفاف سے پہلے بادشاہ سے محبت تھی۔ اے لڑکے۔ سامنے آ اور رضائے الٰہی کی طرف پہنچ جب وہ رضامند ہو جائیگا۔ تو تجھے دوست رکھیگا۔ روزی کا غم سے دور کر دے۔ خدا کی طرف سے بلا محنت مشقت روزی آئیگی۔ سب غموں کو دل سے نکال کر صرف ایک یعنی خدا کا غم باقی رکھ۔ تو ایسا کریگا۔ تو تمام غموں سے کفایت ہوگی جو چیز تجھے مغموم کرے وہی تیرا مقصود ہے۔ اگر غم دنیا ہے کے ساتھ ہے اور اگر غم آخرت کے ساتھ ہے۔ اور اگر غم مخلوق ہے۔ تو مخلوق کے ہمراہ ہے اور اگر خدا کا غم ہے۔ تو دنیا و آخرت میں تو خدا کا ہمراہی ہے۔

اڑتالیسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے آٹھویں شعبان ۵۴۵ھ میں منگل کے دن شام کے وقت مدرسہ میں فرمایا

پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے جسنے لوگوں کیلئے اس چیز سے اپنی زینت کی جسے وہ پسند کرتے ہیں۔ اور خدا کے لئے اس شئے کا اظہار کیا جسے وہ ناپسند کرتا ہے وہ خدا سے ایسی حالت میں ملیگا۔ کہ خدا اس سے ناراض ہوگا۔ نبی کا کلام سنو۔ اے منافقو۔ آخرت کو دنیا کے۔ خدا کو مخلوق کے۔ اور باقی کو فانی کے بدلے بیچنے والو۔ تم نے تجارت میں نقصان اٹھایا۔ تمہاری پونجی جاتی رہی۔ افسوس تم غضب الٰہی کے سامنے ہو۔ کیونکہ جو شخص لوگوں کے لئے اس چیز سے اپنے آپ کو مزین کرتا ہے جو اس میں نہیں ہے خدا اس سے ناراض ہوتا ہے اپنے ظاہر کو آداب شرع اور باطن کو مخلوق کے ساتھ دلی تنفر سے آراستہ کر دان کی طرف کا دروازہ بند کرلے۔ ان کو دل سے مٹادے اور یہ سمجھ کہ گویا وہ پیدا ہی نہیں ہوئے۔ تو ان کے قبضہ میں نفع یا ضرر کچھ نہیں دیکھتا۔ تو جسمانی آراستگی میں مصروف ہے دل کو نہیں سنوارتا۔ دل کی آراستگی توحید اخلاص۔ خدا کے بھروسے اس کے ذکر اور غیر کے بھولنے سے ہوتی ہے عیسےٰؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا نیک عمل وہ ہے جسکے متعلق تعریف پسند نہ کی جائے۔ اے بیوقوف آخرت کے لحاظ سے دیوانہ۔ اور باعتبار دنیا عقلمند۔ یہ عقل تمکو فائدہ نہ دیگی۔ ایمان حاصل کرنے میں کوشش کر ضرور حاصل ہوگا۔ توبہ۔ عذر اور ندامت کا اظہار۔ اور آنکھوں سے رخسار و نیز آنسو بہا۔ کیونکہ خوف خدا سے رونا گناہوں اور غضب الٰہی کی آگ بجھادیتا ہے۔ جب تو صدق دل سے توبہ کریگا تو اس توبہ کا نور چہرہ پر ظاہر ہوگا اے لڑکے تو جب تک حفاظت پر قادر ہو اپنا بھید چھپائے رکھ۔ ہاں غلبۂ حال کے وقت مجبور ہے۔ محبت پردہ حیا۔ وجود۔ اور رؤیت مخلوق کی دیوار کو گرادیتی ہے متکلف کرنیوالے کے نکالدینے کا حکم ہے اور متکلف مغلوب الحال کے بالوں کی خاک کا سرمہ لگایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ نفسی ہے۔ اور یہ قلبی۔ وہ مخلوق والا ہے۔ یہ اللہ والا۔ اس بات کی کوشش کر کہ تو تو نہ ہو بلکہ وہی وہ ہو۔ کوشش کر کہ دفع مضرت اور حصول منفعت کے لئے تو خود حرکت نہ کرے۔ جب تو نے یہ کیا۔ تو گویا دلکو اپنے دل میں قائم کرلیا۔ جو تیری خدمت کریگا اور تجھ سے تکلیف دفع کرتا ہے اسے نہ چھوڑ۔ اسکے ساتھ رہ جیسا میت نہلانے والے کے ساتھ اور جیسا اصحاب کہف جبرئیل کے ساتھ۔ اسکے ساتھ بلا وجود واختیار و بلا تدبیر رہا کر۔ قضا و قدر کا بوجھ نازل ہوتے وقت ایمان اور نفس کے قدموں کو مضبوط رکھ۔ ایمان تقدیر کیساتھ ٹھہرتا اور ثابت قدم رہتا ہے اور نفاق منافق کو بہکادیتا ہے جس قدر زمانہ گذرتا ہے اس کی بنیاد سست اور نفس و طبیعت دعا کا غلبہ ہوتا ہے دل اور سر کی آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں۔ اس کے گھر کا دروازہ آباد۔ اور اندر کا گھر اجاڑ ہے۔ اس کا ذکر کرنا فقط زبانی ہے دلی نہیں۔ اس کا غصہ اپنے نفس کیلئے ہے۔ خدا کیلئے نہیں۔ مومن منافق کی ضد ہے وہ دل اور زبان دونوں سے ذکر اللہ کرتا ہے۔ بسا اوقات اس کا دل ذاکر رہتا ہے۔ اور زبان خاموش ہوتی ہے۔ اس کا غصہ خدا ورسول کیلئے ہوتا ہے نفس و ہوا و طبیعت و دنیا کے لئے نہیں ہوتا نہ وہ خود حسد کرتا ہے نہ اسپر کوئی حسد کر سکتا ہے۔ وہ اہل تقدیر ہے۔ ان کی تقدیر کی بابت جھگڑا نہیں اے لڑکے۔ تقدیر کی بات کسی صاحب نصیب سے نہ جھگڑ۔ وہ سالم رہیگا۔ اور بلند مرتبہ ہوجائیگا اور تو ہلاک ہوگا۔ گریگا۔ ذلیل اور رسوا ہوگا۔ تیرے جھگڑنے سے اسکی تقدیر بدل نہیں سکتی۔ خدا اس کا حال معلوم کرچکا ہے جب تو اپنے اور غیر کی بابت علم الٰہی کے متعلق جھگڑیگا۔ تو خدا کی نظر سے گرجائیگا۔ اور تیرا علم تجھکو نفع نہ دیگا چنانچہ اللہ فرماتا ہے بہت سے لوگ اس دن عمل کرنے اور تکلیف اٹھانے والے ہونگے۔ اسوقت خدا کے آگے توبہ کر۔ دانا آدمی گناہ سے بچا کرتا ہے۔ کسی بلا کے سبب جو تجھ پر نازل ہوئی ہو۔ اس سے رجوع کرنے کا قصد نہ کر۔ اس کے دفعیہ کا منتظر رہ اور ناامید نہ ہو۔ ایک

ساعت سے دوسری ساعت تک کشایش ہوجاتی ہے۔ وہ ہر روز نئی شان میں ہے۔ ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف انتقال کرتا ہے۔ اس کے ساتھ صبر کر اور اس کی تقدیر سے رضامند رہ تجھے کیا خبر کہ خدا اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کردے۔ اگر تو صبر کریگا۔ تو بلا ہلکی ہوجائیگی اور وہ تیرے لئے ایسی بات نکالدیگا۔ کہ تو اسے محبوب رکھیگا اور وہ تجھے۔ اور اگر جزع فزع اور اعتراض کریگا۔ تو بلا بھاری ہوگی۔ اور عقوبت بڑھ جائیگی۔ تمہارا نفسوں خواہشوں اور اعتراض کے ساتھ ٹھہرنا اور محبت دنیا اور اس کا جمع کرنے پر حریص ہونا خدا پر اعتراض کرنے اور اس سے جھگڑنے کا باعث ہے اے قوم اگر دنیوی خیال ضروری ہے تو نفس کو دنیا کے دل کو آخرت کے اور اسرار خدا کے دروازہ پر رکھو۔ جبتک نفس دل بن جاوے اور دل سر ہوجاوے اور سر فنا کی حالت میں منقلب ہوکر اپنے اپنے لطف نہ اٹھائے۔ اسی حالت میں رہو۔ پھر خدا اس کو غیر کے لئے نہیں بلکہ اپنے لئے زندہ کردیگا۔ اور وہ کیمیا بنجائیگا۔ اس کا ہر درم ہزار مثقال تانبے پیتل کو سونا کردیگا۔ یہ مقصد اصلی پورا اور باقی رہنے والا ہے وہ شخص خوشحال ہے جس نے میری بات سنی اور اسے مان لیا وہ آدمی مبارک ہے جس نے خالص عمل کئے۔ اس کیلئے مبارکباد جس نے عمل کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور عمل نے اسے خدا تک پہنچادیا جس کے لئے عمل کیا گیا تھا اے لڑکے تو مرنے کے بعد مجھے دیکھے اور پہچانیگا۔ اپنے دہنے بائیں دیکھ گا۔ میں تیرا بوجھ اٹھاؤں اور تجھ سے عذاب دفع کرونگا۔ اور تیری بابت سوال کیا جاؤنگا۔ مخلوق کے ساتھ کبتک شرک کریگا ان پر کب تک اعتماد رکھے گا۔ تجھے یہ جاننا چاہیئے کہ کوئی شخص غنی ہو یا فقیر۔ عزت والا ہو یا ذلیل تجکو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ خدا کو پکڑلے مخلوق اور اپنے کسب اور طاقت وقوت پر بھروسا نہ رکھ۔ خدا کے فضل پر بھروسا رکھ۔ اور اس پر توکل رکھ جس نے تجھ کو کمانے کی قدرت دی اور روزی عطا کی جب تو ایسا کریگا تو وہ تجھ کو سیر کرائیگا۔ اور اپنی قدرت اور سابقہ کے عجائبات دکھائیگا۔ تیرے دل کو اپنی طرف واصل کریگا اور وصول کے بعد اسے اس کے گذشتہ ایام یاد دلائیگا۔ اور وہ اس طرح یاد کریگا جسطرح اہل جنت بہشت میں ایام دنیا کو یاد کرینگے۔ جب تو سبب کے جال کو توڑ دیگا۔ تو مسبب تک پہنچ جائیگا۔ اور جب اپنی عادت کے خلاف کریگا۔ تو تجھ سے کرامت صادر ہونے لگیگی۔ جو خدمت کرتا ہے مخدوم ہوجاتا ہے۔ جو مطیع رہتا ہے مطاع بنجاتا ہے۔ جو اکرام کرتا ہے مکرم ہوجاتا ہے۔ جو قرب حاصل کرتا ہے مقرب ہوجاتا ہے جو تواضع کرتا ہے سربلند ہوجاتا ہے جو حسن ادب کرتا ہے مقرب ہوجاتا ہے۔ حسن ادب تجکو مقرب کردیگا۔ اور سوء ادب خدا سے دور رکھیگا۔ طاعت الٰہی حسن ادب ہے اور گناہ بے ادبی اے قوم اپنے نفسوں پر اعتراض اور ان کا محاسبہ نہ چھوڑ۔ آخرت سے پہلے دنیا میں محاسبہ نفس کی بابت تعجیل کرو۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا اپنے ان بندوں سے جو دنیا میں پرہیزگار ہیں حساب لینے سے شرماتا ہے۔ پرہیزگاری کو لازم کرے۔ ورنہ محرومی تیرے گلے کا ہار ہوگی۔ اپنے دنیوی تصرفات میں پرہیزگاری کرو۔ ورنہ دنیا و آخرت میں تیری خواہشیں حسرتیں ہوکر رہ جائینگی۔ دینار دار النار اور درہم دار الہم ہے۔ خاصکر جبکہ ان کو حرام سے کما کر حرام ہی میں صرف کیا جائے۔ کل میری بات تجھ پر کھل جائیگی۔ آج تو اندھا بہرا بنا ہوا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے کہ کسی شئے کی محبت تجکو اندھا بہرا کردیتی ہے۔ تو اپنے دل کو دنیا سے ننگا بھوکا اور پیاسا رکھ تاکہ خدا اسے لباس پہنائے۔ کھلائے پلائے اپنا ظاہر و باطن اسکو سونپ۔ اور فکر نہ کر۔ دی وہ۔ سمجھائے۔ اور تو نہ ہو۔ ہمیشہ کام کرتا رہ۔ دنیا عمل کا گھر ہے اور آخرت مزدوری ملنے کا۔ عطا کا اور بخشش کا ہے مگر صالحین کے حق میں باعتبار اکثر ہے۔ ایسے کم ہیں کہ خدا ان کو دنیا ہی عمل سے

سے الگ کر کے اپنے احسان و رحمت کے باعث آخرۃ آنے سے پہلے راحت عاجلہ عنایت کرتا ہے۔ ادائے فرائض کو کافی جاننا اور نوافل سے راحت دیتا ہے کیونکہ فرض کسی حال میں کسی جگہ ساقط نہیں ہوتا۔ یہ خدا کے بندوں میں سے کسی کسی بندہ کے حق نہایت ہی شاذ و نادر طور پر ہوا کرتا ہے اگر لڑکے زاہد بن اور دنیوی تجملات سے اعراض کر دنیا سے راحت پا جائیگا۔ اگر دنیوی حصہ تیرے مقدر میں ہے تو ضرور پہنچیگا۔ اور اس حالت میں پہنچے گا۔ کہ تو عزیز مکرم اور مسئول ہوگا۔ اپنی نفس اور خواہش سے مشغول ہو نہ کھا۔ کیونکہ ہر ایک ایسا حجاب ہے جو تیرے دل کو خدا سے محجوب کر دیگا۔ مومن نفس کی خواہش اور نفس کے نفع کے لئے نہیں کھاتا۔ اور نہ اس کیلئے پہنتا ہے نہ اور طرح کا فائدہ اٹھاتا ہے بلکہ طاعت پر قوت حاصل کرنے کے لئے کھاتا ہے۔ وہ چیز کھاتا ہے جو اس کے ظاہری قدم کو خدا کے آگے کھڑا رکھے۔ وہ باجازت کھاتا ہے نہ کہ باجازت خواہش۔ ولی خدا کے حکم سے اور ابدال جو قطب کے وزیر ہوتے ہیں خدا کے فضل سے کھاتے ہیں قطب کا کھانا پینا اور تصرف پیغمبر علیہ السلام کے کھانے پینے اور تصرف کی مانند ہے اور ایسا کیوں نہ ہو قطب نبی کا غلام نائب اور امت ہی رسول کا خلیفہ ہوتا ہے۔ جو خدا کا خلیفہ ہے قطب خلیفہ باطنی ہے اور امام المسلمین یعنی بادشاہ اسلام خلیفہ ظاہری اسکی اطاعت و متابعت کا ترک کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں بعض علماء کا قول ہے۔ کہ بادشاہ اسلام اگر عادل ہو تو قطب زمان ہے۔ اپنے کام کو آسان نہ سمجھو۔ بادشاہ تمہارے ظاہری افعال کا نگہبان ہے اور قطب باطنی افعال کا۔ قیامت کے دن ہر شخص کو اس حال میں لایا جائیگا۔ کہ اسکے ساتھ وہ فرشتے موجود ہونگے جو دنیا میں اسکی بدی لکھا کرتے تھے۔ اُن کے پاس ننانوے دفتر ہونگے ہر دفتر بقدر منتہائے بصر ہوگا جنمیں اسکی نیکیاں بدیاں اور تمام اعمال درج ہونگے۔ تُو سے اُن دفتروں کے پڑھنے کی تکلیف دی جائیگی۔ بندہ گو دنیا میں لکھا پڑھا نہ ہوگا۔ مگر انہیں پڑھ لیگا۔ کیونکہ دنیا دار حکمت ہے اور آخرت دار قدرت دنیا اسباب و آلات کی محتاج ہے۔ آخرت کو اسکی حاجت نہیں۔ اُن دفتروں کے مضامین سے کوئی بندہ منکر ہوگا۔ تو اسکے اعضا گواہی دینگے۔ ہر عضو اپنے اس عمل کی جو اُس نے دنیا میں کیا ہے الگ الگ شہادت دیگا۔ تم ایک بڑے کام کے لیے پیدا کئے گئے ہو بالاکر تمہارے پاس کوئی نیکی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تمہیں یہ گمان ہے کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف رجوع نہ کرو گے۔

انچاسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے گیارھویں شعبان ۵۴۵ھ کو جمعہ کے دن مدرسہ میں فرمایا

عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک دن ایک سائل آیا اور کھانا مانگنے لگا۔ آپ کے پاس دس انڈوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ لونڈی کو حکم دیا کہ سائل کو دیدو۔ اس نے نو دیے اور ایک چھپا لیا۔ غروب آفتاب کے وقت ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا اور یہ کہا کہ یہ ٹوکرا لیجاؤ۔ عبد اللہ نے نکل کر لے لیا۔ اور انڈے گنے تو پورے نوے نکلے۔ لونڈی سے کہا کہ ایک انڈا کیا ہوا تو نے سائل کو کتنے دیے تھے۔ وہ بولی کہ نو دیئے تھے۔ اور ایک آپکے افطار کے لئے رکھ لیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے ہمارے دس انڈوں کا نقصان کیا۔ یہ لوگ خدا سے معاملہ کرنے میں ایسے تھے۔ قرآن و حدیث کے مضامین پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرتے تھے۔ وہ قرآن کے متبع تھے۔ اپنے حرکات و سکنات اور دینے نہ دینے میں اس کی مخالفت نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے خدا سے معاملہ کیا۔ اور اس میں نفع پایا۔ اسے ہمیشہ حاصل کرتے رہے۔ انہوں

نے خدا کے دروازے کو کھلا پایا اسمیں جا داخل ہوئے اور غیر کے دروازہ کو بند پایا اُسے چھوڑ دیا غیر کے مقابلہ میں اس سے موافقت کی اس کے مقابلہ میں غیر سے موافقت نہیں رکھی۔ جو خدا سے بغض رکھتا ہے اس سے بغض رکھتے ہیں اور جو دوستی رکھتا ہے اس سے دوستی رکھتے ہیں خدا سے موافقت کی۔ اسی لئے بعض علماء کا قول ہے کہ مخلوق میں خدا کی موافقت کر۔ خدا کے معاملہ میں مخلوق سے اتفاق نہ رکھ جو اس سے ٹوٹے تو اس سے ٹوٹ جا اور جو اس سے ملے اُس سے مل۔ اہل اللہ ہمیشہ خدا کی طرف رہتے۔ اپنے اور غیر کے متعلق اس کے دین کی مدد کرتے ہیں۔ اس معاملہ میں ملامت گر کی ملامت اُن پر اثر نہیں کرتی۔ اس کے حدود اور شرع قائم رکھتے ہیں وہ کسی سے نہیں ڈرتے اے لڑکے تو جس ہوس میں گرفتار ہے اور جس پر مٹا ہوا ہے اُسے چھوڑ۔ اقوال و افعال میں اہل اللہ کا اتباع کر محض جھوٹے دعوی سے اس مقام پر پہنچنے کا طالب نہ ہو جس مقام پر اہل اللہ پہنچ گئے ہیں۔ اگر بلائیں نہ ہوتیں تو تمام آدمی عابد و زاہد ہوا کرتے۔ لیکن بلاؤں کے وقت لوگ صبر نہیں کرتے۔ اور بلائیں انکو خدا کے دروازے سے محجوب رکھتی ہیں۔ جو خدا کے لئے صبر نہیں کرتے۔ اسکو عطائے الٰہی نہیں ملتی۔ اگر تجھ میں صبر اور رضا نہیں ہے تو یہ تیرے لئے خدا کی عبودیت سے نکلنے کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے جو شخص میرے حکم سے رضامند نہو میری بلا پر صبر نہ کرے اُسے چاہیئے کہ میرے سوا کوئی اور معبود بنا لے۔ غیر کو چھوڑ کر خدا کے ساتھ قناعت کرو۔ تمہارے نفع و ضرر کے متعلق جو کچھ مقدر کیا گیا ہے وہ ضرور ہونیوالا ہے۔ اسلام کو مضبوط کر کے ایمان تک اور ایمان کو مضبوط کر کے ایقان تک پہنچ جاؤ اسوقت تم کو وہ چیزیں نظر آئیں گی جو ایقان سے پہلے نہ دیکھی ہونگی۔ خدا اشیاء کو ان کی واقعی صورت پر دکھائیگا۔ خبر عین مشاہدہ بنجائیگی یقین دل کو خدا کے پاس جا ٹھہرائیگا۔ اور تمام اشیاء کو اسی طرف سے دکھائیگا۔ دل جب خدا کے دروازہ پر جا کھڑا ہوگا۔ تو کرامت کا ہاتھ اس کی طرف بڑھے گا اور اس پر اکرام کریگا پھر وہ کریم پسندیدہ ہو جائیگا مخلوق پر مکرم ہوگا۔ اور اپنے ذرا بخل نہ کریگا۔ تندرست دل جو خدا کے لائق ہو کریم ہوتا ہے اور سِر جو کدورت سے پاک ہو مکرم ہوتا ہے اور جب اکرم الاکرمین یعنی خدا اپنا کرم کرے تو دل اور سِر کو اکرام کیوں نہ حاصل ہو اے قوم گناہ میں نہیں بلکہ طاعت و کرم و ایثار کو لازم کر لو۔ گناہ میں صرف ہونیوالی نعمت قریب الزوال ہوتی ہے۔ طاعت کیساتھ کمائی میں مشغول ہو تاکہ اس کا قرب حاصل ہو جائے اور تمہارے تمام تفکرات غیر سے الگ ہو کر خدا کے ساتھ جمع ہو جائیں اسوقت تمہارا کھانا اس کے فضل و کرم کے طبق سے ہوگا۔ اور اس طرح ہوگا۔ کہ تم سمجھ نہ سکو گے۔ نفس خدا کی طرف سے مخلوق کا حجاب ہے جب نفس نہ رہا تو پردہ اٹھ گیا۔ اسلئے ابو یزید بسطامی رح کا قول ہے۔ میں نے خدا کو خواب میں دیکھ عرض کیا کہ تیرے ملنے کا کونسا رستہ ہے۔ فرمایا نفس کو چھوڑ کر ادھر چلا آ۔ چنانچہ میں نفس سے اس طرح جدا ہو گیا جس طرح سانپ کینچلی سے نکل جاتا ہے۔ خدا کی نظر نفس کے سوا اور کسی چیز پر نہیں۔ اس نے اُسی کے ترک کا ارشاد فرمایا ہے۔ کیونکہ دنیا و فیہا اور ماسوی اللہ تابع نفس ہیں دنیا نفس کے لئے ہے۔ اور اسی کی محبوب ہے اور آخرت بھی اسی کے واسطے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جنت میں وہ چیزیں ہیں جن کو نفس چاہتے اور آنکھیں لذت اٹھاتی ہیں (شیخ رضی اللہ عنہ نے قدرے کلام کے بعد فرمایا) اہل اللہ دن کو مخلوق اور اہل و عیال کی مصلحتوں میں رہتے ہیں اور رات کو خدا کی خدمت اور خلوت میں یہی قاعدہ بادشاہوں کا ہے دن کو غلاموں خادموں اور قضائے حاجات میں مصروف رہتے ہیں اور رات کو اپنے وزیروں اور خواص کے ساتھ

خلوت کرتے ہیں۔ میری بات کو دل کے کانوں سے سنو۔ اور اُسے یاد رکھ کر عمل کرو۔ میں خدا کیطرف سے سچ بولتا ہوں میں
تم سے خدا کا رستہ اس لئے بیان کرتا ہوں کہ تم اس پر چلو۔ میں اسپر قناعت نہیں کرتا۔ کہ تم زبان سے میری فعل کی
تعریف کرو۔ بلکہ زبان و دل سے میری تحسین کرتے رہو۔ میرے قول پر عمل کرو۔ اور اعمال کو خالص رکھو۔ میں جب یہ دیکھ لونگا
تو تمہاری تعریف کرونگا۔ تو اپنے نفس دنیا۔ آخرت مخلوق اور ماسوی کے ساتھ کب تک پیوند رکھیگا۔ مخلوق تیرے نفس کا
نفس تیرے دل کا اور دل تیرے سِر کا حجاب ہے۔ تو جبتک مخلوق کے ساتھ رہیگا۔ اپنے نفس کو نہ دیکھ سکیگا۔ اور جب ان کو
چھوڑ دیگا۔ تو نفس کی حالت دیکھ لیگا۔ اور اُسے خدا کا دشمن پائیگا۔ اسلئے اس سے لڑتا رہیگا۔ تاکہ خدا اور اس کے وعدہ
پر مطمئن ہو جائے وعید سے ڈرے اوامر بجالائے۔ نواہی سے باز رہے۔ تقدیر کی بابت موافقت کرے۔ اس وقت دل اور سِر
سے پردہ اُٹھ جائے گا۔ اور اُن کو وہ چیز نظر آئیگی جو پہلے نہ دیکھی تھی۔ دونوں اپنے خدا کو پہچان لینگے۔ اور اس کی پناہ
میں آجائینگے اور خدا کے سوا کسی کے پاس نہ ٹھیرینگے۔ عارف خدا کے سوا کسی کے پاس نہیں ٹھیرتا۔ بلکہ خالق الاشیاء
کے پاس رہتا ہے۔ اس کو نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ اور نہ غذا اسے کوئی شے روک سکتی ہے۔ محبوب کا وجود نہیں ہوا کرتا۔ وہ علم
وقدرت کے جنگل میں خدا کیساتھ رہتا ہے دریا علم کی موجیں اُسے زیر و زبر کرتی رہتی ہیں۔ کبھی آسمان پر لیجاتی اور
کبھی زمین پر گرا دیتی ہیں۔ وہ خود غائب متحیر اور لایعقل اور بہرا گونگا ہوتا ہے۔ خدا کے سوا اور کسی سے کچھ نہیں
سُنتا۔ اور نہ غیر کو دیکھتا ہے۔ اس کے آگے مردہ بنجاتا ہے۔ وہ جب چاہتا ہے۔ اُسے اُٹھا دیتا ہے۔ جب ارادہ کرتا ہے ایجاد
کر دیتا ہے۔ اہل اللہ قرب کے خیموں میں ہیں حکم کے وقت حکم کے صحن میں اور نکلنے کے وقت دروازہ پر چلے آتے ہیں
مخلوق کے قصے سنتے اور خدا اور مخلوق کے مابین واسطہ بنجاتے ہیں۔ یہ اُن کے ظاہری احوال ہیں لیکن بعض حالات پوشیدہ
رہتے ہیں اے قوم یہ کیا بات ہے تم ہوس اور بیکار وقت کھونے میں مصروف ہو۔ خدا کے ساتھ صبر کرو۔ دنیا و آخرت
کی بھلائی حاصل کروگے۔ اگر تو اسلام کی تحقیق چاہتا ہے۔ تو گردن جھکانے کو لازم کر اور اگر قرب الٰہی کا ارادہ ہے۔ تو
قضا و قدر اور اسکے فعل کے آگے پڑا رہ کر۔ اس کا مقرب بنجائیگا۔ کسی چیز کو نہ چاہ۔ کیونکہ یہ درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ تم کسی چیز کو نہیں چاہ سکتے۔ مگر یہ کہ خدا چاہے۔ جب تیرا چاہا پورا نہ ہو تو چاہت چھوڑ دے۔ اسکے افعال میں اس سے نہ
جھگڑ۔ جب تیری آبرو۔ مال۔ تندرستی۔ اور اولاد چھین لے۔ اور تیرے مقاصد کو ملیا میٹ کردے تو اسکی تقدیر اور ارادہ اور تبدیل کے آگے
تبسم کرتا رہ۔ اگر اس کا قرب اور صفائی چاہتا ہے۔ تو اسی حالت پر رہ اور اگر دنیا میں رہ کر وصول قلب کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو رنج و
غم پوشیدہ رکھ اور خوشی ظاہر کر۔ لوگوں کے ساتھ خوش اخلاق رہ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ مومن کے چہرہ پر خوشی ہوا کرتی ہے
اور دل میں غم متمکن رہتا ہے۔ کسی سے گلہ نہ کر۔ خدا کی شکایت کریگا تو اس کی نظر سے گر جائے گا۔ اور باایں ہمہ جس بات کی شکایت کی
ہے وہ زائل نہ ہوگی۔ اپنے اعمال پر مغرور نہ ہو کیونکہ تکبر عمل کو خراب اور ہلاک کر دیتا ہے۔ جو خدا کی توفیق دیکھ لیتا ہے اس سے تکبر زائل ہو جاتا
ہے اپنا سارا ارادہ اس کی طرف کر۔ وہ اپنی رحمت نازل کریگا۔ اور تیرے لئے وصول کے اسباب مہیا کر دیگا۔ تو اپنے اقوال و افعال
میں جھوٹا مخلوق کی تعریف کا طالب۔ انکی مذمت سے خائف ہو کر اپنے قصد کو اس کی طرف متوجہ کرنے پر کیونکر قادر ہو سکتا ہے۔
خدا کا رستہ محض صدق ہے۔ صدق بلا کذب و بلا ظہور اولیاء اللہ کا حصہ ہے۔ ان کے افعال اقوال سے زیادہ ہوتے ہیں وہ مخلوق

ہیں خدا کے نائب۔ اُسکے خلیفہ۔ باخبر۔ اور زمین پر اسکے کوتوال ہیں۔ وہ اُسکے یکتا اور خاص بندے ہیں۔ اے منافق تجھ پر اس کا کیا بوجھ
پڑتا ہوا ہے۔ اپنے نفاق کے باعث ان سے مزاحمت نہ کر۔ بیٹھے خلوت و تمنا اور قال و قیل سے حاصل نہیں ہوتی۔ الٰہی ہمیں صادقین میں داخل
کر دنیا و آخرت کی نیکی دے۔ اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اہل اللہ کے حالات میں سے صرف ان کے نام
لینے ان کی سی صورت بنانے اور ان کا کلام سنانے پر اکتفا نہ کر ان کے سے فعل نہ ہوں تو یہ باتیں تجھ کو نفع نہ دینگی۔ تو کدورت بلا صفا
مخلوق بلا خالق دنیا بلا آخرت باطل بلا حقیقت ظاہر بلا باطن قول بلا عمل۔ عمل بلا اخلاص۔ اور اخلاص بلا اصابت سنت ہے۔ خدا قول
بلا عمل اور عمل بلا اخلاص کو پسند نہیں کرتا۔ اور قرآن و حدیث کے خلاف اس کے نزدیک کوئی عمل مقبول نہیں۔ یہ دعوای بلا گواہ ہے اسلئے
قبول نہ ہوگا۔ اگر باوجود کذب مخلوق کے نزدیک قبولیت حاصل ہو گئی۔ تو خدا کے نزدیک مقبول نہ ہوگا۔ وہ دونوں کی بات جانتا ہے۔ کھوٹ
ظاہر نہ کر کیونکہ پرکھنے والا بینا ہے۔ خدا تیرے دل کو دیکھتا ہے جلوت کو نہیں دیکھتا تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے منظر خلق کو مزین
خالق کو ناپاک کر رکھا ہے اگر نجات چاہتا ہے تو تمام گناہوں سے توبہ کر۔ اور توبہ میں اخلاص سے کام لے مخلوق کے ساتھ شرک کرنے
سے تائب ہو۔ ہر کام محض خدا کے واسطے کیا کر۔ میں تجھے مجسم حظ نفسانی پاتا ہوں۔ کیونکہ تو نفس و ہوا۔ دنیا اور شہوات و لذات
کے ساتھ ہے۔ تجھ کو ایک پیسہ ننگا اور ایک لقمہ غضبناک کر دیتا ہے تو اپنے نفس کی رضا سے رضامند اور اس کے غصہ سے
غضبناک ہو جاتا ہے۔ تو نفس کا غلام ہے۔ تیری لگام اسی کے ہاتھ میں ہے تجھے اُن خدا کے بندوں سے کیا نسبت ہے جن کیلئے
مرتبہ عبودیت اور اس کے افعال پر رضامندی متحقق ہے۔ وہ آفتوں کے نزول کے وقت پہاڑ کی طرح مستقل رہتے ہیں آفتیں
اُن کے نفع و نقصان کے متعلق نازل ہوتی ہیں وہ صبر و موافقت کی نگاہ سے انہیں دیکھتے رہتے ہیں انہوں نے جسم کو بلا کے
لئے چھوڑ دیا ہے۔ اور دل کے ساتھ خدا کی طرف اُڑ گئے ہیں۔ وہ بلا مکین خیموں اور بلا طائر پنجروں کی مانند ہیں۔ ان کے جسم
خدا کے پاس اور روحیں اس کے سامنے موجود ہیں اے خدا سے مونہہ پھیرنے اور اس سے وحشت کرنیوالے بندو میرے پاس آؤ
میں اس میں اور تم میں صلح کرا دوں۔ تمہاری بابت میں اس سے سوال کروں تمہارے لئے امن چاہوں۔ اسکے آگے تضرع کروں
تاکہ خدا اپنے وہ حقوق جو تمہارے ذمے ہیں معاف کر دے۔ الٰہی ہم کو اپنی طرف پھیر۔ اپنے دروازہ پر جگہ دے۔ ہمیں اپنے لئے اپنی رحمت
میں اور اپنے ساتھ کر لے۔ ہمیں اپنی خدمت سے رضامند رکھ۔ ہمارا یقین و دین خاص اپنے لئے کر غیر سے ہمارے دل پاک کر دے
ہمیں اپنی منہیات کی جگہ نہ دیکھ۔ اور اوامر کی جگہ سے غائب نہ کر۔ ہمارے ظاہر کو معاصی اور باطن کو شرک میں مبتلا نہ کر۔
ہمیں نفس سے الگ کر کے اپنا بنا لے۔ ہمیں اپنی ذات کے باعث قبر سے بے پروا کر دے۔ غفلت سے بیدار کر۔ ہمیں
اپنی طاعت و مناجات کا ارادہ رکھ۔ اپنے قرب سے ہمارے دل اور اسرار کو لذت عنایت کر۔ ہم میں اور گناہوں میں اتنا فاصلہ
ڈال دے کہ جتنا زمین و آسمان میں ہے۔ ہم میں اور مکروہات میں ایسا پردہ ڈال جیسا گناہ کے بابت حضرت یوسف و زلیخا میں ڈالا تھا
شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اپنے نفسوں خواہشوں اور طبیعتوں کو ہمیشہ کے روزے نماز اور صبر سے گھلا دو۔ جب نفس و ہوا
و طبیعت کا گھلانا صحیح طور پر ہوگا۔ تو بلا زحمت بندگی اور مولا کے سوا اور کچھ نہ رہیگا۔ فقط دل اور سِر اور خدا رہ جائیگا ایک
وقت کشائش بلا ضیق اور عافیت بلا مرض باقی رہیگی۔ عقل پکڑو۔ علم پڑھو۔ اور خالص عمل کرو۔ اے لڑکے پہلے مخلوق ہے
پھر خالق ہے۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔ خدا اسے غیر معلوم کا علم عطا فرما دیتا ہے۔ اوّل

مخلوق سے سیکھنا چاہیئے۔ اسی کا نام حکم ہے۔ پھر خالق سے۔ اُسے علم لدنی کہتے ہیں۔ یہ علم دلوں کے ساتھ مخصوص اور یہ اسرار
سے مختص ہے۔ جب تو دار حکمت میں ہے تو کوئی چیز بلا مدد استاد کیونکر سیکھ سکتا ہے۔ علم کا طالب بن۔ کیونکہ طلب علم فرض ہے۔ پیغمبر
علیہ السلام فرماتے ہیں علم طلب کر چین میں ہو۔ تو بھی اسکے طالب ہو۔ اے لڑکے جو مجاہدہ نفس پر تیری امداد کرے اسکی صحبت
اختیار کر نہ کہ اس کی جو تیرے ضرر پر اُس کا معاون ہو۔ اگر تو جاہل منافق اپنی خواہش کے پیچھے چلنے والے شیخ کی صحبت میں
بیٹھے گا۔ تو وہ تیری ضرر پر مجاہدہ نفس کا معاون ہوگا۔ مشائخ دنیا کے لئے نہیں بلکہ آخرت کے لئے صحبت میں رکھے جاتے
ہیں۔ شیخ اگر صاحب طبیعت و ہوا ہے تو اُسکی مصاحبت دنیا کیلئے اور اگر صاحب دل ہے تو اُسکی صحبت آخرت کے لئے ہے
اور اگر صاحب سِرّ ہے تو اسکی صحبت خدا کے واسطے ہے۔ اے تنگی خورے بناوٹی صدر نشین۔ اور مخلصین مشائخ سے مقابلہ کرنیوالے شیخ تو اپنے
نفس و خواہش کے باعث ہمیشہ طالب دنیا رہتا ہے۔ پس تو توڑ کا اور یہ تیری محض طبیعت ہے۔ وہ نفس نہایت کمیاب ہے جو دنیا
سے منہ موڑے اور اُسے اضطراراً نہیں بلکہ اختیاراً چھوڑ دے اور مطمئن ہوکر دل بنجائے۔ یہ بات بہت ہی نادر اور نہایت ہی عجیب ہے
یہ بات اسوقت حاصل ہوتی ہے کہ نفس دنیا و آخرت اور ماسوی اللہ سے اندھا ہو جائے۔ بندہ جسقدر خدا سے قریب ہوتا ہے۔
اسیقدر خوف و خطر بڑھ جاتا ہے۔ اسی لئے لوگوں کی نسبت بادشاہ سے وزیر کو زیادہ خوف رہتا ہے۔ کیونکہ وہ زیادہ مقرب ہے۔
مومن اخلاص بغیر اس تک نہیں پہنچ سکتا اور اسوقت وہ سب سے زیادہ خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ اہل اللہ نہایت پرخطر رہتے
ہیں۔ ملاقات الٰہی کے زمانہ تک اُن کا خوف کم نہیں ہوتا۔ جو خدا کو پہچانتا ہے بہت ڈرنے لگتا ہے۔ اسی لئے پیغمبر علیہ السلام
فرماتے ہیں۔ میں تم میں خدا کو سب سے زیادہ پہچاننے والا اور سب سے زیادہ اس سے ڈرنیوالا ہوں۔ تصفیہ باطن کے لئے خدا اولیاء اللہ
کا امتحان لیا کرتا ہے۔ وہ تغیر و تبدل سے ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں۔ انکو امن کی حالت میں خوف اور سکون کی حالت میں اضطراب ہوا
کرتا ہے۔ وہ ذرہ ذرہ رائی کے دانے۔ ایک نگاہ اور ادنی غفلت پر اپنے نفس سے مناقشہ کیا کرتے ہیں۔ خدا جب انکو سکون دیتا
ہے تو ڈر جاتے ہیں۔ جب غنی کرتا ہے فقیر بنجاتے ہیں۔ جب امن دیتا ہے خوف کرتے ہیں۔ جب ہنساتا ہے رو دیتے ہیں۔ جب خوش
کرتا ہے غمگین ہوتے ہیں۔ اغیار کے بدل دینے اور بُری انجام سے ڈرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ خدا اپنے افعال سے سوال
نہیں کیا جاتا۔ اور لوگ ضرور پوچھے جائینگے۔ اے غافل تو معصیت و مخالفت کے باعث خدا سے لڑتا ہے اور پھر اس سے
امن چاہتا ہے۔ عنقریب تیرا امن خوف سے۔ کشائش تنگی سے۔ تندرستی بیماری سے۔ عزت ذلت سے۔ رفعت پستی سے
اور غنا فقر سے بدل جائیگا۔ یاد رکھ کہ تو جسقدر دنیا میں خدا کا خوف کریگا۔ اسی قدر آخرت میں عذاب الٰہی سے امن میں رہیگا
اور جسقدر دنیا میں بیخوف ہوگا۔ اسیقدر آخرت میں خوفناک ہوگا۔ لیکن تم دنیا کے دریا میں ڈوبے ہوئے اور غفلت کے کوئیں
میں گرے ہوئے ہو اسی لئے تمہاری زندگی چوپایوں کی سی ہے۔ کھانے پینے جماع اور سونے کے سوا تم اور کچھ نہیں جانتے۔ اہل دل
تمہارے حالات سے واقف ہیں دنیا کی حرص اور اسکے جمع کرنے اور طلب روزی نے تمکو خدا کے رستے اور اس کے دروازے سے
روکدیا ہے۔ اے حرص کے باعث رسوا ہونے والے تو اور روئے زمین کی تمام مخلوق اس شے کے حاصل کرنے کی جو قسمت
میں نہ ہو ہرگز قدرت نہیں رکھتی۔ بس تو رزق مقسوم اور غیر مقسوم کی طلب میں کوشش کرنی چھوڑ دے۔ عقلمندوں کے
لائق نہیں کہ جس چیز سے فراغت حاصل ہو چکی ہے۔ اس کی طلب میں اپنا وقت ضائع کریں مخلوق کو دل سے نکال۔ نفع و ضرر

دینے نہ دینے۔ تعریف و مذمت۔ اکرام و اہانت۔ اقبال و ادبار کے متعلق انکو نہ دیکھ اور یہ سمجھ کہ ضرر و نفع خدا کیطرف سے ہے اور خیر و شر
اسی کے قبضہ میں ہے۔ وہ انکو مخلوق کے ہاتھ سے جاری کراتا ہے۔ جب تو اس مرتبہ پر متمکن ہوگا۔ تو خالق و مخلوق کے مابین سفیر بن
جائیگا۔ اُن کا ہاتھ پکڑ کے خدا کے دروازہ پر لیجائیگا۔ اپنی نسبت ان کو معدوم خیال کریگا۔ گنہگاروں کو جنون اور جہل کی نظر سے دیکھیگا
پھر ان کی مدارات اور دوا کریگا۔ انکی ایذا اور جہل پر صابر رہیگا۔ عالم اور عقلمند وہی ہیں جو خدا کے مطیع ہوں۔ اور جاہل و مجنون انہی کا
نام ہے جو اسکے نافرمان ہیں۔ گنہگار نے اپنے خدا کو نہ جانا۔ اسلئے گناہ کیا۔ اور شیطان کا تابع ہوگیا۔ اگر جاہل نہ ہوتا ہرگز گناہ نہ کرتا
اگر اپنے نفس کو پہچانتا اور یہ جانتا کہ نفس برائی کا حکم دیا کرتا ہے تو اسکی موافقت نہ کرتا۔ میں تمکو ابلیس اور اسکے مددگاروں سے بہت
کچھ ڈرا چکا ہوں۔ مگر تو اس کا مصاحب ہے اس کا کہا مانتا ہے۔ نفس۔ دنیا خواہش طبیعت اور بُرے دوست یہ سب ابلیس کے مددگار ہیں
ان سے بچ۔ یہ سب تیرے دشمن ہیں اور خدا کے سوا کوئی دوست نہیں۔ وہ تمکو تیرے لئے چاہتا ہے۔ اور غیر اپنے لئے۔ جب تو خلوت میں اپنے
نفس کو نہ لیئے اور طالبین کے ساتھ اُسے ڈھونڈے یہ خلوت خدا کے ساتھ انس کا باعث ہے۔ اور جب نفس بااسکے ساتھ اور کچھ
موجود ہے۔ تو خلوت کہاں۔ خلوت غیر سے علیحدگی میں ہوا کرتی ہے۔ جب تو نفس کو دنیا کے قلب کو آخرت کے اور سر کو خدا کے
ساتھ چھوڑ دیگا تو تیری خلوت محبت الٰہی ہوجائیگی۔ تو خدا کو غیر سے دشمنی رکھ کر پائیگا۔ تو جب تک صفا اہل صفا کو نہ دیکھیگا
صاف نہ ہوگا۔ جبتک صدق و اہل صدق پر نظر نہ ڈالیگا صادق نہ بنیگا۔ جبتک خدا کے دروازہ اور اس کے اہل کو نہ دیکھیگا
نجات نہ پائیگا پھر جب تیرا حال ٹھیک ہوجائیگا۔ تو تجھ کو مردان خدا نظر آنے لگیں گے۔ جب تو بادشاہ کا دروازہ دیکھیگا۔ تو وہاں
خادم بیٹھے نظر پڑینگے۔ تو نے چھپ کر بادشاہ کا دروازہ نہیں ٹٹولا اور نہ اُسے دیکھا ہے۔ تجھے اسکے غلام کیونکر نظر آسکتے ہیں۔ جبتک
دروازہ نہ دیکھ لے کلام نہ کر۔ اسوقت تجکو غلام نظر آئینگے۔ جبتک خدا کو نہ دیکھ لے کلام نہ کر۔ اسوقت صدق دکھائی دیگا۔ اور تو معلوم
کرلیگا کہ صدق تجکو اٹھائیگا۔ آگے بڑھائیگا۔ بیدار کریگا اور کذب اُلٹا پھیر دیگا۔ اور سلا دیگا۔ سچوں کے ساتھ رہ تاکہ تیرے ساتھ وہی
وہی معاملہ ہو جو ان کے ساتھ ہوا ہے۔ اقوال و افعال میں سچا رہ اور ہر حال میں صبر کر۔ توحید اخلاص اور خدا پر توکل کا نام صدق
ہے۔ قطع اسباب و ارباب قلب و ہر کے اعتبار سے اپنی طاقت و قدرت سے الگ ہونا حقیقت توکل ہے۔ اگر اس سے ملنا
چاہتا ہے تو اس کے سوا ہر چیز سے قطع تعلق کرلے۔ اپنی ذات اور مخلوقات سے منہ پھیر لے۔ مخلوق سے الگ ہو تاکہ خالق سے
ملجائے۔ جبتک کہ تو اپنے اور اُن کے ساتھ رہیگا۔ نجات نہ پائیگا۔ خدا کا قرب ازدحام عوام کی برداشت نہیں کرتا تم میں سے
لاکھوں میں ایک انقطاع نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ میری بات سمجھتا اور اسپر عمل کرتا ہے۔ باقی صرف بھیڑ بڑھانے آتے
اور اپنے حضور سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ میں تمہارے لئے دنیا و آخرت میں خیر کا امیدوار ہوں۔ دنیا مومن کا قید خانہ ہے۔
جب وہ اس قید خانہ کو بھول جائیگا۔ خوشی حاصل ہوگی۔ مومن قید خانہ میں ہے اور عارف نشہ میں۔ وہ قید خانہ سے غائب ہیں۔
خدا نے ان کو شراب شوق پلا رکھی ہے۔ شراب محبت شراب طلب مخلوق کی طرف سے شراب غفلت اور اپنے لئے شراب بیداری
عنایت فرمائی ہے۔ انکو مندرجہ بالا شرابیں پلائی ہیں۔ اسلئے وہ خلقت کیطرف سے نشہ میں ہیں۔ اور خدا کے لئے ہوشیاری
میں وہ قید خانہ اور قیدیوں سے غائب ہیں۔ اُن کے لئے دوزخ جنت دنیا ہی میں موجود ہے۔ منازعت اُنکی دوزخ ہے اور رضا
بالقضا انکی جنت۔ غفلت ان کی دوزخ ہے اور بیداری اُن کی جنت عوام کے حق میں محاسبہ قیامت ہے اور خواص کے حق میں

معاتبہ اور ایسا کیوں نہ ہو انہوں نے اپنی ذات پر خود قیامت برپا کر رکھی ہے۔ وہ دنیا میں مار سے پہلے روئے۔ اس لئے مار کے موقع پر پکار نے انکو نفع دیا۔ کسی نے سفیان ثوری کو خواب میں دیکھ کر پوچھا۔ کہ خدا نے آپ سے کیا معاملہ کیا۔ جواب دیا کہ مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمایا۔ اے سفیان تم نہیں جانتے تھے۔ کہ میں غفور رحیم ہوں یہ تمام رونا میری خوف سے روئے ہو۔ تم کو مجھ سے شرم نہ آئے۔ اپنی طبیعت خواہش اور شیطان کو چھوڑ۔ انکی طرف نہ جھک۔ جب یہ درست ہو جائے تو اپنے اور اپنے دوستوں میں عداوت پیدا کر ان سے دوستی نہ رکھ۔ تاکہ وہ تیری حال کے موافق رہیں۔ تو یہ قلب کی دولت ہے توبہ کرنے کے بعد جسکی پہلی حالت نہ بدلی وہ اپنی توبہ میں جھوٹا ہے جب تو اپنی حالت بدلنا چاہیگا۔ تو خدا اسے ضرور بدلدیگا کیونکہ خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدلے۔ دنیا میں کسی پر ظلم نہ کر۔ ورنہ آخرت میں پکڑا جائیگا دنیا میں عدل کر تاکہ تجھ سے جنت کا رستہ نہ پھیر دیا جائے۔ ظالموں نے جب عدل چھوڑ دیا۔ تو ان سے اس عدل کے گھر کا رستہ پھیر لیا گیا۔ ہر شئے کو اپنی جگہ چھوڑ دے تاکہ خدا کے نزدیک تیرا مرتبہ ہو۔ یہ آخر زمانہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم نے اپنی حالت کو بدل لیا ہے مجھ کو تمہارے تغیر تبدل کا خوف ہے۔ انبیاء کا تغیر و تبدل ضروری ہے لیکن بعض حالت میں پوشیدہ رہتی ہیں۔ اے خدا کی تمام مخلوق میں تمہاری نیکی اور نفع کا خواہاں ہوں۔ دوزخ کے دروازوں کے بند ہونے بلکہ بالکل نابود ہو جانیکا آرزومند ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی متنفس داخل نہ ہو۔ جنت کے دروازوں کے کھلنے اور اس بات کا خواہشمند ہوں کہ کوئی اس سے نہ روکا جائے۔ یہ تمنا اس لئے ہے کہ میں خدا کی رحمت سے واقف اور مخلوق پر شفقت کرتا ہوں۔ میرا بیٹھنا تمہارے دلوں کی درستی اور تہذیب کیلئے ہے اپنے کلام کی تغییر و تہذیب کے لئے نہیں۔ میری سخت کلامی سے نہ بھاگو۔ مجھے دین الٰہی میں سختی ہی نے پرورش کیا ہے۔ میرا کلام بھی سخت ہے اور طعام بھی۔ جو مجھ سے اور مجھ جیسے لوگوں سے بھاگے گا فلاح نہ پائیگا جب تو دین کے معاملہ میں بے ادبی کریگا تو میں تجھ کو نہ چھوڑوں گا۔ اور یہ نہ کہونگا کہ ایسے کر۔ اور مجھے اسکی پرواہ ہوگی۔ کہ تو میری پاس بیٹھا رہا یا چلدیا۔ میں خدا سے اپنی حفاظت چاہتا ہوں تم سے نہیں چاہتا۔ میں تمہاری شمار و قطار سے الگ ہوں۔ میں جس خیال میں ہوں اسکی تعبیر زبان سے نہیں بلکہ دل سے ہوتی ہے۔ وہاں دہنا بایاں اور پچھایا کچھ نہیں بلکہ سامنا ہی سامنا ہے سینہ ہے پشت نہیں۔ میں انبیاء مرسلین اور سلف کا تابع ہوں ان سے جدا نہ ہوں گا۔ اور پوری طاقت سے خدا کے قرب کیطرف دوڑتا ہوں گا۔ اپنے گناہوں اور بے ادبی سے توبہ کرو۔ یہ توبہ تمہارے دلوں کی زمین میں میرے درخت بونے کی مانند ہے میں تمہارے پاس عمارت بناتا ہوں۔ شیطان کی عمارت ڈھا کر رحمان کی عمارت بناؤنگا۔ اور تم کو تمہارے مولا اور پروردگار سے ملا دونگا۔ میں چھلکے کے ساتھ نہیں بلکہ مغز کے ساتھ قائم ہوں۔ میں اس ظاہری چھلکے کی پرورش میں محنت نہیں اٹھا سکتا۔ بلکہ تمہارے مغز کی پرورش کرتا اور چھلکا دور کر دیتا ہوں۔ میں یہاں تک تمہاری پرورش کروں گا۔ کہ تم سے تمہارے پیغمبر علیہ السلام کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ اے لڑکو دنیا کے لئے میری پاس نہ آؤ۔ بلکہ آخرت کے لئے آؤ۔ جب تمہاری صحبت آخرت کیلئے درست ہو جائیگی۔ تو دنیا طبعاً تمہارے پاس آ موجود ہوگی۔ تم بقدر زہد اسے لے لوگے تو میں ضامن ہوں کہ اس کا محاسبہ نہ ہوگا۔ آخرت کو دنیا پر۔ باطن کو ظاہر پر۔ حق کو باطل پر۔ باقی کو فانی پر مقدم رکھو۔ چھوڑو اور پھر لو طبیعت ہوا اور نفس کے ہاتھوں سے لینا چھوڑ دو۔ قلب و سر کے ہاتھوں سے لو۔ مخلوق کے ہاتھ سے لینا چھوڑ دو۔ خدا

اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور امر و نہی کے متعلق جو کچھ وہ تمہیں دے اُسے قبول کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ رسول جو چیز بھی تم کو دے اسے لو۔ اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔ خدا اور رسول کے حکم کے وقت تیر اور نہی کیوقت سپاہ۔ اور قضا و قدر کے وقت مردہ بنجاؤ اور باہم مخلوق کے ساتھ خوش اخلاقی سے رہو۔ بغیر جانے بوجھے خدا سے کچھ نہ مانگو۔ اپنے اور غیر کے متعلق اس کے حکم اور تقدیر سے موافقت کرو۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ خدا نے قلم کو پیدا کر کے یہ ارشاد فرمایا کہ لکھ قلم نے کہا کیا لکھوں۔ ارشاد ہوا کہ قیامت تک کی مخلوق کی بابت ہمارا حکم لکھدے۔ اے مردہ دلو۔ اے نفس کے اعتبار سے زندہ رہنے والو۔ تمہارے دل مر گئے ہیں تمہارے لئے دلوں کی مصیبت دائم ہیں رہنا غیر کی مصیبت میں رہنے سے بہتر ہے۔ خدا اور اس کے ذکر سے غافل رہنے والوں کی موت ہے تم میں جو شخص دل کو زندہ رکھنا چاہتا ہے تو اس میں خدا کے ذکر اور اس کی محبت کو جگہ دے۔ اس کی سلطنت و عظمت و مخلوقات میں اس کے تصرف کی طرف نظر ڈالے اسے لڑکے۔ اول خدا کو اپنے دل سے اور پھر اپنے جسم سے یاد کیا کر اسے دل سے ہزار مرتبہ یاد کر اور زبان سے ایک مرتبہ آفت آتے وقت صبر سے دنیا آتے وقت ترک سے۔ آخرت آتے وقت قبول کر لینے سے۔ حق کے آتے وقت توحید سے اور غیر شرع کے آتے وقت اعراض سے خدا کو یاد کیا کر اگر نفس کی لگام ڈھیلی چھوڑ دیگا۔ تو وہ تجھ میں طمع کریگا۔ اور تجھے پھینکدیگا۔ اسے پرہیزگاری کی لگام سے قابو میں لا۔ اور قیل و قال چھوڑ دے۔ موت کی یاد تیری دل کو صاف کر دیگی۔ دنیا اور مخلوق کو تجھے دشمن بنا کر دکھائیگی۔ تیرے دل سے پردہ اٹھا دیگی۔ اس وقت تو مخلوق کو فانی۔ مردہ ہلاک اور عاجز دیکھے گا۔ کہ ان میں نہ نفع کی قوت ہوگی نہ ضرر کی ۔

پچاسویں مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے اٹھارھویں شعبان ۵۴۵ھ میں جمعہ کی صبح کو قدرے کلام کے بعد مدرسہ میں فرمایا

اپنی اصلاح اور نیکی میں مشغول رہ۔ قیل و قال اور ہوس دنیوی کو چھوڑ۔ حتی الوسع اسکے غموں سے فارغ ہو۔ پیغمبر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے حتی الامکان غم دنیا سے فارغ ہو جاؤ۔ اے دنیا سے ناواقف۔ اگر تو اسے پہچان لیتا تو اس کا طالب نہ بنتا اگر وہ تیری پاس آئیگی تو تجھ کو رنج میں ڈالیگی اور اگر منہ پھیر لیگی تو حسرت میں چھوڑ جائیگی۔ اگر تو خدا کو جانتا تو اسکے باعث غیر کو پہچان لیتا لیکن تو اس سے۔ اسکے انبیاء اور رسولوں اور اولیاء سے ناواقف ہے۔ اس دنیا میں تجھ سے پہلے لوگوں پر جو کچھ گزر چکا تو اس سے نصیحت کیوں نہیں پکڑتا۔ دنیا سے نجات حاصل کر۔ اس کا لباس اتار اور اس سے بھاگ۔ نفس کا لباس اتار کر خدا کے دروازہ کی طرف چل۔ جب تو نفس سے جدا ہوا تو یہ سمجھ کہ ماسوی اللہ سے الگ ہوگیا۔ اور اگر ماسوی اللہ نفس کا تابع ہے تو نفس ہی سے الگ ہو جا۔ خدا کو دیکھ لیگا۔ تسلیم کا خوگر بن۔ سلامت رہیگا۔ اس کی راہ کی کوشش کرتا رہ۔ ہدایت پائیگا۔ اس کا شکر ادا کر وہ تجھے زیادہ دیگا۔ اپنی ذات اور مخلوق کو اس کے سپرد کر۔ اپنے اور غیر کے متعلق اس پر معترض نہ ہو۔ اہل اللہ ارادہ الٰہی کے رو برو کوئی ارادہ اور اس کے اختیار کے آگے کسی طرح کا اختیار نہیں رکھتے۔ وہ طلب روزی کے حریص نہیں ہوتے۔ اور غیر کی قسمت پر نظر نہیں ڈالتے۔ اگر تو دنیا و آخرت میں ان کی صحبت کا ارادہ رکھتا ہے تو اقوال و افعال اور ارادہ میں ان کی موافقت کر۔ میں دیکھتا ہوں کہ تو برعکس کر رہا ہے اور ان دلوں کی مخالفت و منازعت کو تو نے اپنا شیوہ بنا لیا ہے وہ حکم دیتا

ہے کہ فلاں کام کر۔ مگر تو نہیں کرتا۔ گویا وہ بندہ ہے اور تو معبود۔ سبحان اللہ وہ کس قدر بردبار ہے۔ اگر یہ بردباری نہ ہوتی تو تو اپنی حالت میں انقلاب دیکھتا۔ اگر تو مراد حاصل کرنی چاہتا ہے تو اسکے سامنے ظاہر و باطن کے سکون کو لازم کرلے۔ سکون ظاہری حرکات سے ہونا چاہیئے اور سکون باطنی خطرات سے۔ میں اپنے نزدیک سوال کو بے ادبی نہیں جانتا۔ بلکہ اُسے مباح سمجھتا ہوں۔ احکام الٰہی بجالا۔ منہیات سے باز رہ۔ تقدیر سے موافقت کر اور ظاہر و باطن کو اس کے آگے کلام کرنے سے روک۔ دین و دنیا کی بھلائی تیرے سامنے آجائیگی مخلوق سے سوال نہ کر کیونکہ لوگ عاجز اور فقیر ہیں۔ اپنا نفع نقصان ان کے اختیار میں ہے نہ غیر کا۔ حکم الٰہی کا انتظار کر۔ جلد بازی کو چھوڑ دے۔ خدا کو بخیل نہ جان اور اسپر بخل کی تہمت نہ لگا۔ لوگو وہ تم سے زیادہ تم پر مہربان ہے۔ اسی لیئے بعض اہل اللہ نے کہا ہے کہ مجھ پر میری طرف سے کچھ بھی نہیں۔ بلکہ سب کچھ خدا ہی کیجانب سے ہے۔ خدا کے حکم کی موافقت لازم کرلو۔ وہ تم سے زیادہ تمہارے حالات سے واقف ہے۔ لیکن تمہاری ہر ایک مصلحت پر تمہیں مطلع نہیں کرتا اس نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ لوگو تم ایک چیز کو برا جانتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہوتی ہے۔ اور ایک چیز کو اچھا سمجھتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لئے بُری ہوتی ہے۔ اس کی مصلحت خدا جانتا ہے۔ تم نہیں جانتے۔ دوسری آیت میں فرمایا ہے۔ کہ خدا اس چیز کو پیدا کرتا ہے جسے تم نہیں جانتے۔ تیسری آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ تمہیں بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔ جو شخص خدا کے رستے پر چلنا چاہتا ہو اسپر لازم ہے کہ وہ اس راہ میں قدم رکھنے سے پہلے اپنے نفس کو مہذب بنالے کیونکہ نفس بُرائی اور اور برائیوں کا حکم کرنیوالا ہے۔ تو خدا کے نزدیک پہنچ کر کیا کریگا۔ اس کی راہ کیونکر طے کرسکے گا۔ نفس کے مطمئنہ بنانے کے لئے مجاہدہ کر۔ اور جب وہ مطمئنہ بنجائے۔ تو اُسے خدا کے دروازہ پر اپنے ساتھ لے جا۔ ریاضت تعلیم۔ حسن ادب اور خدا کے وعدہ و وعید کے متعلق اطمینان حاصل ہونے کے بعد نفس کے ساتھ موافقت کر نفس اندھا۔ گونگا۔ بہرا۔ لنگڑا۔ لولا اور اپنے پروردگار سے ناواقف اور ان کا دشمن ہے۔ مجاہدہ دوامی سے اس کی آنکھیں کھلجائینگی۔ زبان چلنے لگے گی۔ کانوں میں سننے کی طاقت پیدا ہوگی۔ اس کا لنگڑا لولا پن اور جہل و عداوت سب زائل ہو جائیگا۔ اس کے لئے پیشوایان قوم اور مردان خدا اور ایسے دوامی مجاہدہ کی ضرورت ہے جو ساعت بساعت روز بروز اور سال بسال ترقی کرتا رہے۔ یہ بات ایک ساعت یا ایک دن یا ایک ماہ کے مجاہدہ سے حاصل نہیں ہوتی۔ نفس کو بھوک کے کوڑے سے مار حظ نفسانی سے روک اور اس کا حق ادا کر بوجھ رکھ اور اس کی تلوار یا چھری سے نہ ڈر۔ اس کی تلوار لوہے کی نہیں بلکہ لکڑی کی برابر ہے۔ اس کا کلام بلا افعال اور کذب بلا صدق اور عہد بلا وفا ہے اس میں محبت کا مادہ نہیں۔ اور اس کی جولانی بلا دولت ہے۔ جو بندہ اس کی اور مخالفت میں صادق ہیں۔ اُنکے نزدیک نفس کے رئیس اعظم یعنی شیطان میں بھی کسی قسم کی قوت نہیں۔ تو نفس میں کیا طاقت ہوگی۔ تو یہ گمان نہ کر کہ اس نے اپنی طاقت کے باعث آدم ع کو جنت سے نکالدیا۔ یہ طاقت تو اُسے خدا نے دی تھی۔ اور یہ طاقت سبب واقعہ تھی نہ کہ اصل واقعہ۔ اے کم عقل کسی مصیبت میں مبتلا ہونے کے باعث خدا کے دروازہ سے نہ بھاگ۔ وہ تیری مصلحت کو تجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اس نے تجھے کسی فائدے اور حکمت کیلئے گرفتار کیا ہے جب تو کسی بلا میں مبتلا ہو تو ثابت قدم رہ۔ اپنے گناہوں کی طرف دیکھ۔ کثرت سے توبہ استغفار کر۔ خدا سے صبر و ثبات کی توفیق مانگ۔ اس کے سامنے جا کھڑا ہو۔ اس کی رحمت کا دامن تھام۔ اور اس مصیبت کے دفعیہ

اس کے متعلق اظہار مصلحت کا سوال کر۔ اگر مراد حاصل کرنی ہے۔ تو اس شیخ کی صحبت اختیار کر جو خدا کے حکم اور اس کے علم سے واقف ہو۔ وہ تجکو تعلیم و تادیب کریگا۔ اور خدا کا رستہ بتادیگا۔ مرید کے لیئے رہبر کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ بچھوؤں۔ سانپوں۔ آفتوں پیاس اور ہلاک کرنیوالے درندوں کے جنگل میں ہے۔ شیخ مریدوں کو ان آفتوں سے بچاکر پانی اور میوہ دار درختوں کے مقامات تک پہنچا دیگا۔ اگر مرید بلا رہبر تنہا اس رستہ میں چلیگا۔ تو ایسی زمین میں جا پڑیگا جسمیں درندے۔ سانپ بچھو۔ اور دیگر آفتیں بکثرت ہیں۔ اے راہ دنیا کے مسافر۔ قافلے اور رہبر کو نہ چھوڑ۔ ورنہ مال و جان دونوں غارت ہو جائینگے اور اے راہ آخرت طے کرنیوالے ہمیشہ رہبر کے ساتھ ساتھ رہا کر۔ تاکہ وہ تجھ کو منزل مقصود تک پہنچادے۔ اس راہ میں اسکی خدمت کر۔ اسکا ادب ملحوظ رکھ۔ اس کی رائے سے باہر نہ ہو۔ وہ تجھ کو تعلیم کریگا۔ اور مقرب الٰہی بنادیگا۔ اور چونکہ وہ تیری نجابت و صدق فہم کو معلوم کرلیگا۔ اس لئے طریقت میں تجکو اپنا نائب بنالیگا۔ اور طریقت و اہل طریقت کا افسر کردیگا۔ تجھ کو اپنے لشکر کا خلیفہ مقرر کردیگا۔ یہانتکہ پیغمبر علیہ السلام تک پہنچا کر تجھے ان کے سپرد کردیگا۔ پھر تجکو قلوب و احوال و معانی پر مسلط کردیگا۔ اور تو خدا و مخلوق خدا کے مابین ایک سفیر۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک غلام کی طرح ہو جائیگا۔ بابیا مخلوق و خالق کی طرف آتا جاتا رہیگا۔ یہ مرتبہ خلوت نشینی اور تمنا سے حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس چیز سے ملتا ہے جسکی توقیر دلوں میں ہو اور تصدیق عمل۔ اہل اللہ بہت سے قبیلوں میں منتخب لوگ ہیں۔ کروڑوں میں ایک آدھ ولی ہوتا ہے۔ یہ لوگ اپنے دلوں اور معانی سے کلام الٰہی سنتے اور اعمال جوارح سے اپنے سننے کی تصدیق کرتے ہیں۔ جاہلو۔ خدا کے آگے توبہ کرو اور طریقہ اہل پر چلو۔ افعال و اقوال میں ان کا اتباع کرو۔ ان منافقوں کا رستہ نہ لو جو دنیا کے طالب آخرت سے روگرداں۔ اور خدا کے اس رستہ کو چھوڑ بیٹھے ہیں جسپر متقدمین چلتے تھے۔ انہوں نے دہنے بائیں اور پیچھے چلنا شروع کردیا ہے۔ اور کاہل لوگوں کا طریقہ اختیار کرلیا ہے اور اس سیدھی بنیاد پر نہیں چلتے جو خدا تک پہنچا دیتی ہے۔ اے لڑکے تو دنیا میں حصول دنیا کے لئے ان سے ملتا ہے کل انہیں کہیں نہ دیکھیگا۔ تمہارے علاقے قطع ہو جائینگے۔ تجھ میں اور تیری ان بُرے دوستوں میں جن سے تو غیر اللہ کے لئے ملتا ہے قطع تعلق کیوں نہ ہوگا۔ ضرور ہوگا۔ اگر مخلوق سے ملنا ضروری امر ہے۔ تو پرہیزگاروں زاہدوں عارفوں عمل کرنیوالوں اور ان لوگوں سے مل جو خدا کے مرید اور اسکی مراد ہیں۔ اُن سے مل جو تجھ سے مخلوق کو لے لے اور قرب الٰہی عطا فرمادے۔ گمراہی دفع کرکے سیدھی راہ پر قائم کردے۔ دنیا کی طرف سے تیری آنکھوں پر پٹی باندھ کر اُخروی آنکھیں کھول دے۔ دنیا کے طبق آگے اٹھاکر اُخروی طبق سامنے لا رکھے۔ کثرت سوال کو تجھ سے الگ کردے اور اس کے بدلے حیرانی و حرمت کرے تجھے سانپوں بچھوؤں اور درندوں کے پنجے سے نکالکر امن و راحت کے اچھے مقام پر پہنچادے۔ جس میں یہ صفت ہو اس سے مل۔ اس کی باتوں پر صبر کر اور اسکے امر و نہی کو قبول کرلے۔ اس حالت میں تو فی الفور خیر دارین اپنی آنکھوں سے دیکھ لیگا۔ گھڑی بھر صبر کرنا شجاعت ہے تجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ ضرور کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے۔ کدال۔ پھاوڑا اور ٹوکری خرید کر عمل کے دروازہ پر بیٹھ جا۔ اگر عمل تیری مقدر میں ہو تو تو ضرور کریگا۔ سبب کو اس کا حق دیتا رہ۔ توکل کر۔ اور عمل کے دروازہ پر بیٹھ جا۔ اگر دیگر کارگذاروں کی طلبی ہوئی اور تجھے نہ بلایا گیا۔ تو ناامیدی کی حد تک اپنی جگہ سے نہ ٹل۔ پھر اپنے آپکو توکل کے دریا میں ڈالدے۔ سبب اور مسبب دونوں جمع ہو جائیں گے۔ اپنے معلم کا ادب کیا کر۔ اسکے آگے بات نہ کر خاموش رہ

یہ تیری تعلیم اور دلی قرب کا باعث ہوگا۔ حسن ادب تجھ کو مقرب بنائیگا۔ اور بے ادبی ادر پھینکدیگی۔ تجھے حسن ادب کیونکر حاصل ہو تو تو ادیبوں کے پاس ہی نہیں جاتا۔ تجھے علم کسطرح آئے تو اپنے معلم سے رضامند نہیں ہے اور اس سے حسن ظن نہیں رکھتا۔

مجلس اکاون

شیخ علیہ الرحمتہ نے اسی سنہ کی بیسویں شعبانکو فرمایا

دنیا سراسر حکمت و عمل اور آخرت سر بسر قدرت ہے یہ حکمت پر مبنی ہے اور وہ قدرت پر۔ دار الحکمت میں عمل نہ چھوڑ۔ اور دار القدرت میں اس کی قدرت کو عاجز خیال نہ کر۔ دار الحکمت میں اس کی حکمت پر عمل کر اور قدرت پر بھروسا رکھ۔ تقدیر کو اپنا عذر نہ بنا ورنہ تو اسے حجت سمجھ کر عمل کو چھوڑ بیٹھے گا۔ تقدیر کو عذر بنا لینا سست لوگوں کی حجت ہے۔ تقدیر کا عذر اوامر و نواہی کے سوا دیگر افعال میں ہوسکتا ہے۔ شیخ علیہ الرحمتہ نے قدرے کلام کے بعد فرمایا۔ مومن دنیا و مافیہا سے اطمینان حاصل نہیں کرسکتا بلکہ دنیا سے اپنا حصہ لیکر دلی توجہ کیساتھ خدا کی طرف راجع ہو جاتا ہے۔ وہ اسی جگہ ٹھیرا رہتا ہے یہانتک کہ آتش دنیا کی لپٹ اس سے دور ہو جاتی ہے اور اس کے دل کو خدا کے سامنے جانے کی اجازت ملجاتی ہے۔ اس کے سر کی سفارت سر کو قلب کی اور قلب کو نفس مطمئنہ اور بندگی کرنیوالے اعضا کی طرف لیجاتی ہے۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ اس کے اہل و عیال کو اچھی بے پروا کردیتا ہے۔ اس میں اور ان میں ایک دیوار کھڑی ہو جاتی ہے۔ مخلوق کے شر کو کفایت کرنا لوگوں کو اس کا مطیع بنانا اسکی اور ان کے دلوں میں حائل ہو جاتا ہے اور وہ تنہا خدا کے ساتھ رہ جاتا ہے۔ گویا اسکے حساب میں مخلوق پیدا ہی نہیں ہوئی۔ گویا اس کے سوا اور کوئی خدا کی مخلوق ہی نہیں۔ خدا اس کا فاعل ہوتا ہے۔ اور وہ مفعول فیہ۔ وہ مطلوب ہے یہ طالب وہ اصل ہے یہ فرع۔ وہ خدا کے سوا کسی سے جان پہچان نہیں رکھتا۔ خدا مخلوق کیطرف سے اُسے لپیٹ لیتا ہے۔ پھر جب چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے۔ اُسے ہدایت و مصلحت مخلوق کے لئے موجود کردیتا ہے وہ رضامندی الٰہی کے باعث ان کی ایذا پر صبر کرتا ہے اہل اللہ قلوب اور اسرار کے نگہبان اور محض خدا کے ساتھ قائم ہیں۔ اور اسی کے لئے عمل کرتے ہیں۔ اے منافق تجھے اہل اللہ کا حال معلوم نہیں اور نہ تو ایمان اور محبت الٰہی سے واقف ہے تو عنقریب مرکر موت کے بعد پشیمان ہوگا۔ اور بے زبانی دل کے تو فصاحت لسان پر قانع ہے حالانکہ یہ تجھے نفع نہ دیگی۔ فصاحت تو دل کے لئے ہونی چاہیے۔ نہ کہ زبان کے لئے۔ اے مردہ دل۔ اے اہل اللہ سے بیخبر۔ اے بدنصیب اپنے نفس اور مخلوق کے باعث خدا سے محجوب اپنے نفس پر ہزار بار رو یا کر۔ اور غیر پہ ایکبار۔ الٰہی میں گنگ تھا۔ تو نے مجھکو گویائی دی۔ میری باتوں سے لوگوں کو نفع پہنچا۔ اور میرے ہاتھ پر ان کی صلاحیت کامل کردے۔ اور یہ نہ ہو تو مجھے پھر گونگا کردے۔ اے قوم میں تم کو سرخ موت کی طرف بلاتا ہوں۔ وہ کیا ہے؟ نفس۔ ہوا۔ طبیعت۔ شیطان اور دنیا کی مخالفت۔ مخلوق سے الگ ہونا اور ماسوی اللہ کو چھوڑ دینا۔ ان حالتوں کی کوشش کرو۔ ناامید نہ رہو۔ ہر روز اس کی ایک نئی شان ہے۔ اس سے اس کی قدرت کے مطابق طلب کرو۔ حکمت کے مطابق نہ مانگو اسکے علم کے مطابق مانگو اپنے علم کے مطابق طلب نہ کرو۔ اپنے قلوب و اسرار سے سوال کرو۔ زبانی الفاظ سے طالب نہ اپنے علم و قدرت سے متجاوز ہو کر اس سے سوال کرو۔ ہر چیز سے مفلس ہو کر اس کے آگے کھڑے ہو جاؤ۔ اسپر حکومت

اپنی قدرت نہ جتاؤ۔ عقلمندی کا اظہار نہ کرو۔ اپنی تدبیر سو اس کی تدبیر کو جاہلوں کیطرف رد نہ کرو۔ اپنے علم پر عمل نہ کر تو الا جاہل ہے۔ خواہ اس کا حافظہ کیسا ہی زبردست اور معانی کا کیسا ہی عالم کیوں نہ ہو بلا قصد عمل علم حاصل کرنا تجکو مخلوق کی طرف محتاج کریگا اور علم مع عمل خدا کی جانب لیجائیگا۔ دنیا میں زاہد بنائیگا اور باطنی آنکھ کھولدیگا۔ زینت ظاہری سے جدا کرکے زینت باطنی کا الہام کریگا۔ اس حالت میں خدا تجکو دوست رکھیگا۔ کیونکہ اب تو اس کے لائق ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ صالحین کو دوست رکھتا ہے۔ لیکے ظاہر و باطن کو پسند کرتا ہے۔ ظاہر کو حکمت کے اور باطن کو عمل کے ہاتھ سے تربیت دیتا ہے وہ خدا کے سوا اور کسی سے امید و بیم نہیں رکھتے۔ اسی سے لیتے اور اسی کے راہ میں دیتے ہیں غیر سے نفرت اور اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اسی کی طرف جاکر قرار حاصل کرتے ہیں یہ آخر زمانہ ہے۔ تغیر و تبدیل بکثرت ہوگئی ہے۔ بلکہ یہ زمانہ فترت یعنی نبوت سے خالی زمانہ ہے نفاق اور اس کے رواج کا زمانہ ہے اے منافق تو دنیا اور مخلوق کا بندہ ہے۔ ان کو دکھاتا اور انہیں کیلئے عمل کرتا ہے اور خدا کی اس نگاہ کو بھول رہا ہے جو تیری جانب ہے ظاہر تو یہ کرتا ہے کہ آخرت کیلئے عمل کررہا ہے حالانکہ تیرا دلی مقصود طلب دنیا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب بندہ اس حالت میں عمل آخرت کے لئے مزین ہو جاتا ہے کہ فی الواقع آخرت کا طالب نہیں ہوتا تو اسپر اس کا اور اس کے باپ دادا کا نام لیکر آسمانوں میں لعنت کیجاتی ہے۔ اے منافقو۔ میں تم کو اپنے حکم اور علم کے طریقہ سے پہچانتا ہوں۔ لیکن خدا کے حکم سے تمہاری پردہ پوشی کرتا ہوں۔ افسوس تجھے اپنے اعضا سے شرم نہیں آتی۔ تو گناہوں اور ظاہری نجاستوں سے پاک نہیں ہے اور طہارت باطنی کا دعویٰ کرتا ہے۔ طہارت قلب ہی درست نہیں پھر طہارت سر کیونکر ٹھیک ہو سکتی ہے تو مخلوق کے ساتھ مودب نہیں ہے اور خالق کے ساتھ مودب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے معلم تجھ سے رضامند نہیں تو نے اس کا ادب نہیں کیا اور اس کا حکم نہیں مانا۔ تو تو اپنے محل میں صدر نشین ہے۔ جب تک خدا کے آگے تیری توحید قائم نہو جائے اور تو وجود ظاہر کے بیضہ سے نکلکر لطف الٰہی کی گود میں جا بیٹھے۔ اُس کی محبت کے پروں میں نہ جا چھپے اخلاص کا دانہ نہ چنے۔ مشاہدہ کا پانی نہ پئے۔ اور پھر مرغ ہونے تک اسی حالت میں نہ رہے۔ ہرگز کلام نہ کر۔ اسوقت تو مرغ محبوب کا محافظ۔ انہیں دانہ دینے والا۔ ادب آموز اور رات دن لوگوں کو تنبیہ کرنیوالا بنجائیگا۔ انہیں طاعت الٰہی سے آگاہی دیگا۔ اے جاہل کتابیں پھینکدے اور میرے آگے ادب سے بیٹھ۔ علم اہل اللہ کے زبان اور حالات سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ کتابوں اور مقالات سے۔ علم ان سے حاصل ہوا کرتا ہے جو اپنی اور مخلوق کی طرف سے فانی ہو کر ذات الٰہی کے ساتھ مرتبہ بقا حاصل کرچکے ہیں۔ زمانہ کی گردش تجھ سے اور مخلوق کی طرف سے فانی ہو کر ذات الٰہی کے ساتھ موجود ہو جانے پر مبنی ہے۔ ماسوا سے مرکر خدا کے ساتھ اور اس کیلئے زندہ ہو جا۔ خدا کے ان خادموں کی مصاحبت اختیار کر جو اس کے دروازہ سے کبھی نہیں ملتے۔ احکام الٰہی بجالا۔ منہیات سے بچنا اور تقدیر الٰہی کے موافق رہنا ان کا مشغلہ ہے وہ خدا کے ارادے اور اس کے فعل کے ساتھ گردش کرتے ہیں۔ اپنے اور اغیار کے لئے وہ خدا سے نہیں جھگڑتے قلیل و کثیر اور اعلیٰ و ادنیٰ چیزیں میں اسپر اعتراض نہیں کرتے اغراض حاصل کرنیکی حرص میں طاعت الٰہی چھوڑ کر نفس کا خادم نہ بن۔ اولیاء اللہ مخلوق سے بتکلف طلب کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کو اسکی کچھ حاجت نہیں خدا مخلوق پر رحم کرنے کے لئے ان کو طلب کا الہام کیا کرتا ہے۔ ولی بذاتہ کچھ نہیں مانگتا۔ اس کا نفس مطمئن ہو جاتا ہے۔ نہ دنیوی ارادہ اور خواہش کچھ نہیں رکھتا۔ تو اس کے نفس کو اپنے ایسے جاہل نفس پر قیاس کرتا ہے۔ جس نے تجکو خدمت کیلئے کھڑا کر رکھا ہے اور تجھے اپنے ارادوں اور خواہشوں میں مصروف رکھتا ہے۔ اگر عقل ہوتی تو تو اس کی خدمت سے الگ ہو کر اطاعت الٰہی

میں مشغول ہوجاتا۔ اور اس کا دشمن بنجاتا۔ مناسب یہ ہے کہ تو اُسکے جواب سے خاموش رہتا۔ اور اس کے کلام کو دیوار سے مار دیتا۔ اس کی بات کو دیوانہ کا کلام سمجھ۔ اسکے قول۔ طلب خواہشات و لذات اور بیہودگیوں کیجانب توجہ نہ کر۔ اس کی بات مان لینے میں تیری اور اسکی ہلاکت اور مخالفت میں دونوں کی بھلائی متصور ہے۔ جب تیرا نفس خدا کا مطیع ہوجائیگا۔ تو ہر جگہ سے بافراغت روزی آنے لگیگی اور اگر وہ عاصی و جابر رہیگا تو تمام وسائل منقطع ہوجائینگے اور اسپر بلائیں مسلط ہونگی۔ انجام کار یہ ہلاک ہوجائیگا اور دونوں جہانمیں نقصان اٹھائیگا۔ مطیع و فلاح نفس والا آدمی مخدوم ہے۔ جہاں جائیگا اپنی تقدیر کا حصہ لیکر اسپر رضامند ہوگا۔ اپنے ذمہ کا فرض بلا تکلیف و دلی خوشی کے ساتھ ادا کرے گا ایسے لوگ ماسوی اللہ سے فارغ القلب ہوتے ہیں۔ دنیا اور اسکی فضول باتیں حاصل کرنیمیں اُنکے اعضا تکلیف نہیں اٹھایا کرتے۔ اے منعم نعمت کا شکر ادا کر۔ ورنہ تجھ سے چھین لیجائیگی۔ شکر کی قینچی سے طائر نعمت کے پر کتر دے ورنہ یہ جانور اُڑ جائیگا۔ مردہ وہ ہے جو خدا کی طرف سے مرجائے۔ گو اُسے دنیوی زندگی حاصل ہو۔ ایسی زندگی جسکو شہوات و لذات حاصل کرنیمیں صرف کر رہا ہے نفع نہیں دیسکتی۔ یہ بظاہر نہ سہی۔ مگر باطن میں فی الواقع وہ مردہ ہے۔ الٰہی ہمیں اپنی محبت کے ساتھ زندگی دے اور اغیار کی طرف سے مار ڈال۔ اے عمر کے بڈھے اور طبیعت کے لڑکے تو اپنی طبیعت کی چاہت کے باعث دنیا جیسی بدخو محبوبہ کیطرف کبتک دوڑیگا۔ تونے اُسے اپنا دلی مقصود بنا رکھا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جو چیز تجھے فکرمند رکھے وہی تیرا مقصود ہے اور جس کے ہاتھ میں تیری باگ ہے تو اسی کا غلام ہے اگر تیری لگام دنیا کے ہاتھ میں ہے تو تو دنیا ہی کا بندہ ہے اور اگر مخلوق کے ہاتھ میں ہے تو بندۂ مخلوق ہے اور اگر خدا کے ہاتھ میں ہے تو بندۂ خدا ہے اور اگر نفس کے ہاتھ میں ہے تو بندۂ نفس ہے۔ خواہش کے ہاتھ میں ہے تو بندۂ خواہش ہے اور اگر آخرت کے ہاتھ میں ہے تو بندۂ آخرت ہے۔ اب یہ دیکھ کہ تونے اپنی باگ کس کے سپرد کر رکھی ہے۔ بیں اکثر دنیا کے طالب قلیل آخرت کے خواہاں۔ اور اقل وہ لوگ ہیں جو دنیا و آخرت کے پروردگار کو چاہتے ہیں تو حسن ادب سے انکے پاس جا بیٹھ۔ اُن سے معارضہ و جھگڑا نہ کر۔ انکو ناقص نہ سمجھ۔ ورنہ خود ناقص رہیگا۔ ان کی بے ادبی سے ہلاک ہوجائیگا۔ عاقل بنو۔ تم اپنے اعمال کے باعث خدا کے دشمن ہو۔ خلوتوں اور دیگر تمام احوال میں اس کیلئے خالص عمل نہو۔ تو مچھر کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتا۔ صدق اخلاص خوف الٰہی۔ اس سے امید رکھنا۔ اور ہر حال میں اسکی طرف رجوع کرنا ایسا خزانہ ہے۔ جو کبھی فنا نہیں ہوتا۔ ایمان کو لازم پکڑ لے۔ وہ تجھے لازم کر لیگا۔ جب تو اہل اللہ میں سے کسیکو دیکھیگا اسکے سامنے متواضع ہو اور اپنی حالت خدا کے سپرد کر دے۔ اسکے معاملہ میں نہ جھگڑ۔ خاموش رہ اور اپنی بے ادبی سے اسی ایذا نہ دے جسے تو نہیں جانتا اس سے خاموش رہنا علم ہے اور جو تجھے معلوم نہ ہو اسے تسلیم کر لینا اسلام ہے۔ اے ضعیف الیقین تیرے پاس نہ دنیا ہے نہ آخرت۔ یہ اس لئے کہ تو خدا کے آگے بے ادبی کرتا ہے اسکے اولیاء اور اُن ابدال پر تہمت لگاتا ہے جنکو خدا نے انبیا کا قائم مقام کیا ہے۔ اور ان پر وہی بوجھ رکھا ہے جو پیغمبروں اور صدیقوں پر۔ انکے اعمال و علوم انہیں کے سپرد کر کے خدا نے ان کو اُن کے نفسوں اور خواہشوں سے فنا کر کے اپنی ذات کے ساتھ موجود کر دیا ہے اور اپنے سامنے رکھا ہے ان کے دلوں کو ماسوی سے پاک کر کے دنیا و آخرت اور مخلوق کو اُن کے آگے کر دیا ہے۔ ان کو اپنی قدرت دکھائی اور حکمت کا علم سکھایا ہے خدا کے انکے قوت بلی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بالکل صحیح ہے۔ وہ اس قول میں بالکل سچے ہیں۔ اپنی طاقت و قوت اور مخلوق کی قدرت کو فنا کر کے خدا کی قوت پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ معاذ رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کرتے تھے الٰہی اگر تو میرا اچھا نہیں کرتا تو جو کچھ تونے چاہا ہے مجھے اسپر صبر دے اے لڑکے جھگڑے کیساتھ دنیا حاصل کرنے سے رضا بالقضا بہتر ہے۔ صدیقین کے دلوں میں اسکا مزہ شہوات و لذات سے کہیں بڑھکر ہے۔ یہ انکے نزدیک دنیا و مافیہا سے کہیں بہتر ہے۔ کیونکہ باعتبار اختلاف احوال اس سے فی الجملہ ہر حال میں اچھی زندگی حاصل ہو سکتی ہے۔ اخلاص کر علم و عمل کی زبان سے لوگوں کے ساتھ کلام کیا کر محض علم بلا عمل کے زبان سے نہ بول۔ یہ تجھکو نافع ہوگا نہ تیرے پاس والوں کو۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ علم عمل کو آواز دیا کرتا ہے۔ اگر عمل جواب نہیں دیتا تو علم رخصت ہوجاتا ہے۔ اسکی برکت کوچ کر جاتی ہے اور حجت باقی رہ جاتی ہے اس حال میں تو ایسا عالم رہ جاتا ہے کہ تیرا علم تجھ پر فتنہ بنجاتا ہے۔ اس کا درخت باقی رہتا ہے اور پھل رخصت ہوتا ہے۔ خدا سے حال اور اسکے صحیح مقام کا سوال کر۔ یہ نصیب ہوجائے تو اس کے اخفا اور عدم محبت اظہار کا طالب بن۔ اگر تو اپنے اور خدا کے درمیانی اسرار کا اظہار کریگا تو یہ تیری ہلاک کا باعث ہوگا۔ احوال اور اعمال کے متعلق عجب سے پرہیز کر۔ کیونکہ یہ گمراہ کرنے اور آدمی کو خدا کی نظر سے گرانے والا ہے۔ مخلوق کے روبرو کلام اور مقبولیت سے بچتا رہ۔ یہ تجھکو ضرر پہنچائیگا نفع نہ دیگا۔ جبتک تجھکو اپنے کلام میں کمال حاصل نہ ہو۔ اور دل سے کوئی قطعی بات معلوم نہ ہو جائے کوئی بات منہ سے نہ نکال۔ بغیر کھانا تیار کئے لوگوں کو اپنے گھر میں مہمان کیوں بلاتا ہے۔ یہ بات بنیاد کی محتاج ہے۔ دیوار اس کے بعد ہوگی۔ اپنے قلب کی زمین کو کھود تاکہ حکمت کا پانی نکل آئے۔ پھر اخلاص۔ مجاہدات اور نیک کاموں کی بنیاد رکھ تاکہ عالیشان محل تیار ہو جائے۔ اسکے بعد لوگوں کو بلا الٰہی ہمارے اعمال کے بدنوں کو اخلاص کی روح سے زندہ کر دے۔ جب تیرے دل میں مخلوق بسی ہوئی ہے۔ تو حماقت سے خلوت گزین ہونا کیا نفع دیگا۔ اسوقت تجھے اور تیری خلوت کو کسی طرح عزت نہ ملیگی۔ جب تو مخلوق کو دل میں لیکر خلوت میں بیٹھا تو گویا بلا حضور محبت الٰہی گوشۂ تنہائی میں جا بیٹھا۔ بلکہ نفس و شیطان و ہوئی تیرے ہمنشین بن گئے۔ اگر تیرا دل خدا سے اُنس رکھتا ہے تو اپنے اہل و عیال اور کنبے میں رہنے کی حالت میں بھی تو مخلوق کی طرف سے خلوت نشین ہے۔ جب محبت الٰہی دل میں آتی ہے تو وجود ظاہری کی دیوار گر پڑتی ہے۔ اور بصیرت دل تیز ہو جاتی ہے تو اس کے نفس اور عمل کو دیکھ لیتا ہے۔ اور اس کے سوا کسی سے رضامند نہیں ہوتا۔ جو شخص التزام شرع کے ساتھ کسی حالت میں ہو اور اپنی موجودہ حالت کے فوق و تحت اور زوال و بقا کی تمنا نکرے اسکو رضا و موافقت اور عبودیت کی شرط حاصل ہو جاتی ہے۔ تجھ پر افسوس ہے جھوٹ نہ بول تو رضا کا مدعی ہے۔ حالانکہ ایک مچھر۔ ایک لقمہ۔ ایک کلمہ۔ ذرا سی بے آبروئی تجھکو متغیر کر دیتی ہے جھوٹ نہ بول میں تیرا جھوٹ نہیں سنتا نہ اسپر عمل کرتا ہوں اور نہ اسپر تیری تصدیق کر سکتا ہوں مخلوق میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ان کے دلوں میں الہام ہوتا ہے۔ خاص کلمات کا القا کیا جاتا ہے۔ وہ خود پہچانتے اور انپر ٹھیرائے جاتے ہیں یہ کیوں نہ ہو وہ اقوال و افعال میں پیغمبر خدا کے تابع ہیں۔ آپ پر ظاہری وحی آتی تھی۔ ان کے دلوں میں باطنی الہام ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ آپ کے وارث اور تمام احکام میں آپ کے تابع ہیں اگر تو اس نسبت سے متابعت کو درست کرنا چاہتا ہے تو موت کو زیادہ یاد کیا کر موت کی یاد تیرے نفس ہوئی شیطان اور ترک دنیا پر تیری مدد کریگی۔ جس نے موت سے نصیحت حاصل نہ کی اس کی نصیحت کا اور کوئی رستہ نہیں ہے۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں نصیحت ملنے کے لئے موت کافی ہے۔ تو خواہ زاہد ہو یا حریص تیری قسمت کا لکھا ضرور تجکو ملیگا۔ لیکن زہد کی حالت میں عزت حاصل ہوگی اور حرص کے باعث ذلیل ہو جائیگا۔ منافق مخلوق کے سامنے خدا سے شرماتا ہے اور خلوت میں اس سے بے حیائی کا اظہار کیا کرتا ہے۔ اگر تیرا ایمان و اعتقاد اس بات پر

درست ہوتا کہ وہ تجھے دیکھتا ہے تجھ سے قریب اور تیرا نگہبان ہے تو تو اس سے ضرور شرماتا۔ میں حق بات کہتا ہوں تم سے
کسی طرح کا خوف اور کسی قسم کی امید نہیں رکھتا۔ تم اور تمام اہل زمین میرے نزدیک مچھر یا چیونٹی کی مانند ہو میں ہر طرح کا ضرر
و نفع تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی جانب سے خیال کرتا ہوں۔ میرے نزدیک بادشاہ اور غلام دونو برابر ہیں۔ اپنی ذات اور
غیر کا شرعی دلیل سے انکار کرو نہ کہ ہوا و ہوس اور طبیعت کی رو سے جس چیز سے شرع ساکت ہو اسکے ساتھ سکوت ہیں اور جس پر
ناطق ہے اسکے ساتھ نطق میں شریعت کی موافقت کرو اسے لڑکے اپنے نفس و ہوای کے باعث غیر کا انکار نہ کر۔ بلکہ ایمان
کے باعث اس کا منکر ہو۔ ایمان انکار کرنے یقین زائل کرنے اور پروردگار مدد کرنیوالا ہے۔ وہ تیری مدد اور تجھ پر فخر کریگا اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر خدا تمہاری مدد کریگا تو تم پر کوئی غلبہ نہ پا سکے گا۔ اگر تم خدا کے مددگار ہوگے۔ تو خدا تمہاری اعانت فرمائیگا۔ اور
تمہیں ثابت قدمی عنایت کریگا اگر تو غیرت الٰہی کے باعث کسی بری چیز کا انکار کریگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے ازالہ پر تیری مدد کریگا
اسکے اہل کے مقابلہ میں تیرا معاون رہیگا۔ اور ان کو تیرا فرمان پذیر بنا دیگا۔ اور اگر اپنے نفس کو ہوا اور شیطان و طبیعت کے باعث
منکر ہوگا تو خدا تجھ کو محروم رکھیگا اور اسکے اہل پر تیری مدد نہ کریگا۔ اور تو اسکے ازالہ پر قادر نہ ہوگا۔ انکار کرنیوالا مومن ایمان جاری
جس منکر کا انکار بذریعہ ایمان نہ ہو۔ وہ منکر ہی نہیں۔ انکار تیری ہستی پر موقوف ہے۔ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ محض خدا کے لئے ہو نہ کہ
مخلوق کے لئے اپنے دین کے لئے ہو نہ کہ نفس کے لئے۔ خالص خدا کا بنجائے نہ کہ اپنا تو اپنی ہوس کو چھوڑ دے۔ موت تیری گھات میں ہے
تو ضرور اس کے پل سے گذریگا۔ اس حرص کو جسنے تجھے رسوا کر رکھا ہے چھوڑ دے جو کچھ تیرے لئے ہے وہ ضرور تجھ کو ملیگا اور جو غیر کا حصہ
ہے وہ ہرگز تیرے پاس نہ آئیگا۔ خدا کے ساتھ مشغول ہو اپنے اور غیر کے حصہ کا طالب نہ بن۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو حکم کیا ہے۔ کہ
لوگوں کے مال متاع کی طرف اپنی آنکھیں نہ لگا یہ دنیوی زندگی کی رونق ہے۔ اور اسلئے ہے کہ ہم انکو آزمائیں۔ مخلوق سے گفتگو کرنا۔
اور اُن کے پاس بیٹھنا عارف باللہ کیلئے سب سے بڑی مشکل ہے۔ اسی لئے عارف بیزار ہوتے ہیں۔ اور ان میں متکلم ایک ہے کیونکہ عارف
قوت انبیاء کا محتاج ہے اور یہ اسلئے کہ وہ ہر قسم کی مخلوق میں بیٹھنے۔ عاقل و غیر عاقل اور منافق و مومن کے ساتھ مخالطت
رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے اس لئے بڑی مشکل میں ہے۔ اور مکروہات پر صبر کرتا ہے۔ باایں ہمہ محفوظ ہے اور اسپر خدا کی نظر پڑتی ہے
کیونکہ وہ مخلوق سے کلام کر نہیں خدا کا حکم بجالاتا ہے اپنے نفس و ہوی اور ارادہ و اختیار سے کلام نہیں کیا کرتا۔ بلکہ بولنے پر مجبور کیا جاتا
ہے اسلئے محفوظ رہتا ہے۔ اگر معرفت چاہتا ہے تو ضرر و نفع کے متعلق مخلوق کا خیال دل سے نکالدے۔ تو خدا کو اسی سے پہچانیگا دنیا
ہاتھ میں ہو یا جیب میں یا نیک نیتی کے ساتھ خزانہ میں یہ سب جائز ہیں۔ مگر اُس کا دل میں رکھنا جائز نہیں۔ دروازہ پر
کھڑا رہنا درست۔ لیکن آگے بڑھنا ناجائز۔ بندہ جب اپنی ذات اور مخلوق کی طرف سے ہوجاتا ہے تو مفقود اور محو ہونے کے باعث
آفات کے وقت اس کا باطن متغیر نہیں ہوتا وہ اوامر و نواہی کے وقت موجود ہو کر اوامر کو بجالاتا اور نواہی سے باز رہتا ہے
کسی چیز کی تمنا اور حرص نہیں کرتا۔ تکوین کو قلب کیطرف پھیرنا اور تبدیل اعیان کو اسی کے سپرد کردیتا ہے۔ اے علم و عمل کے خائنو
خدا اور رسول کے دشمنو۔ خدا کے بندوں سے قطع تعلق کرنیوالو کہاں تم۔ اور کہاں وہ۔ تم ظاہری ظلم و نفاق میں مبتلا ہو۔ یہ نفاق
کب تک۔ اے علما و زہاد۔ تم سلاطین و امرا کے دربار سے دنیوی حصہ اور لذات و خواہشات حاصل کرنے کے لئے منافق بنا کرتے ہو
تم اور اس زمانہ کے اکثر بادشاہ خدا کے مال اور اس کے بندوں کے معاملہ میں ظالم اور خائن ہیں۔ الٰہی منافقوں کی شان و

شوکت کو توڑ کر۔ اُن کو ذلیل کر۔ یا انپر رجوع ہو۔ ظالموں کو غارت کر۔ زمین کو ان سے پاک کردے یا ان کی اصلاح کر۔ آمین
اے بادشاہو۔ اے غلامو۔ اے ظالمو۔ اے عادلو۔ اے منافقو۔ اے دنیا کو مدت دراز اور آخرت کو ابد تک خیال کرنیوالو
اپنے مجاہدہ اور زہد کے باعث ماسوی اللہ سے جدا ہوجاؤ۔ اے مخاطب غیر اللہ سے دل کو پاک کر۔ اس سے ڈرتا رہ
کہ کوئی چیز تجکو شکار کرلے یا روکدے۔ یا خدا تک نہ پہنچنے دے۔ پھر جب قسمت کا دیا سامنے آجائے تو اسے امر اور موافقت
کے ہاتھ اور زہد کے قدم سے حاصل کر نہ کہ اختیار اور محبت کے ہاتھ سے۔ زہد ہمیشہ رہ رہ کر بدن میں اپنی تاثیر دکھاتا رہتا ہے
یعنی دل میں غم اور جسم میں ضعف پیدا کرتا ہے۔ پھر جب یہ غم اور ضعف پیدا ہوجاتا ہے تو خدا کی جانب سے اسکی اور اس کی
معرفت کی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اسوقت تمام رنج و غم جاتے رہتے ہیں۔ مومن کا دل مخلوق اور اہل و عیال اولاد و مال سے
جدا ہوتا ہے وہ ان میں مشغول ہوتا ہے اور اس کا دل شاہی قاصد کے پیغام لانے کا منتظر رہتا ہے وہ شہر کے دروازہ پر پہنچ جاتا
اور اہل و عیال کو رخصت کر کے ان ہی میں میٹھا رہتا ہے۔ مومن ہمیشہ کے لیے سب سے رخصت ہوچکا ہے۔ وہ مخلوق میں رہ کر
انہیں وداع کرچکا ہے مخلوق کے ساتھ بمنزلہ ذرہ ہے اور خدا کے ساتھ گویا پہاڑ۔ جب توحید دل میں ٹھیر جاتی ہے تو ظاہری عمل
سنور جاتے ہیں کیونکہ ظاہر و باطن غنا و فقر۔ مخلوق کا آنا نہ آنا ان کی مذمت اور تعریف یکساں ہوجاتی ہے۔ اسوقت تو ان دونوں
کو نکالدیگا۔ کیونکہ تیرا مضغۂ دل باوجود فراخی ان کو جگہ دینے سے تنگ اور تیرا قلب محبت الٰہی سے پر ہوگیا ہے۔ اس کے ذکر اور
شوق سے لبریز ہے۔ اسجگہ اور اسوقت محض خدا ہی کی محبت ہے۔ تو اس وقت سچا دوست۔ عالم معلم۔ دانا محکم۔ قریب
مقرب۔ مؤدب اور مخلوق سے بے پروا ہوجائیگا۔ خدا کی مدد کفایت کریگی۔ اے جاہل علم حاصل کر۔ تو نے اپنے جہل کے باعث
سیکھنا چھوڑ دیا ہے اور سکھانے میں مشغول ہے۔ یہ تکلیف نہ اٹھا تجھ سے کچھ نہ ہوسکیگا۔ اور نہ تیرے ہاتھ سے کسیکو فلاح ہوگی
اسلئے کہ جو اپنے نفس کا معلم نہیں بن سکتا وہ غیر کو کسطرح تعلیم دیسکتا ہے۔ اے قوم قدرت الٰہی کو حاضر نہ جانو۔ ورنہ کفار میں جا
ملوگے۔ حکم پر عمل کرو۔ تاکہ تم کو بہ عمل مع علم حاصل ہو۔ جب یہ عمل متحقق ہوجائیگا۔ اسکی قدرت نظر آجائیگی۔ اسوقت تکوین تمہارے
دلوں اور اسرار کے سامنے کردیجائیگی۔ جب تجھ میں اور خدا میں دلی پردہ نہ رہیگا۔ تو وہ تجکو تکوین پر قادر کردیگا۔ خزانہ اسرار پر
مطلع فرمائیگا۔ اپنے فضل کا طعام اور انس کی شراب عنایت کریگا۔ قرب کے دسترخوان پر بٹھائیگا۔ یہ سب کتاب و سنت پر عمل
کرنے کا پھل ہے۔ انپر عمل کر۔ اور ان سے باہر نہ ہو۔ تاکہ تجھے کوئی اللہ والا ملجائے اور اس کی طرف دستگیری کرے۔ جب کتاب
کا کوئی دانا معلم ملجائیگا۔ تو تجھ کو کتاب العلم کی طرف نقل کردیگا۔ پھر جب تو اس مقام میں ثابت قدم رہیگا تو تیرا قلب اور معنی
دونوں درست ہوجائینگے اور پیغمبر علیہ السلام ان دونوں کے ساتھ رہینگے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بادشاہ حقیقی کے پاس لے
جائینگے وہاں ان سے ان دونوں کو خطاب ہوگا۔ کہ اب تم ہو اور تمہارا پروردگار ؁

مجلس باون

شیخ رحمہ اللہ نے تیسری رمضان ۵۴۵ھ کو جمعہ کے دن صبح کیوقت مدرسہ میں فرمایا

اے قوم اللہ کی طرف رجوع کرجاؤ۔ مخلوق اور دنیا اور ماسوی سے اسی کی طرف سبقت کرو۔ دلوں سے اسکی جانب متوجہ رہو۔

کیا تم نے خدا کا یہ فرمان نہیں سُنا کہ تمام امور خدا ہی کیطرف متوجہ ہونے والے ہیں اے لڑکے مخلوق کی طرف عین بقا سے نہیں بلکہ چشم فنا سے نظر ڈال۔ چشم ضرر و نفع نہیں بلکہ عین عجز و ذلت سے دیکھ خدا کو ایک جان۔ اس پر توکل کر اور جس چیز سے فراغت ہو چکی ہے۔ اُس کی طلب میں بیہودگی اختیار نہ کر۔ دنیا و ما فیہا سے فراغت ہو چکی ہے۔ مخلوق اور اس کے تمام انقلابات سے فراغت ہو چکی ہے۔ مؤمن کا دل ان تمام چیزوں سے فارغ ہے خصوصاً جب ظاہری اسباب سے جدا ہوتا ہے تو اس کا حال اور زیادہ درست ہو جاتا ہے اور اگر اسباب و عیال اس کے پاس ہوتے ہیں۔ تو اُن پر نظر ڈالی جاتی ہے۔ اور اُن کی سختی پر اللہ تعالیٰ اُسے قوت دیتا ہے اس کا دل ہر حال میں ماسوی اللہ سے فارغ رہتا ہے۔ نہ غیبت میں زائل ہو اور نہ تغیر و تبدل کا طالب ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جو حکم ہو چکا ہے ہرگز بدلیگا اور قسمت سے فراغت ہو چکی ہے۔ کم و بیش نہ ہوگی وہ کمی بیشی کا طالب نہیں ہوتا اپنی قسمت کے متعلق تاخیر و تعجیل کا خواہاں نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ بات متحقق ہے کہ اسکے لیے ایک وقت معین اور مخصوص ہے۔ ایسا اور اسکے مانند عقلمند مؤمن ہیں۔ اور کمی بیشی یا تعجیل و تاخیر کے طالب مخلوق میں دیوانے گنے جاتے ہیں۔ جو خدا سے رضامند ہے وہ تمام احوال میں خدا سے موافقت کرتا۔ اسے محبوب رکھتا۔ پہچانتا اور تمام عمر اس کی مراد کے مصلے پر اس سے مصاحبت رکھا کرتا ہے۔ خدا اسے توفیق دیتا۔ مقرب بناتا اور اسکے تجرد و انقطاع کے وقت خطاب کیا کرتا ہے کہ میں تیرا پروردگار ہوں۔ جیسا کہ موسیٰؑ سے کہا تھا کہ میں تیرا رب ہوں۔ موسیٰ سے بطور ظاہر کہا تھا اور اس عارف کے دل سے بطور باطن کہا کرتا ہے۔ پیغمبروں کے معجزے ظاہر ہیں اور اولیاء کی کرامتیں باطن وہ انبیاء کے وارث ہیں۔ خدا کے دین کو درست کرتے ہیں اور شیاطین انس و جن سے اس کے محافظ ہیں۔ تو خدا اور اس کے رسولوں اور اولیاء سے ناواقف ہے۔ اے منافق تجھے کیا معلوم کہ اہل اللہ کس مشغلہ میں ہیں اور کس کام پر مامور ہیں۔ تو قرآن پڑھتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ کیا پڑھا۔ عمل کرتا ہے اور یہ خبر نہیں کہ کیا کیا۔ یہ تیری دنیا بلا آخرت ہے پھر تو انپر معترض ہے۔ عاقل بن ادب سیکھ۔ توبہ کر۔ گونگا بنکر رہ تجھے نہ خدا کی خبر نہ پیغمبروں کی۔ نہ اولیاء کی اور نہ یہ معلوم کہ وہ تجھ میں اور مخلوق میں کیا عمل کرتا ہے توبہ و سکوت کو لازم کر لے۔ موت اور قبر میں جانے کی حالت کو سوچ۔ تاکہ تجھ کو علم حاصل ہو۔ خدا کے ساتھ عمل کر تاکہ وہ تجھکو ایسا نور دے کہ جس سے تو دنیا آخرت میں روشنی حاصل کر سکے۔ جو میں کہتا ہوں اسے مانو۔ اور کوشش کرو اور سابقہ تقدیر کو چھوڑ دو۔ یہ تمہاری بوالہوسی اور کسمندولی کی حجت ہے۔ ہمیں سابقہ تقدیر میں حجت سے کیا علاقہ۔ بلکہ ہم پر لازم یہ ہے۔ کہ کمر باندھ کر عمل میں کوشش کریں اور اسمیں قیل و قال اور چون و چرا ہرگز نہ کریں۔ خدا کے علم میں دخل نہ دیں ہم کوشش کرتے رہیں۔ آیندہ خدا جو چاہیگا کر دیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا اپنے افعال سے سوال نہ کیا جائیگا۔ بلکہ لوگ اپنے اعمال کا حساب دینگے۔ جب تیرا امر انتہا کو پہنچے گا اور خدا تیرے دل کو مقرب بنا لے گا دنیا میں تیرا زہد اور آخرت میں تیری رغبت صحیح طور پر ہو جائیگی۔ اسوقت تو اپنے نام کو قرب الٰہی کے دروازہ پر لکھا پائیگا کہ فلان بن فلان خدا کے آزاد کردہ بندوں میں سے ہے۔ اسمیں تغیر و تبدل اور کمی بیشی نہ ہوگی۔ اسوقت تجھ میں صفت شکر اور اطاعت الٰہی کا مادہ بڑھ جائیگا۔ باایں ہمہ صفت خوف کو نہ چھوڑ اور اسکی قدرت کو عاجز نہ جان اور یہ آیت پڑھ کر کہ خدا جس چیز کو چاہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہے قائم کر دیتا ہے اس کے پاس لوح محفوظ ہے۔ وہ اپنے فعل سے نہ پوچھا جائیگا۔ بلکہ لوگوں سے ان کے اعمال پوچھے جائینگے

اس مکتوب پر بھروسہ نہ کر کیونکہ جس نے لکھا ہے وہ مٹانے پر بھی قادر ہے۔ جس نے بنایا ہے وہ توڑنا بھی جانتا ہے۔ طاعت و خوف اور پرہیز کے قدم پر یہانتک مضبوط رہ کہ تجھ کو موت آجائے اور سلامتی کے قدم کے ساتھ تو دنیا سے آخرت کی طرف چلا جائے۔ اسوقت تغیر و تبدل سے امن ملجائیگا۔ اے جہل و نفاق اور طلب دنیا کے باعث زحمت اُٹھانیوالے۔ اے حرام کھانیوالے تو نور قلب صفاء سیر اور کلمات حکمت کی طمع کیوں رکھتا ہے۔ اہل اللہ کلام ضروری۔ نیند غرق ہونیوالوں کی سی۔ اور کھانا بیماروں کی طرح کا ہوا کرتا ہے وہ مرتے دم تک اسی حال میں رہتے ہیں اور اُن ملائکہ سے مشابہ ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خدا کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ملتا ہے بجالاتے ہیں وہ ملائکہ سے مشابہ بلکہ اُن سے افضل ہیں ملائکہ ان کے خادم اور دنیا و آخرت میں اُنکے غاشیہ بردار ہیں اے قوم۔ اگر میرا کلام تمہارے حال تک نہ پہنچے تو اسے ایمان و تصدیق کے ساتھ سنو۔ میرا کلام دلونکی طرف متوجہ ہے اسے اپنے دلوں اور اسرار سے سنو۔ تمہارے ظاہر و باطن کو راحت ملیگی۔ نفسوں اور خواہشوں کی شوکت ٹوٹ جائیگی شہوتوں کی آگ بجھے گی۔ وہ خواہشیں جنہوں نے دنیا کو تمہارے دلوں میں محبوب اور فقر کو مبغوض بنا کر تمہیں ہلاکت میں ڈالدیا ہے بہت ہی بری ہیں۔ بعض صوفیہ کا قول ہے کہ تقوی کی حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ تیرے دل میں ہے اُسے ایک کھلے طبق میں رکھدے اور بازار میں لئے پھرے۔ باایں ہمہ اس میں کوئی چیز ایسی نہ ہو جس سے تجھ کو شرم آئے۔ اے جاہل کیا تجھے یہ کافی نہیں کہ تو غیر متقی ہے پھر اسکے کیا معنے ہیں کہ جب کوئی تجھے خدا سے ڈرنے کا حکم کرتا ہے۔ تو تو غضبناک ہو جاتا ہے۔ حق بات کو سُنکر خفیبر جاتا ہے پھر جب کوئی تیری بات پر انکار کرتا ہے تو تو خفا ہوتا ہے اور اس سے اپنے غصہ کو تسلی دیتا ہے۔ امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ خدا سے ڈرنیوالا اپنے غصہ کو تسلی نہیں دیا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض کلام میں فرمایا ہے۔ جب تک تم میری طاعت کرتے ہو میں دوست رکھتا ہوں اور نافرمانی کیحالت میں تمہارا دشمن بنجاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنی کسی حاجت کے لئے تمکو دوست نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ تیری رحمت ہے۔ وہ تجھکو تیرے فائدہ کیلئے چاہتا ہے نہ کہ اپنی غرض کے لئے۔ اور اسی لئے تیری طاعت کو پسند کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا نفع تجھے پہنچے گا۔ جو تجھ کو تیرے فائدے کے لئے چاہے اسکی طرف متوجہ ہو۔ اور جو اپنے لئے دوستی و محبت کرے۔ اس سے منہ موڑ لے۔ مومن ہر چیز کو بھول کر صرف خدا کو یاد کیا کرتا ہے اسلئے اُسے قرب اور حیات مع اللہ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اس کا توکل درست ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اسکے کام بنا دیتا ہے جب مومن توکل و توحید میں ٹھیک ہو جاتا ہے تو اللہ اسکے ساتھ ابراہیمؑ کا سا معاملہ کرتا ہے انکا سا باطن اور حال عنایت فرما دیتا ہے۔ لقب و نام نہ سہی۔ انکا سا کھانا پینا دیتا اور اپنے دروازہ پر ٹھہرا لیتا ہے یہ معنی نہیں ہیں کہ اُسے عین مقام ابراہیمی ملجاتا ہے اسوقت باعتبار صورت نہ سہی۔ مگر باعتبار معنی ابراہیمؑ کے ساتھ اسکی نسبت درست ہو جاتی ہے۔ تجھے شرم نہیں آتی کہ حرص نے تجکو ظالموں کی خدمت اور حرام خواری پر برانگیختہ کر رکھا ہے۔ تو کہاں تک حرام کھائیگا۔ اور کبتک اُن بادشاہوں کا خادم بنا رہیگا۔ جنکی سلطنت زائل ہونیوالی ہے۔ اور خدا کی طاعت سے جسکا ملک کبھی زائل نہ ہوگا کبتک منہ پھیریگا۔ عاقل بن اور تھوڑی سی دنیا پر قناعت کر تاکہ اُخروی حصہ زیادہ ملے۔ اپنا حصہ زہد کے ہاتھوں سے لے۔ یہ لینا مولا کے دروازہ پر خدا کے دست قدرت اور اسکے فعل سے اسکے ساتھ ہوگا۔ طبیعت و ہوی اور شیطان و عوام کی مصاحبت میں بادشاہوں کے دروازہ پر دنیا کے ساتھ اور اسکے ہاتھ سے نہ ہوگا۔ اگر تو دنیا کو اسحالت میں لیگا کہ تیرا دل خدا کے دروازہ پر ہوگا تو فرشتے اور ارواح انبیا تیرے گرد اگرد رہینگے ان دونوں مقاموں اور حالتوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اہل اللہ عقلمند ہوا کرتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ ہم رستہ میں کھائیں یا گھر میں

اپنا حصّہ دنیا کے ہاتھ سے لیکر نہیں کھاتے۔ ہم تو خدا ہی کے پاس کھاتے ہیں زاہد جنت میں کھایا کرتے ہیں اور عارف خدا کے پاس حالانکہ یہ دنیا میں ہوتے ہیں۔ لیکن محبوب دنیا میں کھاتے ہیں نہ آخرت میں۔ اُن کا کھانا پینا انس اور خدا کا قرب ہے انکی نظر اسکی طرف رہتی ہے۔ انہوں نے دنیا کو آخرت کے پھر آخرت کو اپنے اس خدا کے قرب کے بدلے میں بیچ ڈالا ہے جو دنیا و آخرت کا پروردگار ہے وہ اسکی محبت میں سچے ہیں دنیا و آخرت کو اسکی ذات کیلئے بیچ چکے ہیں۔ اور اسکے سوا کسی کو نہیں چاہتے۔ جب یہ بیع و خرید تام ہوگئی تو اس کا کرم غالب آیا اور اس نے از رُوے ہبہ دنیا و آخرت کو اُن کے حوالے کر دی۔ اور ان دونوں کے لینے کا حکم دیا۔ انہوں نے باوصف سیری بلکہ باوجود تخمہ و بے احتیاجی محض امر الٰہی کے باعث اُن دونوں کو لے لیا۔ اور یہ فعل تقدیر کے ساتھ اظہار موافقت اور حسن ادب قسمت کے لحاظ سے انہیں مجبوراً کرنا پڑا۔ قبول کر لیتے اور لینے وقت انہوں نے یہ کہا۔ الٰہی تو ہمارے ارادہ کو جانتا ہے ہم تیری سوا اور کسی سے رضامند نہیں۔ ہم بھوک پیاس برہنگی۔ ذلت اور حقارت سے خوش ہیں اور تیرے دروازہ پہ پڑا رہنا پسند کرتے ہیں۔ جب وہ اسپر رضامند ہوئے اور انکے دلوں کو اطمینان ہوگیا خدا نے انپر رحمت کی نظر ڈالی یعنی ذلت کے بعد عزت فقر کے بعد غنا اور دنیا و آخرت میں اپنا تقرب مرحمت کیا۔ مومن دنیا میں زاہد ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اس کا زہد باطنی میل کچیل اور کدورت کو دفع کر دیتا ہے پھر آخرت سامنے آتی ہے اور اسکا دل ٹھیر جاتا ہے۔ بعدہ دست غیرت اسوا اس کے دل سے زائل کرتا اور معلوم کرا دیتا ہے کہ آخرت قرب حق سے حجاب کا باعث ہے۔ اسوقت وہ خلق کے ساتھ مشغولی کو چھوڑ دیتا اوامر شرع کو بجا لاتا اور اُن کے حدود کی جو اسمیں اور عوام میں مشترک ہیں حفاظت کرتا ہے اس کی باطنی آنکھیں کھلجاتی ہیں اس سے وہ اپنے اور مخلوقات کے عیب دیکھ لیتا ہے۔ اس لئے بجز خدا کے اور کہیں قرار نہیں پکڑتا۔ اس کے سوا کسیکی بات نہیں سنتا۔ اس کے سوا کسی کو کچھ نہیں سمجھتا۔ اس کے وعدہ کے سوا کہیں سکون نہیں پاتا۔ بجز وعید الٰہی اور کسی سے نہیں ڈرتا غیر کے ساتھ مشغولی کو چھوڑ کر صرف خدا سے مشغول ہو جاتا ہے۔ پھر جب یہ باتیں پوری ہو جاتی ہیں تو وہ ایسے محل آرام میں چلا جاتا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سُنا۔ اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خطرہ گذرا اے لڑکے اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول ہو۔ پہلے اپنے آپکو نفع پہنچا۔ پھر دوسرے کو۔ شمع کی مانند نہ ہو۔ کہ اپنے آپ کو جلا کر دوسروں کو روشنی پہنچا رہی ہے۔ اپنی ذات اور ہوائے نفس کے اقتضا سے کوئی کام نہ کر۔ خدا جب کسی کام کے لئے چاہیگا۔ اس کا سامان تیری لئے مہیا کر دیگا اگر نفع مخلوق کے لیے تجھے چاہیگا تو انکی طرف متوجہ کریگا۔ اور تجھے استقلال اور ان کی مدارات کا مادہ عطا فرمائیگا۔ اُن کی سختی اٹھانے کی قوت بخشیگا مخلوق کے لئے تیرے قلب میں وسعت اور سینہ کو کشادگی دیکر اُن میں اپنا حکم القا کریگا۔ تیری باطن کو ملاحظہ اور سِر کی سیر فرمائیگا۔ اسوقت وہی وہ رہ جائیگا۔ تو نہ ہوگا۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سُنا۔ اے داؤد ہم نے تجھ کو ملک میں اپنا نائب مقرر کیا ہے۔ اس قول کو کہ ہم نے تجھکو نائب کیا ہے یاد رکھ۔ یہ نہیں کہا کہ تو نے اپنے آپکو خود خلیفہ کر لیا ہے۔ اہل اللہ کا نہ کچھ ارادہ ہے نہ اختیار بلکہ وہ محض خدا کے حکم و فعل اور تدبیر و ارادہ کے ماتحت ہیں۔ اے سیدھے رستے سے الگ چلنے والے حجت نہ کر۔ تیری پاس کوئی حجت نہیں۔ رستہ تیری سامنے ہے حلال و حرام بالکل ظاہر ہے تو خدا کے سامنے مقدر نہیں سمجھتا ہے۔ تجھ میں خوف الٰہی نہیں۔ تو اس کے دیکھنے کو حقیر جانتا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا سے ایسا ڈر گویا اُسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اُسے نہیں دیکھ سکتا تو یہ سمجھ کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ بیدار رہنے والے اُسے

دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اسلئے دل کی پراگندگیاں مجتمع ہو جاتی ہیں اور ملکر ایک چیز بنجاتی ہیں درمیانی پردے اٹھجاتے ہیں۔ الفاظ مٹتے اور معنی باقی رہ جاتے ہیں۔ پیوند قطع ہوتے اور ارباب الگ ہو جاتے ہیں۔ خدا کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہتا جبتک یہ مرتبہ نہیں ملتا کلام و حرکت اور کسی چیز سے ان کو خوشی نہیں ہوتی اور جب یہ مرتبہ ملجاتا ہے تو ان کا پورا کام بنجاتا ہے۔ وہ سب سے اول دنیا کی غلامی اور اس کی فرمانبرداری سے نکلتے اور پھر ماسوی اللہ سے جدا ہو جاتے ہیں ہمیشہ بحالت امتحان اس کے معاملہ اور اسکی نگاہ میں رہتے ہیں تاکہ وہ دیکھے کہ کیسے عمل کر رہے ہیں سر بادشاہ ہے اور قلب اس کا وزیر اور نفس دربان اور دیگر اعضا ان کے خادم۔ سر دریائے الٰہی سے قلب سِر سے نفس مطمئنہ قلب سے زبان نفس مطمئنہ سے اور اعضا و دیگر زبان سے یہ فیض حاصل کرتے ہیں۔ جب زبان نیک ہوگی تو قلب بھی درست ہو جائیگا۔ اور جب وہ بگڑ گئی یہ بھی بگڑ جائیگا۔ تیری زبان تقوی کی لگام اور بیہودہ کلام و نفاق سے توبہ کرنے کی محتاج ہے جب تو اسپر مداومت کریگا تو زبان کی فصاحت قلبی فصاحت سے بدلجائیگی۔ اور جب یہ مرتبہ ملجائیگا تو دل منور ہوگا اور اس کا نور زبان اور دیگر اعضا کی طرف پہنچیگا۔ اسوقت زبانی گفتگو کام کی ہوگی قرب کی حالت میں مقرب کے پاس زبان و دعا و ذکر کچھ نہیں ہوتا۔ بلکہ ذکر و دعا و کلام بعد کی حالت میں ہوتا ہے۔ قرب میں سکوت۔ خاموشی۔ صرف نظر اور اس سے متمتع ہونے پر قناعت ہوتی ہے الٰہی ہمیں اُن میں کر دے جو تجھکو دنیا میں دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور آخرت میں سر کی آنکھوں سے دیکھیں گے اور ہمیں دنیا و آخرت کی نیکی عطا کر اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ

مجلس تزیین

شیخ رضی اللہ عنہ نے ساتویں رمضان ۵۴۵ھ کو منگل کے دن دوپہر سے پہلے مدرسہ میں فرمایا

امتحان و آزمائش ضروری چیز ہے۔ یہ نہ ہو تو ولایت کے مدعی سینکڑوں پیدا ہو جائیں۔ اسی لئے بعض صوفیہ کا قول ہے کہ ولایت کے ساتھ امتحان مقرر کیا گیا ہے تاکہ ہر شخص مدعی نہ ہو جائے۔ مخلوق کی ایذا پر صبر کرنا اور ان سے درگذر ولی کی علامت ہے۔ اولیاء مخلوق کے کانوں سے اندھے اور ان کی باتوں سے بہرے ہیں۔ اپنا اعراض انہیں ہبہ کر رکھا ہے۔ کسی چیز کی محبت آدمی کو اندھا بہرا کر دیتی ہے۔ چونکہ اولیاء خدا سے محبت رکھتے ہیں۔ اس لئے ماسوی کی طرف سے اندھے بہرے ہو گئے ہیں۔ وہ خوش کلامی اور نرمی و مدارات کے ساتھ مخلوق سے ملتے ہیں۔ اور کبھی غیرت الٰہی کے اقتضا اور غضب کی موافقت کے باعث انپر غضبناک بھی ہو جاتے ہیں۔ اولیاء بمنزلہ طبیب ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہر مرض کے لئے ایک نئی دوا ہے۔ طبیب تمام بیماروں کو ایک دوا نہیں دیا کرتا۔ وہ اپنے قلب و معنی کے لحاظ سے اصحاب کہف کیطرح خدا کے سامنے ہیں۔ ان کو جبر کل ادھر ادھر کروٹیں دلاتا ہے اور انکو خدا کی قدرت و رحمت اور اس کی مہربانی کا ہاتھ محبت کا ہاتھ ان کے دلوں کو بدلتا اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھیر دیتا ہے ان کی دنیا طالبان دنیا کے لئے ہے اور آخرت طالبان آخرت کیلئے۔ اور ان کا خدا ان کے لئے۔ وہ کسی چیز میں بخل نہیں کرتے۔ اگر اُن سے دنیا مانگی جاتی ہے۔ تو بشرطیکہ اُنکے پاس ہو فوراً دے ڈالتے ہیں اور اگر ثواب آخرت طلب کیا جاتا ہے مرحمت کر دیتے ہیں۔ فقراء کو دنیا دیتے ہیں۔ اور طلب آخرت میں قصور کرنیوالوں کو ثواب آخرت۔ بدبختی کے لئے بدعت اور بدعقلی دونوں کو چھوڑ دیتے ہیں چھلکے مخلوق کو دے ڈالتے ہیں کیونکہ ماسوی اللہ ہر چیز چھلکے کی مانند ہے۔ البتہ اسکی طلب اور قرب بمنزلہ مغز ہے۔ بعض صوفیہ سے مروی ہے کہ فاسق سے عارف ہی خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ ہاں سچ ہے۔

کیونکہ اُسے امر ونہی کرتا اور اس کی ایذا کا متحمل ہوتا ہے۔ ایپر صرف عارف باللہ ہی قدرت رکھتا ہے۔ زاہدوں عابدوں اور مریدوں میں یہ طاقت نہیں۔ لوگ گنہگاروں پر رحم کیوں نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ محل رحم و توبہ و اعتذار ہیں۔ عارف کا خلق اخلاق الٰہی میں سے ہے اسلئے وہ شیطان اور نفس و ہوا کے پنجہ سے گنہگار کے چھڑانے کی بابت کوشش کیا کرتا ہے۔ تم میں سے جب کوئی اپنے بیٹے کو کافر کے ہاتھ قید میں دیکھتا ہے تو کیا نجات دلانے کی کوشش نہیں کیا کرتا؟ اسی طرح عارف کے نزدیک تمام مخلوق اولاد کی مانند ہے وہ زبان حکم سے مخلوق کو مخاطب اور علمی اطلاع کے باعث ان پر رحم کیا کرتا ہے۔ وہ ان میں افعال حق کا ملاحظہ کرتا ہے۔ حکم اور علم کے دروازہ سے صدور قضا و قدر کو دیکھتا رہتا ہے مگر اس راز کو چھپائے رکھتا ہے۔ اور مخلوق کو اس حکم کے ساتھ مخاطب کرتا ہے جسکا نام امر ونہی ہے۔ البتہ اس علم کے ساتھ مخاطب نہیں جس کو سر کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے رسول بھیجے۔ کتابیں نازل کیں۔ ڈرایا اور خوف دلایا تاکہ اس ترکیب سے مخلوق پر حجت تمام ہوجائے مخلوق کی نسبت خدا کے علم میں دخل نہیں دیا جاتا۔ اور نہ اسپر اعتراض ہوسکتا ہے حکم میں کر و فر اور علم میں ثبات ہے۔ احکام کے متعلق تو ایسے حکم کا محتاج ہے جو تجھ میں اور غیر میں مشترک ہے اور علم کی بابت اس علم کا حاجتمند ہے جو صرف تیرے لئے مخصوص ہو جب کوئی علم ظاہر پر عمل کیا کرتا ہے۔ تو پیغمبر علیہ السلام اُسے علم باطن عطا فرما دیتے ہیں اور حکم باطن اُسے اس طرح دانہ دیا کرتا ہے جسطرح طائر اپنے بچہ کو۔ پیغمبر علیہ السلام اس کی تصدیق اور آپ کے قول ظاہر یعنی شریعت پر عمل کرنے کے باعث اُسکے ساتھ یہ سلوک فرماتے رہتے ہیں۔ ابن آدم جب درست ہوجاتا ہے تو اُس کے برابر کوئی درست نہیں جب صاف ہوجاتا ہے اسکے برابر کوئی صاف نہیں۔ جب قریب ہوجاتا ہے اسکے برابر کوئی قریب نہیں۔ جاہل سر کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ اور عاقل عقل کی آنکھ سے اور عارف اپنے اس قلب کی آنکھ سے جو صاف جوہر اور عالم ہے۔ تمام مخلوق اس کا لقمہ بنجاتی ہے۔ خدا کے سوا اس کے پاس اور کچھ نہیں رہتا۔ اسوقت عارف کہہ اٹھتا ہے کہ اول و آخر اور ظاہر و باطن وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا اول و آخر اور ظاہر و باطن اور صورت و معنی بنجاتا ہے اسکے پاس خدا کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اسوقت دنیا و آخرت میں خدا کے ساتھ اس کی محبت کامل ہوجاتی ہے۔ وہ ہر حال میں اسکی موافقت کرتا ہے۔ اس کی رضا اور غیر کی نارضامندی کو قبول کرلیتا ہے کسی کی ملامت اُسپر اثر نہیں کرتی چنانچہ بعض صوفیہ کا قول ہے کہ مخلوق کے معاملہ میں خدا کی موافقت کر۔ خدا کے معاملہ میں مخلوق کی موافقت نہ کر۔ جو ٹوٹے وہ ٹوٹ جائے اور جو ملے وہ ملا رہے۔ شیطان اور ہوی طبیعت اور بُری ہمنشین تیرے دشمن ہیں ان سے پرہیز کرتا کہ تجھ کو ہلاکت میں نہ ڈالدیں۔ علم سیکھ تاکہ تجھے ان سے دشمنی اور پرہیز کرنے کا طریقہ معلوم ہوجائے اور پھر عبادت الٰہی کی کیفیت حاصل ہو۔ جاہل کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جہل کے ساتھ عبادت کریگا اس کا بگاڑ بناؤ سے بہت زیادہ ہوگا۔ جاہل کی عبادت نکمی ہے۔ بلکہ وہ پورے فساد اور ظلمت میں اسیر ہے علم عمل کے اور عمل اخلاص کے ساتھ نفع دیتا ہے۔ جو عمل بلا اخلاص ہو وہ ہرگز نفع نہیں دیتا اور نہ قبول ہوتا ہے۔ علم پڑھ کر عمل نہ کیا تو یہ علم تجھ پر حجت ہوجائیگا پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جاہل کو ایک بار عذاب ہوگا اور عالم کو سات بار۔ جاہل کو اسلئے کہ اس نے علم کیوں نہ پڑھا۔ اور عالم کو اس لئے کہ اس نے عمل کیوں نہ کیا۔ سیکھ اور اپنے علم پر عمل کر۔ پھر اوروں کو سکھا۔ یہ خیر ہی خیر ہے۔ علم کی کوئی بات سنکر جب تو عمل کریگا۔ اور دوسرے کو تعلیم دیگا۔ تو تیرے لئے دوہرا ثواب ہے۔ ایک سیکھنے کا دوسرا سکھانے کا۔ دنیا

..... ظلمت اور علم اس کا نور ہے جسکو علم نہیں وہ اس ظلمت میں متحیر ہے اور اس کا بگاڑ بناؤ سے زیادہ ہے۔ اے علم کے مدعی اپنی نفس طبیعت اور شیطان وجود ظاہری اور ریا و نفاق کے ہاتھ سے کچھ نہ ملے۔ تیرا زہد ظاہر ہے اور رغبت مخفی..... ایسا زہد باطل ہوا کرتا ہے اسپر تجھے عذاب ہوگا تو خدا کو فریب دیتا ہے حالانکہ وہ تیری خلوت و جلوت اور دل کے حالات سے واقف ہے اسکے نزدیک خلوت و جلوت اور پردہ کوئی شئے نہیں۔ کہدے کہ میری زندگی پر افسوس۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ میری رات دن کے افعال سے واقف ہے مجھے دیکھ رہا ہے اور میں اسکی نظر سے نہیں شرماتا۔ اس بیحیائی سے توبہ کر۔ اور ادائے فرائض و اجتناب نواہی کے باعث اس کی قربت حاصل کر۔ ظاہری و باطنی گناہوں کو چھوڑ اور ظاہری نیکیاں کر۔ اس سے تو اس کے دروازہ تک پہنچ جائیگا اور مقرب بنیگا وہ تجھے دوست رکھیگا۔ اپنی مخلوق کا محبوب بنادیگا۔ اور دیگر مخلوق کے سوا خاص تجھ کو چاہیگا۔ پھر یہ محبت مخلوق کی طرف منتقل ہوگی۔ جب خدا اور اس کے فرشتے تجھے دوست بنالینگے تو کافروں اور منافقوں کی تمام مخلوق تیری محب بنجائیگی۔ البتہ کافر و منافق تیری محبت کے معاملہ میں خدا سے موافقت نہ کرینگے جسکے دل میں ایمان ہے وہ مومن کو دوست رکھتا ہے اور جسمیں نفاق ہے وہ دشمنی کرتا ہے۔ کافروں منافقوں شیطانوں اور ابلیسوں کے بغض کا کچھ فکر نہ کرنا چاہیے۔ منافق اور کافر انسانوں میں شیاطین ہیں یقین رکھنے والا مومن عارف اپنے قالب و سر و معنی کے لحاظ سے تمام مخلوق سے الگ ہے۔ وہ ایسی حالت کی طرف چلا جاتا ہے کہ اپنی ذات سے آئندہ ضرر و نفع کو دفع نہیں کرسکتا۔ وہ خدا کے آگے بیتاب و طاقت ہوکر پچھڑا پڑا رہتا ہے۔ جب یہ مرتبہ مل جاتا ہے تو اُسکے آگے ہر طرف سے خیر آجاتی ہے محض دعوی اور خلوت و تمنا کے باعث اہل اللہ کا مقابلہ نکر۔ اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ تو جب تک سامان دنیوی کی اندھا نہ ہوجائے کلام نہ کر۔ لوگوں کے دروازوں پر دوڑنے سے جب تک پانو توڑکر نہ بیٹھ رہے کلام نہ کر۔ جب تک تیرا دل عقل اور چہرہ مخلوق سے پھر کر خالق کی طرف متوجہ نہو۔ پشت مخلوق کی طرف اور منہ خالق کی جانب نہ ہوجائے کلام نہ کر۔ ظاہر اور صورت مخلوق کی طرف رہنی چاہیے اور باطن و عقل و معنی خالق کی طرف۔ اسوقت تیرا دل ملائکہ اور پیغمبروں کی مانند ہوجائیگا۔ قلب کو انہیں کا کھانا پینا غذا ہوگا۔ یہ بات قلوب و اسرار و معانی سے متعلق ہے صورت سے علاقہ نہیں رکھتی۔ الٰہی ہمارے دلوں کو پاک کر ہمارے اسرار کو خلعت پہنا مخلوق کی اور ہماری عقلوں سے الگ اور اپنے اور ہمارے معاملات میں ہماری عقلوں کو صاف کردے۔ اے حاضرین و غائبین تم قیامت کے دن میری عجیب حرکتیں دیکھوگے میں منافقوں کے حق میں جھگڑوں گا پھر مومنوں کے حق میں کیا کچھ نہ کرونگا۔ الٰہی مجھے سب سے بے پروا کردے۔ اپنی محبت کے باعث ماسوا کا محتاج نرکھ۔ علم کو لڑکوں سے بے نیاز کردے اور اس کے گھر کو تعلیم کیساتھ دعوت کا گھر بنادے۔ الٰہی تو جانتا ہے کہ یہ کلام غلبہ کی حالت میں ہے مجھے معاف فرمادے۔ میری شتربانی کامل اور تیری جانب سے مجھے حاصل ہوچکی ہے البتہ لڑکوں۔ نوکروں اور رسہ چھینے والوں کی شتربانی باقی ہے۔ میں خوشدلی اور صفائی اسرار کے ساتھ اُس کی آسانی چاہتا ہوں اے قوم تم گمان کرتے ہو کہ میں تم سے کچھ لینا چاہتا ہوں۔ حالانکہ میں تم کو جانتا ہوں کہ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ میں تو خدا سے لیتا ہوں نہ تم سے نہیں لینا۔ ہاں وہ تمہارے ہاتھوں خرچ کراتا ہے جب تک میں تمہارے ساتھ تھا تم سے ناواقف تھا اور جب تم سے جدا ہوگیا تمہیں پہچان لیا۔ میں منافقوں کو لغزش دینے اور عارفوں کو آگاہ کرنیوالا ہوں۔ میں منافقوں کو لکڑی سے نہیں بلکہ ہتھوڑی سے مارونگا۔ میرا دسترخوان تمہارے لئے ہے اور

سیر کھانا تمہارے فارغ ہونے کے بعد ہی سیر القمہ کسی اور کے پاس سے آتا ہی۔ تمہارے چلے جانے کے بعد مجھ اس دوست کیطرف کے طبق بناتا ہی جسکے آگے میں خدمتگار ہوں۔ ای اہل بصیرت کیا تم نہیں دیکھتے کہ میری آستینیں چڑھی ہوئی ہیں اور کمر بندھی ہوئی ہے (اُس وقت ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ پیغمبروں کی طرف جبرئیل قاصد الٰہی ہے۔ اولیاء کی جانب کون قاصد ہی؟ آپنے فرمایا وہی جبرئیل ع کہ اس کے لطف و رحمت و احسان کے باعث اور اُنکے دلوں اور اسراروں پر نظر ڈالنے اور اُنپر مہربان ہونے کے سبب بلا واسطہ نازل ہوتے ہیں وہ بیداری و خواب میں دل کی آنکھوں اور صفائی اسرار اور ہمیشہ کی بیداری کے باعث جبرئیل ع کو دیکھا کرتے ہیں تمہاری حب دنیا۔ حرص اور کثرت دنیا طلبی تم کو معرفت الٰہی اور اولیاء کی شناخت سے محروم کر رہی ہی۔ آخرت کو یاد کرو اور دنیا کو پشت پھیر کر جانے دو۔ الٰہی جود و کرم تیری صفت ہی۔ اور رحم تیری شان ہے ہمیں ان دونوں میں سے تھوڑا سا حصہ عنایت کر آمین۔

مجلس چھپن

شیخ رحمۃ اللہ نے دسویں رمضان ۵۴۵ھ کو جمعہ کے دن صبح کیوقت مدرسہ میں فرمایا۔

اے لڑکے دو قدم چل واصل ہو جائیگا۔ ایک قدم دنیا سے اُٹھالے دوسرا آخرت سے ایک قدم نفس سے اٹھا دوسرا مخلوق سے ظاہر کو چھوڑ دے پہلے ابتدا باطن تک پہنچ جائیگا پھر انتہا۔ تو شروع کر دے پورا کرنا خدا کا کام ہے۔ تجھ سے ابتدا ہی اور خدا کی طرف سے انتہا۔ کدال اور ٹوکری لیکر عمل کے دروازہ پر جا بیٹھ۔ تاکہ تو طلب کیوقت کام لینے کے قریب ہو۔ لحاف بچھونے میں دروازہ بند کرکے نہ بیٹھ۔ اس وقت .... کام کاج ڈھونڈنا بیعقلی ہی۔ دل کو ذکر الٰہی کے قریب کر۔ اور اُسے قیامت کا دن یاد دلا۔ پُرانی قبروں کو خیال میں لا۔ اور سوچ کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو کیونکر اٹھا کے اپنے آگے کھڑا کریگا۔ جب تو اکثر اسے سوچتا رہیگا۔ تو تیری دل کی سختی جاتی رہیگی۔ اور کدورت صاف ہو جائیگی۔ اور دیوار بنیاد پر قائم ہوتی ہی تو ثابت اور مضبوط رہتی ہی اور اگر نہیں ہوتی تو جلد گر پڑتی ہی۔ تیری حالت کی دیوار اگر حکم ظاہر کی بنیاد پر قائم ہے تو کوئی اسے توڑ نہیں سکتا۔ اور اگر ایسا نہیں ہی تو تیری حالت قائم نہ رہیگی۔ اور تو کسی مقام پر نہ پہنچیگا۔ صدیقین کے دل تم سے نفرت رکھینگے۔ اور تیرے نہ دیکھنے کی آرزو کرینگے۔ ای جاہل تجھ پر افسوس۔ کیا تو نے دین کو کھیل کود یا ننگ و ناموس کا اظہار خیال کر رکھا ہی۔ یہ کوئی عزت نہیں ہی ای ناموس کے پابند تو نے اپنے آپ کو نصیحت مخلوق کا اہل سمجھ رکھا ہی۔ حالانکہ تجھ میں یہ لیاقت نہیں ہی یہ تو صالحین میں بعض کو نصیب ہوتی ہی۔ ورنہ چپ رہنا۔ اور بڑا کلام اشارہ کر دینا اُن کا طریقہ ہی جن کو مخلوق کے آگے بولنے اور باوجود مکروہ جاننے کے کلام کا حکم ہوتا ہی وہ بہت کم ہیں۔ (قدرے کلام کے بعد شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا) خبر معائنہ ہو جایا کرتی ہی۔ بوجہ تیزی قلب اور صفائی سِر کی جانب راجح ہو جاتا ہی۔ اسی لئے حضرت علی رضہ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر پردے اُٹھ جاتے۔ تو میرا یقین موجودہ حالت سے کچھ زیادہ نہ ہوتا۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں اُس خدا کی عبادت ہی نہیں کرتا جسے کبھی نہ دیکھا ہو۔ اور یہ بھی کہا ہی کہ میرے قلب نے مجکو اپنی پروردگار کا جلوہ دکھا دیا ہی۔ ای جاہل۔ علماء سے ملو۔ ان کی خدمت کرو۔ اُن سے سیکھو۔ علم مردان خدا کی زبان سے حاصل ہوتا ہی۔ حسن ادب اور ترک اعتراض کیساتھ علماء کے پاس بیٹھو۔ ان سے فائدے حاصل کرو۔ تاکہ تم کو اُن کے علم کا کچھ حصہ مل جائے۔ ان کی برکتیں عود کریں۔ ان کے فائدے شامل حال ہوں۔ عارفین کے پاس خاموشی کے ساتھ اور زاہدین کے پاس رغبت کے ساتھ بیٹھو۔ عارف ہر ساعت میں بہ نسبت پہلی ساعت کے خدا کا مقرب ہو جاتا ہے۔ خدا کے سامنے

ہر ساعت میں اس کا خشوع و خضوع متجدد ہوتا ہی۔ وہ حاضر سے ڈرتا ہی نہ کہ غائب سے۔ اُسکے خشوع کی زیادتی قرب الٰہی کی زیادتی کے مطابق اور اُسکے خاموش رہنے کی زیادتی مشاہدہ کی زیادتی کے موافق ہی۔ جو خدا کو پہچانتا ہی۔ اُس کے نفس و طبیعت و ہوا و عادت و وجود کی زبان گنگ ہو جاتی ہی۔ البتہ قلب و سِر حال و مقام و عطا کی زبان اُن نعمتوں کا اظہار کرتی ہے۔ جو اُسے ملی ہیں اسی لئے عارف خاموش رہتے ہیں۔ تاکہ ان سے نفع حاصل ہو اور لوگوں کو وہ شراب ملے جو اُن کے دلوں سے ٹپکتی ہی۔ اسی لئے کہا گیا ہے۔ کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اس نے خدا کو پہچان لیا بندے اور خدا کے مابین نفس ہی حجاب ہوتا ہی جسنے نفس کو پہچانا وہ خدا اور مخلوق کے آگے متواضع ہو گیا۔ اور اس سے ڈرا۔ اور اس کی پہچان کے باعث خدا کے شکر میں مشغول ہو گیا اور اس نے معلوم کر لیا کہ خدا نے اُسے نفس کی شناخت اس لئے دی ہی کہ خدا اس کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی کا ارادہ رکھتا ہی۔ اس کا ظاہر خدا کے شکر میں اور باطن حمد میں مشغول رہتا ہی۔ اس کا ظاہر متفرق اور باطن مجتمع ہے اخفائے حال کے لئے اس کا ظاہر غمگین ہوتا ہی اور باطن خوشحال۔ ہاں عارف کا حال مؤمن کے برعکس ہوتا ہے۔ اس کا باطن غمگین رہتا ہی اور ظاہر خوشحال وہ ایک ذلیل غلام کی طرح دروازہ پر کھڑا رہتا ہی۔ اسے یہ معلوم نہیں کہ مقبول ہوگا یا رد کیا جائیگا اور سامنے کا دروازہ کھل جائیگا یا ہمیشہ بند رہیگا جسنے اپنے نفس کو پہچان لیا وہ ہر حالت میں مؤمن کی حالت سے برعکس رہیگا۔ مؤمن صاحب حال ہوتا ہی اور حال کے لئے تغیر ضرور ہے۔ لیکن عارف صاحب مقام ہی اور مقام مستقل ہوا کرتا ہے۔ مؤمن تغیر حال اور زوال ایمان سے ڈرتا رہتا ہے اسلئے اس کا دل غمگین اور چہرہ بشاش ہوتا ہی۔ وہ اپنے غم کو چھپاتا ہے۔ لوگوں کے سامنے متبسم رہتا ہے۔ مگر اس کا دل غم سے پارہ پارہ رہا کرتا ہے اور عارف کا غم چہرہ پر ہوا کرتا ہی کیونکہ وہ بطور نیابت پیغمبر علیہ السلام ڈرانے کے طور پر مخلوق سے ملتا ہی اور ان کو امر و نہی کرتا رہتا ہی۔ اہل اللہ نے جو کچھ سُنا اسپر عمل کیا۔ عمل نے ان کو مقرب الٰہی بنا دیا اس کے عمل کیا۔ اور دل کے کانوں سے بلا واسطہ اس کی نصیحت سنی۔ یہ مرتبہ مخلوق سے غیبت اور خالق کے ساتھ بیداری سے حاصل ہوتا ہی اس لئے وہ ہمیشہ جلوت میں رہ کر خلوت میں رہتا ہی اور تو باوجود خلوت جلوت میں ہے۔ موارد الٰہی اور اسکی بخششیں ہمیشہ اس کے سر پر نازل ہوتی ہیں۔ سِر قلب کو لکھوا دیتا ہی اور قلب نفس مطمئنہ کو۔ پھر نفس زبان کو اور زبان تمام مخلوق کو۔ اس صفت کے ساتھ مخلوق سے کلام کرنا چاہیئے ورنہ آدمی خاموش رہے۔ عادات طبیعت اور افعال نفسانیہ کا چھوڑنا اور شہوات و لذات سے چشم پوشی کرنا اہل اللہ کا جنون ہی اور وہ ان عام دیوانوں کی طرح پاگل نہیں ہیں کہ جنکی عقلیں جاتی رہی ہوں۔ حسن بصری کا قول ہی کہ اگر تم اہل اللہ کو دیکھو تو دیوانہ بتاؤ۔ اور اگر وہ تم کو دیکھیں تو یہ کہیں کہ یہ ذرا سی دیر کیلئے بھی خدا پر ایمان نہ لائے۔ تیری خلوت نادرست ہی۔ کیونکہ خلوت بلحاظ قلب ہر چیز سے جدا ہو جانے کا نام ہی خلوت میں تیرا باطن اس طرح ہر شئے سے خالی ہونا چاہیئے کہ نہ دنیا ہے نہ آخرت۔ اور ماسوی اللہ متقدمین انبیاء و اولیاء اور صالحین کا یہی طریقہ ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میرے نزدیک اُن ہزار عابدوں سے بہتر ہی جو عبادت خانوں میں رہتے ہوں نفس کی آنکھ بند کر اس کی نظر پھیر دے تاکہ اس کی ہلاکت کا سبب نہ ہو جائے۔ مگر ہاں نفس قلب و سِر کا تابع ہو جائے۔ اُن کی رائے سے باہر نہو اور ان کے ساتھ متحد ہو کر ہی ان میں اور نفس میں کچھ فرق نہ رہے۔ ان کا حکم مان لے اور منع کرنے سے باز رہے۔ اور ان کی اختیار کردہ چیز کو پسند کرے۔ ایسا نفس اس وقت نفس مطمئنہ بن جاتا ہی اور یہ تینوں ایک طلب اور ایک مقصود پر

موافقت کرتے ہیں۔ جب نفس اس رتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ تو مجاہدات کے متعلق تقصیر کا مستحق ہوجاتا ہے۔ خدا کے ساتھ اس قول میں نہ جھگڑ جو تجھ میں اور مخلوق میں ظاہر کر رہا ہے۔ کیا تو نے یہ آیت نہیں سنی کہ خدا سے اس کے افعال کا سوال نہ ہوگا۔ اور مخلوق سے اُنکے اعمال پوچھے جائیں گے۔ تو نے خدا کی متابعت کہاں برباد کر دی۔ اگر حسن ادب نگاہ نہ رکھے گا تو ذلت کے ساتھ اس گھر سے نکالدیا جائیگا۔ اور اگر ادب سے رہیگا اور موافقت کریگا تو اکرام کے ساتھ بٹھایا جائیگا۔ خدا کا محب اس کا مہمان ہوا کرتا ہے کھانے پینے پہننے اور دیگر تمام احوال کے متعلق مہمان صاحب خانہ پر اختیار نہیں رکھتا۔ بلکہ میزبان کی رائے سے موافق و صابر اور اُسپر رضامند رہا کرتا ہے۔ اسلئے اس سے کہدیا جاتا ہے کہ جو کچھ تو دیکھتا ہے اور جو کچھ تجھے مل رہا ہے۔ اس سے خوش رہ جو خدا کو پہچان لیتا ہے دنیا و آخرت اور ماسوی اللہ اس کے دل سے غائب ہے۔ تجھپر واجب ہے کہ تیرا کلام خدا کے لئے ہو۔ ورنہ گنگ رہنا اس سے بہتر ہے۔ تیری زندگی طاعت الٰہی میں مصروف ہونی چاہیئے ورنہ اس سے موت اچھی ہے۔ الٰہی ہمیں اپنی طاعت میں زندہ رکھ اور ہمارا حشر اہل طاعت کے ساتھ کر۔ آمین

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

مومن اپنے نفس سے ہجرت کر کے ایسے شیخ کی صحبت اختیار کرتا ہے۔ جو اُسے ادب اور تعلیم دے وہ لڑکپن سے مرنے تک تعلیم ہی میں رہتا ہے۔ ابتداءً حافظ اُسے قرآن مجید یاد کراتا ہے۔ پھر عالم سنت پیغمبر علیہ السلام کی تعلیم دیتا ہے۔ اور باایں ہمہ توفیق الٰہی اُسکے ساتھ رہتی ہے۔ جو سیکھتا ہے اسپر عمل کرتا ہے۔ اسلئے عمل اس کو مقرب الٰہی بنا دیتا ہے جب وہ اپنے علم پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسا علم عنایت فرما دیتا ہے جس سے نامعلوم چیزیں معلوم ہوجاتی ہیں۔ دل کو اسی قدر موہبہ تنہا مناہی اور اخلاص اُس کے قدموں کو دروازۂ قرب الٰہی تک لیجاتا ہے۔ اگر تو عمل کرنے کے بعد یہ دیکھے کہ دل خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور عبادت و محبت میں حلاوت نہیں ملتی تو یہ سمجھ لے کہ تو عامل ہی نہیں بلکہ اپنی عملی خلل کے باعث محجوب ہے۔ یہ خلل کیا چیز ہے۔ ریاء و نفاق و عجب۔ اے عامل اخلاص کو لازم کر لے۔ ورنہ عمل کی تکلیف نہ اٹھا۔ خلوت و جلوت میں اللہ کے لئے مراقبہ کیا کر۔ جلوت کا مراقبہ منافقوں کے لئے ہے اور خلوت کا صالحین کے لیے۔ اچھی چیز کو دیکھ کر اپنے نفس و ہوا اور طبیعت کی آنکھیں بند کر لیا کر اور خدا کی نظر کو جو ہر دم تجھ پر پڑتی ہے یاد رکھا۔ اور یہ آیت پڑھا کرو۔ وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ الآیۃ خدا سے ڈر۔ اور محرمات سے اپنی دونوں آنکھیں بند کر لے۔ اور اس کی نظر کو یاد رکھ کہ جسکی نظر و علم سے تو کبھی اوجھل نہیں ہو سکتا۔ اگر تو حق سے مناظرہ اور جھگڑا نکریگا تو عبودیت کا مرتبہ پورے طور پر حاصل ہوگا۔ اور تو حقیقی بندہ بنکر ان لوگوں میں داخل ہو جائیگا۔ جن کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ اے شیطان تو میرے خاص بندوں پر مسلط نہ ہو سکیگا۔ جب خدا کے لئے تیرا شکر ثابت ہو جائیگا تو وہ مخلوق کے دلوں اور زبانوں کو تیری شکر گذاری اور محبت کا الہام کریگا۔ اس وقت شیطان اور اس کے اغوا کا تجھ پر ہرگز قابو نہ چلے گا۔ ترک دعا عزیمت اور اُسمیں مشغول ہونا رخصت ہے۔ دُعا ڈوبنے والے کا سانس اور قیدی کے لئے ہوا کا سوراخ ہے۔ تاکہ قید سے رہائی اور بادشاہ تک رسائی ہو جائے۔ عاقل بنو تم یہ اچھا نہیں کرتے کہ دُعا کو چھوڑ دیتے ہو۔ اور یہ بھی اچھا نہیں کہ دُعا مانگتے ہو۔ ہر چیز بنسبت عقل و علم اور پہچاننے والے پیروی کی محتاج ہے۔ تمہیں کیا معلوم کہ خدا اور اُس کے بندوں کے پاس کیا کچھ ہے۔ اسی لئے تم اُن سے بدظن ہو۔

اپنے دین و اقوال کو اُن کے ساتھ خطرہ میں نہ ڈالو۔ ان کے تصرفات کے متعلق اپنا اعتراض نہ کرو۔ جب شرع نے اُنپر اعتراض نہیں کیا تو تم اعتراض کرنیوالے کون؟ وہ ظاہر (و باطن) کے لحاظ سے خدا کے سامنے ہیں جب تک اُخروی سلامتی ضامن اور تسکین بخش والی نہ ہو اس کا دل خوف الٰہی کے باعث ٹھیرتا ہی نہیں۔ اے ملک میں خدا کی عبادت کرنیوالو۔ اے زاہدو۔ آؤ کچھ حاصل کر لو تمہیں خدا کی کچھ بھی خبر نہیں۔ میری مکتب میں چلے آؤ۔ ایسی تعلیم دونگا۔ اور وہ چیز دکھاؤنگا۔ جو تمہیں معلوم نہیں ہے۔ قلوب اور اسرار۔ نفوس اور اعضاء کے مکتب الگ الگ ہیں۔ یعنی درجات و مقامات اور ہر ایک کے لئے چند قدم جُدا جُدا ہیں تیرا اسلام ٹھیک نہیں پھر ایمان تک کیونکر پہنچے گا۔ ایمان ٹھیک نہیں۔ ایقان تک کیونکر رسائی ہوگی۔ ایقان ٹھیک نہیں معرفت و ولایت کس طرح حاصل ہوگی۔ عاقل بن تو کسی چیز پہ قائم نہیں ہے۔ تم میں ہر شخص بلا تیاری سامان مخلوق پر حکومت کا طالب ہے۔ حالانکہ یہ حکومت مخلوق و دنیا۔ اور نفس و ہوی اور ارادت و طبیعت میں زہد حاصل کرنے کے بعد ملا کرتی ہے۔ ریاست آسمان سے نازل ہوتی ہے نہ کہ زمین سے۔ ولایت خالق کی طرف سے ہوا کرتی ہے نہ کہ مخلوق کی جانب سے۔ ہمیشہ تابع بن متبوع نہ بن۔ مصاحب بن۔ حاکم نہ بن۔ ذلت اور گمنامی سے خوش رہ۔ اگر تیرے لئے اس کے خلاف خدا کے پاس کوئی شئے موجود ہے تو وہ اپنے وقت پر ضرور آجائیگی۔ تجھ پر تفویض و تسلیم اور ترک طاقت و قدرت اور ترک شرک ذاتی و مخلوق واجب ہے عبودیت کا ساتھ دے یعنی اوامر بجالا نواہی سے پرہیز کر۔ آفات پر صابر رہ توحید اور اعمال نیک پر قائم رہنا اس امر کی بنیاد ہے۔ تو نے بنیاد ہی مضبوط نہیں کی۔ دیوار کس چیز پر بنا رہا ہے۔ تیری نیت درست نہیں۔ پھر کلام کیوں کرتا ہے۔ تیرا سکوت کامل نہیں ہوا۔ پھر بولتا کیوں ہے؟ مخلوق کو نصیحت کرنا پیغمبروں کی نیابت ہے۔ کیونکہ وہ مخلوق کے خطیب تھے۔ جب وہ وفات پاگئے اللہ تعالیٰ نے باعمل علماء کو انکی جگہ قائم کر دیا۔ اور ان کا وارث بنایا۔ جو پیغمبروں کا قائم مقام ہونا چاہے اُسکا فرض ہے کہ اپنے زمانہ میں مخلوق سے پاک اور اُن کی بہ نسبت احکام اور علم الٰہی کو زیادہ جانتا ہو۔ اے خدا اور رسول اور نیک بندوں کے احوال سے ناواقفو۔ اے اپنے نفسوں۔ طبیعتوں اور دنیا و آخرت سے بیخبر رہنے والو تم اس امر کو آسان جانتے ہو۔ تم پر افسوس۔ گنگ بنجاؤ۔ اور خاموش رہو۔ تاکہ گویا کئے جاؤ۔ اٹھائے اور زندہ کئے جاؤ جس کا علم خواہش پر غالب ہو ایسا علم نافع ہوتا ہے۔ اور یہ نافع کیوں نہ ہو۔ حالانکہ اس نے مخلوق کے دروازے بند کر دیئے ہیں اور خدا کا دروازہ جو سب سے بڑا ہے کھول رکھا ہے۔ جب یہ بند کرنا اور کھولنا صحیح ہو جاتا ہے تو بندہ کی زحمت دفع ہوتی اور خلوت نصیب ہو جاتی ہے۔ اسکے دل کی طرف خلعت اور نچھاور آتا ہے۔ اُسے کنجیاں ملتی ہیں۔ چھلکا اتر کر صرف مغز رہجاتا ہے۔ حرص و ہوا کے رستے بند اور مغلوب و مقہور ہو کر خدا کی طرف کے رستے کھلجاتے ہیں اور اُسے مراد کا وہ رستہ ملجاتا ہے جو متقدمین انبیاء و اولیاء ...... کو مل چکا ہے۔ یعنی صفائی بلا کدورت۔ توحید بلا شرک۔ تسلیم بلا منازعت۔ صدق بلا کذب۔ حق بلا خلق۔ سبب بلا سبب کا طریقہ ہے۔ یہ وہ رستہ ہے جسپر امام ائے دین اور وہ سلاطین معرفت اور اصفیاء و نجباء چلتے ہیں۔ جو مردان خدا۔ اس کے دین کے مددگار اور اسی کی راہ میں عداوت و محبت رکھنے والے ہیں۔ افسوس تو اہل اللہ کے طریقہ پہ چلنے کا دعوی کس طرح کرتا ہے۔ حالانکہ تجھ میں شرک ذاتی مخلوق موجود ہے۔ جبکہ تو روئے زمین پر کسی سے ڈرتا یا امید رکھتا ہے تو تجھ میں ایمان ہی نہیں۔ اور اگر دنیا میں کسی چیز کا ارادہ رکھتا ہے تو تجھ میں زہد نہیں۔ اور اگر طریق معرفت الٰہی میں

کسی اور پر نظر ڈالتا ہے۔ تو تجھ میں توحید نہیں۔ عارف دنیا و آخرت میں مسافر اور ماسویٰ سے بیزار ہوا کرتا ہے اس کو غیر اللہ کی رغبت ہی نہیں ہوتی۔ اے قوم میری سنو اور اپنے دلوں سے مجھ پر تہمت کا خیال اٹھا دو۔ تم کس طرح مجھ پر تہمت لگاتے اور میری غیبت کرتے ہو۔ حالانکہ میں تم پر مہربان ہوں۔ تمہارا بوجھ اٹھاتا ہوں۔ تمہارے اعمال میں پیوند لگاتا اور تمہاری نیکیوں کی قبولیت اور گناہوں کی معافی کی بابت خدا سے سفارش کرتا رہتا ہوں۔ جو مجھے پہچان لیتا ہے وہ مرتے وقت مجھ سے جدا نہیں ہوتا۔ وہ مجھے اپنی خواہش ولذت اور طعام و شراب و لباس سمجھ لیتا ہے۔ میرے سبب دوسرے سے بے پروا ہو جاتا ہے اے لڑکے تو مجھ سے محبت کیوں نہیں کرتا۔ حالانکہ میں تجھ کو اپنے لئے نہیں بلکہ تیری لئے چاہتا ہوں میں تجھ کو دنیا کے ہاتھ سے جو سفاک و غدار ہے نجات دلانا چاہتا ہوں تم کب تک اسکے پیچھے دوڑو گے۔ وہ عنقریب پیچھے مڑ کر تمکو قتل کر ڈالیگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ایک لحظہ دنیا کے ساتھ نہیں چھوڑتا۔ اُنہیں دنیا کو مامون نہیں سمجھتا۔ ان کو دنیا اور غیر دنیا کے ساتھ نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ خود انکے ساتھ ہے اور عارف اسکے ہمراہ ہے ان کے قلوب ہمیشہ ذاکر اور اسکے آگے حاضر۔ غیر سے معرض اور اسکی طرف متوجہ رہتے ہیں اس لئے وہ ان کا حافظ اور مونس ہے۔ الٰہی ہمیں ان میں کر دے۔ اور ان کی طرح ہماری حفاظت کر اور ہمیں دنیا و آخرت میں نیکی عنایت فرما اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ اے منافق اللہ تعالیٰ جس بندہ کی چاہے مدد کرتا ہے۔ وہی منادی ہے وہی جس بندہ کیطرف چاہے مخلوق کے دل متوجہ کر دیتا ہے۔ وہی تسخیر کرنیوالا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ باوجود نفاق خلقت کے دل مجتمع کر لے۔ اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا اے لڑکے اپنی خواہشوں کو تلووں سے مسل ڈال۔ اُن سے منہ پھیر لے۔ اگر سابقہ علم الٰہی میں کوئی چیز تیرے حصے کی ہے تو اپنے وقت پر ضرور آئیگی۔ کیونکہ سابقہ تقدیر میں زہد صحیح نہیں ہوتا۔ اور خدا کا علم بدل نہیں سکتا۔ تیرا حصہ اپنے وقت پر آ جائیگا۔ اور وہ نہایت خوشگوار۔ کافی اور پاکیزہ ہوگا۔ تو اُسے ذلت کے ساتھ نہیں۔ بلکہ عزت کے ہاتھ سے لیگا۔ بالجملہ خدا سے زہد کا ثواب تجکو الگ ملیگا۔ اور وہ تجھ کو کرامت کی نظر سے دیکھے گا۔ کیونکہ تو نے حرص اور طلب میں الحاح نہیں کیا۔ تو جہاں تک قسمت سے بھاگے گا وہ تجھ سے لپٹے اور تیری پیچھے دوڑیگی۔ اس لئے اس میں زہد صحیح نہیں ہے۔ مگر آنے سے پہلے اعراض کرنا لازم ہے زہد اور تناول کا مسئلہ مجھ سے سیکھ لے۔ جہل کے ساتھ کونے میں نہ بیٹھ۔ سمجھ پیدا کر۔ پھر الگ ہو جا۔ احکام الٰہی میں سمجھ پیدا کر۔ اور انپر عمل کرتا رہ۔ پھر سب سے جدا ہو جا۔ مگر خاص خاص علماء سے ملتا رہ۔ کیونکہ ان سے ملنا اور نصیحت سننا الگ رہنے سے بہتر ہے جب تو اُن میں سے کسیکو دیکھے تو اس کے ساتھ ہو جا اور اس سے علم الٰہی اور معرفت کی بابت فقہ حاصل کر۔ اپنے کانوں سے ان کی باتیں سنکر معرفت الٰہی کی سمجھ پیدا کر۔ کیونکہ یہ مردان خدا کی زبان سے حاصل ہوتا ہے۔ انہیں لوگوں میں احکام و علم الٰہی کے عالم بھی موجود ہیں۔ پھر جب یہ بات حاصل ہو جائے تو بلا نفس و شیطان و ہوٰی و طبیعت و عادت و نظارہ خلق ایک طرف جا بیٹھ۔ جب ایسی یکسوئی حاصل ہوگی تو فرشتے اور ارواح صالحین اور ان کی ہمنشین تیری گرداگرد رہیں گی۔ مخلوق سے یکسو ہونا ہے تو اس طرح ہو ورنہ ظاہری یکسوئی نفاق اور بے سود تضیع اوقات ہے۔ تو دنیا و آخرت میں دوزخ میں رہیگا دنیا میں آفات کی آگ میں اور آخرت میں اُس آگ میں جو منافق اور کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ الٰہی میں معافی اور مغفرت اور ستر اور درگذر کا خواہاں ہوں۔ ہمارے پردے چاک نہ کر۔ گنہگار ہونپر ہم سے مواخذہ نہ فرما۔ اے خدا اے کریم تو نے فرمایا ہے کہ خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور گناہ معاف فرماتا ہے۔ ہمپر رحمت کے ساتھ رجوع کر اور ہمارے گناہ معاف فرما دے

افسوس تو علم کا مدعی ہے۔ اور جاہلوں کی طرح خوش ہوتا۔ نادانوں کی مانند غضبناک ہوا کرتا ہے۔ دنیا اور لوگوں کے اپنی طرف متوجہ ہونے سے تیرا خوش ہونا حکمت کو فراموش اور تیرے دل کو سخت کر دیگا۔ مومن خدا کے سوا اور کسی چیز سے خوش نہیں ہوا کرتا۔ اگر تجھے خوشی کرنی ضرور ہے تو طاعت الٰہی میں اپنی دنیا خرچ کرنے سے خوش ہوا کر۔ اس سے خدام الٰہی کو نفع ہوگا اور طاعتوں پر ان کی امداد ہوتی رہیگی۔ رات دن خوف کو اس درجہ لازم کر لے کہ تیرے قلب و سر سے یہ کہا جائے تم دونوں خوف نہ کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ہوں جیسا کہ موسیٰ اور ہارون کے لئے کہا گیا تھا۔ تو ان میں سے نہیں ہے کیونکہ تیرے پاس علم بلا عمل ہے تو انکا وارث نہیں ہو سکتا۔ وراثت علم و عمل اور اخلاص سے نصیب ہوتی ہے اپنا مرتبہ پہچان اور جو تیری قسمت میں نہ ہو اسکی طرف ہاتھ نہ بڑھا۔ تقدیر کے معاملہ میں خدا سے موافقت رکھ۔ وہ تجھ سے موافقت کریگا۔ مہربان ہوگا۔ تجھ سے بوجھ اتاریگا۔ دنیا و آخرت میں تیری ساتھ نرمی کریگا جب مومن کا ایمان قوی ہو جاتا ہے تو اس کا نام موقن ہوتا ہے اور جب ایقان قوی ہو جاتا ہے تو عارف کہلاتا ہے۔ پھر جب عرفان مضبوط ہوتا ہے تو عالم نام رکھا جاتا ہے اور جب علم قوی ہو جاتا ہے تو محب اور جب محبت قوی ہوتی ہے تو محبوب کہلاتا ہے۔ اور جب یہ رتبہ ملجاتا ہے تو غنی مقرب مستانس نام ہوتا ہے وہ قرب الٰہی سے انس رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے اپنی حکمت و علم ازل و ابد۔ امر و قدر و غیرہ کے اسرار سے مطلع کر دیتا ہے اور یہ بات بقدر حوصلہ اور خدا داد قوت قلب اور اس کی فراخی کے اندازہ سے ہوتی ہے۔ وہ خدا کے ساتھ قائم۔ اور دل کے ساتھ مخلوق سے خارج ہوا کرتا ہے۔ جب خدا کا علم سابق کھانے پینے پہننے اور نکاح وغیرہ کے سامان اپنے ساتھ لیکر آتا ہے۔ تو لینے والے کو نہیں پاتا۔ کیونکہ جسکی طرف یہ سامان بھیجا جاتا ہے وہ سامان کچھ علاقہ نہیں رکھتا۔ اسلئے بغرض تناول اللہ تعالیٰ اسے موجود کر دیتا ہے تاکہ اس کا علم باطل اور محو نہو۔ اُسے دوسری بار پیدا کر دیتا ہے۔ تاکہ جس دیوار کو اس نے علم سابق میں بنایا تھا۔ وہ ٹوٹ نہ جائے اسوقت عارف اپنے حصوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح چھوٹا لڑکا اور جس طرح ماں دودھ پیتے بچے کے مونہ میں شہد ڈالتی ہے۔ اسی طرح ازلی حصے اسکے منہ میں پڑتے ہیں۔ اور وہ ہمیشہ کھاتا رہتا ہے۔ جیسا کہ بیمار شربت پیتا رہتا ہے۔ اور اس سے بلا اختیار اس کی قوت محفوظ رہتی ہے۔ اس مومن موقن عارف کے جو حصول منافع اور دفع ضرر کی طرف سے فانی ہو چکا ہے سابقہ ازلی پرورش کیا کرتا ہے۔ رحمت کا ہاتھ داہنے بائیں کروٹیں دلاتا اور لطف الٰہی اسے بلند و پست کیا کرتا ہے جس نے خدا کو نہ پہچانا اور اس کے دامن رحمت کو نہ تھاما وہ محروم ہے جس نے اس سے معاملہ نہ کیا اور دل سے اسکی طرف منقطع نہ ہوا اپنے باطن سے اسکے ساتھ تعلق نہ پیدا کیا۔ اسکے لطف و احسان پر ہاتھ نہ مارا وہ محروم ہے اے قوم اللہ تعالیٰ صدیقین کے دلوں کی لڑکپن سے لیکر بڑھاپے تک پرورش کیا کرتا ہے جب اُن کو کسی بلا میں مبتلا کرتا اور ان کا صبر معلوم کر لیتا ہے تو ان کا مرتبہ قریب بڑھا دیتا ہے۔ بلائیں ان پر غالب اور لاحق نہیں ہو سکتیں۔ اور یہ اسلئے کہ بلائیں بمنزلہ چوپایہ ہیں۔ اور ان کے دل اڑنیوالے پرندوں کے بازو پر ہوتے ہیں جو انکی دل آزاری کرے وہ بدنصیب ہے۔ اسکے لئے خدا کا غصہ خدا کی دی ہوئی محرومی اور خدا کا غضب موجود ہے اے لڑکے اہل اللہ کا غلام انکے لئے بمنزلہ زمین اور ان کے آگے خادم بنا رہا کر۔ تو ایسا کرتا رہیگا۔ تو سردار بنجائیگا۔ جو خدا اور نیک بندوں کے آگے متواضع رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اُسے بلند مرتبہ کر دیتا ہے جب تو اہل اللہ کی برداشت اور خدمت کرتا رہیگا۔ تو کیا کچھ مرتبہ نہ مل جائیگا۔ الٰہی ہمارے ہاتھوں اور زبانوں

نیکیاں کرا اور ہمیں ان میں کردے جو تیرے لطف و عنایت کے مستحق ہیں۔

مجلس پچپن

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ستائیسویں رمضان ۵۴۵ھ کو جمعہ کے دن صبح کیوقت مدرسہ میں فرمایا

جو رضا بالقضاء کا خواہاں ہو اُسے چاہیئے کہ ہمیشہ موت کو یاد رکھا کرے۔ اس کا ذکر مصیبتوں اور آفتوں کو آسان کر دیتا ہے۔ اپنے نفس و مال و اولاد کی بابت اس پر تہمت نہ رکھ بلکہ یہ کہہ کہ میرا پروردگار میرا حال مجھ سے زیادہ جانتا ہے جب تو اسپر مداومت کریگا۔ تو رضا اور موافقت کی لذت حاصل ہوگی۔ تو آفتیں جڑ پیڑ سے جاتی رہینگی اور اسکے بدلے نعمتیں آنے لگیں گی جب تو حالت بلا میں رضا اور موافقت کی لذت پائیگا۔ تو ہر جانب سے تیرے پاس نعمتیں آئیں گی۔ ای غافل طلب مجبر میں اُس سے منہ نہ موڑ۔ تو وسعت رزق کا طالب کبتک رہیگا۔ شائد وہ تیری لئے فتنہ ہو اور تو نہ جانتا ہو۔ تجھے کیا خبر خیر کس چیز میں ہے۔ چپ رہ اور موافقت کر اور اسکے افعال پر رضا اور ہر حال میں شکر کا اظہار کرتا رہ۔ شکر نہ ہو وسعت رزق اور صبر نہو تو تنگی معاش فتنہ ہے۔ شکر نعمت کو زیادہ اور تجھے مقرب الٰہی بنا دیگا۔ اور صبر دل کے قدم کو ثابت اور اس کی مدد کریگا۔ مظفر بنائیگا۔ صبر کا انجام دنیا و آخرت میں اچھا ہے۔ خدا پر اعتراض کرنا حرام ہے اس سے دل اور چہرہ تاریک ہو جاتا ہے۔ ای جاہل خدا پر اعتراض کے بدلے اس سے حال لوٹنے میں مشغول رہا کر۔ تاکہ اس میں بلا کا وقت ٹلجائے اور آفتوں کی آگ بجھ جائے اور ای ارادہ حق کے مدعی اسکی رحمت و محبت کے خزانوں سے واقف جب تو رستہ میں ہو اور پہنچنے سے پہلے حیران رہجائے۔ تو بطور سوال یہ کہا کر۔ اے متحیرین کے رہنما مجھے سیدھا رستہ دکھائیے۔ جب تو مبتلائے بلا ہو کر عاجز ہو جائے تو یہ دعا کر الٰہی میری مدد کر مجھے صبر دے اور بلا کو دفع کر۔ لیکن جب تو واصل ہو جائیگا اور وہ تیرے قلب سے قریب ہو اس وقت سوال و زبان کچھ نہیں بلکہ سکوت اور مشاہدہ ہے۔ اسوقت تو مہمان ہوگا۔ مہمان کچھ مانگا نہیں کرتا۔ بلکہ حسن ادب کیساتھ جو آگے آتا ہے اُسے کھا لیتا ہے۔ اور جو اُسے ملتا ہے لے لیتا ہے۔ مگر ہاں جب اس سے کہا جاتا ہے کہ تو کسی چیز کی خواہش کر۔ تو وہ اپنے اختیار سے نہیں بلکہ حکم بجالانے کی نیت سے خواہش کرتا ہے سوال بعد کے وقت ہوتا ہے اور سکوت قرب کیوقت اہل اللہ خدا کے سوا کسیکو نہیں پہچانتے۔ ارباب اور اسباب اُن کے دل سے الگ ہو چکے ہیں۔ اگر ان کو دنوں اور مہینوں کھانا پینا نہ ملے تو پرواہ نہیں کرتے۔ اور نہ متغیر ہوتے ہیں۔ کیونکہ خدا جو انکو چاہتا ہے بطور غذا عنایت کر دیتا ہے خدا کی محبت کا مدعی اس سے کسی اور چیز کو مانگے تو اس دعوی میں جھوٹا ہے ہاں جب وہ محبوب اور مقرب مہمان ہو جاتا ہے تو اُسے حکم ہوتا ہے کہ مانگ۔ خواہش کر اور جو چاہے کہدے۔ تجھے مرتبہ دیا گیا ہے۔ محب مقبوض ہے اور محبوب مبسوط۔ حرمان محب کے لئے اور عطا محبوب کے لئے۔ بندہ محب رنج کی حالت میں قوت کیلئے حیرانی و پریشانی کے عالم میں رہتا ہے۔ پھر دوسری نوبت میں جب محبوب ہو جاتا ہے تو اس کی حالت بدل جاتی ہے آرام و رفاہیت۔ سکون و وسعت رزق۔ اور تسخیر خلق حاصل ہوتی ہے۔ یہ سب اسکے صبر اور محبت میں ثابت قدمی کی برکت ہے۔ خدا کے ساتھ بندہ کی صحبت و محبت ایسی نہیں ہوتی جیسی مخلوق کی مخلوق کے ساتھ۔ ہمارا خدا بڑی عزت والا ہے۔ اسکی مانند کوئی چیز نہیں وہ سننے دیکھنے والا ہے۔ میں لوگوں کو مثالیں دیکر سمجھاتا ہوں۔ اس سے سمجھو اور دل کی پاکیزگی طلب کرو۔ وہ جس پر چاہے

پاک باطنی کو وسیع کر دیتا ہے۔ اور جس کے لئے چاہے باطنی رزق بڑھا دیتا ہے۔ ایک اہل اللہ کے دل میں زمین و آسمان کے رہنے والے سما سکتے ہیں۔ اس کا دل عصائے موسیٰ ؑ بنجاتا ہے۔ موسیٰ کا عصا ابتدا میں حکمت تھا آخر میں قدرت بنگیا۔ ضرورت کے وقت آپ کا زاد راہ اُٹھاتا تھا۔ تھک کر آپ اسپر سوار ہو جاتے تھے۔ بیٹھنے اور سونے کی حالت میں آپکا نگہبان رہتا تھا۔ ہر طرح کے پھل دیتا اور بیٹھتے وقت آپ پر سایہ کر لیتا تھا۔ موسیٰ ؑ کو اس عصا میں خدا اپنی قدرت دکھاتا۔ موسیٰ ؑ بواسطہ عصا قدرت سے خوگر ہو گئے۔ پھر جب ان کو بھی مقرب کیا۔ اور اُن سے ہمکلام ہوا تو فرمایا کہ ای موسیٰ ؑ یہ تیرے دہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے۔ جواب دیا یہ میرا عصا ہے۔ میں اسپر سہارا لگاتا اور اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں۔ اور میرے اس سے کچھ مطالب بھی نکلتے ہیں۔ حکم ہوا اسے ہاتھ سے ڈالدو۔ ڈالتے ہی اژدہا بنگیا۔ موسیٰ ؑ ڈر کر بھاگے۔ فرمایا۔ ڈرو نہیں پکڑ لو۔ ہم اسے پہلی حالت میں لے آئینگے۔ اس سے یہ منظور تھا کہ خدا انکو اپنی قدرت پر مطلع کرے تاکہ انکی آنکھوں میں فرعون کا ملک حقیر ہو جائے۔ اور انکو فرعون اور اس کی قوم سے لڑنے جھگڑنے کی تعلیم حاصل ہو اور آپ خرق عادات سے واقف ہو جائیں۔ موسیٰ ؑ کو ابتدا میں شرح صدر نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وسعت قلب اور حکم و نبوت کا مرتبہ عطا فرما دیا اے جاہل جسکی ایسی قدرت ہو وہ فراموش کر دینے اور نافرمانی کئے جانے کے لائق نہیں ہے۔ جو تجھے نہ بھولے اُسے نہ بھول جو تجھ سے غافل نہو اس سے غفلت نہ کر۔ موت کو یاد رکھ۔ ملک الموت قبض ارواح پر مقرر ہے تیرا اسباب مال وغیرہ کہیں تجکو فریب نہ دے۔ یہ سب عنقریب تجھ سے لے لیا جائیگا۔ پھر تو اپنی تقصیر اور بیہودہ مشغلوں میں تضییع اوقات کو یاد کر کے نادم ہوگا۔ مگر ندامت نفع نہ دیگی۔ تو عنقریب مر کر میری نصیحت کو یاد کریگا۔ اور تجھے قبر میں میری پاس ہونے اور میرا کلام سننے کی آرزو ہوگی۔ میری باتیں سننے اور اُنپر عمل کرنے کی کوشش کر۔ تاکہ تو دنیا و آخرت میں میری ساتھ رہے مجھ سے نیک گمان رکھ تاکہ میری قول سے نفع اٹھا سکے۔ غیروں سے نیک گمان اور اپنے نفس سے بدظن رہا کر۔ ایسا کرنے میں تجھے اور تجھ سے غیروں کو نفع ہوگا۔ جب تک تو غیر اللہ کے ساتھ رہیگا۔ تو رنج و غم و شرک میں مبتلا رہیگا۔ دل کے ساتھ مخلوق سے جدا ہو کر خدا سے مل جا۔ اسوقت تجکو وہ جلوہ نظر آئیگا۔ جو نہ کسی نے آنکھ سے دیکھا نہ کان سے سُنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اسکا خطرہ گذرا تو جس حالت میں ہے یہ ٹھیک نہیں۔ اسکی بنیاد بودی ہے۔ یہ ایک کوٹھی ہے جو بلندی پر بنائی گئی ہے۔ خدا کے آگے توبہ کرو۔ اور اپنی حالت بدلنے کا طالب بن۔ تو طلب دنیا اور ترک آخرت کی حالت میں مبتلا ہے۔ افسوس خدا نے تجھے فقیر بنایا ہے۔ اور تو غنا کا طالب ہے کیا اسے نہیں سمجھتا کہ جس چیز کو اُس نے پسند کیا ہے تو اُسے بُرا جانتا ہے۔ تیرا نفس و ہوی و طبیعت و شیطان و بد ہمنشین خدا کی پسند کو ناپسند کرتے ہیں۔ یہ سب اختیار الٰہی کو مکروہ جانتے ہیں۔ تو اُن کی موافقت نہ کر۔ ان کی جانب متوجہ نہو۔ ان کے اعتراض اور خدا پر اظہار ناراضی کی طرف التفات نہ کر۔ اپنے قلب اور شرع کے حکم کو سُن۔ یہ دو نیک چیز کا حکم کرتے اور بدی سے روکتے ہیں۔ اپنے فقر سے رضامند رہ۔ یہ رضا بعینہ غنا ہے صاحب مقدور نہ ہونا عصمت ہے کیونکہ اگر وہ تجکو صاحب مقدور کر دیگا۔ تو غالباً تو ہلاک ہو جائیگا۔ اور اگر تجکو فقیر و عاجز رکھے گا۔ تو غالباً گناہوں سے بچائیگا۔ اس کے اختیار پر صبر کرنے سے تجھے اتنا ثواب ملیگا کہ جس کا اندازہ نہ تو کر سکتا ہے۔ نہ دیگر اہل زمین۔ تو جلد باز ہے۔ حالانکہ جلد باز اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہوا کرتا۔ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے اور سکون رحمٰن کی طرف سے۔ جب تو جلدی کریگا تو شیطان کے لشکر میں داخل ہو جائیگا۔ اور اگر توقف و ثبات اور ادب

---- وصبر سے کام لیگا۔ تو رحمان کے لشکر کے ساتھ رہیگا۔ خدا کے اوامر و نواہی پر عمل اور اس کے قضا و قدر اور تمام بلاؤں اور آفتوں پر صبر کرنا تقویٰ کی حقیقت ہے تم سراسر خلق و نفس و ہویٰ اور سر بسر فیت و طبیعت ہو تم کو خدا اور عارفین کی ذرا خبر نہیں تم عارفین کی بہ نسبت پاگل ہو۔ اور وہ عاقل ہیں۔ خدا کے دیوانوں کا جنون جب تمام ہو جاتا ہے تو وہ مرتبہ دیوانگی سے نکل جاتے ہیں حرکت ابتدائی شے ہے اور سکون انتہائی۔ مرض زائل ہو جاتا ہے اور اس کا حکم باقی رہتا ہے اے لڑکے تو آخرت سے خالی اور دنیا سے لبریز ہے۔ تیرا یہ حال۔ اور صالحین و اولیاء سے جدائی۔ ترک صحبت اور اپنی رائے پر تیرا استغنا مجھے غمگین رکھتا ہے تو نہیں جانتا کہ اپنی رائے پر مستغنی رہنے والا گمراہ ہو جاتا ہے۔ ہر عالم زیادتی کا محتاج ہے۔ اور ہر عالم سے بڑھ کر ایک اور عالم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ جمہور بڑے گروہ۔ سیدھے رستے متابعت اور ترک مفارقت طریق کو لازم کرے۔ اتباع کرو۔ بدعتی نہ ہو۔ تمہارے سب کام بنجائیں گے نفس و ہویٰ کے ساتھ یہ رستہ طے نہیں ہوتا۔ بلکہ اسپر علم و عمل۔ اور ترک قوت و دلیری اور تسلیم و رضا اور ترک عجلت اور قرار و سکون کے ساتھ چلا کرتے ہیں۔ یہ چیز عجلت سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ پہاڑوں۔ خدا کے بندوں اور صبر و مجاہدہ کی محتاج ہے اور اسمیں یہ ضروری بات ہے کہ تو بعض سلاطین معرفت سے ملے۔ تاکہ وہ تیرا رہبر ہو۔ اور تیرا بوجھ اٹھائے۔ تو اسکی رکاب میں چل۔ جب تو تھک جائیگا۔ تو وہ تیری سوار کرنے کا حکم دیگا یا اپنے پیچھے سوار کرلیگا۔ اگر تو محب ہے تو تجکو اپنے پیچھے بٹھائیگا۔ اور اگر محبوب ہے تو اپنے زین میں جگہ دیگا۔ اور خود تیرے پیچھے بیٹھ جائیگا جس نے یہ مزا چکھا اس نے خدا کو پہچان لیا۔ لائقوں کے پاس بیٹھنا نعمت ہے اور مکذبین و منافقین و اغیار کی صحبت باعث نقمت۔ خدا کے ساتھ مراقبہ اور اُسکے اور مخلوق کے حقوق واجب کے متعلق اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کو لازم کرلے۔ اگر دنیا و آخرت کی خیر مطلوب ہے۔ تو اپنی ذات میں علم الٰہی کی بابت مراقبہ اور نفس سے عمل کا مطالبہ کیا کر۔ اس سے امر الٰہی کا مطالبہ کر۔ اور اُسے ارتکاب معاصی سے باز رکھ۔ اسپر آفتوں کے وقت صبر۔ قضا و قدر کے وقت رضا اور نعمتوں کے وقت شکر کو لازم کر دے۔ جب تو یہ کریگا تو موانع زائل ہونگے اور خدا سے تیری مصاحبت درست ہو جائیگی اور تو اس رستہ میں رفیق اور مددگار سے جا ملیگا۔ اور ایسے خزانہ سے لاحق ہو جائیگا جو ہر جگہ تیری ساتھ ساتھ رہیگا۔ اسے یہ پرواہ ہوگی کہ تو کہاں رہا۔ اور کہاں جا اترا۔ کیونکہ تو جہاں کہیں گریگا۔ اٹھالیا جائیگا۔ حکم و علم و قدرہ۔ اور انس و جن و ملائکہ تیری خادم بنجائینگے۔ تو خدا کا خوف رکھیگا۔ ہر چیز تجھ سے خوف کریگی اور اس کی طاقت کے باعث ہر چیز تیری مطیع ہو جائیگی۔ جو خدا سے ڈرتا ہے۔ ہر شے اس سے خوف کیا کرتی ہے۔ اور جو نہیں ڈرتا خدا ہر چیز سے اُسے ڈرا دیتا ہے۔ جو خدا کی خدمت کرتا ہے۔ خدا ہر شے کو اُس کا خادم بنا دیتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے بندہ کے ایک ذرہ عمل کو ضائع نہیں کیا کرتا۔ تو جیسا کریگا ویسا بدلہ پائیگا۔ تم جیسے ہوگے ویسی ہی تمپر توجہ کیجائیگی۔ الٰہی دنیا و آخرت میں اپنے کرم و احسان و درگذر اور مہربانی سے ہمارے ساتھ معاملہ کر اور آخرت میں نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

مجلس چھپن

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتیسویں رمضان ۵۴۵ھ کو اتوار کے دن صبح کیوقت رباط میں فرمایا

اے لڑکے میں تیرے تصرفات کو ان لوگوں کے خلاف پاتا ہوں۔ جو خدا سے مراقبہ کرتے اور اُس سے ڈرتے ہیں تو اہل شر و فساد سے ملتا ہے اور اولیاء و اصفیاء سے جدا رہتا ہے۔ تو نے اپنے قلب کو خدا سے خالی دنیا و اہل دنیا کی خوشی اور اسکی حرص سے پر کر رکھا ہے تجھ کو معلوم نہیں کہ خوف الٰہی۔ دل کا کوتوال۔ اُسے روشن کرنیوالا امین اور مفسر ہے اگر تو اسحالت پر رہا تو دنیا و آخرت کی سلامتی حاصل کرلی۔ اگر تو موت کو یاد کرتا تو دنیوی خوشی کم اور زہد زائد ہو جاتا جس کا انجام موت ہو وہ کسی چیز سے کیونکر خوش ہوتا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر دوڑنیوالے کے لئے ایک انتہا ہے اور ہر متنفس کی انتہا موت ہے۔ غمی اور خوشی فقر و غنا شدت اور راحت دکھ اور بیماری سب کا انجام موت ہے۔ جو مرگیا اسکے حصہ کی قیامت آگئی اور دور کی چیز اس کے لئے گویا نزدیک ہوگئی۔ تیرے تمام مشغلے ایک قسم کی بوالہوسی ہے۔ اپنے قلب و سر و باطن کے ساتھ تمام مشاغل سے الگ ہو جا۔ دنیا کی انتہا ہے مگر آخرت کی انتہا معلوم نہیں۔ دنیوی زندگی ایک مقررہ میعاد تک ہے اور اخروی ہمیشہ تک پہلے سراپا طاعت ہونے کی کوشش کر۔ ایسا کریگا تو تو محض خدا کے لئے ہو جائیگا۔ وجود نفس گناہ اور نیستی طاعت ہے۔ خواہشوں کا حاصل کرنا وجود نفس ہے اور اُن سے باز رہنا ان کی نیستی۔ خواہشوں سے پرہیز کر۔ اور ان کو اپنے اختیار سے نہ لے۔ بلکہ تقدیر الٰہی سے موافقت کرنے کے لئے حاصل کیا کر۔ خواہشوں کو قہراً و جبراً زہد کے ہاتھ سے لے۔ زہد کا ہاتھ بلا۔ خواہشوں کو لے اور نفس تک پہنچا دے۔ زہد کی ضرورت عین ضروری بات ہے۔ اپنی حالت معلوم کرنے سے پہلے تو اس کا محتاج ہے زہد تاریکی میں ہے اور تناول و رغبت روشنی میں۔ اس ظلمت کو نکال دے۔ روشنی نظر آئیگی۔ قدرت ظلمت ہے۔ اور تیرے سر پر قادر کیطرف روشنی موجود ہے۔ تیرے کام کی ابتدا ظلمت ہے۔ پھر جب خدا کی طرف سے کشف سامنے آجاتا ہے تو روشنی ہو جاتی جب قمر معرفت کا نور آتا ہے تو لیلۃ القدر کی ظلمت کافور ہو جاتی ہے۔ اور جب علم الٰہی کا سورج نکل آتا ہے تمام اندھیرے زائل ہو جاتے ہیں تجھے اپنے گرداگرد اور دور دور کی چیزیں نظر آنے لگتی ہیں۔ تمام مشکلیں حل ہوتی ہیں اور پاک و ناپاک الگ ہو جاتا ہے اپنے اور غیر کے حق جدا جدا معلوم ہوتے ہیں۔ مخلوق اور خالق کی مراد الگ الگ ظاہر ہو جاتی ہے۔ خلق اور حق کا دروازہ جدا جدا نظر آنے لگتا ہے۔ اس وقت تجھے وہ جلوہ نظر آئیگا۔ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان سے سنا۔ اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال آیا۔ اسوقت تیرا دل مشاہدہ کا کھانا کھائیگا۔ انس کی شراب پیئے گا۔ اور اسپر قبولیت کی خلعت نازل ہونگے۔ پھر وہ مخلوق کی مصلحتوں۔ ان کو گمراہی سے رہ گئے۔ خدا کو چھوڑ دینے اور نافرمانیوں کے باعث خلقت کی طرف رجوع کریگا۔ اور یہ رجوع کرنا مضبوط قلعے۔ حفظ دائم اور ابدی سلامتی کے ساتھ ہوگا۔ اے اس مضمون کو نہ سمجھنے اور اسپر ایمان نہ لانیوالے تو تو بلا مغز اور محض چھلکا ہی چھلکا ہے۔ پرانی اور گھن کھائی لکڑی ہے۔ صرف آگ کے لائق ہے مگر ہاں توبہ کرے اور ایمان و تصدیق سے کام لے تو خیر ہوگی۔ اگر تو توبہ کرے ایمان اور تصدیق سے کام لے اور تقدیر الٰہی سے موافقت رکھے تو اپنے سرمایہ میں خیر اور سلامتی اور حلاوت ضرور پائیگا۔ اور اگر ایسا نہ کیا تو اس میں شیشہ کے ٹکڑے ملیں گے جو تیری زبان اور حلق اور جگر کو کاٹ ڈالیں گے۔ میری بات مان لے۔ میں تیری رسی کو ڈھیل دے رہا ہوں۔ میری نصیحت قبول کرلے مجھے دشمن نہ سمجھ۔ مجھ میں تجھ میں کہاں کی عداوت ہے۔ میں تیری اصلاح اور ازالہ نجاست اور میل کچیل دفع کرنے کے لئے کوشش کر رہا ہوں۔ تیرا رستہ صاف کرتا اور اسمیں کھانے پینے کا سامان تیار کر رہا ہوں۔ میں ان

ان کاموں پر تجھ سے مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری خدا کے ذمہ ہے۔ طالبانِ خدا کی خدمت میرا مشغلہ ہے۔ جب تو ٹھیک طور پر خدا طالب بنجائیگا میں تیری خدمت پر مامور ہو جاؤنگا۔ پھر جب بندہ کو قصد اور طلب الٰہی کا مرتبہ پوری طرح حاصل ہو جاتا ہے تو کل چیزیں اسکی محکوم ہو جاتی ہیں۔ اے لڑکے اپنے نفس کا واعظ بنجا۔ میرا اور کسی اور کا محتاج نہ ہو۔ میرا واعظ تیری ظاہری حالت کے متعلق ہے اور تیرا وعظ تیری حالت سے علاقہ رکھتا ہے۔ ذکر موت اور قطع تعلقات و اسباب کے ساتھ ہمیشہ اپنے نفس کو نصیحت کیا کر۔ رب الارباب یعنی خلاق عظیم و علیم سے تعلق کرکے اسکی رحمت و رافت کے دامن کو تھام لے۔ اس کے سوا کسی چیز میں مشغول نہ ہو۔ ورنہ یہ حالت تجھے محجوب کردیگی جب تم میں کسی کو میرے ہاتھ سے نجات حاصل ہوگی تو میں خوش ہونگا۔ اور جب وہ میری کہے کو قبول نہ کریگا۔ تو مجھے رنج ہوگا۔ مومن مجھ سے قریب ہوتا اور منافق مجھ سے بھاگ جاتا ہے۔ اے منافقو! میں تم پر غضبناک ہوتا ہوں میں خدا سے موافقت رکھتا ہوں۔ اس نے مجھ کو تم پر بھڑکتی آگ بنا کر بھیجا ہے۔ اگر تم توبہ کرکے میرا کہنا مان لوگے۔ میری سخت کلامی پر صبر کرتے رہوگے تو میں تمہارے حق میں ٹھنڈک اور سلامتی بنجاؤنگا۔ افسوس تم شرماتے نہیں کہ تمہاری حالت ظاہری ہے اور گناہ پوشیدہ ہیں۔ تم موت اور بیماریوں کے ہاتھ سے عنقریب ماخوذ ہوگے۔ پھر خدا کی آگ کے قیدخانہ میں بند کئے جاؤگے۔ اے عمل میں کوتاہی کرنیوالو تمکو شرم نہیں آتی۔ کہ اپنی دن رات کی بیہودگیوں سے رضامند ہو۔ باوجود تقصیر یہ چاہتے ہو کہ خدا کے خزانے ہمیں ملجائیں اعمال پر غالب آجاؤ۔ تمہارے نفس عادی ہو جائینگے داخل ہونیوالی چیز کی دہشت ہوا کرتی ہے۔ انتہا میں تم پاک صاف ہو جاؤگے اور تمہاری گندگیاں زائل ہونگی۔ جب تم توبہ کروگے تو اسکے لئے ابتدا و انتہا ضروری ہے۔ اے آقا کی خدمت سے بھاگنے والو۔ اے اصفیاء و انبیاء و اولیاء کی رائے کو چھوڑ کر اپنی رائے پر مستغنی ہونیوالو۔ اے خدا کے سوا مخلوق پر بھروسہ رکھنے والو۔ کیا تم نے پیغمبر علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا کہ جو اپنی جیسی مخلوق کے بھروسہ پر ہے وہ ملعون ہے ملعون ہے۔ دنیا کا طالب نہ بن اور اس کی کسی شئے کے لئے غضبناک نہ ہو۔ یہ صفت تیرے دل کو اس طرح بگاڑ دیگی جسطرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے افسوس تو نے حب دنیا اور تکبر دونوں کو جمع کر رکھا ہے۔ ان دونوں خصلتوں والا بلا توبہ فلاح نہیں پاتا۔ عاقل بن۔ تو کون ہے کیا چیز ہے اور کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور کس بات کے لئے مخلوق ہوا ہے۔ تکبر نہ کر کیونکہ تکبر وہی کرتا ہے جو خدا و رسول اور خدا کے نیک بندوں سے ناواقف ہوتا ہے۔ اے کم عقل۔ تو تکبر سے رفعت چاہتا ہے اس معاملہ کو برعکس کر دے سیدھا ہو جائیگا۔ کیونکہ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو شخص خدا کے لئے متواضع ہوتا ہے۔ خدا اسے بلند مرتبہ کر دیتا ہے۔ اور جو تکبر کرتا ہے خدا اسے پست اور ذلیل کرتا ہے جو آخرت سے رضامند ہے دنیا میں ادنیٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ اور جو قلیل سے خوش ہے اسے بہت سی دولت ملتی ہے جو ذلت سے رضامند ہے اُسے عزت ملتی ہے۔ پستی سے رضامند رہ تاکہ تیرے حق میں معاملہ برعکس ہو جائے۔ جو تقدیر پر رضامند ہو اور اس کے آگے ذلیل رہا کر خداوند قادر و قیوم اسے بلند کر دیگا۔ تواضع اور حسن ادب تجکو مقرب بنائیگا۔ تکبر اور بے ادبی دور پھینکدیگی۔ طاعت تجکو دوست اور مقرب بنائیگی اور معصیت خراب اور بعید کر دیگی۔ دین کو انجیر کے بدلے نہ بیچ۔ دین کو سلاطین و ملوک و اغنیاء و حرام خواروں سے انجیر لیکر فروخت نہ کر۔ جب تو دین کو بیچکر کھائے گا۔ تو تیرا قلب سیاہ ہو جائیگا۔ اور کیونکر سیاہ نہ ہوگا۔ حالانکہ تو مخلوق کی عبادت کرنے لگا ہے۔ اے محروم اگر تیرے دل میں کچھ نور ہوتا تو حرام اور مشتبہات و مباح کی تمیز اور اس چیز کے امتیاز میں جو دل کو سیاہ یا منور کرتی ہے اور تیرے قلب کو قریب یا بعید کر دیتی ہے تو اسے ضرور صرف کرتا۔ اے جاہل ہیں ہاتھ کی کمائی اور توکل کے سوا اور کسی چیز کو نہیں جانتا۔ ابتدائے ایمان میں ہاتھ کی کمائی سے اپنا چاہیئے۔ پھر

پھر قوت ایمان کے وقت خدا سے۔ یہ جب ہے کہ تجھ میں اور خدا میں کوئی واسطہ حائل نہ رہے۔ دل جب قوی ہو جاتا ہے۔ تو یاد الٰہی مخلوق کے ہاتھوں خدا سے اپنا حصہ لیا کرتا ہے۔ واسطہ حائل نہ رہنے کا کے معنی یہ ہیں کہ دل وسائط اور شرک بالوسائط کے پاس ہرگز نہ ٹھیرے۔ بلکہ خدا کا حکم بجا لائے۔ لوگوں سے لے اور اُن کی مدح و ذم اور قبول و رد کی طرف سے بہرا انکے دینے نہ دینے کو خدا ہی کا فعل سمجھے جو اُن کے ہاتھوں ہو رہا ہے۔ اہل اللہ مخلوق کیجانب سے اندھے بہرے گونگے ہیں اُن کے پاس بجز خدا کے جو ان کا ناصر اور محروم کرنیوالا۔ دینے اور نہ دینے والا۔ ضرر پہنچانے اور نفع بخشنے والا ہے اور کچھ نہیں۔ انکے پاس مغز ہے چھلکے۔ محض صاف اور بالکل پاک چیز ہے۔ یہی وہ شئے ہے جو تمام مخلوق کو اُن کے دل سے نکالدیتی ہے۔ خدا کے سوا اور کچھ نہیں رہتا۔ ان کے دلوں میں صرف خدا کا ذکر خفی رہ جاتا ہے۔ الٰہی ہمیں اپنا علم عنایت کر۔ افسوس تجھے یہ گمان ہے کہ تو میرے سامنے اپنے نفس پر جھوٹا ملمع کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اگر حکمتیں نہ ہوتیں تو میں تیرے پاس آتا اور تیری خوب فضیحتی کرتا۔ اے منافق میرے ساتھ اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈال۔ میں خدا اور نیک بندوں کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ بندہ جب خدا کو پہچان لیتا ہے۔ تو مخلوق اس کے قلب سے اس طرح دور ہو جاتی ہے جس طرح درخت سے سوکھے پتے جھڑتے ہیں اور وہ بلا خلق رہ جاتا ہے۔ اس دید سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اور قلب و سر کے لحاظ سے ان کا کلام ہرگز نہیں سنتا۔ بہرا بن جاتا ہے نفس جب مطمئنہ ہو جاتا ہے تو اعضا کی حفاظت اس کے سپرد ہوتی ہے۔ پھر دل خدا کی جانب سفر کرتا اور جو کچھ اس کے پاس ہے طلب کر لیتا ہے۔ پھر دنیا آکر نفس کی نگہبان ہوتی اور اسکے کاموں میں ایک پاؤں کھڑی رہتی ہے۔ یہ خدا کا طریقہ اور طالبین کے حق میں اس کی صنعت ہے۔ استیفاء اقسام کے وقت دنیا ایک بدصورت اور تل چاولے بالوں والی بڑھیا کی صورت میں اسکے پاس آتی ہے اور اُن کو اُن کے حصے دیجاتی ہے۔ دنیا ان کی خادمہ بنتی ہے مخدوم نہیں ہوتی۔ اہل اللہ جو کچھ اس کے پاس ہے لیتے ہیں اور اسکی طرف توجہ نہیں کرتے اے لڑکے اپنے دل کو خدا کے لئے فارغ رکھ اور اعضاء نفس کو اہل و عیال کی محنت مزدوری میں لگائے رکھ۔ اسوقت تو اس کے حکم سے کام کریگا اور اس کے پھل ان کو کما کر کھلائیگا۔ خدا کے آگے خاموشی اور صبر و رضا کے ساتھ ترک سوال دعا و طلب الحل سے بہتر ہے اسکے علم کے آگے اپنے علم کو اور اس کی تدبیر کے سامنے اپنی تدبیر کو مٹا دے۔ اسکے ارادے کے روبرو اپنا ارادہ توڑ دے قضا و قدر کے سامنے اپنی عقل کو معزول کر دے۔ اگر تو اسکو پروردگار و مددگار مسلم جانتا ہے۔ تو اس کے ساتھ ایسا کر جو مذکور ہو چکا ہے۔ اگر خدا تک پہنچنے کا ارادہ ہے تو اس کے آگے خاموش رہ۔ مومن کے تمام خیالات اور ارادے متحد ہو جاتے ہیں اس کے لئے بجز اس خیال کے جو خدا کی طرف سے اسکے دل میں آتا ہے اور کچھ باقی نہیں۔ وہ قرب کے دروازہ پر جا کھڑا ہوتا ہے۔ پھر معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ دروازہ کھل جاتا ہے اور ایسا جلوہ نظر آتا ہے۔ جو بیان نہیں ہو سکتا۔ جمال دل کے لئے ہے اور اشارہ مخفی کلام ہے جو سر سے علاقہ رکھتا ہے۔ اپنے نفس دعوی اور اخلاق مذمومہ و دنیا سے فنا ہونے والا عاقبت خوشی اور نعمت میں ہے۔ خدا اصحاب کہف کی طرح اس میں اپنا تصرف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت فرمایا ہے کہ ہم ان کو دہنی طرف اور بائیں جانب کروٹیں دلاتے رہتے ہیں

اے لڑکے اسے سُن اس کی تکذیب نہ کر۔ اور نفس کو خیر سے محروم نہ رکھ ٭

مجلس ستاون

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چوبیسویں رمضان سنہ کو جمعہ کے دن صبح کیوقت مدرسہ میں فرمایا

اے لڑکے تھوڑا سا صدقہ میری نظر کردو۔ باقی تمہارے مال تمکو معاف۔ تمہارے گھر کے مال نہیں حلال۔ میں تم سے صدق واخلاص کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا۔ اس کا نفع تمہیں کو ہوگا۔ میں اپنے لئے نہیں بلکہ تم کو صرف تمہارے لئے چاہتا ہوں۔ اپنی زبان کے ظاہری وباطنی الفاظ کو مقید رکھو۔ تمپر ملائکہ نگہبان ہیں جو تمہاری ظاہری حالت کو دیکھ رہے ہیں۔ اور خدا باطن کا نگہبان ہے۔ اے محل اور عمارتیں بنانے اور تعمیر دنیوی میں عمر ضائع کرنیوالے نیک نیتی کے بغیر کوئی کام نہ کر۔ دنیوی دیوار کی بنیاد نیک نیتی ہو اپنے نفس وہوا کے کہنے سے کوئی دیوار نہ بنا۔ جاہل بلا امر الٰہی اور بلا موافقت تقدیر محض نفس وہوا اور طبیعت وعادت کے حکم سے بنیاد رکھا کرتا ہے اسی لئے اس کا کوئی قرینہ درست نہیں ہوتا۔ اور اس کی تعمیر مبارک نہیں ہوتی۔ بلکہ اس میں لوگ رہا کرتے ہیں۔ قیامت کو اس سے پوچھا جائیگا کہ یہ تعمیر کیوں بنائی تھی۔ اسپر کہاں سے خرچ کیا تھا اور صرف کی ضرورت کیا تھی۔ ہر چیز کا حساب لیا جائیگا۔ موافقت ورضاء الٰہی کا طالب بن۔ اور اپنی قسمت پر قانع ہو۔ جو تیری مقدر میں نہیں اُسے نہ مانگ۔ پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا بندہ کے لئے دنیا میں سب سے زیادہ سخت عذاب یہ ہے کہ وہ ایسی شے کا طالب ہو جو اس کی قسمت میں نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تو میرے پاس مجھ سے بدگمان ہوکر آتا ہے ایسے میری کلام سے تجھے فلاح نہوگی۔ تجھ پر افسوس کہ اسلام کا دعوٰی کرتا ہے اور خدا پر معترض ہے۔ اسکے نیک بندوں پر اعتراض کرتا رہتا ہے تو اپنے دعوی میں جھوٹا ہے۔ قضاء وقدر اور افعال الٰہی پر رضا وتسلیم اور حدود کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی محافظت کا نام اسلام ہے۔ یہ باتیں ہونگی تو اسلام درست ہوگا۔ طول امل کی نحوست تجھ کو معاصی اور مخالفت کے گڑھے میں ڈالتی ہے امید کوتاہ ہونے کے وقت تیرے پاس خیر آجائیگی۔ اگر فلاح کا ارادہ ہے تو اُسے تھام لے جس چیز کو تقدیر لے آئے۔ عارف اس کو تقدیر ہی کے ہاتھ سے لیتا ہے۔ اور موافقت شرع کے ساتھ اسپر رضامند ہوجاتا ہے۔ اس کے پاس نفس وہوا اور طبیعت وشیطان کچھ نہیں ہے۔ یعنی اُن کے مقابلہ میں اسکی مدد ہوتی ہے یہ بات نہیں کہ عارف بالکل معدوم ہوگئے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد ہم میں کوئی معصوم نہیں رہا۔ البتہ عارف کا نفس مطمئنہ۔ خواہش مغلوب طبیعت آگ سرد اور شیطان اس سے واپس ہوجاتا ہے۔ اس کے ہاتھ کچھ نہیں لگتا۔ شیطان اس کے گرد پھرتا ہے۔ لیکن کچھ حاصل نہیں کرسکتا۔ توکل کے ساتھ تعلق سبب اور توحید کے ساتھ کسی کے نفع وضرر پر نگاہ نہیں ہوا کرتی۔ تو اسیر نفس وہوای یا طبیعت ہے۔ تجھے توکل اور توحید کی خبر نہیں۔ پہلے نطفہ ہے پھر علاوہ۔ پھر لوتھڑا۔ پھر جڑنا۔ پھر موت۔ پھر دائمی حیات۔ پہلے ذلت ہے پھر عزت۔ پہلے فقر ہے۔ پھر غنا پہلے نیستی ہے پھر ہستی۔ اگر یہ مرتبے طے ہوگئے۔ تو خدا سے جو کچھ تو چاہیگا وہ درست ہوگا۔ ورنہ بالکل ناجائز ہے۔ جو چیز تجکو خدا سے غافل کرے۔ وہ نحس ہے۔ خواہ ادائے فرائض وسنن کے بعد روزہ نماز ہی کیوں نہ ہو۔ اگر تو نے فرض روزہ ادا کرلیا پھر اس کے بعد نفلی روزہ میں بھوک پیاس نے تجکو خدا کے آگے حضور قلب ومراقبے۔ اور اس کے ساتھ خوش زندگانی کرنے سے جو اس کی صحبت اور مقام قرب تک پھیر لیجاتی ہے روکدیا تو تو حجاب اور مخلوق اور نفس وہوی کا بندہ ہے۔ عارف اپنے علم وبشر کے ساتھ خدا کے پاس اس کے علم وقرب کے نیچے کھڑا رہتا ہے۔ قضاء وقدر کے ساتھ ساتھ گردش کرتا ہے اور جب عاجز ہوتا ہے تو بلا تدبیر خود چکر دیا جاتا ہے بلا تحریک خود ہلایا جاتا اور بلا تسکین خود ٹھیرا جاتا ہے۔ اور اُن میں شامل ہوجاتا ہے جن کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ ہم اصحاب کہف کو خود دہنے بائیں کروٹیں دلاتے ہیں جب اُن کا عجز ظاہر ہوتا ہے تو حرکت دیے جاتے ہیں حرکت قدرت کے ساتھ ہے اور سکون وتسلیم عجز کے وقت حرکت تیری وجود کے وقت ہے اور سکون عدم کے وقت۔ حرکت علم میں ہے۔ اور سکون علم میں۔ نفس وہوا۔ اور طبیعت وخلق سے الگ ہوجانے کے بعد تیرا نفس درست ہوگا۔ مخلوق کا مقید نہ ہو۔ وہ تیرے نفع وضرر کی مالک نہیں ہے اور نہ خدا کے سوا کوئی رزق دیسکتا ہے۔ ہمیشہ اس کی طاعت میں رہ امر ونہی پر عمل کر۔ تیرے پاس خدا کے سوا اور کچھ نہ رہیگا۔ اسوقت تو تمام مخلوق سے بے پروا اور سب سے زیادہ غریب نجائیگا۔ اور تیری مثال آدم کی سی ہوگی۔ جن کے لئے اشیاء کو سجدہ کا حکم دیا گیا تھا یہ بات تمام عوام اور اکثر خواص کی عقل سے پرے ہے۔ عارف آدم ع کا ذرہ اور اسی کا خلاصہ ہے۔ اے کم عقل۔ سمجھ پیدا کر پھر الگ ہوجا۔ اہل اللہ سمجھ پیدا کرنے کے بعد دل کے ساتھ مخلوق سے جدا ہوجاتے ہیں۔ ان کا ظاہر اصلاح کے لئے مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور باطن خدا کے ساتھ اسکی صحبت وخدمت میں رہتا ہے اسلئے وہ موجود بھی ہیں اور الگ بھی۔ حکم میں مخلوق کے ساتھ ہیں لیکن دل کے ساتھ اُن سے الگ ہیں ان کے قلب تمام اشیاء سے یکسو اور جدا رہتے ہیں۔ اُن کا ظاہری شغل احکام کا مضبوط کرنا ہے جب اُن کے کپڑے میلے ہوجاتے ہیں۔ انہیں دھوتے پاک کرتے اور خوشبو میں بسا لیتے ہیں۔ اور جب کوئی کپڑا پھٹ جاتا ہے اُسے سیتے اور پیوند لگاتے ہیں وہ مخلوق کے سردار ہیں۔ ان کا ایک ایک ذرہ بلند پہاڑوں کی مانند ہے۔ ان کے دل خدا کے ساتھ ہیں۔ اس کے آگے پچھڑے پڑے ہیں۔ مراقبہ میں ہیں اس کے علم میں غوطے لگایا کرتے ہیں۔ الٰہی اپنا ذکر ہماری غذا اور اپنا قرب ہماری اغنا بنادے۔ آمین۔ تو مردہ دل ہے۔ اور ایسوں ہی سے صحبت رکھتا ہے۔ زندہ دلوں نجبا اور ابدال کی خدمت کیا کر۔ تو قبر ہے قبروں کے پاس جاتا ہے۔ مردہ ہے مردوں سے ملتا ہے۔ اپاہج ہے۔ تجھ جیسا اپاہج تجھے کھینچ رہا ہے۔ اندھا ہے دوسرا اندھا تیرا ہاتھ پکڑ رہا ہے۔ یقین رکھنے والے اور نیک مومنوں کی صحبت اختیار کر۔ ان کے کلام کو صبر کے ساتھ قبول کرے۔ اسپر عمل کر۔ فلاح پائیگا۔ مشائخ کی باتیں سُنکر عمل کیا کر اور اگر فلاح چاہتا ہے تو ان کی عزت کر۔ میرے ایک پیرو مرشد تھے جب کوئی مشکل مسئلہ یا بڑا خطرہ میرے دل پر گزرتا تھا وہ بیان کردیا کرتے تھے مجھے سوال کرنے کی حاجت نہ ہوتی تھی۔ یہ اس لئے کہ میں ان کا احترام اور حسن ادب نگاہ رکھتا تھا۔ میں نے تمام مشائخ کی صحبت میں اُن کی عزت اور حسن ادب کا لحاظ رکھا۔ صوفی بخیل نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ جب وہ ترک کل کا مدعی ہے تو بخل کس چیز میں کرسکتا ہے۔ اُسے کوئی چیز ملتی ہے تو اپنے لئے نہیں بلکہ غیر کے واسطے لیا کرتا ہے۔ اس کا دل تمام موجودات وغیرہ سے پاک ہے۔ مالدار بخیل ہوا کرتا ہے اور چونکہ صوفی کی تمام چیزیں غیر کی ملک ہوجاتی ہیں۔ اس لئے غیر کے مال میں کیونکر بخل کرسکتا ہے۔ اس کا نہ کوئی دشمن نہ دوست۔ وہ نہ کسی کے منہ سے اپنی تعریف کا مشتاق نہ مذمت کا۔ صوفی عطا ومنع اور ضرر ونفع کو بجز خدا کے اور کسی کیطرف سے نہیں جانتا۔ اُسے نہ زندگی کی خوشی نہ موت کا غم۔ خدا کی نارضامندی اس کی موت اور رضا اس کی حیات ہے۔ جلوت میں اُسے وحشت ہوتی ہے اور خلوت میں انس۔ خدا کا ذکر اس کی غذا ہے اور شراب انس کا پانی اس لئے دنیا وما فیہا کی حرص کے باعث بخیل نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ سب سے بے پرواہ ہے۔ الٰہی ہمیں دنیا وآخرت میں نیکی دے

اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ + آمین۔

مجلس اٹھاون

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یکم شوال ۵۴۵ھ کو جمعہ کے دن صبح کیوقت مدرسہ میں قدرے کلام کے بعد فرمایا

یہ کب تک ہوگا کہ تو علم پڑھے اور عمل نہ کرے۔ علم کا دفتر لپیٹ دے۔ اور اخلاص کے ساتھ عمل کا دفتر کھول بیٹھے ورنہ صرف علم سے فلاح نہ ہوگی۔ تو اپنے افعال کے باعث خدا پر دلیر ہے تو نے آنکھوں سے حیا کا برقع اُتار دیا ہے۔ خدا کی کو ہلکا جان رکھا ہے۔ تو اپنی خواہش سے لینا اپنی خواہش کو چھوڑتا۔ اور اپنی خواہش سے متحرک ہے۔ اس لئے یہ خواہش تجھ کو ہلاک کر دیگی۔ ہر حال میں خدا سے شرما کر اس کے احکام پر عمل کر۔ ظاہر حکم پر عمل کرنا تجھ کو علم الٰہی کے قریب کر دیگا۔ الٰہی ہمیں غافلین کی خواب سے بیداری عطا فرما۔ آمین۔ جب تو گناہ کرے گا۔ آفتیں ٹوٹ کر تجھ پر گر پڑینگی۔ کوئی نہ کوئی بلا تجھ پر ضرور آئیگی۔ خدا سے اس پر صبر اور موافقت کی دعا مانگ تاکہ تیرا اور اس کا معاملہ ٹھیک رہے۔ اسوقت خدشہ بدن پر ہوگا۔ دل پر نہ ہوگا۔ تکلیف ظاہر میں ہوگی باطن میں نہ ہوگی۔ آفت مال پر پڑیگی۔ دین پر نہ پڑیگی۔ اس حال میں بلا نعمت بنجائیگی۔ مصیبت نہ ہوگی۔ اے منافق تو نے خدا و رسول کی اطاعت کے معاملہ میں صرف نام پر قناعت کی ہے معنی کا خیال نہیں کیا۔ یہ تیرا ظاہری و باطنی جھوٹ ہے۔ اس لئے تو دنیا و آخرت میں ذلیل ہے گنہگار اور جھوٹا اپنے دل میں خود ذلیل ہوا کرتا ہے۔ اے عالم اہل دنیا کے آگے اپنے علم کو ذلیل اور میلا کچیلا نہ کر۔ عزیز کو ذلیل کے بدلے نہ بیچ۔ علم عزیز ہے اور جن کے قبضہ میں دبا ہے وہ ذلیل ہیں۔ مخلوق اس پر قادر نہیں ہے کہ جو قسمت میں نہ ہو وہ تجھے دیدیں۔ ہاں تیری قسمت کا ان کے ہاتھوں سے تجھے دلوایا جاتا ہے۔ اگر تو صبر کریگا تو تیرا حصہ اُنکے ہاتھوں تیری پاس پہنچیگا۔ اور تو عزیز کا عزیز رہیگا۔ تجھ پر افسوس یہ نہیں جانتا کہ جو رزق دیا جاتا ہے وہ رازق نہیں ہو سکتا۔ جسکو اور جگہ سے عطیہ ملتا ہے وہ خود نہیں دیسکتا۔ خدا کی طاعت میں مشغول رہ اس سے مانگنا چھوڑ دے۔ پھر تو اس بات کا محتاج نہ رہیگا کہ اُسے اپنی مصلحتیں معلوم کرائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض کلام میں فرمایا ہے جسکو میرا ذکر سوال کرنے سے روکدیں اُسے مانگنے والوں کی بہ نسبت دوچند دیا کرتا ہوں۔ تجکو زبانی ذکر سے جو بلا قلب ہو کسی طرح کی کرامت و عزت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اول قلب سر کا ذکر ہے۔ پھر زبان کا۔ جب یہ مرتبہ ملجاتا ہے تو ایسوں کو خدا یاد کیا کرتا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد رکھونگا۔ میرا شکر بجالاؤ۔ ناشکری نہ کرو۔ اُسے یاد کر۔ تاکہ وہ تجھ کو یاد رکھے۔ اُسے یاد کر تاکہ ذکر تیری گناہوں کا بوجھ دفع کردے اور تو بالکل پاک ہو جائے۔ اسوقت تو طاعت بلا معصیت رہجائے گا۔ اور وہ اسوقت تجکو فرشتوں کی جماعت میں یاد کریگا۔ اس سے تو مخلوق سے بیزار ہوگا۔ اور اس کا ذکر تجھ کو سوال کرنے سے روک دیگا۔ تیرا سراسر مقصود وہی ہو جائیگا۔ اور تو تمام مقاصد سے الگ ہو جائیگا۔ پھر جب وہ تیرا مقصود ہو جائیگا ملک کے خزانوں کی کنجیاں تیری دل کے ہاتھوں میں دیگا۔ جو خدا کو چاہتا ہے اسکے سوا اور کسیکو نہیں چاہتا۔ اس کے دل سے ماسوای کی محبت نکلجاتی ہے۔ خدا کی محبت ٹھہرنے کے بعد قلب سے غیر کی محبت جدا ہو جاتی ہے۔ ...... اس سے اُس کے تمام اعضا خوش ہوتے ہیں۔ ظاہر و باطن صورت و معنی خدا سے مشغول ہو جاتا ہے۔ خدا اسکو عادت سے نکالتا اور آبادی سے جدا کر دیتا ہے۔ اس کمال کے بعد خدا اس سے محبت رکھنے لگتا ہے۔ کیا تو نے کسی آفت رسیدہ کو نہیں دیکھا عنقریب تیری نوبت

آنیوالی ہے۔ ملک الموت تیری زندگانی کا دروازہ کھٹکھٹائیگا۔ اور اُسے اُکھاڑ کر تجھ میں اور تیری یگانوں اور دوستوں میں تفرقہ ڈالیگا اس کی کوشش کر کہ تو مرتے وقت خدا کی ملاقات کو مکروہ نجانے۔ اپنا سامان آخرت کی طرف بھیج اور موت کا انتظار کر۔ تو خدا کی یہاں وہ جلوہ دیکھے گا جو دنیا میں کبھی نہیں دیکھا۔ الٰہی ہمیں دنیا و آخرت کی نیکی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچالے +

مجلس اُنسٹھ

شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نویں رجب ۵۴۶ھ کو جمعہ کے دن قدرے کلام کے بعد فرمایا

طامع کا کلام مزبون اور مداہنت سے خالی نہیں ہوتا۔ اس سے حق گوئی ناممکن ہے۔ اس کا کلام بے مغز چھلکا اور لفظ بلا معنی ہوا کرتا ہے۔ جس طرح طمع کے تینوں حرف نقطہ سے خالی ہیں اسیطرح طامع خالی ہوتا ہے۔ اللہ کے بندو سچ بولو۔ نجات پاؤ گے۔ سچے کی ہمت بلند ہوتی ہے کسی کا قول اُسے ضرر نہیں دیتا۔ خدا اپنے کام پر غالب ہے۔ جب چاہیگا۔ تجھے کسی کام کے لئے تیار کر دیگا بے ادبی کرنیوالی کی بابت کلام شروع ہوا تھا۔ یہ اس کا جواب ہے تمہارا صدق احوال مجھے بلاتا اور جھوٹ خاموش کر دیتا ہے۔ جس اندازہ کے تم خریدار ہو میں اسی اندازہ سے بیچتا ہوں۔ اے لڑکے اگر تیرے پاس علم کا پھل اور اس کی برکت ہوتی تو حظ نفس و خواہش کے لئے بادشاہوں کے دروازہ پر نہ دوڑتا۔ مخلوق کے دروازہ پر جانے کے لئے عالم کے پانوں نہیں ہوا کرتے۔ لوگوں کا مال لینے کو زاہد ہاتھ نہیں رکھتا۔ اور غیر کو دیکھنے کے واسطے محب الٰہی کے پاس آنکھیں نہیں ہوتیں۔ سچا محب خواہ تمام زمانہ سے ملا کرے۔ مگر مخلوق پر نظر ڈالنا اس کے لئے حلال نہیں وہ اپنے محبوب کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا اس کی ظاہری آنکھوں میں دنیا۔ دل کی آنکھوں میں آخرت ذرا نہیں جچتی۔ اور اس کی سری آنکھوں میں خدا کے سوا اور کوئی نہیں سماتا۔ عاقل بنو۔ تم کسی چیز پر قائم نہیں ہو۔ تم میں اکثر کھینچنے چلانے والوں کے تابع ہیں۔ اکثر واعظوں کا کلام زبان سے ہوتا ہے دل سے نہیں ہوتا۔ منافق کی آواز زبان و دماغ سے ہوتی ہے اور صادق کی قلب و باطن سے۔ اس کا دل خدا کے دروازہ اور سر اُسکے سامنے ہوتا ہے وہ دروازہ پر کھینچتے کھینچتے گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ تو ہر حال میں جھوٹا ہے خدا کے دروازہ کا رستہ نہیں جانتا۔ دوسرے کو کیونکر رہنمائی کریگا۔ تو خود اندھا ہے۔ غیر کی لکڑی کس طرح تھامے گا۔ خواہش طبیعت۔ متابعت نفس و حب دنیا اور ریاست و شہوت نے تجھے اندھا کر دیا ہے اس سے پہلے کہ معاصی ظاہر حالت سے منتقل ہو کر قلب تک پہنچ جائیں میرے پاس آجا۔ ورنہ تو گناہوں پر اصرار کرنے لگے گا۔ اور پھر یہ اصرار کفر ہو جائیگا۔ جو خدا کا مطیع اور اس کا پورا بندہ ہوتا ہے۔ وہ خدا کا کلام سن سکتا ہے۔ اسوقت آپ نے اُن ستر آدمیوں کا ذکر کیا جو موسیٰ کی قوم میں سے کلام الٰہی سننے کے لئے منتخب ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے خطاب کیا۔ اور وہ سب بیہوش ہو کر گر پڑے فقط موسیٰؑ باقی رہ گئے پھر انہوں نے زندہ ہونے کے بعد کہا کہ ہم میں کلام الٰہی کی طاقت نہیں ہے۔ اے موسیٰؑ تم ہم میں اور خدا میں واسطہ بنجاؤ۔ چنانچہ موسیٰؑ کلام کرتے اور بطور ترجمان انہیں سناتے تھے۔ موسیٰ قوت ایمان اور تحقیق طاعت و عبودیت کے باعث اس کا کلام سننے پر قادر ہوئے اور وہ لوگ ضعف ایمان کے باعث قادر نہ ہو سکے۔ اگر وہ توریت کے احکام قبول کرتے امر و نہی میں موسیٰؑ کے تابع رہتے ادب کو نگاہ رکھتے اور قول کے خلاف عمل نہ کرتے تو ضرور کلام الٰہی سننے پر قادر ہو جاتے۔ شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں کذاب منافق۔ دجال۔ اور خدا کے نافرمان پر مسلط کیا گیا ہوں۔ ان میں سب سے بڑا ابلیس اور سب سے

فاسق ہو۔ مین ہر گمراہ اور گمراہ کرنیوالے۔ باطل کیطرف بلانیوالے کے ساتھ جنگ پر آمادہ ہون۔ اور اس پر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے ساتھ مدد چاہتا ہون۔ نفاق تیری دل پر موجود۔ تو اسلام وتوبہ اور ترک ریا کا محتاج ہے۔ میرا یہ مشغلہ اگر خدا کی طرف ہی ہے تو عنقریب بڑھیگا۔ زیادہ ہوگا۔ اور عالیشان وزبردست ہوجائیگا۔ اپنے پاؤن سے کھڑا ہوگا اور اپنے پرون سے لوگون کی چھتون پر اڑیگا۔ ان کے گھرون مین داخل ہوگا۔ لوگ اسکو اپنی آنکھون اور دلون سے دیکھین گے۔ اور اگر یہ میری نفس وہوی اور طبیعت وشیطان اور باطل پسندی سے ہے تو اسے دوری ہوگی اور وہ بہت جلد ذلیل ہوگا معدوم ہوجائیگا۔ منقلب ومتفرق اور منقطع ہوکر رہیگا۔ کیونکہ خدا جھوٹے کی تائید اور منافق کی مدد نہین کیا کرتا۔ منکر کو کچھ نہین دیتا اور تارک شکر کی نعمت زیادہ نہین فرماتا جس کے نفس مین نفاق خطرے ڈال رہا ہے۔ اس سے کچھ نہین ہوسکتا۔ بلکہ یہ کے خرمن دین کو جلا ڈالتا ہی۔ اے مریدو مین بول رہا ہون مگر تم بھاگتے ہو اور عمل نہین کرتے۔ تمام ملکون میں میرا نام گونگا ہیں قصداً دیوانہ گونگا اور خاموش بنا ہوا تھا مگر یہ بات ہمیشہ کے لئے نبھ نہ سکی۔ قضاء وقدر نے مجھے تمہاری طرف نکالا ہے ہیں تہہ خانون مین تھا تقدیر نے وہان سے نکال کر مجھے کرسی پر بٹھا دیا ہے۔ جھوٹ نہ بول۔ تیرے پاس دو دل نہین ہین بلکہ ایک ہے یہ کس چیز سے پر ہے کہ دوسری شئے کی گنجائش نہیں رہی۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ خدا نے کسی کے جسم میں دو دل نہین بنائے ایک دل ہو اور خالق ومخلوق دونون کی محبت رکھے یہ ممکن۔ ایک دل مین دنیا بھی ہو اور آخرت بھی یہ صحیح نہین ہوسکتا۔ قلب خالق کی طرف ہو اور منہ مخلوق کی جانب۔ یہ بیشک صحیح ہو ان کی مصلحت ورحمت کے لحاظ سے مخلوق کی طرف نگاہ ڈالنا درست ہی۔ خدا سے ناواقف ریاء ونفاق سے کام لیتے ہین۔ البتہ عالم ایسا نہین کیا کرتے۔ احمق خدا کا نافرمان ہوتا ہی اور عاقل مطیع ہوا کرتا ہی۔ دنیا جمع کرنے کا حریص دکھاتا اور نفاق کرتا ہے۔ ان امیدون کو کوتاہ کرنیوالا ایسا نہین ہوتا۔ مومن ادائے فرائض کے باعث خدا کا مقرب اور نوافل کے سبب اسکا حبیب بنجاتا ہے اللہ کے بعض خاص بندے ایسے بھی ہیں کہ نوافل کو جانتے ہی نہین۔ بلکہ وہ فرائض کے بعد نوافل کو ادا کرتے ہین اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے امکان کے باعث نوافل ہمپر فرض ہوگئے ہین تمام عمر نوافل میں مشغول رہنا ہمارا فرض ہی۔ وہ اپنے حق مین کسی چیز کو نفل نہین جانتے۔ اولیاء اللہ کو خدا کیطرف سے ایک تنبیہ کرنیوالا تنبیہ کرتا اور ایک معلم تعلیم دیتا رہتا ہی۔ خدا ان کے لئے اسباب تعلیم مہیا کردیتا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہین۔ اگر مومن پہاڑ کی چوٹی پر ہوگا۔ تو اللہ تعالی ایک تعلیم دینے والا عالم کے لئے مقرر کردیگا۔ اولیاء اللہ کے کلمات کو مستعار لیکر بیان نہ کر۔ اور ان کا خود مدعی نہ بن۔ مانگے کی چیز چھپے نہین رہتی اپنے مال ہی بڑائی حاصل کر نہ کہ عاریت سے۔ اپنے ہاتھ سے روئی بو۔ اس مین پانی دے۔ کوشش سے اس کی خبر گیری کر۔ پھر اس کا کپڑا بن اور سی کر پہن لے۔ غیر کے مال اور کپڑون سے خوش نہ ہو۔ جب تو غیر کا کلام اپنی طرف منسوب کریگا۔ تو نیک لوگون کے دل تجھ سے بیزار ہوجائین گے۔ اگر تجھ سے عمل نہین ہوسکتا۔ تو منہ سے کچھ نہ کہہ ہر بات عمل سے متعلق ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ اپنے عمل کے باعث جنت میں چلے جاؤ۔ معرفت الہی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ یہ مرتبہ اس کے ساتھ غیبت اور اس کی تقدیر وعلم وقدرت کیساتھ قیام کرنے کا ہے۔ یہ اس کے افعال وقعنا میں فنا کلی کا مقام ہے تیرا کلام دل کی بات پر دال اور زبان ترجمان قلب ہی پھر جب قلب مختلط ہی۔ تو کلام کبھی صحیح ہوگا۔ اور کبھی باطل کبھی

ایک شئے کو کما حقہ بیان کرسکیگا۔ اور کبھی اسپر قادر نہ ہوگا۔ جب اس کی تخلیط زائل ہوگی زبان درست ہوجائیگی جب شرک زائل ہوگا زبان درست ہوجائیگی۔ اور جب تو خلق کے ساتھ شرک کریگا متغیر ہوجائیگا۔ بدلجائیگا۔ ٹھوکر کھائیگا۔ جھوٹا بنجائیگا بعض کلام کرنیوالے دل سے اور بعض سر سے اور بعض نفس وہوی اور طبیعت وشیطان کے اقتضاء سے کلام کرتے ہین۔ الہی ہمین مومن بنادے اور منافق نہ کر۔ اگر ایک شخص سے محبت اور ایک شخص سی بغض ہو تو اس محبت وبغض کو نفس وطبیعت کے اقتضاء پر نہ رکھ بلکہ دونون کو قرآن وحدیث کے سامنے پیش کردے۔ اگر یہ دونون تیری محبوب کے موافق ہین تو اس سے محبت رکھ۔ اگر مخالف ہین تو اس کی محبت سے رجوع کر اور اگر یہ تیرے دشمن کے موافق ہون تو اس کے بغض سے باز آ۔ اور اگر مخالف ہون تو اس سے دشمنی کر اور اگر یہ بات نفع نہ دی اور تجھ سے بن نہ پڑی تو صدیقین کے دل کیطرف رجوع کر۔ اور ان دونون باتون کا سائل ہو۔ ان کے دل صحیح ہیں۔ قلب صحیح ہوکر ہر چیز سے زیادہ خدا کا مقرب بنجاتا ہی قرآن وحدیث پر عمل کرنے سے دل مقرب ہوجاتا ہے۔ اور مرتبہ قرب پا کر اپنا نفع ونقصان۔ خدا اور غیر کا حق معلوم کرتا اور حق وباطل کو پہچان مومن خدا کے نور سے دیکھا کرتا ہے۔ پھر صدیق اور مقرب کیون نہ دیکھیگا۔ مومن اس کے نور سے دیکھ لیتا ہے۔ اسلئے پیغمبر علیہ السلام نے مومن کی نظر فراست سے ڈرایا ہے۔ آپکا قول ہی کہ مومن کی فراست سے ڈرتے رہو۔ کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھا کرتا ہی اسیطرح عارف مقرب کو نور دیا جاتا ہے جس سے وہ خدا کے ساتھ اپنا اور اپنے دل کے ساتھ خدا کا قرب معلوم کرلیتا ہے۔ وہ ملائکہ اور پیغمبرون کی ارواح۔ صدیقین کی روحون۔ دلون اور انکے احوال ومقامات کو دیکھتا ہے۔ یہ سب چیزین اس کے سویدا دل اور صفائی باطن میں موجود رہتی ہین وہ اپنے خدا سے خوش رہتا۔ اس سے لینے اور مخلوق کو دینے میں واسطہ بنجاتا ہے۔

ان مین بعض علم زبانی وقلبی دیا جاتا ہی اور بعض قلبی علم رکھتے ہیں۔ مگر ان کی زبان گنگ ہوتی ہے۔ منافق کا علم زبانی ہوتا ہی اور دل گنگ کردیا جاتا ہی۔ اس کا تمام علم فقط زبان کی نوک پر ہوتا ہے۔ اسی لئے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہین مجھے اپنی امت پر زبانی علم رکھنے والے منافق سے بہت خوف ہے۔ کسی چیز سے دھوکا نہ کھا۔ خدا جو چاہتا ہے کرگذرتا ہی۔ اسی لئے بعض صحابہ سے منقول ہی کہ وہ اپنے دینی بھائی سے ملنے گئے اور یہ کہا کہ آؤ ہم اس علم الہی کے خوف سے روئین۔ جو ہم سے تعلق رکھتا ہے۔ فی الواقع اس عارف باللہ نے کیا اچھی بات کہی ہے۔ اس نے پیغمبر علیہ السلام کا یہ قول سنا ہے کہ ایک شخص اس قدر نیک عمل کرتا ہی کہ اسمین اور جنت مین ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہی۔ آخر شقاوت اس کا دامن پکڑ لیتی ہے اور وہ دوزخی ہوجاتا ہے اور ایک شخص اسقدر بد عمل کرتا ہی کہ دوزخ کے کنارہ پر جا کر کھڑا ہوتا ہی لیکن سعادت اسے تھام لیتی ہے اور وہ جنتی ہوجاتا ہے بعض صالحین سے پوچھا گیا کہ کیا تم نے اپنے خدا کو دیکھا ہی۔ فرمایا اگر مین اسے نہ دیکھتا تو پارہ پارہ ہوجاتا۔ پوچھا تم کس طرح اسے دیکھتے ہو۔ جواب دیا۔ جب بندہ کے دل سے مخلوق نکل جاتی ہی۔ اور اسمین خدا کے سوا اور کچھ نہین رہتا۔ تو خدا اپنا جلوہ دکھاتا اور جس طرح چاہے اسے مقرب بنالیتا ہے وہ جس طرح پیغمبر کو ظاہر طور پر دکھاتا ہی اپنا جلوہ باطنی طور پر دکھادیتا ہی۔ اور اس طرح دکھاتا ہی۔ جس طرح معراج کی رات ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو دکھایا تھا۔ اس بندہ کو اپنا جلوہ دکھاتا مقرب بناتا اور اس سے خواب مین باتین کیا کرتا ہی اور کبھی بعالم بیداری اس کے قلب مین القاء فرمادیتا ہے۔ اس کی ظاہری آنکھین بند کردیتا ہے اور وہ اسے اسی طرح دیکھتا ہی جس طرح کسی چیز کو ظاہری آنکھون سے دیکھا کرتے ہین

خدا اسے ایک معنوی صفت عنایت کرتا ہے۔ جس سے وہ اُسے دیکھتا ہے اس کے قرب وصفات کرامات اور فضل و احسان و الطاف وغیرہ کو دیکھتا رہتا ہے جسکی عبودیت و معرفت صحیح ہو جاتی ہے وہ نہ ادنی کہتا ہے نہ لا ترفی نہ اس کا یہ قول ہے کہ مجھے دے اور نہ یہ کہ نہ دے وہ تو فانی و مستغرق ہو جاتا ہے۔ اسی لئے بعض واصلین کا قول ہے کہ مجھ پر یہ احسان میری طرف سے نہیں ہے کسی کا یہ قول بہت ہی اچھا ہے کہ میں اس کا بندہ ہوں بندہ کو مولا کے آگے نہ کچھ اختیار ہے نہ ارادہ۔ ایک شخص نے ایک دینار کا غلام خریدا۔ اور اس سے پوچھا کہ تو کیا کھائیگا۔ جواب دیا کہ جو تم کھلاؤ گے۔ پھر پوچھا کیا پہنے گا۔ کہا جو تم پہناؤ گے۔ پھر کہا گھر کے کون سے کونے میں بیٹھا کرو گے۔ کہنے لگا۔ جہاں بٹھاؤ گے پھر پوچھا کونسا کام کرنا چاہتے ہو۔ جواب دیا جس کا تم حکم دو گے مالک رو پڑا اور یہ کہا کہ جیسا تو میرے ساتھ ہے اگر میں خدا کے ساتھ ایسا ہو جاؤں تو میرے لئے نہایت خوشی کا مقام ہو۔ غلام نے کہا۔ کہ آقا کے سامنے مملوک کو ارادہ و اختیار کچھ نہیں رہا کرتا۔ مالک نے کہا تو اللہ کیواسطے آزاد ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ تو میرے پاس رہا کرتا کہ جانی مال سے تیری خدمت کروں۔ عارف باللہ کیلئے ارادہ و اختیار کچھ نہیں رہا کرتا۔ اور وہ یہ کہا کرتا ہے کہ مجھ پر میری جانب سے کچھ بھی نہیں ہے۔ عارف اپنے اور غیر کے کاموں میں مقدر سے مزاحمت نہیں کیا کرتا۔ بعض خدا کے بندے مخلوق سے زہد اور خلوت سے محبت رکھتے ہیں۔ انہیں قرآن و حدیث کا شوق ہو ان کے دل خدا سے مونس اور اسکے مقرب ہو جاتے ہیں اور وہ اس قرب کے باعث اپنے اور غیر کے نفوس کو دیکھ لیتے ہیں۔ ان کے قلب درست ہوتے ہیں۔ اس لئے تمہارا کوئی حال مخفی نہیں رہتا۔ وہ تمہارے خیالات بیان کر دیتے اور تمہارے گھروں کے حالات کہدیتے ہیں۔ تجھ پر افسوس۔ عاقل بن۔ اپنے جہل کے باعث اہل اللہ سے مزاحمت نہ کر۔ تو کتب سے نکلکر لوگوں سے مباحثے کرنے لگا۔ حالانکہ یہ احکام ظاہر و باطن اور سب سے بے نیاز ہو جانے پر موقوف ہے۔ اسکے بعد دو باتوں کی اور ضرورت ہے۔ ایک یہ کہ شہر میں تیرے سوا اور کوئی سمجھانیوالا نہ ہو۔ اسلئے ضرور تا تجھے مخلوق کے سامنے بولنا چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ قلب کیطرف سے تجکو بولنے کا حکم دیا جائے۔ اب تو اس رتبہ پر پہنچ جائیگا۔ کہ مخلوق کو خالق کا رستہ دکھا سکے گا۔ افسوس تو صوفی بننے کا مدعی ہے حالانکہ بالکل مکدر ہے۔ صوفی وہ ہے جس کا ظاہر و باطن قرآن و حدیث پر عمل کرنے کے باعث بالکل صاف ہو گیا ہو۔ جہاں تک اسکی صفائی ترقی کریگی وہ وجود کے دریا سے نکلے گا۔ اور اپنی صفائی باطن کے سبب ارادہ و اختیار اور اپنی خواہشوں کو چھوڑتا جائیگا۔ پیغمبر علیہ السلام کی متابعت خیر کی بنیاد ہے۔ جب بندہ کا دل صاف ہو جاتا ہے تو وہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھتا ہے کہ آپ بعض چیز کا حکم دے رہے ہیں اور بعض سے منع فرماتے ہیں۔ وہ سراپا قلب ہو جاتا ہے جسم نہیں رہتا۔ بلا جسم صفا بلا کدورت بنجاتا ہے۔ اس کا ظاہری چھلکا ایک طرف ہو کر صرف مغز باقی رہجاتا ہے۔ وہ معنوی لحاظ سے پیغمبر علیہ السلام کیساتھ ہوتا ہے۔ اس کا دل آپکے روبرو تربیت پاتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ آپکے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام اس سے مخاطب اور اسکے نگہبان ہوتے ہیں۔ ہر چیز کا دل سے نکالنا گویا بلند پہاڑوں کا اوکھاڑنا ہے۔ جو سخت مجاہدوں کا موقوف اور نزول آفات و مصائب پر صبر کرنے کا محتاج ہے جو تمہارے ہاتھ نہ لگے اسکے طالب نہ ہو اگر تم اس بیاض کے لکھے پر عمل کرو گے تو تمہارے لئے بستر ہی مسلمان ہو جاؤ گے اور قیامت کے دن مسلمانوں کی جماعت میں ہو گے کافروں میں ہو گے جنت کی زمین یا اسکے دروازے پر بیٹھنا اچھا ہے۔ درکات والوں میں شامل نہ ہو۔ تواضع اختیار کرو۔ متکبر نہ ہو۔ تواضع عالیشان کر دیتی ہے۔ اور تکبر پست کرتا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کا قول

جو خدا کے لئے متواضع ہوتا ہے۔ خدا اُسے بلند مرتبہ کر دیتا ہے دل کی دائمی ذکر الٰہی کے باعث معرفت۔ حلم۔ توحید۔ توکل۔ اور ماسوی سے نفرت حاصل ہوتی ہے۔ دائمی ذکر دنیا و آخرت کی دائمی بھلائی کا سبب ہے۔ جب دل درست ہو جاتا ہے تو اس میں ذکر دائمی قرار پکڑتا ہے اسکے چاروں طرف لکھدیا جاتا ہے۔ اسوقت اسکی آنکھیں سوتی اور دل ذکر الٰہی سے جاگتا رہتا ہے اسے یہ میراث پیغمبر علیہ السلام سے ملتی ہے بعض صالحین تکلف سے رات کو سوتے اور بلا ضرورت نیند کے لئے آمادہ ہوا کرتے تھے جب اس کا سبب پوچھا گیا۔ تو یہ فرمایا کہ میرا دل خدا کو دیکھتا ہے۔ وہ اس قول میں سچے تھے۔ کیونکہ سچا خواب خدا کی وحی ہے۔ خواب میں آنکھوں کی باطنی قوت بڑھ جاتی ہے ؛

ساٹھوین مجلس

شیخ رضی اللہ تعالے عنہ نے تیرھوین رجب ۵۴۶ھ میں منگل کی صبح کو مدرسہ میں فرمایا

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ غیر مفید باتوں کو چھوڑ دینا آدمی کے حسن اسلام میں داخل ہے۔ جس کا اسلام اچھا اور محقق ہوتا ہے وہ بیہودہ مشاغل کو چھوڑ کر کام کی باتوں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ جس نے امر کی تعمیل نہ کی اور جس کا حکم نہ تھا۔ اُسے عمل میں لاتا رہا یہ اسکی صریح محرومی ہے یہ ظاہری موت اور مردہ ہو جاتا ہے۔ دنیا کا شغل نیک نیتی کا محتاج ہے۔ ورنہ تو مبغوض الٰہی ہو جائیگا۔ دل کی طہارت میں مصروف ہو۔ یہ پہلا فرض ہے۔ پھر معرفت کو ڈھونڈھ۔ اگر اصل کو ضائع کر دیا۔ تو تجھ سے فرع ہرگز قبول نہ ہوگی۔ دل ناپاک ہو تو طہارت اعضا پر قناعت نہ کر۔ اعضا کو سنت اور دل کو قرآن پر عمل کرنے سے پاک کر دل کی حفاظت کر۔ تاکہ اعضا حفاظت میں رہیں۔ برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی اس سے ٹپکا کرتا ہے جو کچھ تیرے دل میں ہوگا وہی اعضا پر ٹپکے گا۔ عاقل بن جو شخص موت کو مانتا اور اسپر یقین رکھا کرتا ہے اسکے ایسے عمل نہیں ہوا کرتے۔ خدا کی ملاقات کا انتظار کرنیوالوں حساب و مناقشہ سے ڈرنیوالوں کے ایسے کام نہیں ہوتے۔ قلب صحیح۔ توحید و توکل۔ یقین و توفیق عمل و ایمان اور خدا کے قرب سے لبریز ہوتا ہے۔ وہ مخلوق کو عجز و ذلت اور محتاجی کی نظر سے دیکھا کرتا ہے۔ مگر با ایں ہمہ ایک بچہ سے بھی تکبر نہیں کرتا کفار و منافقین سے ملتے وقت بمقتضائے غیرت الٰہی شیر بنجاتا ہے اور یہ سب اُسکے آگے گوشت کے لوتھڑے ہوتے ہیں اور صالحین و متقین کے سامنے متواضع رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کی خدا نے تعریف فرمائی ہے۔ اور یہ ارشاد کیا ہے کہ وہ کفار پر سخت اور باہم رحمدل ہیں اے بدعتی تو خدائی دعوی پر قادر نہیں ہو سکتا۔ ہمارا خدا کلام کیا کرتا ہے۔ گونگا نہیں۔ اسی لئے اس نے تاکید سے فرمایا ہے۔ خدا تعالے نے موسیٰ سے بیشک کلام کیا ہے۔ اس کا کلام سنا جاتا ہے۔ سمجھ میں آتا ہے۔ اس نے موسےٰ سے کہا کہ ای موسیٰ میں سارے جہان کا پروردگار ہوں یعنی میں خدا ہوں فرشتہ یا جن نہیں ہوں میں رب العلمین ہوں۔ فرعون خدائی دعوی میں جھوٹا ہے۔ میں معبود ہوں۔ فرعون وغیرہ میری مخلوق میں کوئی معبود نہیں۔ موسیٰ جب اس کرب و ضیق میں پڑے تو ان کا ایمان و ایقان ظاہر ہو گیا اور اپنی زوجہ کے کرب کے باعث جب رات اور غم کے اندھیری میں آئے تو خدا نے نور ظاہر کر دیا۔ موسیٰ نے اپنی عادت اور حیلے اور قوت و اسباب سے یہ کہا کہ تم ٹھیر جاؤ۔ میں نے ایک جگہ آگ معلوم کی ہے۔ میں نے ایک نور دیکھا ہے۔ میرے بہر و قلب اور معنی و عقل نے ایک روشنی معلوم کی ہے۔ سابقہ ازلی و ہدایت میرے سامنے آئی ہے۔ مجھے مخلوق سے بے پروا کرنیوالی چیز ملی ہے۔ میرے پاس خلافت و ولایت آگئی ہے۔ مجھے اصل مل گئی ہے۔ اور مجھ سے فرع الگ ہو گئی ہے۔ میرے پاس

بادشاہ حقیقی آیا ہے۔ فرشتے غائب ہو گئے ہیں۔ اب فرعون کا خوف مجھ سے منتقل ہو کر اسی کی طرف چلا گیا ہے۔ چنانچہ اپنے اہل کو رخصت کر دیا۔ اور انہیں خدا کے سپرد کر کے آگے بڑھے۔ اس لئے اللہ نے موسیٰؑ کے بعد اہل و عیال میں ان کی خلافت کی۔ یہی حال مومن کا ہے۔ خدا جب اُسے مقرب کرتا اور اپنے باب قرب کی طرف بلاتا ہے تو اس کا دل دہنے بائیں اور آگے پیچھے دیکھا کرتا ہے لیکن اسے خدا کے سوا اور تمام جہتیں مسدود نظر آتی ہیں۔ اسلئے آپ نے نفس و اہل ہوا۔ اعضا اور عادات اور جمیع حالات کو مخاطب کر کے کہدیا کرتا ہے۔ کہ میں نے نور قرب الٰہی معلوم کر لیا ہے۔ میں اس کی طرف جاتا ہوں اگر واپس آنا نصیب میں ہے تو تمہاری طرف رجوع کرونگا۔ وہ دنیا و مافیہا۔ اور اسباب و شہوات اور کل مخلوق کو رخصت کر دیتا ہے۔ تمام مخلوقات و مصنوعات کو الوداع کہکر صانع کی طرف چلا جاتا ہے اسلئے خدا اس کے اہل و عیال اور تمام حلال مال کا متولی ہو جاتا ہے وہ بعید والوں سے چھپتا ہے نہ قریبوں سے۔ دشمنوں سے پردہ کرتا ہے نہ کہ دوستوں سے۔ اکثر سے پردہ کرتا ہے۔ مگر بعض سے نہیں کرتا۔ قلب جب صحیح و صاف ہو جاتا ہے تو شش جہت سے خدا کی آواز سن لیتا ہے۔ ہر رسول و نبی اور صدیق و ولی کی ندا اس کے کانوں میں آجاتی ہے۔ اسوقت وہ خدا کا مقرب بنتا ہے۔ قرب الٰہی اس کی زندگی اور بُعد اس کی موت ہو جاتی ہے۔ خدا سے مناجات کرنا اس کی رضا ہوتی ہے۔ وہ اسی پر قناعت کرتا ہے دنیا کے جاتے رہنے کا اُسے ذرا غم نہیں ہوتا اور نہ بھوک پیاس اور ننگا رہنے اور آبرو جانے کی کچھ پروا ہوتی ہے۔ مرید کی رضا طاعات میں ہے اور عارف کی جو اوپر دیا گیا ہو قرب الٰہی میں۔ اے بناوٹی زاہد۔ یہ مرتبہ تیری موجودہ حالت سے حاصل نہیں یہ بات دن کے روزے اور رات کے قیام اور باوجود نفس و ہوٰی و اتباع طبیعت و جہل و ملاقات مخلوق موٹا کھانے پہننے سے ہاتھ نہیں لگتی۔ اس سے کچھ نہیں ہو سکتا بلکہ اخلاص کر۔ اور سب سے الگ ہو جا۔ صادق بن واصل و مقرب ہو جائے گا۔ ہمت بلند رکھ۔ عالی شان بنجائیگا۔ احکام الٰہی کو مان لیگا سلامت رہیگا۔ الٰہی دنیا و آخرت میں ہمارے کاموں کا متولی ہو ہمیں ہمارے نفسوں اور مخلوق میں سے کسی کے سپرد نہ کر۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جبرئیلؑ کو حکم دیا کرتا ہے۔ اے جبرئیلؑ فلاں شخص کو بیدار کر دو اور فلاں کو سلا دو۔ یہ دو وجہ پر ہے۔ اول یہ کہ فلاں محب کو بیدار کرو۔ اور فلاں محبوب کو سلا دو۔ اس محب نے میری محبت کا دعوٰی کیا ہے اب میں اس سے مناقشہ کرونگا۔ اور کھڑا رکھوں گا۔ تاکہ اسکے زحمت وجود سے ایسی ہستی کے پتے گر پڑیں جو غیر کے ساتھ متعلق ہے۔ اُسے بیدار رکھو تاکہ اس کے دعوٰی کی دلیل ظاہر ہو۔ محبت ثابت ہو جائے اور فلاں شخص کو سلا دو کیونکہ وہ مدت سے رنج اٹھا رہا ہے اس کے پاس میری سوا اور کچھ نہیں رہا۔ اس کی محبت مجھ سے متحد ہو گئی ہے۔ اس کا دعوٰی مع دلیل ثابت ہو چکا ہے۔ اس نے میرا اقرار پورا کیا ہے۔ اب یہ نوبت آگئی ہے کہ میں اس سے اپنا اقرار پورا کروں۔ وہ مہمان ہے مہمان سے خدمت نہیں لیا کرتے۔ اسپر مشقت نہیں ڈالتے۔ اسے میری لطف کی بغل میں سلا دو میری فضل کے دستر خوان پر میری قرب سے مونس کر دو اور غیر سے چھپا لو۔ اس کی دوستی صحیح ہے۔ صحت محبت کیوقت تکلیف زائل ہو جاتی ہے۔ دوم یہ کہ فلاں شخص کو سلا دو میں اس کی آواز کو بُرا جانتا ہوں اور فلاں کو جگا دو مجھے اس کی آواز پسند ہے۔ ماسوٰی سے طہارت دل کے باعث محب محبوب بنجاتا ہے۔ جب توحید و توکل اور ایمان و ایقان و معرفت کامل ہوتی ہے تو بندہ محبوب بنجاتا ہے اسوقت شقاوت زائل ہو کر راحت آجاتی ہے۔ جو شخص کسی بادشاہ کو دوست رکھتا ہے۔ تو باوجود مسافت بعیدہ غلبۂ محبت

دیوانہ وار گھر سے نکل کھڑا ہوتا ہے اور اسکے دار السلطنت تک پہنچنے کے ارادہ سے روز و شب چلتا اور مشقتیں اٹھاتا ہے اور جبتک اس کے دروازہ تک نہیں پہنچتا کھانے پینے سے بے رغبت رہتا ہے مگر چونکہ بادشاہ کو اسکی خبر ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے استقبال اور خیر مقدم کے لئے شاہی غلام اور نوکر چاکر پیشوائی کو آتے ہیں اور اُسے حمام کراتے ہیں میل کچیل اتار کر اچھے کپڑے پہنانے خوشبو لگاتے۔ اور بادشاہ کے روبرو حاضر کر دیتے ہیں۔ بادشاہ اس سے اُنس اور کلام کرتا حال پوچھتا اور کسی خوبصورت عورت سے اس کا نکاح کر دیتا ہے اپنے خزانے سے انعام دیتا۔ کیا رنج کا اثر باقی رہتا ہے؟ کیا وہ اپنے وطن کا آرزو مند رہتا ہے؟ چونکہ یہ شخص بادشاہ کے نزدیک صاحب مرتبہ اور اس کا امین ہو گیا ہے۔ اسلئے اس کی جدائی کو ہرگز پسند نہیں کرتا بس یہی حال قلب کا ہے کہ جب واصل حق ہو جاتا ہے تو اسکے قرب و مناجات سے صاحب مرتبہ اور اسکے نزدیک امین بنجاتا ہے۔ اسلئے اسکے قرب سے غیر کی طرف رجوع ہونیکی آرزو نہیں کیا کرتا۔ دل کا اس مقام تک پہنچنا ادائے فرائض۔ حرام شہادت شبے پرہیز۔ ہوٰی اور خواہش و وجود کو چھوڑ کر مباح اور حلال کے لینے۔ پورے اتقا اور کامل پرہیزگاری کے استعمال کرنے پر موقوف ہے۔ ترک ماسوٰی اللہ۔ مخالف نفس و ہوٰی و شیطان۔ مخلوق سے طہارت قلب۔ تعریف و مذمت۔ عطا و منع پتھر اور ڈھیلے کے یکساں ہو جانے کا نام کامل پرہیزگاری ہے زہد کی ابتدا لا الٰہ الا اللہ ہے اور انتہا پتھر اور ڈھیلے کا یکساں ہو جانا جس کا قلب درست ہوتا ہے اور جسے خدا سے اتصال ہو جاتا ہے اسکے نزدیک پتھر اور ڈھیلا۔ تعریف اور مذمت بیماری اور عافیت غنا اور فقر۔ اقبال و ادبار یکساں ہوتا ہے۔ جسے یہ مرتبہ ملتا ہے۔ اس کی خواہش اور نفس کو موت آجاتی ہے۔ طبیعت کی آگ بجھتی اور شیطان ذلیل ہوتا ہے اس کے نزدیک دنیا اور اہل دنیا حقیر۔ آخرت اور اہل آخرت عزیز ہو جاتے ہیں پھر وہ دونوں سے منہ پھیر کر اپنے مولا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ مخلوق میں اسکے قلب کے لئے ایک رستہ ہو جاتا ہے۔ جس سے وہ خدا کیطرف چلا جاتا ہے لوگ دہنے بائیں ہٹتے اور اسکے لئے رستہ چھوڑ دیتے ہیں اس کے صدق کی آگ اور باطنی ہیبت سے ڈرتے ہیں جسکا یہ مرتبہ ہے اُسے کوئی رد کر نیوالا رد نہیں کر سکتا اور کوئی روکنے والا خدا کے دروازہ سے روک نہیں سکتا اس کا جھنڈا واپس نہیں ہوتا اس کا لشکر ہزیمت نہیں پاتا۔ اس کا پرندہ ٹھیر نہیں سکتا۔ اسکی توحید کی تلوار کند نہیں ہوتی اسکے اخلاص کے قدم تھکتا نہیں جلتے۔ اس کا کام اسپر مشکل نہیں ہوتا۔ اسکے آگے کوئی دروازہ یا قفل برقرار نہیں رہتا۔ تمام دروازے اور قفل ٹوٹ کر اڑ جاتے ہیں اور تمام جہتیں کھلجاتی ہیں۔ وہ اپنے خدا کے آگے قرار پکڑنے سے پہلے کہیں نہیں ٹھیرتا۔ خدا اسپر مہربانی کرتا۔ اپنے احسان کی بغل میں سلاتا ہے۔ اپنے فضل کا کھانا۔ اور انس کا پانی دیتا ہے۔ اس وقت وہ ایسے جلوے دیکھتا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے نہ کان نے سنے اور نہ کسی بشر کے دل پر ان کا خیال گذرا اور پھر اس بندہ کا مخلوق کی جانب رجوع کرنا ان کی ہدایت ان کی بادشاہی اور نعمتوں کا سبب ہوتا ہے اس بندہ کی جو واصل ہو کر اس کا جلوہ دیکھ چکا ہے یہ بادشاہت یہی ہے کہ مخلوق کی خدمت میں مشغول ہے۔ وہ مخلوق کا رہبر۔ اور نہایت باخبر سفیر اور دروازہ الٰہی کا رہنما ہوا کرتا ہے۔ اس وقت ملکوت میں اس کا لقب بادشاہ عظیم ہوتا ہے۔ تمام مخلوق اُسکے قلب کے قدموں تلے ہوتی ہے اور اسکے سایہ میں پناہ لیتی ہے بیہودہ باتیں نہ کر۔ تو اس چیز کا مدعی ہے۔ جو تیرے لئے اور تیری ملک نہیں ہے۔ تجھ پر نفس غالب اور مخلوق و دنیا سب تیرے دل میں ہے یہ دونوں تیرے دل میں خدا سے بڑے ہیں۔ تو اہل اللہ کی حد اور ان کے شمار سے خارج ہے۔ اگر مندرجہ بالا مقام تک پہنچنا چاہتا ہے

تو تمام اشیاء سے دل کو پاک کرلے۔ اوامر بجالا۔ نواہی سے پرہیز کر تقدیر پر صابر رہ۔ دنیا کو دل سے نکال ڈال۔ اسکے بعد میرے پاس آ۔ مین تجھ کو اسکے سوا کچھ اور نہ دونگا اگر تو نے کچھ ایسا کیا تو تیری مراد حاصل ہو جائیگی۔ اس سے پہلے تیرا کچھ کہنا سننا بیہودگی ہے افسوس اگر تجھ کو ایک لقمہ نہ ملے یا ایک دانہ ضائع ہو جائے۔ یا کوئی غرض حاصل نہو تو تیرے حصہ کی قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ تو خدا پر اعتراض کرنے لگتا ہے جورو بچون پر اپنا غصہ اتارتا اور اپنے دین اور پیغمبر کو برا بھلا کہنے لگتا ہے اگر تو عقلمند اہل مراقبہ اور بیدار دل ہوتا تو خدا کے آگے گونگا بن جاتا اور اس کے افعال اپنے حق مین نعمت اور نظر رحمت خیال کرتا۔ اگر تو ٹھیرتا اور جھگڑا نہ کرتا۔ شکر کرتا فکرمند نہ ہوتا۔ رضامند رہتا ناراض نہ ہوتا۔ خاموش ہوتا شک نہ کرتا تو تجھے خطاب آتا کہ کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہیں ہے؟ اے جلد باز ٹھیر۔ تجھے نعمت ملیگی تو نے خدا کو نہیں پہچانا۔ اگر پہچانتا تو شکوہ نہ کرتا۔ اسکے آگے گونگا رہتا۔ اس سے کچھ نہ مانگتا۔ گڑگڑا کر دعا نہ کرتا۔ بلکہ موافقت اور صبر کرتا۔ عاقل بن تو ہر فعل و مصلحت کے تزکیہ کا وہ تجھے اسلئے آزماتا ہے کہ تیرے طرز عمل کو دیکھے اور یہ معلوم کرے کہ تو اس کے وعدہ پر بھروسا رکھتا ہے یا نہیں۔ اور کیا تجھے اس کا علم ہے کہ وہ تجھے دیکھتا تو تیری حال سے واقف ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ ہٹا کٹا مرد اگر شہر مین بھیک مانگنے لگے تو یہ اسکی بیوقوفی اور طمع ہے وہ فوراً نکالدیا جائیگا۔ اور لوگ یہ کہیں گے۔ کہ کیا یہ شخص بھیک مانگنے کے قابل ہے دل مین حرص و طمع و طلب اور مخلوق سے خوف و رجا کی حالت مین ایمان کامل نہیں۔ یہ بات اس وقت درست ہوتی ہے۔ کہ مومن فکر دائم اور اصول و فروع پر نظر رکھے پیغمبروں اور صالحین کے احوال پر غور کرتا رہے کہ اللہ تعالی نے انکو دشمنون کے ہاتھ سے کیونکر نجات دی اور ان کی امداد فرمائی اور ان کے کامون مین انہیں وسعت اور کشادگی مرحمت کی۔ فکر صحیح کے باعث توکل درست ہوتا ہے دنیا دل سے نکلتی ہے اور آدمی تمام جن و انس و ملائکہ اور جمیع مخلوق کو بھول کر صرف خدا کو یاد کیا کرتا ہے ایسے قلب کا آدمی اسحالت مین ہو جاتا ہے کہ گویا اسکے سوا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ امر و نہی محض اس کے لئے ہے۔ انعام الٰہی خاص اسی کے حق مین ہے۔ تمام تکلیفین اسیکی قلب و باطن کی گردن پر رکھی گئی ہیں۔ وہ تکالیف کے پہاڑ کو باعتبار اختلاف اجناس تکلیف دینے والے کا پیغام سمجھتا ہے۔ اسی لئے عبودیت و فرمانبرداری کے اثبات کی نظر سے انہیں اٹھا لیتا ہے۔ وہ وہ مخلوق کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ اور اللہ تعالی اس کا۔ وہ خلقت کا طبیب بنتا ہے اور اللہ تعالی اس کا۔ وہ مخلوق کے لئے خدا کا دروازہ۔ امین اور اسمین سفیر ہو جاتا ہے وہ خدا کے رستہ مین روشنی حاصل کرنے کے لئے۔ مخلوق کے آفتاب ہوتا ہے۔ اُن کا کھانا پینا بنجاتا ہے کہ کسی وقت غائب نہیں ہوتا۔ اسکی ساری ہمت انکی مصلحتون کے لئے ہوتی ہے۔ وہ اپنے نفس کو بھول کر ایسا ہو جاتا ہے گویا اس کے حصہ کا نفس پیدا ہی ہوا۔ خواہش و طبیعت کچھ نہیں رکھتا۔ اپنا کھانا پینا۔ پہننا بھول جاتا ہے۔ اپنے نفس کو بھول کر خدا کو یاد کرتا ہے اور اپنے قلب کیساتھ نفس و مخلوق سے جدا ہو کر محض خدا کا ہو رہتا ہے۔ مخلوق کا نفع اس کا مطلب ہے وہ اپنے نفس کو قضا و قدر کے سپرد کر دیتا ہے۔ وہ نفس سے بالکل جدا ہے۔ جو مخلوق کو خدا کے دروازہ کی طرف کھینچے۔ اس مین مذکورہ بالا اوصاف ہونے چاہئیں۔ تو بوالہوس خدا اور اس کے رسولوں اور اولیاء و خواص سے ناواقف ہے زہد کا مدعی ہو کر اس سے روگردان ہے۔ تیرا زہد لنگڑا ہے پانوں نہیں رکھتا۔ تیری رغبت دنیا اور ین ہے خالق مین نہیں۔ حسن ظن اور ادب کے قدم پر کھڑا رہ تاکہ مین تجھ کو خدا کا رستہ بتاؤن اور رہنمائی کرون۔ تکبر

تکبر کا لباس اتار کر تواضع کا جامہ پہن لے۔ عزت حاصل کرنے کے لئے ذلیل اور عالیشان بننے کے لئے متواضع رہا کر۔ تو جو کچھ کر رہا ہے۔ سر بسر بوالہوسی ہے۔ خدا اسی کی طرف نہیں دیکھتا۔ یہ کام صرف بدنی اعمال سے نہیں ہوتا بلکہ پہلے قلبی اعمال ہوں پھر بدنی پیغمبر علیہ السلام سینہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کرتے تھے کہ زہد اور تقوی اس جگہ ہے جو فلاح چاہے اسکا فرض ہے کہ مشائخ کے قدمون کی خاک ہو جائے۔ ایسے مشائخ کی صفت یہ ہے کہ وہ دنیا اور مخلوق کے تارک اور انکے رخصت کرنیوالے ہوتے ہین۔ عرش سے فرش تک ہر چیز کو چھوڑ بیٹھتے ہین اور اس طرح چھوڑا ہے کہ پھر کبھی ان کی طرف متوجہ نہونگے انہون نے مخلوق اور اپنے نفوس کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ ان کا وجود بہرحال خدا کے ساتھ ہے۔ جو شخص اپنی ہستی کے ساتھ محبت الٰہی کا طالب ہے وہ ہوس اور بیہودگی مین گرفتار ہے۔ اکثر زاہد و عابد مخلوق کے بندے اور اُن کے سبب مشرک ہین۔ اسباب کے متعلق کلام اور شرک نہ کرو۔ اُنپر بھروسا نہ رکھو۔ ورنہ خدا تم پر غضبناک ہوگا۔ کیونکہ وہ مسبب الاسباب خالق اور ان مین تصرف کرنیوالا ہے۔ قرآن و حدیث کے متبعین کا عقیدہ یہ ہے کہ تلوار اپنی ذات سے نہیں کاٹتی اللہ تعالی [illegible] ہے۔ آگ اپنی طبیعت سے نہیں جلاتی۔ خدا جلاتا ہے۔ روٹی اپنی ذات سے پیٹ نہیں بھرتی خدا بھرتا ہے۔ پانی اپنی ذات سے سیراب نہیں کرتا خدا کرتا ہے۔ یہ چیزین ظاہری وسیلہ ہین۔ اسیطرح حسب اختلاف اجناس دیگر اشیاء کو سمجھنا چاہیئے۔ سب مین تصرف الٰہی موجود ہے اسباب اسکے ہاتھ میں اوزار کی مانند ہین۔ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے پھر جبکہ وہ فاعل حقیقی ہے تو ہر کام مین اسی کی طرف رجوع کیون نہیں کرتے اور اپنی ضرورتون کو چھوڑ کر ہر حال مین توحید کو لازم کیون نہیں کر لیتے۔ اس کے کام ظاہر ہین کسی عاقل پر مخفی نہیں۔ غلام کو لکڑی سے مارا کرتے ہین۔ اور آزاد کو ایک اشارہ کافی ہے۔ اس کی اطاعت کرو۔ وہ مطیع کی عزت کرتا ہے نافرمان نہ بنو۔ کیونکہ نافرمانون کو ذلت ملتی ہے۔ مدد اور محرومی اس کے قبضہ مین ہے۔ مدد کے ساتھ جس کی چاہے عزت کرتا ہے۔ اور محرومی کے ساتھ جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔ جسے چاہے علم کیساتھ عزت دیتا ہے اور جسے چاہے جہل کے ساتھ ذلیل کرتا ہے۔ کسی کو قرب کے باعث معزز کرتا ہے اور کسی کو بُعد کے سبب ذلیل رکھتا ہے۔

اکسٹھوین مجلس

شیخ رضی اللہ تعالی عنہ نے بیسوین رجب ۵۴۶ھ کو قدرے کلام کے بعد مدرسہ مین فرمایا

کسی شخص نے اندرونی واردات کی بابت سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو واردات کو کیا جانے۔ تیرے دل مین تو شیطانی و طبیعت اور خواہش و دنیا کی طرف سے وسوسے آتے ہین تیرا مقصد وہی ہے جو تجھے مغموم رکھتا ہے۔ تیری واردات مقصد کی جنس کے ہین جیسے تیرے عمل ہین۔ اسیطرح کے واردات ہین۔ الہام الٰہی اسی دل مین ہوا کرتا ہے جو ماسوا سے خالی ہو۔ چنانچہ خود فرمایا ہے۔ ہم اسیکو پکڑتے ہین جس کے پاس ہمارا اسباب ہو۔ اگر خدا تیرے پاس ہے۔ تو تیرا دل اس کے قرب سے پُر ہے اور شیطانی و شہوانی و دنیاوی وسوسے تجھ سے متنفر رہتے ہیں۔ دنیوی وسوسہ اور ہے اخروی الہام اور۔ فرشتے کا القا اور ہے نفس کا اشارہ اور قلب کا اشارہ قلب کا خیال اور ہے۔ الہام خداوندی اور ہے۔ اے سچے بندہ تو الہام الٰہی کے سوا تمام خطرات کے دفعیہ کا محتاج ہے اگر تو نفس و ہوی اور شیطان و دنیا کے خطرات سے اعراض

کریگا تو پہلے خیال آخرت آئیگا - پھر الہام ملائکہ - پھر سب کے بعد الہام خداوندی ہوگا - یہ انتہائی مرتبہ ہے جب تیرا قلب درست ہو جائیگا تو آنیوالے خیال کے پاس ٹھہر کر یہ کہیگا کہ تو کونسا خیال ہے اور کس کی طرف آیا ہے - وہ جواب دیگا کہ میں فلاں خیال ہوں - میں الہام ربانی ہوں خدا کیطرف سے آیا ہوں - میں ناصح محب ہوں - خدا تجکو دوست رکھتا ہے - اس لئے میں بھی تیرا دوست ہوں - میں مراتب نبوت سے تیرے حصہ میں آگیا ہوں - اے لڑکے معرفت الٰہی سے تعلق کر - یہ تمام بھلائیوں کی جڑ ہے - جب تو طاعت الٰہی بکثرت کریگا - تو وہ تجھ کو اپنی معرفت عنایت فرمائیگا - اسی لئے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ طاعت کے باعث اللہ تعالیٰ بندہ کو اپنی معرفت دے دیتا ہے - اور جب بندہ طاعت چھوڑ دیتا ہے تو خدا معرفت سلب نہیں کرتا بلکہ قلب میں مخفی کر دیتا ہے تاکہ قیامت کے روز اسپر حجت قائم کرے اور یہ فرمائے کہ میں نے تجھ کو اپنی معرفت کی تمیز دی تھی تجھ پر احسان کیا تھا - تو نے اپنے علم پر عمل کیوں نہ کیا - اے لڑکے - نفاق اور فصاحت بلاغت یا چہرہ کا رنگ زرد کرنے اور گدڑی میں پیوند لگانے سکڑنے اور رونے رولانے سے تیرے ہاتھ کچھ نہ آئیگا - یہ سب تیرے نفس و شیطان اور مخلوق کیساتھ شرک کرنے اور اُس سے طالب دنیا بننے کے سبب سے ہے - شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدرے کلام کے بعد فرمایا - اپنے نفس کو ذلیل سمجھ - اپنی بات کو چھپا - اور اسی حالت پر رہ - تاکہ تجھ کو پیغام دیا جائے کہ اپنے خدا کی نعمت کا اظہار کر - ابن شمعون رحمۃ اللہ علیہ پر جب کوئی کرامت ظاہر ہوتی تھی تو کہا کرتے تھے کہ یہ فریب ہے یہ شیطان کی طرف سے ہے - ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ انکو خطاب ہوا تو اور تیرا باپ کون ہے - ہماری نعمت کا جو تجھے دی گئی ہے اظہار کر - موسیٰ نے مناجات میں اپنے خدا سے کہا - کہ الٰہی مجھے کوئی تاکیدی حکم دیجئے - فرمایا میں تیرا اپنی اور اپنی طلب کی تائید کرتا ہوں - موسیٰؑ نے چار بار سوال کیا - ہر مرتبہ یہی جواب ملا - یہ حکم نہ ہوا کہ دنیا یا آخرت کا طالب بن - بلکہ اس حکم کا یہ مطلب تھا - کہ میں تم کو اپنی طاعت اور ترک معصیت کا حکم دیتا ہوں - اپنے قرب اپنی توحید و عمل اور ماسویٰ سے اعراض کا ارشاد کرتا ہوں - دل درست ہو کر جب اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو غیر کا انکار کرتا - اس کا مونس ہوتا - ماسویٰ سے وحشت اختیار کرتا - اس سے راحت پاتا اور دوسرے سے رنج اٹھاتا ہے - الٰہی تو گواہ رہ - میں تیرے بندوں کے سمجھانے میں مبالغہ کرتا اور ان کی اصلاح میں کوشش کیا کرتا ہوں - میں اپنے تمام مشاغل سے یکسو اور اُن سے اس طرح الگ ہوں جس طرح تم معنی اور باطن سے میں اس کی کسی تدبیر و تصرف میں اسکے ساتھ ہو جاؤں - تو یہ کوئی بزرگی نہیں ہے - اے خانقاہوں اور خلوتوں میں بیٹھنے والو - میرے کلام میں سے ایک ہی حرف کا مزا چکھ جاؤ - ایک دن یا ایک ہفتہ میری صحبت میں رہو تم ایسی باتیں سیکھ جاؤگے جو تم کو نفع دینگی - افسوس تم میں اکثر محض ہوس ہی ہوس ہے خانقاہوں میں بیٹھکر مخلوق کو پوجتے ہو - یہ کام حالت جہل میں خلوت نشینی سے حاصل نہیں ہوتا - علم اور عالم باعمل کی تلاش میں اسقدر سفر کر کہ کوئی قدم چلنے سے باقی نہ رہے - اس قدر چل کہ تیری پنڈلیاں دکھ جائیں - پھر جب عاجز ہو جائے تو بیٹھ رہ پہلے ظاہر قدم سے چل - پھر قلب اور معنی کے پاؤں سے رستہ ناپ - بعدہ جب تو ظاہر و باطن کے اعتبار سے تھک کر ٹھیر جائیگا تو قرب الٰہی اور وصول الی اللہ خود بخود حاصل ہوگا - جب تیرے دل کے قدم تھک جائیں اور چلتے چلتے قوی زائل ہو جائیں تو یہ قرب کی علامت اس وقت اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دے اور اس کے دروازے پر پڑا رہ - وہ چاہے تیرے لئے کوئی خانقاہ بنوا دے چاہے اجاڑ میں بٹھائے رکھے یا آبادی کی طرف پھیر دے - اور دنیا و آخرت - جن و انس - اور ملائکہ ہوا اور واج کو تیری خدمت

کے لئے قائم کر دے - جب بندہ کا قرب صحیح ہو جاتا ہے تو اُسے ولایت و نیابت ملتی ہے تمام خزانے سامنے کر دیئے جاتے ہیں - زمین و آسمان اور اُن کے رہنے والے اس کے سفارش کرتے ہیں کیونکہ اُسے سلطنت اور صفائی باطن و اسرار و نور قلب عنایت ہوا ہے - اس حالت میں تصفیہ قلب حاصل کر کہ اسلام و ایمان تیرے پاس بمنزلہ عاریت نہ ہو اس سے تیرا خوف اور صوم و صلوٰۃ و بیداری زیادہ ہوگی - اہل اللہ اس سے مونہہ کے بل گرے اور جانوروں میں جا ملے ہیں - گھانس وغیرہ کھانے اور نالابوں کا پانی پینے میں اُن سے مقابلہ کیا ہے - اِن کے لئے شروع رات کا اندھیرا آفتاب ہو گیا ہے اور ان کا چراغ چاند اور ستارے ہیں - اس بیہودگی اور قیل و قال اور اضاعت مال کو چھوڑ دو - ہمسایوں - دوستوں اور مشہور لوگوں کے پاس بلا سبب نہ بیٹھا کرو - یہ بوالہوسی ہے - جھوٹ اور غیبت غالباً دو آدمیوں کے میل جول سے ہوا کرتی ہے - گناہ دو شخص ملکر پورا کیا کرتے ہیں - اپنی اور اہل و عیال کی مصلحت کے سوا اور کسی کام کے لئے گھر سے نہ نکلو - اس کی کوشش کر کہ تیری جانب سے کلام کی ابتدا نہ ہو - بلکہ تیری بات سوال کا جواب ہوا کرے - اگر کوئی تجھ سے کچھ پوچھا کرے اور اس کے جواب میں مصلحت ہو تو جواب دیدیا کرو - ورنہ خاموش رہ - اہل اللہ ہر حال میں خدا سے ڈرتے ہیں اور اس حالت میں اپنے کام کرتے ہیں - کہ انکے دل خوفزدہ رہتے ہیں - اُن کو ڈر ہوتا ہے کہ کہیں دھوکے سے پکڑے نہ جائیں اس سے خوف کرتے ہیں کہ انکا ایمان بمنزلہ عاریت نہ ہو - ان میں بعض پر خدا کے احسان و انعامات کے خوان نازل ہوتے ہیں - اس سے اُن کے دل قرب کے دروازہ میں داخل ہوتے ہیں اندر آنے کی اجازت ملتی ہے - خدا ان کو دنیا میں واپس کرتا اور ان کا متولی بنتا ہے - اُن کو اپنے اولیا اور انبیاء اور اعیان خلق میں داخل کر لیتا ہے - انہیں اپنے بندوں کا مشائخ اور حاکم بنا دیتا ہے - ان کو زمین میں نائب و خلیفہ اور یکتا لوگوں میں شامل فرماتا ہے - انہیں اپنے علم کی تعلیم دیتا اپنے حکم سے گویا کرتا - اپنی کرامت سے مکرم بناتا - اور اپنی امداد سے اُنکی مدد کرتا ہے - ان کا نفع و ضرر انہیں معلوم کرا دیتا ہے - ایمان کا قدم ان کے دلوں میں مضبوط کرتا ہے اور اُسکے سر پر معرفت کا تاج رکھ دیتا ہے - تقدیر اُنکی خادم ہوتی ہے - اور انس و جن و ملائکہ اُن کے آگے کھڑے رہتے ہیں - اُن کے قلوب و اسرار کیطرف خدائی فرمان آتے ہیں - اُنمیں ہر شخص فی ذاتہ بادشاہ ہے جو اپنی سلطنت کے تخت پر بیٹھا ہے - اور ابلیس کے افعال کو شکست دینے کے لئے اس کا لشکر بنظر اصلاح مخلوق تمام روئے زمین پر موجود ہے - اے قوم - اہل اللہ کے قدم بقدم چلو - کھانے پینے پہننے نکاح اور دنیا جمع کرنے کو اپنا مقصود نہ بناؤ کیونکہ اہل اللہ کا مقصود عبادت اور ترک عادت تھا - خدا کا دروازہ ڈھونڈو اور وہیں خیمہ لگا دو - خدا کے دروازہ سے آفتوں کے باعث نہ بھاگو - وہ بلا آفات و امراض اور درد دکھ بھیجکر تمہیں آزمایا کرتا ہے تاکہ اس کے طالب بنو اور اس کے دروازہ سے نہ ٹلو - انہیں شامل نہو جو خبط میں پڑے ہوئے ہیں اور اتنا نہیں جانتے کہ خدا ان سے کیا چاہتا ہے - عبادت اور عبادت میں اخلاص کرتے رہو - کیا تم نے خدا کا یہ فرمان نہیں سنا کہ میں نے جن و انس کو محض عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے - تم نے اس آیت کے مضمون کو تحقیقی طور پر جان لیا ہے - پھر عبادت کیوں چھوڑتے ہو - اور اُس کی راہ میں خبط سے کیوں کام لیتے ہو - جو خدا کی عبادت نہیں کرتے وہ انہیں میں ہیں جن کو یہ معلوم نہیں کہ ہم کیوں پیدا ہوئے ہیں - اور جو تحقیق و حقیقت کے قدم پر ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہم عبادت کیلئے بنائے گئے ہیں اور ہم مر کر پھر زندہ ہونگے - اس لئے وہ حق عبودیت ادا کرتے ہیں - اے لڑکے - یہاں چند باطنی امور ہیں جو وصول الی اللہ

اسکے دروازے پر پڑے رہنے اور اس کے نائبوں کی ملاقات کرنے سے پہلے نہین کھلا کرتے۔ اگر تو خدا کے دروازے پر جائیگا۔ اور حسن ادب کیساتھ ہمیشہ اُسے کھٹکھٹاتا اور وہین ٹھیرا رہیگا۔ تو وہ تیرے قلب کے سامنے اپنا دروازہ کھولدیگا۔ پھر اُسے وہی کھینچ لیگا جو کھینچتا ہے وہی مقرب کریگا جو کرتا ہے۔ وہی سلائیگا جو سلاتا ہے وہی قریب کریگا۔ جو قریب کرتا ہی وہی سرمہ لگائیگا۔ جو سرمہ لگاتا ہی۔ وہی زیور پہنائیگا جو زیور پہناتا ہے۔ وہی خوش کریگا جو خوش کرتا ہے۔ وہی امن دیگا۔ جو امن دیتا ہی۔ وہی بات کریگا جو بات کرتا ہے۔ وہی ہمکلام ہوگا جو ہمکلام ہوتا ہے۔ ای نعمت سے غافلو۔ کہان ہو جس بات کو مین بتا رہا ہون تمہارے دل اُس سے بہت دور ہین۔ تم جانتے ہو کہ یہ کام سہل ہے۔ بناوٹ۔ تکلف اور نفاق سے حاصل ہوجائیگا۔ ہرگز نہین۔ یہ تو صدق اور تقدیر کے گرزوں پر صبر کا محتاج ہے مثلاً تو غنی۔ تندرست اور گناہون مین مشغول تھا۔ پھر تو گناہون اور ظاہری و باطنی لغزشون سے توبہ کرکے جنگل مین جارہا اور خدا کا طلبگار بن گیا۔ اسوقت تجھ پر امتحاناً بلائین نازل ہونگی۔ اور تیرا نفس اسی پہلی دنیا اور عافیت کا خواہان ہوگا۔ تو اس کا کہانہ مانیگا۔ اور اسکی مراد اسے نہ دیگا۔ اگر اُس نے اسپر صبر کیا تو دنیا و آخرت کی بادشاہی مل گئی۔ اور اگر صبر نہ کرسکا تو یہ بادشاہت جاتی رہیگی۔ اے تائب ثابت قدم رہ۔ اخلاص سے توبہ کر۔ انقلاب امر اور نزول آفات کو اپنے نفس کے ساتھ لازمی سمجھ اور یہ بھی مقرر طور پر جان لے کہ اللہ تعالیٰ اسے رات کو بیدار اور دن کو پیاسا رکھیگا۔ اس مین اور اس کے اہل وعیال اور ہمسایون۔ دوستون اور جان پہچان والون مین تفرقہ ڈالیگا۔ اُن کے دلون مین ایسی نفرت پیدا ہوگی کہ کوئی پاس نہ آئیگا۔ کیا تو نے ایوبؑ کا قصہ نہین سُنا۔ اللہ تعالیٰ نے جب انکی محبت و برگزیدگی کو ثابت کرنا چاہا۔ اور یہ منظور کیا کہ اُن کے قلب مین ہمارے سوا اور کسیکا حصّہ نہ رہی تو اُن کو مال اور اہل وعیال اور اولاد و اتباع سے جدا کرکے ایک کوڑی پر سرکنڈون کی چھپریا مین بٹھادیا۔ آبادی سے باہر کردیا۔ گھر والی کے سوا جو لوگون کی خدمت کرکے کچھ کھانے کے لئے لے آتین تھین اور کوئی پاس نہ رہا۔ پھر اُن سے اُن کے گوشت پوست کو الگ کیا البتہ سمع و بصر اور قلب کو باقی رکھا۔ جنمین آپ عجائب قدرت کا نظارہ کرتے رہتے تھے۔ زبان سے یاد الٰہی تھی۔ اور دل اس کی محبت مین مصروف تھا۔ آنکھون سے عجائب قدرت ملاحظہ فرماتے تھے۔ اور روح بدن مین آتی جاتی تھی۔ ملائکہ آپ پر درود بھیجتے اور آپ کی زیارت کرتے تھے انسان آپ سے الگ تھے مگر اُنس الٰہی قریب ہوگیا تھا۔ اسباب اور قوت زائل ہونے کے بعد خدا کی صحبت و قدر اسکی قدرت و ارادہ اور سابقہ ازلی کے پابند ہوگئے تھے۔ ابتدا مین آپ کی حالت صبر کی تھی۔ انتہا مین عیان ہوگئی۔ ابتدا تلخ تھی اور انتہا شیرین۔ آپ نے بلا مین ایسی اچھی زندگی کاٹی۔ جیسی ابراہیم علیہ السلام نے آگ مین۔ اہل اللہ بلا ول پر صبر کے خوگر ہین وہ تمہاری طرح اُکھڑ نہین جاتے۔ بلائین مختلف ہیں چنانچہ بعض جسم مین ہین۔ بعض قلب میں بعض مخلوق کے ساتھ ہین اور بعض خالق کے ساتھ۔ جو ستایا نہ جائے اس مین خیر نہین ہوتی۔ بلائین خدا کی طرف کے آنکڑے ہیں عابد و زاہد کا مقصود دنیا مین کرامات ہی اور آخرت مین جنات اور عارف کا مقصود دنیا مین بقائے ایمان ہے اور آخرت مین دوزخ سے نجات۔ اس کی حرص خواہش ہمیشہ اسی کے متعلق رہتی ہے۔ یہانتک کہ اس کے دل سے خطاب ہوتا ہے کہ یہ کیا ہے؟ ٹھیر اور ثابت قدم رہ۔ تیرا ایمان تیرے پاس ہے۔ تجھ سے دیگر مومنین نور ایمان حاصل کرتے ہین۔ تو کل کو مقبول الشفاعت ہوگا۔ تیری بات مانی جائے گی۔ تو اکثر لوگون کو دوزخ سے نجات دلانے کا سبب ہوگا۔ تو

تو اپنے اس نبی کے سامنے ہوگا جو شفاعت کرنیوالون کے سردار ہین۔ اور کسی کام مین مشغول ہو۔ یہ وہ فرمان ہے جو بقائے ایمان و معرفت۔ عاقبت کی سلامتی اور ان پیغمبرون اور صدیقون کے ساتھ چلنے کے سبب حاصل ہوتا ہے جو مخلوق مین خدا کے خاص بندے ہین۔ پھر جب بار بار اسے امن کی بشارت دیجاتی ہے۔ اس کا خوف بڑھتا رہتا ہے حسن ادب اور شکر کی زیادتی ہوتی ہے۔ اہل اللہ نے اس آیت کا مطلب کہ خدا جو چاہے کرگزرتا ہے اور اس آیت کے معنی کہ خدا اپنے فعل سے نہ پوچھا جائیگا۔ بلکہ لوگون سے اُن کے افعال کی بابت سوال ہوگا اچھی طرح سمجھ لئے ہیں اور وہ اسے بھی سمجھتے ہین کہ لوگو جب تک خدا نہ چاہے تم کچھ نہین چاہ سکتے۔ اُنہین معلوم ہے کہ خدا اپنا چاہا کرتا ہے۔ مخلوق کا چاہا نہین کرتا۔ وہ ہر روز ایک نئی شان مین ہی۔ وہ مقدم و موخر اور بلند و پست کرتا۔ عزت و ذلت دیتا۔ معزول اور متولی بناتا۔ مارتا اور جلاتا۔ غنی اور فقیر کرتا ہی وہی دیتا اور وہی روک لیتا ہے خدا کے ساتھ اہل اللہ کے دلون کو ایک حالت پر قرار نہین رہتا وہ اُن کو متغیر کرتا۔ بدلتا۔ قریب و بعید کرتا۔ اٹھاتا۔ بٹھاتا۔ عزت و ذلت دیتا۔ اُن کو عطا کرتا اور ان سے اپنے عطیہ کو روک لیتا ہے۔ اہل اللہ کے حال بدلتے رہتے ہین۔ مگر وہ اثبات عبودیت اور حسن ادب اور اس کا دروازہ کھٹکھٹانے پر ثابت قدم رہتے ہین۔ الٰہی ہمین اپنے اور اپنے خاص بندون کے ساتھ حسن ادب نصیب کر اور ہمین اپنے فضل کے باعث بے پروا کردے حاجتون کو اپنی طرف پھیر ہمین تعلق اشیا اور انپر اعتماد رکھنے کی بلا مین مبتلا نہ کر۔ ہمپر اپنی توحید و توکل کو قائم رکھ۔ ہمارے اقوال و اعمال سے ہمین نہ آزما۔ اور ان پر ہم سے مواخذہ نہ کر۔ اپنے کرم و درگذر اور نرمی کے ساتھ ہم سے معاملہ کر آمین۔ خدا کے رستہ مین نہ مخلوق ہی نہ سبب نہ نشان ہے نہ جہت نہ دروازہ۔ اور نہ وجود خلق۔ جسم دنیا کے ساتھ ہے دل آخرت کے ساتھ اور سر مولیٰ کے ساتھ۔ سرّ قلب پر قلب نفس مطمئنہ پر نفس جسم پر اور اعضا مخلوق پر حاکم ہین۔ جب یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہی تو جن و انس اور تمام ملک بندہ کے قدمون تلے آجاتا ہے سب کھڑے رہتے ہین اور وہ شہ نشین قرب مین بیٹھا رہتا ہے۔ اے منافق تیری تصنع اور نفاق کے باعث یہ مرتبہ تجھے نہین مل سکتا۔ تو اپنے ننگ و ناموس۔ مخلوق کے دلون مین قبولیّت اور اپنے ہاتھون کو بوسہ دلوانے کی تربیت کر رہا ہی۔ تو دنیا و آخرت مین اپنے نفس کیلئے پھر اسکے حق مین جسکی تو تربیت کرتا اور جسے اپنے اتباع کا حکم کرتا ہے منحوس ہے۔ تو ریاکار دجال اور لوگون کے مال پر قائم نہین ہی۔ تیری دعا قبول نہین ہوگی اور صدیقین کے دلون مین تجھے جگہ نہ ملیگی۔ باوجود علم خدا نے تجھے گمراہ کردیا ہی۔ غبار ہٹنے کے بعد تو عنقریب دیکھ لے گا۔ کہ گھوڑے پر سوار ہی یا گدھے پر۔ غبار ہٹنے کے بعد تجھ کو مردان خدا گھوڑون اور اونٹوں پر سوار نظر آئینگے۔ اور تو اُنکے پیچھے ٹوٹے پھوٹے گدھے پر ہوگا۔ اور تجھ کو تباہ کرنیوالے شیطان و ابلیس پکڑ لینگے۔ کوشش کرو کہ تمہارے دلون سے قرب کے دروازے بند نہون۔ عاقل بنو۔ تم کسی بات پر قائم نہین ہو۔ کسی ایسے شیخ کی صحبت مین رہو جو احکام الٰہی سے واقف ہو۔ اور اس کا علم تمہین اس کی طرف رہبری کرے۔ جو مفلح کو نہین ڈھونڈھتا وہ نجات نہین پاتا۔ جو علمائے باعمل کی صحبت نہین اٹھاتا۔ وہ خاکی انڈا ہے اپنے ماں باپ کا نہین اس کی صحبت مین رہو۔ جو خدا کی صحبت مین رہتا ہے۔ تم مین ہر شخص کو چاہیئے کہ جب رات کو مخلوق سوجائے۔ ان کی آوازین موقوف ہوں۔ تو اٹھ کر وضو کرے اور دو رکعتین پڑھ کر یہ دعا مانگے کہ الٰہی۔ مجھے اپنے نیک اور مقرب بندون مین سے کسی ایسے ایک بندہ کو بتادے جو تیری طرف رہبری کری

اور نیز راستہ بتانے ۔ ہر شئے کے سبب کی ضرورت ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر تھا کہ بلا وساطت انبیاء بندون کو اپنا رستہ دکھادیتا
تم کسی چیز پر قائم نہین ہو۔ اپنی غفلتون سے بیدار ہو جاؤ۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ اپنی رائے پر بے پرواہ رہنے والا گمراہ ہو
جاتا ہی۔ جو شخص تیرے دین کے چہرہ کا آئینہ ہو۔ اس سے حالات پوچھا کر اور اُسے اس طرح دیکھا کر جیسا کہ تو آئینہ دیکھ کر اپنا مُنہ اور
عمامہ اور بال وغیرہ درست کیا کرتا ہے۔ عاقل بن۔ یہ کیا بوالہوسی ہے۔ تو یہ کیا کہا کرتا ہی کہ مجھے معلم کی ضرورت نہین۔ پیغمبر علیہ
السلام کا قول ہے کہ ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہی۔ جب مومن کا ایمان ٹھیک ہو جاتا ہے۔ تو وہ تمام مخلوق کے لئے آئینہ بن
جاتا ہے۔ اس کی رویت و قرب کے وقت لوگ اس کے آئینہ کلام مین اپنے دین کا چہرہ دیکھا کرتے ہین۔ یہ کیا بوالہوسی ہے
تم ہر وقت خدا سے دعا کرتے ہو کہ وہ تمہارے کھانے پینے۔ لباس و نکاح اور رزق مین ترقی دے۔ حالانکہ یہ چیزین کم و بیش
ہو ہی نہین سکتی۔ تمام زمانے کے مستجاب الدعوات تمہارے ساتھ ہو کر دعا کرین تو بھی رزق نہ ایک ذرہ بڑھ سکتا ہے نہ کم ہو سکتا
اس سے ازل مین فراغت ہو چکی ہے ایسی دعا کو چھوڑ کر جن چیزون کا حکم دیا گیا ہے۔ ان کے بجا لانے مین مشغول ہو جاؤ۔
اور جن سے منع کیا گیا ہے اُن سے بچو۔ جس کا آنا ضروری بات ہی۔ اس مین مشغول نہ ہو۔ کیونکہ وہ اپنے آنے کا ضامن ہے جو کچھ
قسمت میں میٹھا ہو یا کڑوا تمہارے نزدیک بھلا ہو یا بُرا اپنے مقررہ وقت پر ضرور آئیگا۔ اہل اللہ ایسی حالت مین پہنچ جاتے ہیں
کہ دعا و سوال کا موقع نہین رہتا وہ حصول نفع اور دفع ضرر کے لئے دعا نہین کرتے۔ ان کی دعا امر قلبی کی حیثیت سے کبھی
اپنے لئے ہوتی ہی کبھی مخلوق کے لئے۔ وہ دعا کے الفاظ مونہ سے نکالتے اور فی الواقع اس سے الگ رہتے ہین۔ الٰہی ہمین ہر حال مین
اپنے حسن ادب عنایت کر۔ روزہ نماز۔ ذکر اور تمام طاعتین عارف کی جبلت مین داخل اُس کے گوشت اور خون مین شامل
ہو جاتی ہین۔ پھر ہر حال مین حفاظت خداوندی اُس کے پاس آتی ہے۔ اور بقدر حکم لحظہ بھر کے لئے بھی جدا نہیں ہوتی حکم
اسکی کشتی ہی جسمین وہ بیٹھا رہتا ہے۔ ہمیشہ وہ قدرت الٰہی کے دریا میں سیر کرتا ہے۔ یہانتک کہ آخرت کے کنارے۔ دریائے
لطف الٰہی کے ساحل اور قرب کے ہاتھ پہنچ جاتا ہی۔ پھر وہ کبھی مخلوق کے ساتھ رہتا ہے کبھی خالق کے ساتھ اس کا شغل و
تعب ہمراہ خلق ہے اور راحت و آرام ہمراہ خالق ۔ او منافق افسوس تجھے اسکی خبر نہین۔ افسوس یہ چیزین تیری کا مون
نہین ۔ او مخلوق کو دل مین جگہ دیکر خانقاہون مین بیٹھنے والو۔ تم میری چیخ پکار اور ہٹو بچو کو نہین سنتے تم بہرے ہو۔ کھڑے ہو جاؤ۔
چلے آؤ کچھ خوف نہین ہے۔ مین تم سے تمہارے سوء ادب اور بداعمالیون کے مطابق معاملہ یا خطاب نکرون گا۔ بلکہ خدا کی مہربانی
کے باعث تمپر مہربان رہونگا۔ میری سخت کلامی سے نہ بھاگو یہ میری جانب سے نہین ہی۔ مین وہی کہتا ہون جو مجھ سے کہلوایا ہی
اے لڑکے جو لوگ خوف و حذر کیساتھ عبادت مین صبح و شام ایک کر دیتے ہین۔ وہ بدانجامی سے ڈرتے ہین ان کو معلوم نہین کہ
علم الٰہی اُن کے متعلق کیا ہے اور ان کا انجام کیسا ہوگا۔ اس لئے دن رات رنج و غم اور گریہ و زاری مین کاٹتے ہین۔ باینہمہ روزہ
نماز حج و طاعات ہمیشہ ادا کرتے رہتے ہین اور وہ اپنے دل و زبان سے ذکر الٰہی کرتے ہین۔ پھر آخرت تک پہنچکر جنت مین
داخل ہو جاتے ہین۔ دیدار الٰہی اور اس کی بخشش دیکھ کر حمد الٰہی بجا لاتے ہین۔ اور یہ کہا کرتے ہیں کہ خدا کا شکر ہے جسنے
ہمارا غم دفع کر دیا۔ خدا کے بعض بندے اور بھی ہین کہ وہ ان کے استاد و شیخ رئیس و افسر اور بادشاہ ہین۔ ان کا قول ہی کہ
خدا کا شکر ہی جس نے آخرت سے پہلے دنیا ہی مین ہمارا غم کھو دیا ہے۔ جب اُنکے دل دروازہ الٰہی کی طرف چلتے ہیں

تو اسے کشادہ۔ اور بہت سے استقبالی لشکرون کو ایستادہ وصف بستہ اور اپنے آنے کا منتظر پاتے ہین۔ اہل انہین سلام کرتے اور
ہٹو بچو کہتے ہوئے اُن کے آگے چلتے ہین۔ پھر وہ اس شان سے منزل قرب مین داخل ہو کر ایسا جلوہ دیکھتے ہین جو نہ کسی آنکھ نے
دیکھا نہ کان نے سُنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گزرا۔ وہ یہ کہا کرتے ہین۔ خدا کا شکر ہے جس نے ہم سے بُعد و حجاب
کا غم دفع کر دیا۔ خدا کا شکر ہو کہ اس نے ہمین اچھی طرح دنیا و آخرت اور مخلوق کے ساتھ مشغول رکھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس
نے ہمین اپنی ذات کے لئے برگزیدہ اور قرب کے لئے منتخب فرمایا۔ اور ہم سے آپ نے انقطاع اور غیر کے ساتھ مشغول کا غم
زائل کر دیا۔ شکر ہی کہ اس نے ہمین اپنی طرف منقطع ہونا نصیب کیا۔ ہمارا پروردگار بخشنے والا اور قدر دان ہی اے لڑکے اگر
تو ایمان کو مضبوط کریگا۔ تو پہلے معرفت کے گھر پھر علم کے جنگل۔ پھر صحرائے فنا تک پہنچ جائیگا۔ اپنے وجود اور ہستی مخلوق
سے الگ ہوگا۔ پھر ایسا وجود ملیگا۔ جو تیری اور مخلوق کی ذات سے قائم نہین بلکہ ذات الٰہی سے متعلق ہی۔ اسوقت تیرا غم
دفع ہوگا۔ حفظ الٰہی خادم بنیگا۔ حمیت احاطہ کریگی۔ توفیق آگے آگے چلیگی۔ ملائکہ گرداگرد رہینگے۔ ارواح سلام کرینگی
اللہ تعالیٰ مخلوق سے تجھ پر فخر کریگا۔ اس کی نظر تیری نگہبان ہو کر منزل قرب و انس و مناجات تک لیجائیگی۔ جو بلا عذر مجھ
سے الگ رہا اس نے نقصان اُٹھایا تو اس مقام کے متعلق جو مجھے ملا ہی میرا مزاحم بنتا ہی۔ تو اسپر قادر نہوگا۔ اور تیری ہاتھ کچھ نلگیگا
یہ چیز آسمان سے زمین پر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہی کہ ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہین۔ مگر ہم اُسے ایک مقررہ انداز سے
اُتارتے ہین۔ مینہ آسمان سے زمین پر برستا ہی۔ پھر سبزہ اُگ آتا ہے۔ اور یہ مرتبہ آسمان سے دلون کی زمین پر نازل ہوتا
ہے اور ہر طرح کی بھلائی پیدا ہو جاتی ہی۔ اسرار اور حکمتین۔ توحید اور توکل۔ مناجات اور قرب الٰہی کے کھیت لہلہا جاتے ہین۔
ایسے دل مین درخت اور پھل۔ جنگل اور میدان۔ دریا اور نہرین اور پہاڑ وغیرہ سب موجود ہوتے ہین۔ ایسا دل انس و جن
اور ملائکہ و ارواح کا مجمع ہوتا ہے۔ یہ بات عقل سے باہر محض قدرت اور ارادہ و علم الٰہی سے متعلق ہے۔ وہ اسکے باعث مقبول
بنا لیتا ہے اور یہ اس کی مخلوق مین سے کسی کسی کو ملتا ہی۔ میری جال مین پھنسنے کی کوشش کرو۔ میرا کلام اور نصیحت کے لئے
بیٹھنا ایک جال ہی۔ مین چاہتا ہون کہ تم مین سے کوئی اس مین آپھنسے۔ یہ خدا کا دسترخوان ہے نہ کہ میرا صدق خدا کی طرف کا داعی
ہے۔ اور کذب شیطان کی طرف کا۔ میری بات مان لو۔ خدا تم پر رحم کرے گا۔ میرا اتباع کرو۔ تاکہ خدا کے دروازہ پر پہنچا دون
حق اور چیز ہی اور باطل اور چیز۔ ہر مومن جو نور ایمان سے دیکھتا ہے۔ ان دونون کو ظاہر طور پر جانتا ہے۔ اے عراق الو
تم تیز فہمی کا دعوی کرتے ہو۔ حالانکہ تمپر صادق و کاذب و محق اور مبطل کا حال پوشیدہ رہتا ہے۔ تکذیب کا ضرر تمہاری طرف
عائد ہوگا۔ اور مجھے اس کی پروانہ ہوگی جس کا مقصود ذات حق ہو۔ وہ جنت کا ارادہ اور دوزخ کا خوف نہین رکھا کرتا۔ صرف اس
کی ذات کا طالب ہی اسکے قرب کا امیدوار اور بُعد سے خائف ہی۔ تو شیطان و ہوٰی اور نفس و دنیا۔ اور شہوات کا پابند ہی اور تجھے کچھ
خبر نہین۔ تیرا دل قید مین پڑا ہوا ہی اور تجھے کچھ معلوم نہین۔ الٰہی دل کو اس کی قید سے رہائی دے اور ہمین نجات عطا فرما۔ عزیمت پر
عمل کرنے اور رخصت سے منہ پھیرنے کو لازم کر لو جو عزیمت کو چھوڑتا اور رخصت پر عمل کرتا ہی اسکے دین کی ہلاکت کا خوف ہی عزیمت
مردون کیلئے ہے۔ کیونکہ وہ نہایت خطرناک مشکل۔ اور کڑی چیز کا اختیار کرنا ہے اور رخصت بچون اور عورتون کے واسطے ہی
کیونکہ یہ آسان بات ہی۔ او لڑکے۔ اول صف کو لازم کرے کیونکہ وہ بہادر مردون کی صف ہی۔ اور اخیر صف کو چھوڑ دے اسلئے

کہ وہ نامردون کی صفت ہے۔ اپنی نفس سے خدمت لے۔ اُسے غربت کا خوگر بنا۔ تو جو کچھ لاد دیگا۔ اُسے نفس اٹھالے گا۔ اس سے اپنا عصا الگ نہ رکھ۔ وہ سو رہیگا۔ اور اپنے بوجھ کو پھینک جائیگا۔ اسپر دانت نہ پیس۔ آنکھین نہ نکال۔ وہ تو نکما غلام ہے لکڑی ہی کے زور سے کام کریگا۔ جبتک تو یہ نجان لے کہ سیری اُسے سرکش نہ کرے گی اور وہ سیری کے مطابق کام کریگا۔ ہرگز اسی پیٹ بھر کر کھانا نہ دے۔ سفیان ثوری بہت عبادت کرتے اور بہت کھانیوالے تھے اور پیٹ بھرنے کے بعد بطور مثال . . . . کہا کرتے تھے کہ حبشی غلام خوب کھلا اور خوب محنت و مشقت کے کام لے کیونکہ یہ غلام گدھا ہے۔ پھر عبادت کے لئے کھڑے ہوتے اور اس سے پورا حصہ لیا کرتے تھے۔ بعض راویون کا قول ہے کہ ہم نے سفیان ثوری کو اسقدر کھانا کھاتے دیکھا کہ بہت بُرا معلوم ہوا۔ پھر اس قدر نماز پڑھتے اور روتے پایا کہ اُن پر رحم آگیا۔ زیادہ کھانے مین نہین بلکہ کثرت طاعت مین سفیان کی پیروی کر تو سفیان نہین ہے۔ نفس کو پیٹ بھر کر نہ دے جیسا کہ سفیان دیتے تھے کیونکہ تو ان کی طرح نفس پر قابو نہین رکھتا۔ ترک حرام اور تقلیل حلال کی کوشش کر قوت ایمان و ایقان کے ہوتے ہر چیز سے پرہیز رکھ۔ خدا کے خاص بندون مین داخل ہو جائیگا اگر تیرا زہد ثابت ہو گیا تو وہ کسی واسطہ سے یا تیری دل کے ہاتھون مین تکوین کو سونپ دینے سے تجھ پر انعام کریگا جبتک تو خدا کا بندہ نہ ہو جائے کلام نہ کر۔ مخلوق و اسباب دنیا اور خواہشون حظوظ اور شیاطین کا بندہ نہ بن۔ مخلوق کے نزدیک حبّ جاہ اور ان کے اقبال و ادبار اور تعریف و مذمت کے بندون مین شامل نہ ہو۔ یہ کوئی اچھی چیز نہین تو جب تک نفس کے ساتھ طبیعت و ہوا کے گھر مین مقیم رہیگا۔ تو دروازہ الٰہی کیطرف ایک قدم بھی نہ چل سکیگا۔ مین تجھ کو ہمیشہ مخلوق اور اسباب کا مقید دیکھتا ہون یہ کب تک؟ ان کی قید سے رہا ہو جانا مجھ سے سیکھ لے۔ جب کہ تو مخلوق سے لبریز ہے تو تیرا دل خدا کو کیونکر دیکھ سکتا ہے۔ تجھے گھر بیٹھے جامع مسجد کا دروازہ کیونکر نظر آئیگا۔ تو اس دروازہ کو اپنے گھر اور اہل و عیال سے نکل کر دیکھ سکتا ہے۔ جب تو سب کو پس پشت چھوڑ دیگا۔ تو اسے دیکھ لیگا۔ اسی طرح تو جب تک مخلوق کے ساتھ ہے خالق کا جلوہ نظر نہ آئیگا۔ جبتک دنیا کے ساتھ ہے - - - آخرت نہ سوجھے گی اور جب تک آخرت کے ساتھ ہے۔ دنیا و آخرت کے پروردگار کو نہ دیکھ سکے گا۔ پھر جب سب سے الگ ہوگا تو تیرا باطن خدا سے ظاہری نہین بلکہ معنوی ملاقات کریگا۔ عمل قلوب کے لئے ہے۔ اور معانی اسرار کے لئے۔ اہل اللہ اپنے اعمال سے منہ پھیرتے اور اپنی نیکیون کو بھول جاتے ہین۔ بدلہ نہین مانگتے۔ اس لئے خدا ان کو اپنے فضل سے ایسی جنت مین جگہ دیتا ہے۔ جہاں نہ رنج ہے نہ بیماری۔ نہ انقطاع اور نہ ضعف نہ محنت نہ مزدوری بعض مفسرین نے لا یمسنا فیہا نصب کے تحت مین لکھا ہے کہ وہاں روٹی کا غم اس کی تحصیل کا فکر اہل و عیال کا بار کچھ نہ ہوگا۔ جنت بسبب فضل سراپا خیر۔ بالکل راحت اور عطا بلا حساب ہے۔ سارا دارو مدار تیرے حضور قلب پر ہے۔ جو خاص اللہ کے لئے ہو۔ کسی دنیوی و اخروی یا مخلوق کے باعث نہ ہو۔ حضور قلب۔ موت اور اثبات ذکر الٰہی کے بعد درست ہوتا ہے۔ تو اگر دیکھے تو موت کو دیکھ اور سنے تو موت کا ذکر سن۔ پوری بیداری کے ساتھ موت کا ذکر ہر طرح کی خواہش کو مکدر کرتا ہے۔ ہر قسم خوشی کے پاس ٹھیرتا ہے۔ موت کو یاد رکھو۔ تم اس سے بچ نہین سکتے۔ جب دل درست ہو جاتا ہے تو خدائے قدیم و ازلی۔ و دائم و ابدی کے سوا ہر چیز کو بھول جاتا ہے۔ اس کے سوا ہر چیز مخلوق ہے۔ دل درست ہو جاتا ہے تو اس سے جو کلام نکلتا ہے۔ وہ بالکل صواب اور حق ہوتا ہے۔ کوئی رد کرنیوالا اُسے رد نہین کر سکتا۔ قلب کو قلب۔ سر کو سر۔ خلوت کو خلوت۔ معنی کو

معنی۔ مغز کو مغز۔ حق کو حق خطاب کیا کرتا ہے اس وقت اس کا کلام دلون مین اس طرح بیٹھتا ہے جس طرح نرم و پاکیزہ اور بے شورہ کی زمین مین بیج جم جاتا ہے۔ جب دل صحیح ہوتا ہے تو ایسا درخت بنجاتا ہے کہ جس مین ٹہنیان پتے اور پھل سب کچھ ہوا کرتے ہین اُن مین مخلوق کا نفع ہوتا ہے۔ جب قلب مین درستی نہین ہوتی تو وہ صورت بلا معنی ہو کر حیوانون کا سا دل بنجاتا ہے۔ ایسا دل ظرف بے آب۔ درخت بلا ثمر قفس بلا طائر۔ مکان بلا مکین اور ایسے خزانے کے مانند ہے جس مین درہم و دینار تو بہت ہین مگر کوئی خرچ کرنیوالا نہین ایسا دل جسم بلا روح اور ان اجسام کی مانند ہے جو مسخ ہو کر پتھر ہو گئے ہون۔ ایسا دل صورت بلا معنی ہے۔ خدا سے منہ پھیرنے اور اس سے کفر کرنیوالا دل مسخ کر دیا جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے دل کو پتھر سے تشبیہ دیکر فرمایا ہے کہ پھر اسکے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے اب وہ پتھر کی مانند یا اس سے بھی زیادہ سخت ہین۔ بنی اسرائیل نے جب توریت پر عمل نہ کیا تو خدا نے ان کے دلون کو مسخ کیا۔ اور اپنے دروازہ سے ہنکا دیا۔ اے محمدیو اگر تم قرآن پر عمل نہ کروگے۔ اس کے احکام کو مضبوطی سے نہ مانوگے تو خدا تمہارے دلوں کو مسخ کریگا۔ اور اپنے دروازہ سے دور کر دیگا۔ اُن مین شامل نہ ہو جن کو باوجود علم خدا نے گمراہ کر دیا ہے۔ اگر تو مخلوق کے لئے علم حاصل کریگا تو انہین کے لئے عمل کریگا اور جو خدا کے لئے عالم بنے گا تو تیرا عمل بھی اسی کے لئے ہوگا۔ دنیا کے لئے علم حاصل کریگا تو دنیا کے لئے عامل ہوگا۔ اور آخرت کے لئے عالم بنے گا تو آخرت کے لئے علم نصیب ہوگا۔ فروع اپنے اصول پر مبنی ہوتی ہین۔ جیسا کریگا ویسا بدلہ ملیگا۔ ہر ظرف سے وہی ٹپکتا ہے جو اس مین ہے۔ تو اپنی برتن مین بدبودار روغن رکھ کر یہ چاہے کہ اُس سے گلاب ٹپکنے لگے اسمین کوئی ہنری نہین اور مخلوق کے لئے عمل کرکے یہ خواہش کرے۔ کہ کل کو آخرت تیرے ہاتھ آجائے۔ اسمین کوئی بزرگی نہین۔ مخلوق کے لحاظ سے عامل بنکر یہ ارادہ رکھے کہ کل کو خالق اور اس کا قرب و دیدار حاصل ہو۔ اس مین کوئی کرامت نہین۔ یہ بات ظاہر اور اکثر ہے ہاں خدا بلا عمل اپنے فضل سے کچھ تجھے دیدے تو یہ اس کو اختیار ہے۔ طاعت جنت کا معصیت دوزخ کا عمل ہے۔ اس کے بعد خدا کو اختیار ہے۔ خواہ بلا عمل کسیکو ثواب عنایت کر دے یا عذاب مین گرفتار رکھے۔ یہ اس کے اختیار مین ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ وہ اپنے فعل سے نہ پوچھا جائیگا۔ بلکہ مخلوق سے اُن کے اعمال کا سوال ہوگا۔ اگر انبیاء و صالحین مین سے کسیکو دوزخی کر دے تو وہ عادل ہی رہیگا۔ اور یہ اُس کی حجت بالغہ ہوگی۔ ہمپر تو یہ کہنا واجب ہے کہ حاکم نے سچ کہا ہے۔ ہم چون و چرا نہین کر سکتے۔ ایسا ہونا ممکن و جائز ہے اور اگر ہوا تو عدل اور حق کے سبب ہوگا۔ مگر یہ ایسی چیز ہے کہ نہ ہوگی اور وہ ایسا نہ کریگا۔ میری بات سنو۔ اور میرے قول کو سمجھو۔ مین متقدمین کا غلام اور ان کے آگے کھڑا ہوا ہون۔ ان کا سامان پھیلاتا اور اسپر آواز لگاتا ہون۔ اس مین خیانت نہین کرتا اور اسے اپنی ملک نہین جانتا۔ ان کے کلام سے ابتدا کرتا ہون۔ اور اپنے کلام سے اُسے دہراتا ہون اور برکت خدا کی طرف سے ہے۔ خدا نے متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کے باعث مجھے چمکا دیا اور بلند آواز کر دیا ہے۔ میرے والد باوجود مقدرت دنیا مین زاہد تھے۔ اور میری والدہ اُن سے موافق اور ان کے فعل سے رضامند تھین۔ یہ دونون اہل صلاح و دیانت اور مخلوق پر مہربان تھے مجھ پر اُن کا اور مخلوق کا کچھ احسان نہین ہے۔ مین تو رسول اور اس کے بھیجنے والے کے پاس رات گزارتا ہون۔ انہین کے باعث مراد پاتا ہون۔ میری بہتری اور نعمت انہیں کیساتھ اور انہیں کے پاس ہے۔ مین مخلوق مین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا اور ارباب مین اپنے رب المغفرت کے سوا اور کسی کو نہین چاہتا

اے عالم۔ تیرا کلام زبان سے ہے نہ کہ قلب سے۔ تیری آواز صورت سے ہے نہ کہ معنی سے۔ قلب صحیح اس کلام سے نفرت کرتا ہے۔ جو زبان
سے ہو دل سے نہ ہو وہ زبانی کلام سننے کے وقت ایسا ہو جاتا ہے جیسا قفس میں طائر یا سینہ میں منافق جب کوئی صدیق کسی منافق
عالم کی مجلس میں اتفاقاً چلا جاتا ہے تو اس کی پوری آرزو یہ ہوتی ہے کہ وہ وہاں سے نکل جائے۔ ریاکاروں۔ منافقوں۔ دجالوں
بدعتیوں اور خدا رسول کے دشمنوں کے چہروں کی علامتیں اہل اللہ کو معلوم ہیں۔ انکی علامتیں ان کے چہروں اور کلام میں موجود
ہوا کرتی ہیں وہ صدیقین سے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح شیر سے۔ انکی باطنی آگ سے جل مرنے کا خوف رکھتے ہیں۔ ملائکہ انکو
صدیقین وصالحین کے پاس سے اٹھا دیتے ہیں۔ وہ عوام کے نزدیک بڑے آدمی ہیں اور صدیقین کے نزدیک ذلیل۔ عوام کے خیال
میں انسان ہیں اور صدیقین کی نظروں میں بلی جسکی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ صدیق اپنی آنکھ یا چاند سورج کے نور سے نہیں دیکھتا
بلکہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ یہ خدا کا عام نور ہے۔ اسکے علاوہ ضبط حکمت و ایقان کے بعد خدا اسے ایک خاص قسم کا نور عطا کرتا
ہے جس کا نام قرآن و حدیث ہے وہ اس پر عمل کرتا ہے۔ اور اسے علم کا نور دیا جاتا ہے۔ الٰہی ہمیں اپنا حلم وعلم اور قرب نصیب کر۔......

اے منافقو خدا تم کو برکت نہ دے۔ تم تعداد میں بکثرت ہو۔ اپنے اور مخلوق کے باہمی معاملات کو سنوارنا۔ اور اپنے اور خدا
کے درمیانی معاملات کو بگاڑنا تمہارا مشغلہ ہے۔ الٰہی مجھے ان کی جانوں پر مسلط کردے تاکہ زمین کو ان کے وجود سے پاک کردوں۔
اس زمانہ کے منافق کی علامت یہ ہے کہ وہ میرے پاس نہیں آتا۔ اور ملاقات کے وقت سلام نہیں کرتا۔ اور اگر ایسا کرلیتا
ہے۔ تو وہ ظاہری بناوٹ ہے اس دین کا آفتاب غروب ہونیکو ہے۔ دیواریں گرنیوالی ہیں۔ الٰہی مجھے اس کے بنانے کے لئے
مددگار عنایت کر۔ اے منافقو یہ عمارت تمہارے ہاتھ سے نہ بنے گی۔ تم میں بزرگی نہیں ہے کہ تم سے بن سکے۔ تمہیں نہ
تو دیوار بنانی آتی ہے اور نہ اُس کا آلہ تمہارے پاس موجود ہے۔ پھر کیونکر بناؤ گے۔ جاہلو پہلے اپنے دین کی دیوار تو بنالو۔ پھر غیر کی عمارت
بنانے میں مشغول ہوجانا۔ اگر تم مجھ سے عداوت کروگے۔ تو میں خدا و رسول کی راہ میں تمہارا دشمن نہ ہوجاؤنگا۔ کیونکہ میں اُن کی امداد
کے قائم ہوں۔ بغاوت نہ کر۔ خدا اپنے حکم پر غالب ہے۔ یوسف کے بھائیوں نے ان کے قتل کی کوشش کی مگر قادر نہ ہوسکے
اور ہوتے کیونکر۔ یوسفؑ خدا کے نزدیک بادشاہ اس کے نبیوں میں نبی اور صدیقوں میں صدیق تھے۔ اور اُن کے ہاتھ سے
مخلوق کی مصلحتوں کا پورا ہونا سابقہ ازل میں ہوچکا تھا۔ ای اس زمانہ کے منافقو۔ یہی حال تمہارا ہے کہ مجھے ہلاک کرنا چاہتے
ہو۔ تمہارے کوئی بزرگی نہیں۔ تمہارے ہاتھ اس سے کوتاہ رہینگے۔ اگر حکمت نہ ہوتی تم میں سے ایک ایک کو عذاب کرتا حکمت
اور علم کے ساتھ حالت قیام میں حکمت ہر امر کی بنیاد ہے۔ اہل اللہ مخلوق سے نہیں ڈرتے۔ کیونکہ وہ خدا کے حفظ وامان میں ہوتے
ہیں۔ اپنے دشمنوں سے خوف نہیں رکھتے۔ کیونکہ وہ عنقریب انہیں دست وپا اور زبان بریدہ دیکھ لیں گے۔ انہیں حقیقی طور پر
معلوم ہے کہ مخلوق عاجز ولاشئے ہے۔ نہ ان کے ہاتھ میں ہلاکت ہے نہ سلطنت۔ نہ تونگری۔ نہ فقیری۔ نہ نفع وضرر۔ ان کے مالک
خدا کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس کے سوا قادر دینے نہ دینے مارنے اور جلانے والا کوئی نہیں۔ وہ شرک کے بوجھ سے ہلکے۔ خدا کی
برگزیدگی وانس کے مقام میں ہیں۔ وہ اس کے ساتھ راحت میں ہیں۔ اس کی مہربانی ولطف ومناجات سے لذت حاصل کرتے
دنیا وآخرت اور خیر وشر ہو یا نہ ہو۔ ان کو ذرہ پروا نہیں۔ انہوں نے ابتداء میں دنیا اور مخلوق اور شہوات کے متعلق زہد کی
تکلیف اٹھائی اور اس پر مداومت کی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تکلیف اٹھانا.......... ان کی طبیعت میں داخل

کردیا۔ ان کا زہد واقعی زہد۔ اور ان کی طبیعت حقیقی طبیعت بن گئی۔ ان سے سیکھو طاعت کی تکلیف اٹھاؤ۔ معاصی ومنکرات
چھوڑ دو۔ اس سے تکلیف اٹھانا تمہاری طبیعت میں داخل ہوجائیگا۔ خدا کا کلام سمجھو اس پر عمل اور عمل میں اخلاص شامل کرو۔

اے لڑکے تو سراپا نفس وطبیعت ہو رہا ہے۔ اجنبی عورتوں اور لڑکوں کے پاس بیٹھنا اور پھر یہ کہنا ہے۔ کہ میں انکی پروا
نہیں کرتا۔ تو جھوٹ بولتا ہے۔ شرع اور عقل تیرے اعمال سے مطابق نہیں۔ تو آگ میں بھڑکا جائیگا اور لکڑی پر لکڑی لگائے
جاتا ہے۔ تیرے دین وایمان کا گھر جل اُٹھے گا۔ اشیاء کیلئے انکار شرع عام ہے۔ اسمیں کوئی مستثنے نہیں ہے.........

ایمان خدا کی معرفت اور اس کا قرب حاصل کر۔ پھر اس کا نائب بنکر مخلوق کا طبیب بنجا۔ افسوس تو سانپوں کو پکڑنا چاہتا ہے
اور الٹ پلٹ کرتا ہے۔ تجکو نہ خوار کا سا ہنر یاد ہے نہ تونے تریاق کھایا ہے۔ اندھا ہوکر لوگوں کی آنکھوں کا علاج اور گونگا بنکر ان
کی تعلیم کس طرح کرسکے گا۔ جاہل ہوکر دین کی درستی تجھ سے کیونکر ہوگی۔ جو شخص بیدار نہ ہو۔ وہ لوگوں کو شاہی دروازہ کیطرف
کس طرح پیش کرسکتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے اسکی قدرت وقرب اور مخلوق میں اسکی سیاست سے ناواقف ہے۔ یہ بات تیری سمجھ
میں آسکتی ہے نہ تمہاری۔ نہ میں ضبط کرسکتا ہوں نہ تم۔ اس کا مطلب خدا ہی جانتا ہے۔ سنو اور قبول کرلو۔ میں بادشاہ کا داعی اور
تم میں اس کے رسول کا نائب اور دین کے معاملہ میں سب سے زیادہ سچا ہوں۔ خدا اور رسول کی طرفداری میں تم سے نہیں
شرماتا میں ان دونوں کا عامل ان کے آگے کاریگر اور انہیں کی طرف منسوب ہوں۔ دنیا فانی۔ اور آفات وبلا کا گھر ہے اس
میں کسیکو خصوصاً دانا آدمی کو خوش عیشی نصیب نہیں ہوتی۔ کسی کا قول ہے کہ دنیا میں دانا اور ذاکر کی موت کی آنکھ ٹھنڈی نہیں
ہوا کرتی جسکے سامنے شیر منہ پھاڑے قریب آگیا ہو اُسے قرار اور نیند کچھ نہیں آتی۔ ای غافلو۔ قبر منہ پھاڑے ہوئے ہے
موت کا شیر یا اژدہا منہ کھولے کھڑا ہے۔ سلطان قضا وقدر کا جلاد تلوار ہاتھ میں لے حکم کا منتظر ہے۔ لاکھوں میں ایک اس حکمت
سے واقف۔ اور بلا غفلت دنیوی بیدار دل ہوا کرتا ہے۔ ابتدائے امر میں کوئی ہنر سیکھنا ضروری بات ہے کہ جس سے تو کمائے
اور کھائے اور تیرا ایمان قوی ہوجائے جب تو اس پر مداومت کریگا۔ تو اللہ تعالیٰ تجھے توکل کی طرف لے آئیگا۔ اور بلا سبب
کھلائیگا۔ اے اپنے اسباب کے ساتھ شرک کرنیوالے۔ اگر تو توکل کے کھانے کا مزا چکھ لیتا تو شرک نہ کرتا۔ اور متوکل.....
ہوکر اس کے دروازہ پر بیٹھ جاتا۔ میں صرف دو طرح سے کھانا پینا جانتا ہوں۔ یا التزام شرع کے ساتھ کسی ہنر سے یا توکل
سے۔ افسوس تو خدا سے نہیں شرماتا۔ کمائی چھوڑ کر لوگوں سے بھیک مانگتا ہے۔ ہاتھ کا کسب ابتدا ہے اور توکل انتہا۔ میں نہ تیری
ابتدا ٹھیک پاتا ہوں نہ انتہا۔ میں حق بات کہتا ہوں اور تجھ سے ذرا نہیں شرماتا۔ سن اور قبول کر۔ اور خدا کے معاملہ میں جھگڑا
نہ کر۔ میں تمہاری ذات۔ تمہارے مال اور تمہاری تعریف ومذمت کی بابت مخلوق کو زاہد بناتا ہوں۔ اگر میں نے تجھ سے کچھ
لیا ہے تو اپنے لئے نہیں بلکہ غیر کیلئے لیا ہے تمہارے حق میں میرا کلام لازمی ضرب ہے۔ میں ایسے طریق سے اس کا حکم دیا گیا ہوں۔ کہ
جسکو میں پہچانتا اور اس کی یقینی صحت کو جانتا ہوں۔ خدا کے حکم کا کوئی ناسخ اور روکنے والا نہیں ہے دیکھ لوگوں کی
باتیں تجھے دھوکے میں نہ ڈالیں تو اپنے نفع ونقصان کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر آدمی اپنے نفس پر بصیر ہے
تو عوام کے نزدیک بہت اچھا اور خواص کے نزدیک بہت بُرا ہے۔ ای دنیا سے رغبت رکھنے اور اس سے خوش ہونیوالو
عقل اور ضبط کے مدعیو۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سُنا۔ دنیا کی زندگی کھیل کود اور زینت ہے۔ یہ چیزیں

نادان بچون کے لئے ہین نہ کہ عاقل مردون کیلئے۔ مین تمہین بتاتا ہون کہ وہ ناقص عقل نادانون کے لئے ہین۔ اس نے تمکو کھیل کے لئے پیدا نہین کیا۔ دنیا مین مشغول رہنے والا کھلاڑی ہے۔ جسنے آخرت چھوڑکر دنیا پر قناعت کی محروم رہا۔ دنیا تمکو سانپ بچھو اور زہر دیتی ہے۔ بشرطیکہ تم اُسے نفس و ہویٰ و شہوات کے ہاتھ سے لوگے۔ آخرت کی طرف رجوع کرو اور اپنے قلب خدا کیطرف پھیر کر اُس سے مشغول ہوجاؤ پھر جو کچھ اسکے دست فضل سے حاصل ہو اُسے لیلو۔ دنیا و آخرت کو سوچو۔ اور اُن مین ایک کو ترجیح دو۔ اگر تو سیکھے گا اور کسی چیز کو سیکھ لیگا۔ میرے پاس اس سے زیادہ ذخیرہ نکلے گا۔ میرا کھیت پک کر اُٹھانے کے لائق ہوگیا ہے۔ اور تیرا کھیت جب اُگتا ہے جل جاتا ہے۔ عاقل بن۔ ریاست کو چھوڑ۔ ادھر آ۔ یہان بیٹھ۔ تاکہ میرا کلام تیرے دل کی زمین مین جم جائے۔ اگر تجھے عقل ہوتی تو تو میری صحبت مین بیٹھتا۔ اور ہر روز ایک لقمہ پر قناعت اور میری سخت کلامی پر صبر کرتا۔ جسکو ایمان ملا ہے وہ ثابت رہتا اور جمتا ہے اور جسمین ایمان نہین وہ میری صحبت سے بھاگ جاتا ہے +

باسٹھوین مجلس

شیخ رضی اللہ عنہ نے تیئیس رجب ۵۴۶ھ کو جمعہ کے دن صبح کے وقت مدرسہ مین فرمایا

خدا کو واحد لاشریک جان۔ یہانتک کہ تیرے قلب مین جمیع مخلوق مین سے ایک ذرہ بھی باقی نہ رہے۔ تجھے نہ کوئی مکان نظر آئے نہ زمین۔ توحید سب کو نیست و نابود کردے۔ خدا کی توحید پر رہنے اور دنیا کے سانپ سے اعراض کرنے مین پوری دوا موجود ہے۔ اس سانپ سے بھاگ تاکہ تیرے پاس جو آئے اور اس کے دانت اکھاڑے۔ زہر دفع کرے تجھے اس کے فریب کردے اس کی ترکیب بتادے اور اس حالت مین تیرے حوالے کردے کہ اس مین اذیت کا مادہ باقی نہ رہے۔ پھر تو اُلٹے پلٹے اور وہ تیرے ڈسنے پر قادر نہ ہوسکے۔ جب تو خدا کو دوست اور وہ تجھے محبوب رکھے گا۔ تو تجکو دنیا اور شہوات و لذات اور نفس و ہویٰ و شیاطین کے شر سے کفایت کریگا۔ پھر تو اپنا حصہ بلا ضرر و بلا کدورت لیگا۔ اے بلا گواہ مدعی۔ تو مشرک ہوکر توحید کا دعویٰ کب تک کریگا۔ کیا تو اسپر قادر ہے کہ رات کو میرے ساتھ کسی خوفناک مقام پر چلے۔ مین نہتا ہون۔ اور تیرے پاس ہتھیار ہون۔ پھر دیکھ کہ کون گھبرا جاتا ہے۔ تو۔ یا مین۔ کون دوسرے کے کپڑون مین جا چھپتا ہے۔ تو یا مین۔ تو نے نفاق مین پرورش پائی ہے۔ اور مین نے ایمان مین۔ اے قوم تم دنیا کے پیچھے اس لئے دوڑتے ہو کہ تمہین کچھ دے۔ اور دنیا اولیاء اللہ کے پیچھے دوڑتی ہے تاکہ کچھ انہین عطا کرے۔ دنیا اُن کے آگے سر جھکائے کھڑی رہتی ہے۔ اپنے نفس کو توحید کی تلوار سے مار اسکے لئے توفیق کا خود مجاہدہ کا نیزہ ہاتھ مین لے تقویٰ کی ڈھال اور یقین کی تلوار باندھ۔ کبھی نیزہ مار اور کبھی تلوار۔ ہمیشہ اسی طرح کریگا۔ تو وہ مغلوب اور تو اسپر سوار ہوجائیگا۔ اس کی لگام تیرے ہاتھ مین ہوگی۔ خواہ جنگل مین لیجا یا خواہ دریا مین۔ اس وقت خدا تیرے سبب فخر کریگا۔ پھر ان لوگون سے آگے بڑھ جائیگا۔ جو اپنے نفوس کے ساتھ باقی ہین اور اس سے نجات نہین پاسکتے جینے نفس کو پہچانا اور اسپر غالب آگیا نفس اس کی سواری بنجاتا ہے۔ اس کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ اور حکم کی مخالفت ہرگز نہین کرتا جبتک تو نفس کو نہ پہچانے۔ اُسے خواہش سے نہ روکے اور حق واجب نہ دیگا۔ تجھے مین خیر نہوگی۔ اس وقت نفس قلب کی طرف قلب سر کی طرف۔ سر اللہ تعالیٰ کی طرف مطمئن ہوکر رجوع کرجائیگا۔ اپنے نفوس سے مجاہدہ کا عصا نہ اٹھاؤ۔ اس کے حادثون سے فریب نہ کھاؤ

اس کی بناوٹی نیند کے فریب مین نہ آؤ۔ شیر کی ظاہری نیند کے دھوکے سے بچو۔ وہ تمہارے دکھانے کے لئے سوتا مگر فی الواقع اپنے شکار کا منتظر ہوتا ہے۔ نفس اطمینان و انکسار و اکثر نیکیون مین تواضع اور موافقت کا اظہار کیا کرتا ہے۔ مگر اس کا باطن اسکے برخلاف ہوتا ہے۔ اس کے بعد اسکی پوری چیز سے پرحذر رہا کر اہل اللہ مخلوق سے اعراض رکھتے ہین۔ مگر انپر نظر ڈالنے اور ان کے پاس بیٹھنے کی اس لئے تکلیف اُٹھاتے ہین کہ انہین امر و نہی کرتے رہین۔ مخلوق کے ساتھ اہل اللہ کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے دریا پار جاکر کسی بادشاہ سے ملنے کا ارادہ کیا جنہین رستہ معلوم تھا وہ پار اتر گئے۔ اور جب بادشاہ کے پاس جا پہنچے تو اس نے دیکھا کہ بعض لوگ رستہ بھولکر ڈوبنے کے قریب ہین۔ انکو وہ راہ معلوم نہین جسپر پہلے لوگ چلے تھے۔ اس لئے بادشاہ نے اُن پہلوان کو حکم دیا کہ ان گم کردہ راہون کو رستہ بتائین چنانچہ انہون نے سیدھے رستہ پر کھڑے ہوکر آوازین دین کہ رستہ ادھر ہے۔ پھر وہ قریب آگئے تو ان رہبرون نے اُنکے ہاتھ پکڑ لئے۔ اس کی اصل اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ کہ جو شخص ایمان لے آیا تھا۔ اس نے کہا اے قوم میرا اتباع کرو مین تمکو سیدھا رستہ بتاؤنگا۔ تم مین عقلمند آدمی دنیا اور مال اور اہل و عیال۔ اور کھانے پینے اور سواری و نکاح سے ہرگز خوش نہین۔ یہ سب بے الہوسی ہے۔ مومن کو قوت ایمان و یقین اور قلب کے دروازہ آلہی تک پہنچنے سے خوشی ہوا کرتی ہے۔ خدا کے پہچاننے اور اس کے لئے عمل کرنیوالے دنیا و آخرت کے بادشاہ ہین۔ اے لڑکے تیرا قلب و باطن کب صاف ہوگا حالانکہ تو مخلوق کے ساتھ مشرک ہے۔ تو کیونکر فلاح پائیگا۔ حالانکہ ہر رات جس کے پاس جاتا ہے۔ اُس سے مدد چاہتا شکوہ کرتا اور محنت اٹھاتا ہے جس دل مین ذرہ بھر توحید نہو وہ کیونکر صاف ہوگا۔ توحید نور ہے۔ اور مخلوق کے ساتھ شرک کرنا اندھیرا۔ تیرے دل مین ذرہ بھر تقویٰ نہین ہے پھر فلاح کیونکر ہوگی۔ تو مخلوق کے سبب خالق سے۔ اسباب کے باعث مسبب سے۔ اور مخلوق پر اعتماد رکھنے کے باعث حقیقت توکل سے محجوب ہے۔ تو محض دعویٰ اور گھانس کا تنکا ہے۔ بلکہ بغیر گواہ دعویٰ کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا یہ بات دو صورت سے حاصل ہوسکتی ہے۔ اول مجاہدہ اور تکالیف و محنت کی برداشت سے۔ صالحین مین یہ بات اکثر پائی جاتی ہے دوم بلا تحمل تکالیف محض عطیہ الٰہی سے۔ مگر یہ بات بہت کم اور کسی کسی کو ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے اپنی معرفت و محبت دیتا۔ اور اس کو اہل و عیال اور کام کاج سے جدا کرکے اپنی قدرت کا اظہار کرتا ہے اُسے قزاقی سے الگ کرکے عبادت خانہ مین پہنچاتا اور مخلوق کو اس کے دل سے نکالکر اپنے قرب کا دروازہ کھولتا ہے۔ اُسے بیہودگیون سے اتنا جدا کرتا ہے کہ ادنیٰ چیز کافی ہوجاتی ہے۔ اُسے فہم و حکمت عزت دیتا ہے کہ وہ اپنی دیکھی سنی چیزون سے نصیحت پاتا اور ایسے عمل کرتا ہے۔ جو اُسے مقرب الٰہی بنادیتے ہین۔ اللہ تعالیٰ ہدایت و عنایت و کفایت کو حکم دیتا ہے۔ کہ اس سے جدا نہ ہون اور وہ ایسا ہوجاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، یہ اس لئے ہے کہ ہم یوسف سے گناہون اور بیحیائیون کو دفع کردین بیشک وہ ہمارے خالص بندون مین ہے۔ خدا اس سے گناہ اور بیحیائی کو دفع کرتا۔ اور توفیق کو اس کا خادم بنادیتا ہے۔ خدا کا عارف دوست مخلوق کو ہر طرح نصیحت دیا کرتا ہے کبھی فعل سے کبھی قول سے اور کبھی ہمت اور دعا سے۔ کبھی اس طرح نصیحت کرتا ہے کہ وہ جان لیتے ہین۔ اور کبھی اس طرح کہ انہین کچھ نہین معلوم ہوتا۔ اے لڑکے ضعف ایمان کے وقت اپنے نفس کی احتیاط کر۔ تجھ پر اپنے اہل و عیال اور ہمسایون اور اہل شہر اور اہل اقلیم کا کوئی حق نہین۔ جب ایمان قوی ہوجائے۔ تو پہلے اہل و عیال اور پھر مخلوق کی طرف آ۔ بدن مین تقویٰ کی زرہ سر پر ایمان کا خود۔ ہاتھ مین توحید کی تلوار۔ ترکش مین قبولیت دعا کا تیر لیکر

پھر توفیق کے گھوڑے پر سوار ہو کر کرو فر اور شمشیر زنی اور تیر افگنی کا فن سیکھ کر مخلوق کی طرف آ۔ اور پھر خدا کے دشمنوں پر حملہ کر۔ اسوقت خدا کی مدد شش جہت سے آئیگی۔ تو مخلوق کو شیطان کے ہاتھ سے چھین لیگا۔ اور اُنہیں خدا کے دروازہ پر پہنچائیگا۔ انکو اہل جنت کے عمل بتائیگا۔ اور دوزخیوں کے افعال سے ڈرائیگا۔ اور جبکہ تو اہل جنت و دوزخ اور اُن کے اعمال کو معلوم کر چکا ہے۔ تو ایسا کیوں نہوگا۔ جو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کے دل کی آنکھ کا پردہ اُٹھ جاتا ہے۔ وہ شش جہت میں جا ہے جدھر دیکھے اسکی نظر پردے پھاڑ کر پرے نکلجاتی ہے۔ کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں رہتی وہ اپنے دل کا سر اُٹھا کر آسمانوں اور عرش کو دیکھ لیتا ہے۔ اور گردن جھکا کر زمین اور جنات وغیرہ کو معلوم کرلیتا ہے۔ اس کا سبب ایمان اور معرفت الٰہی ہے جس کے ساتھ علم و حکمت دونوں ہوں۔ اس مقام پر پہنچ کر مخلوق کو خدا کے دروازہ کی طرف بلا۔ اس سے پہلے کچھ نہ ہوگا۔ جب کہ تو خود اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر نہوگا۔ اور لوگوں کو اس طرف بلائیگا۔ تو تیری چیخ پکار خود تجھ پر وبال ہوگی۔ جب تو حرکت کرے گا۔ بیٹھ جائیگا۔ اور جب بلندی کا طالب ہوگا۔ پست ہو جائیگا تجھے صالحین کی خبر نہیں۔ تو محض زبان دراز۔ یا زبان بلا قلب ظاہر بلا باطن۔ جلوت بلا خلوت۔ اور قوت بلا رعیت ہے۔ تیری تلوار لکڑی کی ہے۔ اور تیر گندھک کا۔ تو نامرد ہے۔ تجھ میں شجاعت نہیں۔ ہلکا سا تیر تجھے مار ڈالیگا۔ ایک مچھر تجھ پر قیامت قائم کر دیگا۔ الٰہی اپنے قرب کے باعث ہمارے دین و ایمان اور ایمان کو قوی کر دے اور ہمیں دنیا و آخرت میں نیکی دے ...... اور دوزخ کے عذاب سے بچائے۔ (حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا) میں کسی کے پاس نہیں بیٹھتا۔ اگر بیٹھتا ہوں۔ تو اپنے موافقین میں سے دو یا تین کے پاس۔ اہل اللہ کے پاس بیٹھ۔ کیونکہ جب وہ کسی پر نظر ڈالتے اور اپنی ہمت متوجہ کرتے ہیں تو اس کو زندہ کر دیتے ہیں۔ خواہ وہ یہودی یا نصرانی یا مجوسی ہوں۔ اور اگر مسلمان ہوتا ہے۔ تو اس کا ایمان و یقین اور زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ قلب کی درستی سے نظر درست ہوتی ہے۔ قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ قرب معرفت کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ تو اس کی نظر خدا کی جانب سے ہوتی ہے۔ قرب حق اس کے قلب کا ابر۔ نظر اس کی بجلی۔ اور وعظ اس کا مینہ بنجاتا ہے۔ اس کی زبان قلبی حالات بیان کرتی اور قلم بنکر معرفت اور علم کے دریا سے روشنائی لیا کرتی ہے اس کا کلام اور نظر ولی ماہیت کے لئے رزق ہے۔ یہ دونوں منجانب اللہ قوی اصل سے نکلتے ہیں۔ جو اوامر بجالانے۔ منہیات سے بچنے۔ اور جناب پیغمبر علیہ کو رضا مند رکھنے میں ثابت قدم ہو اُسے یہ مرتبہ ملجاتا ہے۔ مگر چونکہ تھوڑی سی کسر رہ جاتی ہے۔ اسلئے وہ طلب امر پیغمبر علیہ السلام میں سرگشتہ ہو کر مُنہ کے بل چلتا ہے۔ اس سے وہ کسر نکلتی اور اس کا علم و قرب بڑھ جاتا ہے خدا کی طلب میں صدق ارادت اعمال نیک کا پھل ہے۔ نیک عمل وہ ہے جو محض خدا کے لئے ہو۔ اس میں کوئی شریک نہ ہو نیک عمل کہ تجھ کو تیری مراد کے رستہ پر ڈالدیگا۔ اور تو اس راہ میں داہنے بائیں نہوگا۔ بلکہ قلب و سر و معنی کے قدم سے سیدھا چلیگا۔ اور سب سے الگ رہیگا۔ مخلوق و دنیا و آخرت کا ساتھ نہ دیگا۔ اور تو اُن لوگوں میں ہو جائیگا۔ جو محض خدا کے طالب ہیں اور موسیٰ کی طرح یہ کہے گا کہ الٰہی میں نے تیری طرف اس لئے جلدی کی کہ تو رضامند ہو جائے۔ جو خدا کی رضامندی اور اس کی ذات کا طالب ہو۔ وہ اس بات کا مصداق ہو جاتا ہے۔ جو موسیٰ کے حق میں فرمائی گئی ہے۔ کہ ہم نے پہلے ہی موسیٰ پر دودھ حرام کر دیئے تھے۔ اسی طرح اس محب صادق کے قلب پر مخلوق کا دودھ حرام ہو جاتا ہے۔ وہ نیستی کے بعد ہست ہوتا ہے غیرت الٰہی کے باعث اس کے حق میں تمام قسم کے دودھ خشک ہو جاتے ہیں۔ سب کے سب زائل کر دیئے جاتے ہیں۔ وہ

وہ کسی چیز کے باعث اپنے محبوب سے جدا نہیں ہوتا۔ ایسا مومن پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ عمل کرنے سے ان کو یہاں تک خوش کرتا ہے کہ آپ اس کے قلب کے لئے اللہ تعالیٰ سے حضوری کا اذن طلب کرتے ہیں۔ غلام کی طرح آپ کے سامنے رہتا ہے اور عرصہ دراز کی خدمت کے بعد عرض کرتا ہے کہ حضور مجھے بادشاہ حقیقی کا دروازہ دکھا دیجئے۔ اس کے کام میں لگا دیجئے۔ اور ایسی جگہ بٹھائیے کہ میں اُسے دیکھ لوں۔ میرا ہاتھ اس کے دروازہ کی زنجیر تک پہنچا دیجئے۔ چنانچہ آپ آپ اُسے اپنے ہاتھ سے لیتے اور دروازہ الٰہی کے قریب پہنچا دیتے ہیں وہاں سے ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمدؐ۔ اے ہمارے سچے سفیر۔ ای مخلوق کے رہبر اور معلّم تمہارے ساتھ کون ہے؟ فرماتے ہیں الٰہی تو خوب جانتا ہے کہ ایک ناتوان شخص ہے جسکو میں نے تربیت دی ہے اور اس بارگاہ کی خدمت کے لئے منتخب کرلیا ہے۔ پھر آپ اُسکے قلب کو خطاب کرتے ہیں۔ کہ اب تو ہے اور تیرا پروردگار جیسا کہ جبرئیلؑ نے معراج میں حضورؐ کو مقرب پروردگار بنا کر فرمایا تھا کہ اب تم ہو اور تمہارا پروردگار اے لڑکے عمل نیک کر اور خدا سے مرتبہ قرب حاصل کرلے۔ اے لڑکے امیدیں کوتاہ کر اور طمع چھوڑ دے۔ رخصت کرنیوالے کی نماز پڑھ۔ مومن کو چاہئے کہ سونے سے پہلے اس کی وصیت تکیے کے تلے رکھی ہو۔ پھر اگر خدا عافیت سے بیدار کردے تو بہت مبارک بات ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کے گھر والے موت کے بعد اس کی وصیت سے نفع اٹھائیں اور اس پر رحمت بھیجیں گے۔ تیرا کھانا پینا۔ اہل و عیال میں رہنا اور بھائی بندوں کی ملاقات رخصت کرنیوالے کی سی ہونی چاہئے اپنے باطن میں یہ بات پیدا کرلے کہ میں رخصت کرنیوالا ہوں جسکی تمام باتیں غیر کے قبضہ میں ہوں اسے ایسا ہی ہونا چاہئے۔ بعض اہل اللہ ایسے بھی ہیں کہ جو کچھ ان کے لئے پردۂ غیب میں ہے یا اُن سے سرزد ہوگا۔ اس سے سب مطلع ہیں۔ وہ اپنی موت کا وقت جانتے اور دل میں غمگین رہتے ہیں۔ وہ اُسے اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح تم آفتاب کو دیکھ لیتے ہو۔ ہاں بیان کرنے کے لئے ان کی زبانیں نہیں کھلتیں۔ اس پر پہلے سر مطلع ہوتا ہے۔ پھر وہ قلب کو خبر دیتا ہے۔ اور قلب نفس مطمئنہ کو خبر دیکر اس سے اخفاء راز کا طالب رہتا ہے۔ نفس مؤدب ہونے اور خدمت قلب وغیرہ بجالانے کے بعد اس امر پر مطلع ہو جاتا ہے اور مجاہدات کے بعد اس لائق بنجاتا ہے۔ اس مقام پر پہنچنے والا خدا کا نائب اور زمین میں اس کا خلیفہ اور اسرار کا دروازہ ہوتا ہے۔ دلوں کے خزانے کی جو خزانۂ الٰہی ہے تمام کنجیاں اسکے قبضہ میں ہوتی ہیں یہ نکتہ مخلوق کی سمجھ سے باہر ہے۔ عارف میں جو بات پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ خدا کے پہاڑ کا ایک ذرہ۔ اس کے دریا کا ایک قطرہ اور اسکے آفتاب کا ایک چراغ ہے۔ الٰہی میں ان اسرار کے متعلق کلام کرنے سے معافی چاہتا ہوں۔ حالانکہ تو جانتا ہے۔ کہ میں مغلوب الحال ہوں بعض صوفیہ کا قول ہے کہ معافی مانگنے کی چیز سے بچا کرو۔ مگر میں جب اس کرسی پر بیٹھ جاتا ہوں تو تم سے غائب ہوتا ہوں اور میرے قلب کے سامنے خود وہی نہیں رہتا کہ جس کے سامنے عذر کروں اور پھر اس کا کلام یاد رکھ کر تمہیں سناؤں۔ میں ایک مرتبہ تم سے بھاگا اور پھر تمہیں آ پڑا۔ میں ارادہ کرتا رہا کہ ہر رات نئی جگہ بسر کروں۔ ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں چلتا پھرتا رہتا ہوں۔ اور مسافر و گمنام ہو کر مروں۔ یہ میرا ارادہ تھا۔ مگر ارادۂ الٰہی اس کے خلاف ہوا۔ اسلئے میں جس جگہ سے بھاگنا چاہتا تھا۔ وہیں آ رہا۔ قلب درست اور ثابت قدم ہو کر خدا کے دروازہ تکوین کے جنگل اور اس کے دریا میں جا رہتا ہے۔ کبھی اپنے کلام کے ساتھ اس مرتبہ کو طے کرتا ہے۔ اور کبھی ہمت و نظر کے ساتھ

وہ خدا کا فیل ہو کر یکسو ہو جاتا ہے - اور فنا ہو کر بقا کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے - اسے ماننے والے کم اور نہ ماننے والے بہت ہیں
اسے ماننا اور عمل کرنا انتہائی مرتبہ ہے . منافق و دجال اور مرکب ہوی پر سوار ہونیوالے صالحین کے احوال کا انکار کیا کرتے
یہ امر صحیح اعتقاد اور پھر عمل پر موقوف ہے - ظاہر احکام پر عمل کرنیوالے کو خدا کی معرفت اور اس کا علم حاصل ہو جاتا ہے - حکم اسکے
اور مخلوق کے اور علم اس کے اور خدا کے مابین ہو جاتا ہے - اس کے ظاہری اعمال باطن کی نسبت ایک ذرّہ ہوا کرتے ہیں - اعضا
عبادت سے رک جاتے ہیں - دل نہیں رکتا - ظاہری آنکھ سویا کرتی ہے - دل غافل نہیں ہوتا - اس کا قلب اپنا عمل اور
ذکر کیے جاتا ہے حالانکہ وہ خود سوتا رہتا ہے **حکایت** ایک صوفی ذکر کرتے کرتے ہاتھ میں تسبیح لیکر سو رہے - بیدار ہو کر دیکھا
تو تسبیح ہاتھ میں اور زبان ذکر الٰہی میں اسیطرح گردش کر رہی ہے - اہل اللہ کے قلب و باطن کو یہی حکم دیا جاتا ہے اور وہ ہر
وقت باطنی اعمال میں مشغول رہتے ہیں - اسکے سوا اُن کے عمل اور بھی ہیں جنکو پابندی کے ساتھ بجالاتے ہیں - ظاہری
اعمال جو بذریعہ اعضا ادا ہوتے ہیں . عام بندوں کے لئے ہیں اور باطنی و قلبی اعمال خواص کا حصہ ہے - سیر الی اللہ کا راز ان
میں اور خدا میں مخفی ہے - وہ باوجود قرب خائف رہتے اور تغیر احوال و زوال مقام کی بابت تقلیب اغیار کا خوف کیا کرتے ہیں - ان کو
دل کے مسخ اپنے جادہ دین کے گمن اور قدم پھسل جانے کا خوف ہر وقت رہتا ہے - ہمیشہ دروازہ قرب کی زنجیر اور دامن رحمت الٰہی
پکڑ کر دعا کیا کرتے ہیں کہ الٰہی ہم تجھ سے دنیا و آخرت کچھ نہیں چاہتے - بلکہ عافیت دین اور بقائے ایمان و معرفت ہمارا مطلوب
ہے - اسے بطور صدقہ ہمیں دیدال - ہم نے تیری رحمت کا دامن پکڑ لیا ہے - ہمیں اپنے گمان میں محروم نہ رکھ - جو ہم چاہتے ہیں
اُسے کر دے - تو جب کچھ کرنا چاہتا ہے - تو فقط امر کن سے موجود کر دیتا ہے اے قوم اقوال و افعال میں اہل اللہ کا اتباع کرو - ان
کے خادم بنو اپنی جان و مال سے اُن کی قربت ڈھونڈو - جو کچھ تم انکو دوگے - وہ تمہارے لئے انکے پاس جمع رہیگا - کل تمہارے حوالے
کر دینگے - تو وسعت رزق کا طالب ہے حالانکہ قلم اس کی تنگی کے لئے چل چکا ہے - اسلئے تو مبغوض ہے کیونکہ تو وہ چیز چاہتا ہے
جو تیری تقدیر میں نہیں - طلب دنیا اور اس کی حرص میں کہاں تک کوشش کریگا - حالانکہ تجھ کو قسمت ہی کا لکھا ملیگا - اہل اللہ طاعت
کرتے ہیں اور اُن کے دل ڈرتے رہتے ہیں - تم گناہ کرتے ہو اور بالکل بیخوف ہو - یہ سراسر دھوکا ہے - اس سے ڈرو کہ کہیں وہ تم کو دھوکے
میں نہ پکڑ لے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں ہر کام کے متعلق انہیں لوگوں سے مدد لیا کرو جو اس کے لائق ہوں - عبادت بہت بڑا کام ہے
اور اسکے لائق وہ لوگ ہیں جو اعمال میں خالص ہیں - احکام الٰہی کے عالم اور اسپر عامل - معرفت الٰہی کے بعد مخلوق کو رخصت کرنیوالے -
اپنی جان و مال و اولاد اور تمام مخلوق سے جدا ہو کر اپنے قلب باطن کے قدم سے خدا کی طرف توجہ کرنیوالے - انکے اجسام آبادیوں
میں مخلوق کے مابین ہیں اور دل جنگلوں میں پڑے رہتے ہیں اور اسی حالت میں رہتے ہیں - یہانتک کہ اللہ تعالیٰ ان کے قلوب
کی تربیت کرتا - ان کے پروں میں قوت دیتا ہے اور انہیں آسمان پر اڑا دیتا ہے - ان کی ہمتیں بلند ہوتیں اور دل اڑ کر قرب الٰہی
میں جا پہنچتے ہیں - پھر وہ ان لوگوں میں شامل ہو جاتے ہیں - جن کی نسبت اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ وہ ہمارے نزدیک
نہایت برگزیدہ و پسندیدہ بندوں میں ہیں - جب تیرا ایمان یقین کے اور یقین معرفت کے مرتبہ میں آجائیگا - تو تو خدا کی طرف
کا نقاد بنجائیگا - اغنیاء سے لیکر فقراء کو دیے کریگا - صاحب مطبخ ہوگا - تیرا قلب باطن کے ہاتھ سے لوگوں کو رزق عطا کریگا -
اے منافق جب تک یہ بات نہو تجھ میں ذرا بزرگی نہیں - افسوس تو نے کسی پرہیزگار زاہد اور احکام الٰہی کے جاننے والے مرشد سے

تربیت نہیں پائی - تو بلا قیمت کسی چیز کا خریدار بننا چاہتا ہے - اس سے کچھ بھی ہاتھ نہ لگے گا - دنیا بلا مشقت حاصل
نہیں ہوتی تو قرب و معرفت کیونکر ملجائیگی - اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کثرت عبادت کے متعلق جن لوگوں کی تعریف کی
ہے - تجھے ان سے کیا نسبت - اس کا تو یہ قول ہے کہ وہ رات کو کم سوتے اور پچھلی رات استغفار کیا کرتے ہیں - چونکہ خدا نے
عبادت میں ان کا صدق معلوم کر لیا ہے - اس لئے اُن کو اہل و عیال اور بستروں سے الگ کر دیتا ہے - پیغمبر علیہ السلام
فرماتے ہیں - کہ اللہ تعالیٰ جبرئیل ع کو حکم دیا کرتا ہے - آج رات فلاں شخص کو اٹھاؤ - اور فلاں کو سُلا دو - اس کے معنی دو
طرح ہیں - اول یہ کہ فلاں کو اٹھا دو کیونکہ وہ عبادت میں صادق اور گناہوں سے بھاگنے والا ہے - اسکی تھکن اور نیند کو
دفع کر دو - اور فلاں کو سلا دو - کیونکہ جھوٹا منافق باطل در باطل اور لعنت در لعنت ہے - اسپر اونگھ کو مسلط کر دو - تاکہ میں قائمین میں
اس کا منہ نہ دیکھوں - دوم یہ کہ فلاں کو جگا دو - کیونکہ وہ محب اور ہمارا طالب ہے - اور تکلیف اٹھانا محبت کی شرط ہے - اور
فلاں شخص کو سلائے رکھو - کیونکہ وہ محبوب ہے - محبوب راحت ہی کیا کرتے ہیں - وہ سلایا جاتا اور آرام دیا جاتا ہے - کیونکہ اس نے
عبادت میں دن کو رات اور رات کو دن کر دیا ہے - اس نے ازل کا اقرار پورا اور محبت الٰہی کو ثابت کر دکھایا ہے - پھر جب اُس نے
خدا سے اپنا اقرار پورا کر دیا ہے - اب وقت یہ ہے کہ خدا اپنا اقرار پورا کرے - اس لئے کہ وہ اپنے رستہ میں محنت اٹھانیوالوں کی راحت
کا ضامن ہے - اہل اللہ کے قدم جب خدا کے رستہ میں منتہی ہو جاتے ہیں تو اُن کو خواب میں وہ جلوے نظر آیا کرتے ہیں - جو بیداری
میں نہیں آتے - قلوب و اسرار ایسی شئے کا نظارہ کرتے ہیں کہ بیداری میں نصیب نہیں ہوتا - انہوں نے روزہ کا [illegible] کیا - بھوک
اور بے آبروئی سے اپنے نفس کو مجاہدہ میں ڈالا - دن رات عبادت میں رہے - نتیجہ یہ کہ جنت مل گئی - اس کے بعد انہیں خطرہ
ہوا کہ رستہ اور طرف ہے یعنی طلب الٰہی - اب اُن کے اعمال باطنی طور پر ہو گئے - اور قلوب واصل ہو کر اس کے پاس قائم رہے
اور وہیں جم گئے - جو یہ جانتا ہے کہ میں کسی چیز کا طالب ہوں - اُسپر طاعت الٰہی میں اپنی قوت و کوشش کا صرف کرنا آسان
ہو جاتا ہے - مومن خدا کی ملاقات تک تکلیف میں رہا کرتا ہے - افسوس تو میری ارادت کا مدعی ہے اور اپنا مال مجھ سے مخفی
رکھتا ہے تو اپنے دعوی میں جھوٹا ہے - شیخ کی بہ نسبت مرید کے پاس کرتا ہے - عمامہ سونا چاندی - اور مال وغیرہ کچھ نہیں ہوا کرتا - وہ
تو حسب ارشاد شیخ اسی کے دسترخوان سے کھایا کرتا ہے - اپنی ذات سے فانی ہو کر اس کے امر و نہی کا منتظر رہتا ہے - کیونکہ وہ
اسکو خدا کی طرف سے جانتا ہے - اس کی مصلحتیں شیخ کے ہاتھ میں ہیں - اس کی رسی میں شیخ ہی بل دیا کرتا ہے - اگر تو اپنے
شیخ کو تہمت لگاتا ہے تو اس کے پاس نجا - اس کی صحبت اٹھانی جائز نہیں - مریض جب طبیب کو متہم خیال کرتا ہے - تو اس
کی دوا سے اچھا نہیں ہوا کرتا (شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تھوڑے کلام کے بعد فرمایا) جس کا زہد درست ہے مخلوق اسکی طرف راغب
ہوتی ہے اسکے کلام اور نظر سے فائدہ حاصل کرتی ہے جب تو مخلوق کو خدا کے علم و معرفت سے جانے پہچانے گا - تو ان کی صفتیں
تجھ سے غائب ہو جائینگی - جن و انسان اور فرشتے سب معدوم ہونگے - تیرے قلب و سر کو کچھ اور صفت دیدی جائیگی - تیری
وجود یعنی عادات بنی آدم کا چھلکا تجھ سے دور ہوگا - حکم تیرے بدن کا کرتا بنجائیگا - تو اُسے زمین پر پیٹے پھرے گا - نفس اور مخلوق
کو امر الٰہی بنائیگا - پھر علم الٰہی تیرے قلب و باطن کا پیراہن ہوگا - پیغمبر علیہ السلام کے پیغام یعنی قرآن و حدیث کو لازم کرے - ان کا
چھوڑنیوالا مرتد - اور قید اسلام سے خارج ہے - دوزخ اور عذاب ایسے کا انتہائی انجام ہے - اور غضب الٰہی ابتدائی حالت ہے -

احکام بجالانے اور خدا کے دروازہ پر پڑا رہنے سے عارف کے قلب کو ایک اور چیز عنایت ہوتی ہے جسکے باعث وہ اس کا مستحق ہو جاتا ہے کہ اس کا اتباع کیا جائے۔ اور اس کی باتین سنی جائین۔ اسی لئے ان کے اتباع کی ممانعت ہے جو خود پابند احکام نہین ہین۔ یہ معرفت کی بنیاد ہے جس نے معرفت کو عمل واخلاص سے مضبوط کیا اور مخلوق کو تعلیم دی وہ خدا کے نزدیک بڑے رتبہ کا ہے۔ لہذا پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے کہ جس نے علم پڑھ کر عمل کیا اور لوگون کو سکھایا وہ فرشتون مین عظیم کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ جہل کیساتھ عبادت خانہ مین خلوت گزین نہ ہو۔ کیونکہ مخلوق کو دل مین رکھ کر گوشہ مین بیٹھنا بہت بڑا فساد ہے اسی لئے پیغمبر علیہ السلام فرما گئے ہین پہلے علم وفقاہت حاصل کر پھر گوشہ مین بیٹھ۔ جب تک روئے زمین پر تجھے کسی کا خوف یا کسی سے امید ہو گوشہ نشینی جائز نہین۔ جس کا خوف اور جس سے امید ہو وہ ذات باری کے سوا اور کوئی نہو۔ خدا اور اس کے دین کی اقامت کے سوا مین کسی اور چیز کو نہین جانتا۔ مین اس کے دین کو اور محض اسی کے لئے دین کی مدد کرتا ہون۔ صدیق کی دُھائی پکار کو حق لیتا ہے جب عوام دین کی حدود کو توڑتے۔ مناہی کا ارتکاب کرتے ہین اوامر کو چھوڑتے اور دین کو پس پشت ڈالدیتے ہین تو وہ دین کی پکار اور خدا کی جانب اس کی فریاد کو سن لیتا ہے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے کمر باندھ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ دین کی خیر خواہی کرتا اور اس کی برائی دفع کردیتا ہے۔ یہ سب کچھ خدا کی مدد سے کرتا ہے۔ اپنے نفس وہوا۔ طبیعت ورعونت اور جہالت ونفاق کے باعث ایسے فعل نہین کیا کرتا۔ ترک عادت عبادت ہے۔ جو عادت عبادت کی قائم مقام نہو۔ وہ عادت ہی نہین ہوتی اہل اللہ نے دنیا وآخرت اور مخلوق سے علاقہ چھوڑ کر صرف خدا سے تعلق کرلیا ہے۔ کھوٹا درم نہ چلاؤ۔ پرکھنے والا بینا ہے۔ وہ تمہارے درم کو کسوٹی پر لگا کر تم سے لے گا۔ اس کھوٹے سکہ کو پھینکدو۔ اور محض لانے خیال کرو۔ تم سے وہی لیا جائیگا جس کا کھوٹ بھٹی مین جا کر الگ ہو چکا ہوگا۔ اس کام کو آسان نہ سمجھو۔ تم مین اکثر اخلاص کے مدعی اور فی الواقع منافق ہین۔ امتحان نہ ہوتا تو دعوی بکثرت ہونے لگتے۔ ہم علم کے مدعی کو غصہ دلا کر اور کرم کے مدعی کو کچھ مانگ کر امتحان کرینگے۔ علی ہذا القیاس ہر خصلت کے مدعی کو اسکی ضد سے آزمائین گے۔ ہوس کو چھوڑ کر ہر حال مین تقوی کو لازم کرلو۔ خدا متقیون کا ہے۔ اصل مین شرک سے اور فرع مین معاصی سے بچو۔ پھر قرآن وحدیث کی رسی کو مضبوط کرلو۔ انہین ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ اللہ تعالی کریم ہے بندہ پر دو خوف جمع نہین کرتا۔ اہل اللہ کا خوف کھاتے پیتے پہنتے۔ نکاح کرتے اور دیگر تصرفات کے وقت دنیا مین مقدم ہو چکا ہے۔ انہون نے حساب الہی اور عذاب کے خوف سے حرام ومشتبہات اور اکثر حلال چیزون کو چھوڑ دیا ہے کھانے پینے اور تمام احوال مین پرہیزگاری کو نگاہ رکھا ہے۔ زہد کے باعث اشیاء کو ترک کردیا ہے۔ پھر جب زہد طبیعت مین قرار پکڑ جاتا ہے تو معرفت بنجاتا ہے اور معرفت متمکن ہو کر علم الہی آجاتا ہے۔ اور یہ اُن کے سر کا تاج ہوتا ہے۔ اس لئے حرام ومشتبہات ومباحات ان سے مخفی ہو جاتے ہین اور صرف وہ حلال باقی رہ جاتا ہے جو صدیقین کا ہے۔ جس کے باعث وہ متہم ہونے اور جوان کے دل مین خطرے نہین ڈالتا۔ بندہ جب دنیا وآخرت اور ما سوی اللہ سے جدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کا قلب خدا کے قرب واحسان ولطف سے تعلق کرلیتا ہے تو اللہ تعالی اُسے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کے حاصل کرنے کی تکلیف نہین دیا کرتا۔ اس کا دل ایسے مشغلون سے پاک رہا کرتا ہے۔ مقربین کے دل ہمیشہ قرب اور علم خاص کے مکتب مین رہتے ہین۔ خدا اُن کے قلب وباطن کو اپنے ارادون سے الگ ہو جانا اور اپنے خدا کے سامنے پڑا رہنا سکھا دیتا ہے اور

خود ان کا متولی بنکر انہین غیرون کے حوالے نہین کرتا۔ مخلوق کی عقل۔ اور عالم ظاہر سے پرے لیجاکر ان کو فنا کردیتا ہے۔ پھر جب چاہتا ہے زندہ کرکے مخلوق کیجانب بھیجتا اور علم ثانی سے علم اول کی تائید کرتا ہے۔ اول جہل سے پھر عمل واخلاص۔ پھر علم ثانی۔ پھر عمل ثانی۔ پہلے سکوت ہے پھر گویائی۔ اول فنائے وجودی ہے پھر بقا باللہ+ اے دل کے مردو۔ تمہارا میرے پاس بیٹھنا کس کام کا۔ اے دنیا وسلاطین واغنیاء اور مہنگے سستے کے بندو۔ تم پر افسوس۔ اگر ایک گیہون کے دانہ کی قیمت ایک دینار ہو جائے مومن اس کی پروا نہین کیا کرتا۔ اس کے یقین وتوکل کی قوت رزق کے متعلق اُسے غمگین نہین رکھتی تو اپنے آپ کو مومن نہ خیال کر۔ سب سے الگ ہو۔ ہر چیز خدا کا شکر اور اس کا کنبہ ہے۔ مخلوق سے روگردانی حق اور خدا سے تعلق کرنا سب سے بڑا حق ہے۔ مین خیال نہین کرتا کہ تم میری باتین سمجھ سکو۔ توحید کے دلائل اور صدیقین واولیاء اللہ کے کلمات سنا کرو۔ انکا کلام وحی کی مانند ہوتا ہے۔ وہ اسکی طرف سے بولتے ہین۔ خدا ان کو فرمایہ عوام کے احکام سے الگ اپنا خاص حکم دیا کرتا ہے۔ تو سراپا بوالہوس ہے۔ کتابون سے جمع کرکے کلام کیا کرتا ہے۔ اگر کتابین جاتی رہین یا ان مین آگ لگ جائے یا جس چراغ سے تو دیکھ رہا ہے وہ گل ہو جائے۔ تو کیا کریگا۔ اگر تیری گھر کی ٹھلیا ٹوٹ جائے اور اسمین سے پانی بہنے لگے۔ تو تجھے انگیٹھی کوئلے گندھک اور چشمہ کہان سے ملیگا۔ جو علم پڑھ کر خالص عمل کیا کرتا ہے۔ انگیٹھی اور چشمہ اس کے دل مین پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ خدا کا نور ہوتا ہے۔ جس سے وہ اور دیگر انسان منور ہو جاتے ہین۔ اے بلند آواز والو۔ اے نفس وخواہش کے ہاتھ سے کتابین جمع کرنیوالو۔ افسوس تم خاص باتون مین جھگڑتے شکست دیتے اور ہلاک ہوتے ہو۔ اپنا واقعی حصہ نہین لیتے۔ تمہاری کوشش سے سابقہ اور علم الہی متغیر نہوگا۔ پورے مومن مسلمان بنجاؤ۔ کیا تم نے اللہ تعالی کا یہ قول نہین سنا۔ اہل جنت وہ ہین جو ہماری آیتون پر ایمان لاتے اور سچے مسلمان ہین۔ اسلام کی حقیقت احکام کا مان لینا ہے۔ اہل اللہ نے اپنے آپ کو خدا کے آگے ڈالدیا ہے۔ چون وچرا اور اس فقرے کو کہ الہی یہ کر اور وہ نہ کر۔ بالکل بھول گئے ہین خوف کے قدم پر کھڑے ہو کر طرح طرح کی طاعتین کرتے ہین۔ اسی لئے اللہ تعالی ان کی نسبت فرماتا ہے۔ کہ وہ کوئی کام کرین مگر ان کے دل ڈرتے رہتے ہین۔ امر الہی بجالاتے مناہی سے بچتے۔ میری بلاؤن پر صبر اور عطاؤن پر شکر کرتے ہین۔ انہون نے اپنی جان ومال۔ اور اولاد وآبرو کو میرے سابقہ ازل کے سپرد کردیا ہے ان کے قلب مجھ سے ڈرتے رہتے ہین۔ عارف آخرت کی بابت زہد حاصل کرنے کے بعد اس سے کہہ دیا کرتا ہے کہ مجھ سے الگ ہو۔ مین خدا کے دروازہ کا طالب ہون میری نزدیک دنیا اور تو دونون یکسان ہین۔ دنیا مجھ کو تجھ سے محجوب رکھتی تھی۔ تو خدا سے محجوب رکھتی ہے۔ جو تجھے اس سے محجوب رکھے اس مین بزرگی نہین ہے اس بات کو سنو۔ یہ خدا کے علم اور مخلوق مین اس کے ارادہ کا خلاصہ ہے۔ اور یہ انبیاء ومرسلین اور اولیاء وصالحین کا واقعی حال ہے۔ اے دنیا وآخرت کے بندو۔ تم خدا سے ناواقف اور اُسکی دنیا وآخرت سے باخبر ہو۔ تم بمنزلہ دیوار ہو۔ دنیا وآخرت اور شہوات ولذات۔ تعریف اور قبولیت خلق یہ سب تیری بت ہین۔ ماسوی اللہ ہر چیز بت ہے۔ اہل اللہ خدا کی ذات کے طالب ہین۔ دنیا وآخرت خدا کے دروازہ پر یا طبیب کے گھر مین موجود ہین۔ وہ جو چاہتا ہے۔ ان سے لیکر نفس کو کھلا دیتا ہے۔ منافقو۔ تمہین اس کی خبر نہین۔ منافق اس کلام کا ایک حرف نہین سن سکتا اس پر قیامت گزر جاتی ہے۔ کیونکہ وہ حق بات سننے کی قدرت نہین رکھتا۔ میرا کلام حق ہے۔ اور مین حق پر ہون۔ میرا کلام

خدا کی طرف سے ہے۔ میری جانب سے نہیں۔ شرع کی جانب سے ہے۔ ہوس کی طرف سے نہیں۔ لیکن تیری ناکارہ سمجھ آفت ہے۔ افسوس تو نے اپنے علم پر عمل نہ کیا۔ علم کیا نفع دیگا۔ جوانی میں مشائخ کی خدمت نہ کی۔ بڑھاپے میں کیا کریگا۔ مرتے وقت ہر مومن کی آنکھ کھل جاتی ہے اور وہ جنت میں اپنے مقام کو دیکھ لیتا ہے۔ حور و غلمان اسکی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جنت کی خوشبو اس تک پہنچتی ہے۔ اسی لئے موت اور اس کی سختیاں آسان ہو جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے ایسا معاملہ کرتا ہے جیسا آسیہ سے کیا تھا۔ ہاں بعض اہل اللہ کو یہ باتیں موت سے پہلے معلوم ہو جاتی ہیں۔ وہ متقرب دیکھتے ہیں۔ اور مرید سے مراد ہو گئے ہیں۔ اے خدا پر معترض بیہودہ باتیں نہ کر۔ قضا و قدر کو رد کرنے یا روکنے والا کوئی نہیں۔ تسلیم اختیار کر۔ راحت پائیگا۔ یہ دن رات تیرے سامنے موجود ہیں۔ تو انکو رد نہیں کر سکتا۔ رات اپنے وقت پر ضرور آئیگی۔ تو اس سے خوش ہو یا ناخوش یہی حال دن کا ہے۔ تیرے گمان کے خلاف یہ دونوں ضرور آئینگے اسیطرح قضا و قدر تیرے نفع کے لئے ہو یا نقصان کے لئے آئے بغیر نہ رہیگی جب فقر کی رات آئے تو اُسے تسلیم کر۔ اور غنا کے دن کو رخصت کر دے۔ مرض کی رات نمودار ہو۔ تو عافیت کے دن کو الوداع کہہ مکروہات کی رات آئے تو تسلیم کے بعد مرضیات کے دن کو وداع کر۔ امراض و اسقام۔ اور فقر و بے آبروئی کی راتوں کا خوشدلی سے استقبال کر قضا و قدر میں کسی شئے کو رد نہ کر۔ ورنہ ہلاک ہوگا۔ ایمان جاتا رہیگا۔ قلب مکدر اور باطن مردہ ہو جائیگا اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے۔ میں برحق معبود ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو میری قضا و قدر کو تسلیم کرتا بلاؤں پر صبر اور نعمتوں پر شکر بجا لاتا ہے میں اس کا نام صدیقوں میں لکھ لیتا ہوں۔ اور جو ایسا نہیں کرتا۔ اس سے کہدو کہ میرے سوا اور خدا ڈھونڈھ لے جب تو قضاء الٰہی پر رضامند۔ بلاؤں پر صابر اور نعمتوں پر شاکر نہیں ہے۔ تو تیرا پروردگار ہی نہیں۔ اس کے سوا کوئی اور خدا ڈھونڈھ لے۔ حالانکہ اور خدا ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر تو خدا کو چاہتا ہے تو رضاء الٰہی پر رضامند رہ۔ تقدیری خیر و شر اور اس کی شیرینی و تلخی پر ایمان لے آ۔ اور یہ سمجھ لے کہ جو مصیبت تجھے پہنچنے والی ہے۔ وہ ہرگز نہ ٹلیگی۔ اور جو ٹل گئی ہے وہ کسی طرح پہنچنے والی نہ تھی۔ جب ایمان درست ہو جائیگا۔ تو تو ولایت کے دروازہ پر جا پہنچیگا۔ اور خدا کے ان بندوں میں ہو جائیگا جن میں واقعی عبودیت کے معنی پائے جاتے ہیں۔ ولی کی علامت یہ ہے کہ ہر حال میں بلا چون و چرا۔ مع اداے اوامر و ترک نواہی۔ سر بسر خدا سے موافقت کیا کرتا ہے۔ اس لئے اس کی صحبت دائمی ہوتی ہے۔ وہ اس کے قرب میں دہنے بائیں اور پیچھے نہیں کرتا۔ بلکہ سامنے رہتا ہے۔ وہ سینہ بلا پشت۔ قرب بلا بُعد۔ صاف بلا کدورت۔ اور خیر بلا شر بنجاتا ہے۔ تو مخلوق سے امید و بیم رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ خدا کیساتھ شرک ہے۔ دینے کے وقت تو خلقت کی مدح کرتا ہے۔ اور نہ دینے کے وقت مذمت۔ حالانکہ یہ خدا کیساتھ شرک ہے۔ افسوس مخلوق کے پاس کچھ نہیں۔ تو خیر سے جدا ہے تیرے پاس توحید نہیں۔ کل چیزیں مخلوق کی جانب سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے موجود ہوتی ہیں اور اسی سے ملجاتی ہیں اور رستہ قطع کرنے کے بعد اس کے دروازہ کی طرف رجوع کرنے سے ملتی ہیں۔ ابتدا میں سبب ہوا کرتا ہے۔ اور انتہا میں مسبب۔ مبتدی پہلے سبب سے اشیاء حاصل کر لیا کرتا ہے جس طرح کسی پرند کا بچہ کہ اپنے ماں باپ سے دانہ مانگتا ہے۔ اور وہ اسے پھراتے رہتے ہیں۔ پھر جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے اور اڑنا سیکھ لیتا ہے۔ ماں باپ سے بے پروا ہو جاتا ہے اور اپنے پروں کی طاقت سے خود اپنی روزی طلب کرتا ہے۔ تم میں کسی نے توکل کے ہاتھ سے کوئی ایسا نوالہ کھایا ہے

جسمیں اپنی طاقت اور مخلوق پر بھروسا نہ ہو؟ افسوس تم ایسی صفت کے مدعی ہو جو تم میں نہیں پائی جاتی۔ جبکہ تو اپنی طاقت و اسباب پر بھروسا کرتا ہے تو اسلام و ایمان اور توحید و ایقان کا مدعی کیوں بنتا ہے یہ بات دعوی سے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ افسوس تو اس مقام پر بیٹھکر لوگوں کو وعظ سناتا اور پھر ان میں ہنستا اور مضحکہ انگیز حکائتیں بیان کرتا ہے نہ تو فلاح پائیگا نہ سننے والے۔ واعظ معلم و ادیب ہوتا ہے۔ اور سننے والے گویا مکتب کے لڑکے ہیں۔ بچے سختی و احتیاط اور ترش روئی سے کچھ سیکھا کرتے ہیں۔ بعض لوگ محض عطائے الٰہی کے باعث بلا سختی علم حاصل کر لیتے ہیں بہت سے لوگ بظاہر اسلام کے مدعی ہیں اور اُن کا مقولہ وہ ہے جو کفار کہا کرتے ہیں کہ ہماری دنیوی زندگی سب کچھ ہے کہ ہم مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں زمانہ ہلاک کر دیتا ہے۔ یہی قول اسلام کے اکثر مدعیوں کا ہے اور اکثر اسے کہتے تو ہیں مگر چھپا لیتے ہیں یعنی اپنے افعال سے اس قول کو بزبان حال بیان کرتے ہیں۔ میرے نزدیک انکی قدر مچھر کی برابر نہیں۔ خدا کے ہاں سب حقیقت کھلجائیگی۔ ان کو اتنی عقل و تمیز نہیں کہ ضرر و نفع دینے والی چیز میں فرق کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہے کہ ہم تو اسے پکڑینگے جسکے پاس ہمارا اسباب نکلا ہے۔ یعنی جس کے پاس ولایت و توحید و ایمان کا سامان موجود ہے۔ قلب جب خدا کے لئے درست ہو جاتا ہے تو خدا اسکو مخلوق و اسباب بیع و شرا اور لین دین کے ساتھ نہیں چھوڑا کرتا۔ اے ممتاز و خالص یعنی سے اُٹھاتا ہے اپنے دروازے پر بٹھاتا۔ اور اپنے لطف کی گود میں سلاتا ہے۔ افسوس تیری اسلام کا قمیص پھٹا ہوا۔ اور ایمان کا کپڑا ناپاک ہے۔ تو ننگا ہے۔ تیرا قلب نادان سر مکدر۔ سینہ اسلام کے لئے غیر کشادہ باطن خراب اور ظاہر درست ہے۔ نامۂ اعمال سیاہ ہے۔ دنیا جسے تو محبوب جانتا ہے کوچ کرنے اور قبر و آخرت سامنے آنے والی ہے۔ اپنے کام اور عنقریب انجام کے لئے بیدار کیا خبر تیری موت آج یا اسی گھڑی ہو۔ تجھ میں اور تیری امیدوں میں پردہ پڑھ جائے دنیا سے تو جس چیز کا امیدوار ہے وہ نہ ملیگی۔ اور جس آخرت کو بھول گیا ہے وہ سامنے آجائیگی۔ غیر اللہ میں مشغول رہنا بلہوسی ہے۔ ماسوی اللہ سے امید و بیم رکھنا بلہوسی ہے۔ خدا کے سوا کہیں نہ کوئی نفع دیسکتا ہے نہ ضرر اس نے ہر چیز کے لئے سبب مقرر کیا ہے جسکو بالسبب پر عمل کیا تو گویا سبب پر عمل کیا۔ اسوقت تجھ سے اسباب اس طرح ساقط ہو جائینگے جسطرح درختوں کے بیج اسباب جا کر سبب اور چھلکا دور ہو کر صرف مغز باقی رہجائیگا۔ مسبب یعنی اصل کیساتھ تعلق کرنا مغز ہے گویا درخت کا پھل موحد اپنے حالات میں انتقال کرتا رہتا ہے یعنی مشک سے نالی۔ نالی سے نہر۔ نہر سے دریا۔ فرع سے اصل۔ ولد سے والد۔ عبد سے معبود صنعت سے صانع۔ عاجز سے قادر۔ فقر سے غنا۔ ضعف سے قوت۔ اور قلیل سے کثیر کیجانب منتقل ہوتا ہے۔ میرے آگے طول کلامی نہ کرو۔ تم میں اکثر کے دل ایمان سے خالی ہیں جس کے نفس کو کوئی حاجت ہو وہ اُسے سکوت و حسن ادب کی لگام اور تقوی کی زرہ پہنائے۔ یہ اس کے اطمینان اور وصول الی اللہ کا سبب ہے۔ وصول دو قسم ہے ایک وصول عام۔ دوسرا وصول خاص۔ مرنے کے بعد وصول الی اللہ عام طور کا وصول ہے اور بعض اہل اللہ کا موت سے پہلے قلبی وصول دوسری یعنی وصول خاص میں داخل ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مخالفتوں سے نفس کا مجاہدہ کرتے اور نفع و ضرر کے متعلق مخلوق سے جدا رہتے ہیں۔ اسپر مداومت کرنے سے یہ لوگ اسی طرح خدا تک پہنچ جاتے ہیں جیسے عوام موت کے بعد پہنچتے ہیں جسے یہ مرتبہ مل گیا۔ اسے مقام تمکن و بسط اور مرتبہ ہم کلامی و موانست حاصل ہو جاتا ہے

اس وقت یہ واصل شخص کہدیتا ہے کہ اپنی تمام اہل کو میری پاس لے آؤ۔ یوسف علیہ السلام جب کنوئین اور قید خانہ سے نکلے۔ اور ان سختیون پر صبر کرنے کے بعد صاحب اقتدار ہوگئے اور ہر چیز اُنکے قبضہ مین آگئی تو بھائیوں کو حکم دیا کہ اپنے تمام اہل وعیال کو میری پاس لے آؤ۔ جب آپ کو غنا و ملک عنایت ہوا۔ تو قبض مرتفع ہو کر بسط حاصل ہوگیا۔ آپ کنوئین اور قید خانہ مین گنگ تھے وہان سے نکلکر فصاحت حاصل ہوگئی۔ اے قوم۔ ہر چیز خالق کل سے طلب کرو۔ اپنی تمام ہمت اسکی طلب مین صرف کردو۔ اہل اللہ نے قرب آلہی کی طلب مین اپنی جانین دیڈالی ہین۔ انہون نے اپنے مطلوب کو جان لیا تھا اسلئے جان دینا انپر آسان ہوگیا۔ جو مطلوب کو معلوم کرلیتا ہی۔ اسپر جان ومال خرچ کردینا آسان ہوجاتا ہے

حکایت ایک شخص نخاس کی طرف گذرا۔ وہان ایک خوبصورت لونڈی اس کے دل مین کھب گئی۔ ایک قدم آگے نہ بڑھ سکا یہ شخص نہایت پرتکلف لباس پہنے ایک ایسے گھوڑی پر سوار تھا جو قیمت مین ایک ہزار دینار کا تھا۔ ہاتھ مین چھڑا و تلوار اور آگے آگے غلام غاشیہ بردار۔ چند قدم بڑھ کر مالک سے لونڈی کی خریداری کی بابت گفتگو کی۔ اس نے کہا اس مین شک نہین۔ تم میری لونڈی پر عاشق ہوگئے۔ اور عاشق کا قاعدہ ہی کہ طلب محبوب مین اپنی ہر چیز دیڈالتا ہے۔ جب تک اُن تمام چیزون کو اس کی قیمت مین نہ دو گے۔ جو اسوقت تمہاری ملک مین ہین۔ مین اسے ہرگز تمہارے ہاتھ فروخت نہ کرون گا۔ وہ شخص سنتے ہی گھوڑے سے اتر پڑا۔ اپنے تمام کپڑے اتار دیئے۔ نخاس سے ایک کرتہ مستعار مانگ کر تمام سامان معہ غلام اُن کے حوالے کردیا۔ اور ننگے پانون ننگے سر لونڈی کو لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ قیمت دی اور چیز لے لی۔ چونکہ مطلوب کو پہچان لیا تھا۔ یہ تمام صرف اُس پر آسان ہوگیا۔ جو شخص محبت مین صادق ہو وہ بجز محبوب اور کسی کے پاس ٹھیراہی نہین کرتا۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ مین نے جنت اور اس کی نعمتوں کی خبر سن لی ہی۔ کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے جنت مین وہ تمام چیزین موجود جنکو جی چاہتا ہی اور آنکھین لطف اٹھاتی رہین۔ لیکن اسکی قیمت کیا ہے۔ اس کا جواب ہم یہ دینگے کہ خدا خود فرماچکا ہے۔ کہ اللہ نے جنت کے بدلے مؤمنین کی جان و مال کو خرید لیا ہے۔ جان ومال اُسے سونپ دے۔ جنت تیری ہوگئی۔ ایک اور شخص نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ ان مین ہوجاؤن جو ذات آلہی کے طالب ہین۔ کیونکہ میرے دل نے باب قرب کو معلوم کرلیا ہے۔ مین محبین کو وہان خلعت پہنے آتے جاتے دیکھتا ہون۔ اُس دروازہ مین داخل ہونے کی قیمت کیا ہی؟ ہم نے جواب دیا کہ اس کی طلب مین سر سے پانون تک اپنے آپ کو صرف کر۔ شہوات و لذات کو چھوڑ کر اسمین فنا ہوجا۔ جنت و مافیہا چھوڑ نفس وہوی و طبیعت اور خواہش دنیوی و اخروی کو ترک کر۔ غرضیکہ ہر شئے کو دلکی پیٹھ کے پیچھے ڈالدے۔ پھر اس دروازہ مین داخل ہوجا۔ تجھے وہ جلوہ نظر آئیگا۔ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سُنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خطرہ گذرا جسکو کامل طور پر یہ مرتبہ ملتا ہی اور جس کے دل کے قدم اس رستہ میں جم جاتے ہیں دنیا و آخرت دونون اس کے ہیں کہ بلا رنج و تعب محض نعمت بنکر اس کے آگے آگے آجاتے ہین۔ اے لڑکے اللہ کا نام لے اور باقی سب کو چھوڑ دے۔ اور یہ کہ جس نے پیدا کیا ہے۔ وہی مجھے ہدایت کریگا۔ اے دنیا مین زہد اختیار کرنے والے جب تیرا دل اس سے نکل کر طالب آخرت ہو تو یہ کہہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہی سیدھا رستہ دکھائیگا۔ اور اے خدا کے طالب اس کی معرفت کے راغب اور ماسوی سے الگ ہونے والے جب تیرا قلب جنت سے الگ ہوجائے اور مولا کا طالب ہو۔ تو یہ کہہ کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ وہی ہدائت کریگا

دشوار رستہ کے باعث اس سے ہدایت طلب کر۔ اے ان دونون رستون مین چلنے کا ارادہ کرنیوالے۔ ان لوگون سی رہبری کا طالب ہو جو ان رستون مین چلنے اور خوفناک مقامات کو معلوم کرچکے ہین وہ کون ہین؟ علم پر عمل کرنیوالے مشائخ جو اپنے اعمال خالص و مخلص ہین۔ ای لڑکے رہبر کا غلام بن۔ اس کے پیچھے رہا کر۔ اسکے آگے اپنی سواری چھوڑ کر ہمرکابی مین چل۔ کبھی دہنے کبھی بائین کبھی پیچھے کبھی آگے رہ اس کی رائے سے باہر نہ ہو۔ اس کے قول کی مخالفت نکر۔ تو اپنے مقصود کو پہنچ جائیگا۔ اور سیدھے رستے سے نہ بہکے گا۔ خدا کی توحید پر قائم رہ۔ تمام کام بنجائینگے اور ساری سختیان دور ہونگی۔ ابراہیم جب ڈھیلی مین بٹھا کر آگ مین پھینکے۔ تو آپ نے تمام وسیلے منقطع کردیئے اور خدا کے سوا اور کسی کی طرف متوجہ نہ ہوے۔ اس لئے اللہ تعالی نے آگ کو حکم دیا کہ ابراہیم کے لئے سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا۔ ای آگ اپنے فعل سے معزول ہو۔ بدل جا۔ اپنی حرارت و ایذا کو روک لے۔ اپنی تیز تلوار اور سوزش کو غضب کو موقوف رکھ۔ عاجز ہو کر سکھڑ جا۔ بلا اذیت ٹھنڈی پڑجا۔ یہ سب توحید و اخلاص کی برکت سی تھا۔ بندہ جب توحید و اخلاص میں کامل ہوتا ہے تو کبھی خدا اسکا ہو جاتا ہی اور اس کی تکوین مین داخل رہتا ہے۔ اور کبھی اللہ تعالی تکوین کو اس کے سپرد کردیتا ہی اور بندہ اپنے نفس کے لئی مختص ہوتا ہی۔ یہ مرتبہ مخلوق مین خواص کے لئے ہے۔ جنت مین جانیوالا جب کسی چیز کو امر کن سے مخاطب کریگا۔ فوراً ہوجائیگی۔ تکوین کی نشان آج دنیا مین ہونی چاہیئے نہ کہ کل جنت مین۔ ابراہیم لڑکپن سے لیکر بڑھاپے تک توکل پر ثابت قدم رہے مخلوق مین سی ہمسائیون وغیرہ نے آزار دیئے۔ فقر اور تنگی معاش کے ساتھ کثرت عیال قحط سالی۔ اور بھائی بندون کی نفرت کے رنج مین مبتلا رہے۔ جو کچھ مین کہتا ہون تم اُسے عنقریب یاد کروگے اور یاد کر کے پچھتاتے رہوگے۔ میری بات سنو۔ مین رسول اور اُس کے خدا کا نائب ہون۔ آلہی مین زمین نیابت مین تجھ سے عفو اور عافیت کا خواہان ہون۔ یعنی جو کچھ کر رہا ہون اس کی بابت عافیت چاہتا ہون۔ تو نے انبیا اور پیغمبرون کو اپنے پاس بلایا ہے۔ اور مجھے پہلی صف مین کھڑا کردیا ہے۔ مین ہر مخلوق کا رنج اٹھاتا ہون اس لئے عفو و عافیت کا خواستگار ہون۔ مجھے شیاطین انس و جن اور جمیع مخلوق کے شر سے محفوظ رکھ۔ آمین (شیخ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا۔ ای زاہد و عابدو۔ خالص عمل کرو۔ ورنہ تکلیف نہ اٹھاؤ۔ تم کو روزہ نماز اور موٹا کھانا پہننا بلا نیت و اخلاص اچھا معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ اس مین نفس و ہوی شامل ہی۔ اہل اللہ اس سے پرے قلبی حیثیت سے ہین۔ وہ حکم کی معیت مین قضا و قدر کے ساتھ گردش کرتے ہین۔ ظاہر و باطن اور سر و علانیہ مین خالق و مخلوق کے ساتھ حدود آلہی کی مخالفت رکھتے ہین ہر بزرگ کو اس کی بزرگی اور ہر حقدار کو اس کا حق دیتے ہیں۔ قرآن کا حق۔ سنت پیغمبر علیہ السلام کا حق اور اپنے باطنی علم آلہی کا حق ادا کرتے رہتے ہین۔ اہل وعیال کو ان کا نفس کو نفس کا۔ قلب کو قلب کا۔ مخلوق کو مخلوق کا حق ادا کر۔ ان کا لازمی کام ہی وہ تفویض و تمکین و حبس و اطلاق اور اخذ و عطا کے مرتبے میں ہین۔ قلوب و اسرار و نفوس پر حدود قائم کرتے ہین۔ مخلوق کے محسن ہین۔ یہ چیز تمہارے کانون اور معلومات سے پرے ہے۔ مومن جب اپنے بھائی کو نصیحت کیا کرتا ہی اور وہ قبول نہین کرتا۔ تو ناصح کہدیا کرتا ہی کہ تو عنقریب میری بات کو یاد کریگا۔ مین اپنا تمام کام خدا کو سونپتا ہون۔ عارف توحید و معرفت کی تلوار لیکر مخلوق کے نفوس سے جہاد کرتا رہتا ہی اور جو ان میں سے اس کے دل مین کھب جاتا ہے اسے بادشاہ حقیقی کے دروازہ پر لیجاتا ہے۔ وہ اپنے بندون کو دیکھ رہا ہے۔ مومن کو عبادت بہت محبوب ہی۔ گھر مین بیٹھنے سے نماز کی طرف اٹھکر چلا جانا اسے بہت پسند ہے۔

اس کا قلب مؤذن کا منتظر رہتا ہے۔ مؤذن خدا کا داعی ہے۔ جب وہ اذان سنتا ہے تو اس کے دل کو فرحت ہوتی ہے
اور وہ مسجدون کی طرف دوڑ جاتا ہے۔ سائل کے آنے سے خوش ہوتا ہے۔ اور اگر اس کے پاس کچھ ہوتا ہے۔ تو دیدیتا
ہے۔ کیونکہ اس نے پیغمبر علیہ السلام کا یہ قول سُن رکھا ہے کہ سائل خدا کا بھیجا ہوا تحفہ ہے اور خوش کیون نہ ہو۔
اُسے تو خدا نے اس لئے بھیجا ہے۔ کہ سائل کی معرفت اس سے قرض مانگے۔ یہ مومن عابد کے آداب ہین۔ اور
عارف کا طریقہ یہ ہے کہ وہ حدود شرع کی اور غیر کو جگہ دینے کی اپنے قلب کی حفاظت کیا کرتا ہے۔ اسے خوف رہتا ہے
کہ کہین اس کے قلب مین غیر کے خوف و رجا اور توکل کو دخل نہ ملجائے۔ وہ خلق اور اسباب کے میل و کچیل سے اپنے
دل کی حفاظت کیا کرتا ہے۔ حالانکہ مخلوق بمنزلہ مریض اور وہ بمنزلہ طبیب ہے اور اسے مردم آمیزی کی ضرورت ہے تاہم
مخلوق سے ملنے کو بُرا جانتا ہے۔ وہ قرب الٰہی کی عزت کے سبب جو اس کی دلی آرزو اور پسندیدہ چیز ہے۔ دنیا اور آخرت کی
زندگانی کو مکروہ جانتا ہے پیغمبر علیہ السلام سے مروی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مومنین سے خطاب کریگا۔ تم نے آخرت
کو دنیا پر اور میری عبادت کو اپنی خواہشون پر مقدم رکھا ہے۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم مین نے جنت تمہارے ہی لئے پیدا کی ہے یہ
قول مومنین کے لئے ہوگا۔ لیکن محبین سے یہ ارشاد کیا جاویگا کہ تم نے دنیا و آخرت اور تمام مخلوق پر مجھے مقدم رکھا ہے خلقت کو
اپنے قلوب و اسرار سے نکالڈالا ہے اب میرا دیدار و قرب تمہارے لئے ہے تم میرے حقیقی بندے ہو۔ بعض اولیاء اللہ جنت کا کھانا کھاتے
اور وہین کا پانی پیتے ہین۔ اور اس کی تمام نعمتون کا نظارہ کرتے رہتے ہیں۔ اور بعض کھانے پینے سے الگ اور مخلوق سے محجوب
ہوکر الیاس اور خضر کی طرح بلا موت زمین پر بستے ہیں۔ ان کے علاوہ اللہ کے اکثر بندے ایسے بھی ہین جو جہان مین مخفی ہیں کہ لوگ انہین
نہین دیکھتے اور وہ سب کو دیکھتے ہین۔ لوگون مین اولیاء اللہ بہت اور اعیان بہت کم ہین بعض اہل اللہ مفرد ہین۔ لوگ ان کے
پاس آتے اور ان کا تقرب ڈھونڈھتے ہیں۔ زمین۔ ان کے باعث اگاتی۔ آسمان ان کے سبب مینہ برساتا ہے اور مخلوق کی
بلائین ان کی طفیل رفع ہوتی ہین ذکر الٰہی اور تسبیح و تہلیل فرشتون کا کھانا پینا ہے۔ یہی حال بعض اولیاء اللہ کا ہے۔ تمہین اس کلام کے
سننے سے کیا حاصل۔ تم مین اکثر ابلیس کے فرزند اور اس کے غلام ہین، نہ تمہین بزرگی ہے نہ اُسے۔ اے بدنصیبو اس کی اطاعت
چھوڑو۔ اس سے جُدا ہوجاؤ۔ اپنے باطنی قدمون سے خدا کے پاس آؤ۔ اور اس سے یہ چاہو کہ اپنی مرضیات کا رستہ دکھائے۔ اپنی
طاعت کرائے۔ دنیا کو مبغوض اور آخرت کو تمہارا مطلوب بناوے۔ ایسے خزانے کی طرف رہبری کرے جو کبھی فنا نہین ہوتا۔ اور ایسا چشمہ
دکھائے جس کا پانی خشک یا تلخ جھاڑ نہین ہوا کرتا۔ پھر جب تم کو یہ سب دیدالے۔ تو دعا کرو کہ آخرت کو تمہارا مبغوض بنائے۔ اور خاص اپنے
لئے اخلاص عمل۔ اپنی محبت اور ترک ماسوای نصیب کرے۔ تو مخلوق اور سبب کا بندہ ہے۔ اگر خدا کا بندہ ہوتا تو تیرے تمام کام اس کے
سپرد اور حاجتین اسکی طرف منتقل ہوتین۔ ایسی بات کیون کہتے ہو۔ جس مین تمہارا فعل و قول کی تکذیب کرتا ہو۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ
کا یہ ارشاد نہین سنا۔ اے مومنو۔ جو بات نہ کرسکو وہ منہ سے کیون کہا کرتے ہو۔ اللہ کے نزدیک یہ بیزاری کا باعث ہے۔ کہ کہو اور کرنہ سکو
تمہاری بیحیائی ہر حال مین کثرت دروغ گوئی۔ اور توحید مین جھوٹ بولنے سے تمہارے فرشتے تعجب کرتے ہین۔ تمہاری تمام باتین
گرانی اور ارزانی اور احوال سلاطین و اغنیاء اور اس سے متعلق ہین کہ فلان شخص نے کھایا۔ اس نے پہنا۔ اس نے نکاح کیا۔ فلان
شخص مالدار ہوگیا۔ اور فلان مفلس قلاش یہ سب بوالہوسی ہے۔ خدا کی بیزاری اور عقوبت کا باعث ہے۔ توبہ کرو۔ گناہوں کو چھوڑ دو

اور محض خدا کی طرف رجوع ہوجاؤ۔ اس کی یاد مین غیرون کو بھلادو۔ میرا کلام سنکر ثابت قدم رہنا ایمان کی اور اُس سے بھاگنا
نفاق کی علامت ہے۔ اے مجھ پر طعن کرنیوالے۔ ادھر آ۔ تاکہ مین اپنی اور تیری حالت کو شرع کی کسوٹی پر لگاؤن۔ پھر جسکی
حالت مشتبہ اور کھوٹی نکلے وہ طعنہ زنی و ترک اور جیتے جی مرجانے کا مستحق ہے۔ بسم اللہ۔ ادھر آ۔ مین باہر نکلتا ہون۔ تو مخنثون
کی طرح سے مجھ سے منہ چھپا کر نہ بھاگ۔ یہ لاشئے اور محض ہوس اور سستی ہے۔ افسوس تیرا حال عنقریب ظاہر ہوگا۔ الٰہی ہم پر رحمت
نازل کر اور دنیا اور آخرت کی رسوائی سے بچا۔ اے لڑکے۔ تیرے کام بے بنیاد ہیں۔ تیری دیوار گر پڑیگی۔ بدعت و
گمراہی تیری بنیاد ہے اور ریاء و نفاق اسکی دیوار۔ اب یہ دیوار کیونکر قائم رہیگی۔ یہ برابر ہوئے اور مقتضائے طبیعت ہے۔
تو ہوی و طبیعت کے اشارے سے کھاتا پیتا اور نکاح و جماع کیا کرتا ہے۔ کسی بات مین تیری نیت درست نہین ہر حال اور
تمام اعمال مین مومن کی نیت درست ہوا کرتی ہے وہ خدا ہی کے حکم سے کھاتا پیتا پہنتا اور نکاح کیا کرتا ہے دنیا و آخرت کے متعلق
اس کا حال یہی ہے وہ دنیا مین بواسطہ شرع خدا کے حکم سے ہر کام کیا کرتا ہے۔ اور آخرت مین بلا واسطہ کریگا۔ وہ دنیا اور سرعت
فنا کو دیکھ اس مین زہد اختیار کرتا اور اپنے حصہ ازلی کو یاد کرتا ہے۔ اور شرع و باطن کی شہادت سے اپنا حصہ لیا کرتا ہے اور یہ کہتا
ہے کہ مجھے اسکی حاجت نہین۔ مین اسے نہین چاہتا۔ اس کا دل دینے پائین ہوتا ہے مگر وہ اس کے لینے پر مجبور کردیا جاتا
ہے یہ اس کا دنیوی حال ہے آخرت مین خدا کی ملاقات تک وہ جنت کو آنکھ بھر کر بھی نہ دیکھے گا۔ ایسا شخص امر یقینی حکم مقدم
اور اشارہ الٰہی سے کسی چیز کو لیا کرتا ہے۔ اس لئے وہ جنت و حور و غلمان اور دیگر خواہشون کا حق ادا کرنے کے لئے امر الٰہی
کو قبول نہین کریگا۔ اور اسمین وقتاً فوقتاً انبیاء و مرسلین و شہداء و صالحین کی موافقت کرتا رہیگا۔ ورنہ بسا اوقات
خدا ہی کے پاس رہیگا جب تو خدا سے ڈریگا۔ تو ہر حال مین کشادگی حاصل ہوگی۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہین سنا۔
کہ جو خدا سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے کشائش اور ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے کہ جہان سے گمان بھی نہین ہوتا۔ اس آیت نے
اس بات پر توکل اور اغنیاء و ملوک پر اعتماد کا دروازہ بند اور توکل کا دروازہ کھولدیا ہے۔ جو اس سے ڈرتا ہے خدا اس
کے لئے کشادگی دیتا ہے مین تمہارے ساتھ کیا کرون تم سے کہان تک کہون۔ اے ناصح اگر تو کسی زندہ کو پکارتا۔ تو اپنا کلام
اسے سنا دیتا۔ لیکن تو جسے پکار رہا ہے۔ اسمین حیات ہی نہین۔ تیرا قلب اسلام و ایمان و ایقان سے خالی ہے تجھے نہ
علم ہے نہ معرفت۔ بلکہ سراسر ہوس ہے۔ اور تیری ساتھ کلام کرنا اسے ضائع کردینا ہے۔ اے منافقو۔ تم توکل کے متعلق فقط
زبان سے کلام کرنے پر قناعت کرچکے ہو اور تمہارے دل مخلوق کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ غیرت الٰہی کے باعث میری دل
مین تمہاری طرف سے غصہ بھرا ہوا ہے۔ اگر تم خاموش رہے اور مجھ سے مزاحمت نہ کی۔ تو فبہا۔ ورنہ مین تمہارے گھر
جلادونگا۔ اے کھاری اور میٹھے پانی مین حائل ہونیوالے۔ ہم مین اور اس مین کہ ہم تجھ پر غصہ کا اظہار کرین۔ اور قضاو
قدر کی بابت تجھ سے جھگڑین۔ حائل ہوجا۔ اور اپنی رحمت کے وسیلہ سے ہم مین اور ہمارے گناہون مین آڑ بنجا۔ آمین
اے لڑکے جب تو اپنے خدا سے ڈرنیوالا ذاکر و موحد اور بلا سے پہلے اس کی جانب اشارہ کرنیوالا ہوگا۔ اور پھر کسی بلا
مین گرفتار ہوجائیگا۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے خطاب کریگا کہ تو ٹھنڈک اور سلامتی بنجا۔ الٰہی ہمارے ساتھ ایسا ہی کر۔ گو ہم
اسکے مستحق نہین۔ ہمارے ساتھ اپنے کرم سے معاملہ کر۔ ہمین عذاب نہ دے۔ اپنے سے دور نہ رکھ۔ ہمارے اعمال کے

مطابق جزا نہ دی۔ آمین۔ جس طرح گنہگار کو توبہ کرنی فرض ہے۔ اسیطرح عارف کیلئے ادب کرنا واجب ہے۔ عارف متادّب کیونکر
نہ ہوگا۔ حالانکہ وہ مخلوق کی نسبت خدا کا زیادہ مقرّب ہے۔ جو جاہل ہو کر بادشاہون کا مصاحب بنے گا۔ اس کا جہل اسی
قتل کرادیگا علی ہذاالقیاس جسمین ادب نہین وہ خالق و مخلوق دونون کا مبغوض ہے۔ جسوقت مین ادب نہ ہو وہ باعث بیزاری
ہے۔ اللہ کے ساتھ حسن ادب چاہیئے۔ ادب کرو۔ آخرت کیجانب متوجہ ہوجاؤ۔ دنیا سے منہ پھیرلو۔ اور کفار کی طرح اسپر نہ جھکو۔
چونکہ انہین دنیا کا حال معلوم نہین اس لئے اس سے پیار و محبّت رکھتے ہین۔ بندہ گناہون لغزشون اور خطاؤن سے توبہ کرتا
دن کو روزہ رکھتا رات کو نماز پڑھتا۔ اور شرعًا حلال کی کمائی کھاتا ہے پھر ترقی کر کے متورّع بنجاتا ہے۔ اسوقت حرام کے
خوف سے اس کی کمائی کم ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد ترقی پاکر منزّہ۔ بعدہ زاہد اور پھر ترقی پاکر عارف اور صرف خدا کا محتاج
ہوجاتا ہے۔ وہ اُسے اپنا ہمنشین بناتا اور اس سے کلام کیا کرتا ہے۔ اس کا دل مخلوق سے خالی ہوتا ہے اور اس سے
بے پرواہ ہو کر خدا کا محتاج رہ جاتا ہے۔ وہ اُسے ارواح انبیاء و اصفیا کے ساتھ بٹھاتا ہے اور یہ اس سے متانس و قریب
ہوجاتا ہے۔ یہ رتبہ چند درچند مراتب کے بعد ملتا ہے۔ افسوس تو ان حالات کو نہین جانتا۔ پھر ان مین کلام کیون کرتا
ہے۔ خدا کو نہین پہچانتا۔ پھر لوگون کو اس کی طرف بلاتا کیون ہے؟ تو فلاں دولتمند اور فلان بادشاہ کے سوا اور کسی کو نہین
جانتا۔ تیرا نہ کوئی رسول ہے نہ خدا۔ تو پرہیزگاری سے نہین بلکہ وجہ حرام سے کھاتا ہے۔ کیونکہ دین کے بدلے دنیا کماتا حرام ہے
مین منافقون کو مٹانے انہین ہموار کرنے اور انکی عقلون کو زائل کرنیوالا ہون۔ میرے معاون اس منافق کے گھر کو اجاڑین
اور اس کے ایسے ایمان کو کھوئین گے جس کا وہ مدعی ہے۔ منافق کے پاس لڑنے کے لئے ہتھیار نہین ہین۔ اور نہ گھوڑا
موجود ہے کہ جس پر وہ سوار ہو کر خالق و مخلوق کے مابین آتا جاتا ہے۔ ظاہر و باطن سبب و مسبب اور حکم و علم کے مابین آمدورفت
کرتا ہے۔ اثر ایمان و عمل ایقان و قوت توحید اور خدا پر توکل و اعتماد آفت کے آنے کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ ایمان
اس دعوی پر گواہ ہے۔ مومن خدا سے ڈرتے اور اسی سے امید رکھتے ہین۔ اپنی حاجتین اسی کے پاس لیجاتے ہین۔ اور
سب کو چھوڑ کر اسی کے دروازہ کی طرف رجوع کرتے ہین۔ کیا ہوگیا۔ تم اپنے خدا کو کیون نہین پہچانتے۔ جو دنیا کو پہچان لیتا ہے
فورًا اُسے چھوڑ دیتا ہے اور جو آخرت کو پہچانتا ہے تو اُسے معدوم ہونے کے بعد موجود خیال کرتا ہے۔ اسلئے چھوڑ دیتا
ہے۔ اور خدا سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ اس وقت اس کی چشم باطن مین دنیا و آخرت متغیر ہوجاتی ہین اور وہ اللہ تعالی کو مکرم
و معظم جان لیتا ہے۔ اسلئے غیر کو چھوڑ کر اسی کا طالب ہوجاتا ہے۔ مخلوق اسکے آگے ذرّہ کی مانند ہوتی ہے وہ ان کو ایسا جانتا ہے
گویا لڑکے مٹی سے کھیل رہے ہین۔ وہ بادشاہون کو معزول۔ اغنیاء کو مغرور اور غیر اللہ سے مشغلہ کرنیوالون کو محجوب سمجھتا ہے
مین دیکھتا ہون کہ تم قرآن و حدیث اور کلام صالحین کے ساتھ کھیل رہے ہو اور یہ کھیل تمہارے جہل کے سبب سے ہے
اگر تم کتاب اور سنت پر عمل کرتے تو عجیب برکت دیکھتے۔ وہ مرضیات الٰہی بجالانے پر صبر کرتے ہین۔ اسلئے اللہ تعالی ان کو
انکے پسند کی چیزین عنایت کردیتا ہے۔ صبر ہو تو خیر و بلا عقوبت ہے اور کے ساتھ کرامت۔ مؤمن قرب الٰہی اور مناجات
کے باعث بلائین نعمت حاصل کرتا ہے۔ اور کبھی اپنی جگہ سے نہین ٹلتا۔ میرے کلام کا بازار بہت مندہ ہے۔ کیونکہ نفسون
اور خواہشون کو کچھ نہین دیتا۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ جس مین نفاق کے بازار لگ گئے ہین۔ اور مین اس دین کے لئے

کوشش کر رہا ہون جسپر ہمارے پیغمبر و صحابہ اور تابعین قائم تھے۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ درم و دینار اکثر لوگون کے معبود بن گئے
ہین یہ اس قوم موسیٰ ع کی مانند ہین جن کے دلون مین بچھڑے کی محبت شربت کے گھونٹ کی طرح اتر گئی تھی۔ اس زمانہ
مین بھی حال درم و دینار کی محبت کا ہے۔ افسوس تو اس بادشاہ سے مال و جاہ کیون طلب کرتا ہے اور مہمات مین اسپر
کیون اعتماد رکھتا ہے۔ حالانکہ وہ عنقریب معزول ہونے یا مرنے والا ہے۔ اس کا مال و ملک و جاہ سب جاتا رہیگا۔ اور وہ
ایسی قبر مین جا رہیگا۔ جو اندھیرے اور وحشت۔ تنہائی اور رنج و غم اور کیڑون کا گھر ہے۔ وہ سلطنت سے ہلاکت کیطرف
منتقل ہوگا۔ ہان اگر اس کی نیّت اور عمل نیک ہین تو اللہ تعالی اپنی رحمت مین ڈھانک لیگا۔ اور حساب مین تخفیف فرمائیگا
اسپر بھروسا نکر جو معزول ہونیوالا ہے۔ اسوقت تیری امید اور مدد معاش سب منقطع ہوجائیگی۔ مومن کی ہمت دنیا اور اہل
دنیا۔ آخرت اور اہل آخرت سب سے اونچی ہوتی ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ اللہ تعالی عالی ہمتون کو محبوب رکھتا ہے۔ اسلئے اس کی
ہمت عالی ہو کر خدا تک پہنچتی اور اس کے آگے سجدہ کرتی ہے۔ پھر جب تک وہ قلب و باطن سے مستدعی نہ ہو اللہ تعالی
اُسے سجدہ سے سر اٹھانے کا حکم نہین دیتا۔ اس کے بعد اُس کے قلب و باطن ریاست و نیابت اور مخلوق مین عزت
عطا ہوتی ہے اور وہ دنیا و آخرت مین رئیس اور دارین مین بادشاہ بن کر زندگی کرتا ہے اے قوم نعمتون پر خدا کا شکر
کرو اور انہین غیرون کی طرف نسبت ندو۔ کیا تم نے خدا کا یہ قول نہین سُنا کہ تمہاری ہر نعمت خدا کی طرف سے ہے۔
فقراء کو تلاش کرکے دے اور اس بات مین کوشش کر کہ کہین تجھ پر اس جھوٹے منافق کا داؤ نہ چل جائے۔ جو مالدار ہو کر
فقر کا اظہار کرتا ہو۔ خلوت نشینی رونے اور ذلیل رہنے مین فقراء کی صورت بناتا۔ جب کوئی ایسا شخص تجھ سے کوئی چیز طلب
کرے۔ تو تھوڑی دیر توقف کر۔ اور اپنے دل سے پوچھ۔ کیا تعجب وہ غنی ہو کر درویشی کا اظہار کرتا ہو سوچ کہ تیرا دل کیا کہتا
ہے اپنے قلب سے فتوی لیا کر۔ خواہ مفتی کیسا ہی فتوی دین۔ مومن مخلوق کو پہچان لیتا ہے۔ ان مین علامتین ہوتی ہین۔ اس
کا قلب جو اشیاء کا پہچاننے والا ہے خدا کے اس نور سے دیکھا کرتا ہے جو اس کے باطن مین موجود ہے۔ افسوس تو
کاہل ہے اس سے تیرے ہاتھ کچھ نہ لگیگا۔ تیرے ہمسایون بھائیون اور اقارب نے سفر کیا۔ تلاش کرتے رہے کاوشین کی۔ آخر خزانون
تک جا پہنچے۔ ایک درہم پر دس بلکہ بیس درہم کا نفع اٹھایا۔ اور بہت سا مال لیکر گھر آئے۔ تو اپنے گھر بیٹھا ہے۔ یہ تھوڑی پونجی
جو تیرے پاس ہے۔ عنقریب جاتی رہیگی۔ اور پھر تو لوگون سے بھیک مانگتا پھریگا۔ خدا کی رہ مین کوشش کر۔ محض تقدیر پر اعتماد
نہ رکھ کیا تو نے اللہ تعالی کا یہ قول نہین سُنا کہ جو لوگ ہماری راہ مین کوشش کرتے ہین۔ ہم ان کو اپنا رستہ دکھا دیتے ہین جلدی
کر اگر لوگ آگے گئے ہین اور انہون نے کام پورا کر لیا ہے۔ ہر چیز خدا کے قبضہ مین ہے غیر سے کچھ نہ مانگ۔ کیا تو نے خدا کا یہ قول نہین
سنا کہ ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے موجود ہین۔ مگر ہم اُسے مقرر اندازہ سے نازل کرتے ہین۔ اسی آیت کے بعد محل گفتگو باقی نہین
رہا۔ اے دنیا و درہم کے طالب یہ دونون ہی خدا کے قبضہ مین ہین۔ ان کو مخلوق سے نہ مانگ۔ اور ان کے ساتھ انکی طلب
مین زبانی شرک نہ کر۔ اسباب پر اعتماد نہ رکھ۔ اے مخلوق کے خالق اے مسبب الاسباب ہمکو مخلوق و اسباب کے ساتھ شرک کی
قید سے نجات دے۔ دنیا و آخرت مین نیکی عنایت کر۔ اور عذاب دوزخ سے بچالے (شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تم دار الحکمۃ
مین ہو۔ اس لئے واسطہ کی ضرورت ہے۔ اپنے معبود سے ایسا طبیب طلب کرو۔ جو تمہاری باطنی بیماریون کا علاج کرے۔ ایسا

ایسا چارہ ساز۔ اور رہبر چاہو۔ جو تم کو دوا دے اور سیدھا راستہ بتلائے۔ تمہارا دستگیر ہو۔ اسکے مقربوں ادب دینے والوں۔ اس
کے دروازہ کے دربانوں کا تقرب ڈھونڈو۔ تم اپنے نفسوں۔ خواہشوں اور طبیعتوں کی خدمت و متابعت پر رضامند ہو۔ میں
تمہارے اخلاق کو درست اور دین الٰہی کے متعلق تمکو بے شرم و بیباک بناتا ہوں۔ اُن لوگوں کی نہ سنو۔ جو تمہارے نفسوں کو خوش
کرنے اور ان کے آگے چیونٹی کی طرح ذلیل ہوتے ہیں۔ نہ اُن کو خدا کا حکم سناتے ہیں اور نہ منہیات سے روکتے ہیں۔ اور اگر ایسا
کرتے بھی ہیں تو محض نفاق و تکلف ہوتا ہے۔ خدا اُن سے اور تمام منافقین سے زمین کو پاک کردے یا ان پر رحمت کرے
اور اپنے دروازہ کا رستہ دکھائے۔ جب میں کسی اللہ اللہ کرنیوالے کو یہ سنتا ہوں کہ وہ غیر کی طرف متوجہ ہے۔ تو مجھے بڑی غیرت
آتی ہے۔ اے ذاکر خدا کے پاس رہ کر اس کو یاد کیا کر۔ زبان یا قلب سے غیر کے پاس رہ کر اس کا ذکر کرنا درست ہے۔
میری نزدیک دوست دشمن سب برابر ہیں۔ روئے زمین پر نہ میرا کوئی دوست ہے نہ دشمن۔ یہ دعوی صحت توحید اور مخلوق
کو عاجز سمجھنے کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ تمام متقی میرے دوست اور خدا کے سارے نافرمان میرے دشمن ہیں۔ وہ میرے ایمان کا
دوست ہے اور یہ دشمن۔ الٰہی اس مرتبہ کو میرے لئے ثابت اور مجھے اسپر مضبوط رکھ۔ اسے دائمی عطیہ بنا دے۔ عاریت نہ کر۔
یہ چیز دعوی و آرائش اور آرزو و ناموری۔ اور القاب و زبان درازی سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ صدق و اخلاص۔ اور
ترک ریا و عداوت نفس و ہوی و شیطان سے ملا کرتی ہے۔ عاقل ہو۔ نہ تم اہل دل ہو۔ اور نہ تمہارے پاس دلوں کے
پھیرنے والے کی معرفت ہے۔ ہمارے نفس ریاضت و تعلیم یافتہ نہیں ہیں۔ بلکہ تکبر و عظمت سے پُر ہیں۔ خدا کے رستہ میں
انانیت و دعوی اور میرا اپنا کچھ نہیں ہے۔ اس میں تو سراسر محو و فنا ہے۔ ابتدا میں ضعف ایمان کے وقت لا الہ الا اللہ
اور انتہا میں قوت ایمان کے وقت لا الہ الا انت۔ کیونکہ وہ مخاطب حاضر اور موجود ہوتا ہے۔ جو مخلوق سے طلب کیا
کرتا ہے۔ وہ خالق کے دروازہ سے اندھا ہے۔ اس نے نہ خدا کی طاعت کی نہ اس کے پاس رہا۔ اگر جوانی میں طاعت کرتا
تو اللہ تعالی بڑھاپے میں اُسے غنی کر دیتا۔ وہ خدمت نہ کرنیوالوں کو دیا کرتا ہے۔ تو کرنیوالوں کو کیوں نہ دیگا۔ مومن بڈھا
ہو کر قوی الایمان اور قرب الٰہی کے باعث مخلوق سے بے پروا ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ ایک ذرہ ایک لقمہ۔ ایک گدڑی اپنے
نہ رکھتا ہو۔ مگر سب سے مستغنی ہوتا ہے۔ میری قول سے آگہی حاصل کرو۔ اور اسے پس نہ ڈالو۔ میں بالکل سچ سچ کہہ رہا ہوں اور
اپنے تجربہ سے بیان کر رہا ہوں۔ تم میں اکثر لوگوں کو محجوب پاتا ہوں۔ لوگ اسلام کے مدعی ہیں۔ مگر اسکی حقیقت سے واقف
نہیں افسوس مسلمان نام رکھوا لینا تم کو نفع نہ دیگا۔ تم باطن کو چھوڑ کر اسلام کی ظاہر شرطوں پر عمل کرتے ہو۔ تمہارا عمل کسی کام
کا نہیں۔ صالحین کے نزدیک لیلۃ القدر کی ایک علامت ہے۔ اللہ تعالی بعض بندوں کی آنکھوں سے پردہ اُٹھا لیتا ہے
جس سے وہ فرشتوں کے علموں۔ اُنکے چہروں آسمان کے دروازوں کا نور اور تجلی خاص دیکھ لیا کرتے ہیں۔ کیونکہ اس
رات زمین پر خاص تجلی ہوتی ہے۔ بندہ جب خدا کو پہچان لیتا ہے۔ تو اللہ تعالی اُسے پورا قرب کامل عطا۔ پوری محبت اور
کامل عزت عنایت فرما دیتا ہے۔ پھر جب وہ ان مراتب پر سکونت کر لیتا ہے تو اُسے اسکی ذات سے جدا کر کے اپنا محتاج بناتا
اپنی طرف پھیر لیتا اور اپنے اور اس کے مابین پردہ ڈال دیتا ہے۔ اس سے اُسے آزماتا۔ اور اس کے عمل کی کیفیت
کو دیکھا کرتا ہے۔ کہ دیکھیں بھاگتا ہے یا ثابت قدم رہتا ہے۔ اگر ثابت قدم رہتا ہے تو اس سے پردہ اُٹھاتا۔ اور اُسی

پہلے مرتبہ کیطرف لے آتا ہے۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھ پر میرا کیا احسان ہے۔ بندہ اور اُسکی مملوک
چیزیں سب خدا ہی کی ہیں۔ چونکہ اُنہوں نے اپنا نفس خدا کے سپرد فرما کر اپنے اختیار و مزاحمت کو زائل کر دیا تھا۔ اور
اسپر رضامند ہو گئے تھے۔ کہ خدا ان کے متعلق قضا و قدر کا متولی رہے۔ اس لئے اُن کا دل درست اور نفس مطمئن
ہو گیا تھا۔ انہوں نے اس قول پر عمل کیا۔ کہ میرا ولی وہ خدا ہے جس نے قرآن نازل کیا اور وہ صالحین کا متولی ہے۔ فضیل
بن عیاض سفیان سے ملکر کہا کرتے تھے کہ آؤ ہم یہ سوچ سوچ کر روئیں کہ خدا جانے علم الٰہی ہمارے متعلق کیا ہے۔ یہ نہایت
اچھا قول ہے۔ یہ عارف باللہ اس کے عالم اور اس کے تصرفات سے واقف شخص کا کلام ہے۔ جس علم الٰہی کی طرف فضیل
نے اشارہ کیا ہے وہ حدیث قدسی کا یہ فقرہ ہے۔ کہ یہ لوگ جنت کے لئے ہیں اور یہ دوزخ کے مجھے نہ ان کی پرواہ ہے
نہ انکی۔ اُسنے سب کو ایک جگہ مخلوط کر دیا ہے۔ اب یہ معلوم نہیں کہ ہم کون سے فرقہ میں ہیں۔ اہل اللہ اپنے ظاہری اعمال
پر مغرور نہیں ہوا کرتے۔ کیونکہ اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ بہت لوگوں کے معبود اُن کے بادشاہ ہیں یا ان کی دنیا اور
غنا تندرستی اور قوت ان کا معبود ہے۔ افسوس تم نے فرع کو اصل۔ مرزوق کو رازق۔ مملوک کو مالک۔ فقیر کو غنی۔ عاجز
کو قوی۔ مردہ کو زندہ سمجھ رکھا ہے۔ تمہارے لئے کوئی بزرگی نہیں۔ ہم تمہارا اتباع نہ کرینگے اور تمہارا مذہب نہ لیں گے۔ بلکہ
ہم سلامتی و سنت و ترک بدعت اور عمل توحید و اخلاص اور ترک ریا و نفاق کے اونچے مقام پر تم سے الگ جا بیٹھیں گے
ہم مخلوق کو عجز و ضعف اور ناچاری کی آنکھ سے دیکھینگے۔ اگر تو دنیا کے جابروں۔ فرعونوں۔ بادشاہوں۔ اور مالداروں کی
عظمت کریگا۔ اور خدا کو بھولیگا۔ اسکی تعظیم نہ کریگا۔ تو تیرا حکم وہی ہے جو بت پرستوں کا۔ تو جس کی عظمت کریگا۔ وہ تیرا بُت
بنجائیگا۔ بتوں کے خالق کی پرستش کر تمام بُت تیرے سرنگوں ہو جائیں گے خدا کا مقرب بن۔ مخلوق تیری مقرب بنجائیگی۔ تو جس قدر
خدا کی تعظیم کریگا مخلوق اسیقدر تیری عظمت کریگی۔ تو جس قدر تو اسے چاہیگا۔ اسیقدر خلقت تجھ سے محبت رکھیگی۔ جتنا اس سے
خوف کریگا۔ اسیقدر مخلوق تجھ سے ڈریگی۔ جس قدر اُس کے اوامر و نواہی کا احترام کریگا۔ اسی قدر مخلوق تجھے محترم جانے گی۔
خلقت تیرے تقرب الٰہی کے مطابق تیری مقرب اور تیری طاعت کے مطابق تیرے مطیع ہو جائیگی۔ موت کا ذکر امراض
نفسانی کی دوا۔ اور نفس کے سر پر بمنزلہ گرز ہے۔ میں برسوں رات دن موت کو یاد کرتا رہا۔ آخر اس کی یاد سے فلاح پائی
اور اپنے نفس پر غالب آگیا۔ میں بعض راتوں میں سے صبح تک موت کو یاد کر کے رویا۔ اور یہ دعا کی۔ کہ الٰہی ملک الموت میری
روح قبض نہ کریں۔ بلکہ تو قبض کرے۔ اس کے بعد میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں ایک تر و تازہ اور خوبصورت بوڑھے کو دروازہ
سے آتے دیکھا میں نے کہا تم کون ہو؟ جواب دیا۔ ملک الموت۔ میں نے کہا میری تو خدا سے یہ دعا تھی کہ وہ خود میری جان لے
ملک الموت روح قبض نہ کریں۔ ملک الموت نے جواب دیا۔ کہ تم نے یہ سوال کیوں کیا۔ اور مجھ میں کیا قصور دیکھا۔ میں تو ایک
محکوم بندہ ہوں۔ بعض لوگوں پر نرمی کرتا ہوں اور بعض پر سختی۔ پھر مجھے گلے لگا لیا اور میرے ساتھ رونا شروع کر دیا۔ بعدہٗ بیدار ہو کر
میں نے اپنے آپ کو روتا پایا۔ امام احمد بن حنبل کا قول ہے۔ کہ وہ لوگ مجھ پر نہایت گراں گزرے ہیں کہ جن کے سینوں میں
قرآن ہو۔ اور دلوں کو حب دنیا نے پھونک دیا ہو۔ ایسے دینی بھائی زیادہ پیدا کر جو نایاب ہوں۔ نماز میں قائم رہیں۔ رکوع
اور سجدہ کرنیوالے ہوں۔ لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی المنکر کیا کریں۔ جن کے ہاتھوں کو پرہیزگاری نے کمائی سے روک رکھا ہو

اور جن کی ہمتین خدا کی طلب مین مقید ہون اپنا مال ایسون پر صرف کرو۔ کل کو خدا کے گھر سے انہین دولت ملیگی۔ (ایک سائل نے پوچھا کہ خوف کی آگ سخت ہی یا شوق کی) فرمایا۔ مرید کے لئے خوف کی۔ اور مراد کے لئے شوق کی۔ یہ اور شئے ہی اور وہ اور شئے۔ اے سائل تیری پاس کونسی آگ ہی۔ اے اسباب پر بھروسہ رکھنے والو۔ تمہین نفع وضرر دینے والا ایک ہے۔ تمہارا بادشاہ۔ حاکم اور معبود ایک ہے۔ کیا تم نے اس کا یہ قول نہین سنا کہ جو اپنے پروردگار کی ملاقات کا امیدوار ہو اس کو چاہیئے کہ نیک عمل کرے اور اس کی عبادت مین کسیکو شریک نہ ٹھیرائے۔ تجھ مین اور تیرے خدا مین صرف اتنا فاصلہ ہے کہ تو اپنے آپ کو چھوڑتے ہی اُسے دیکھ لیگا۔ (سائل نے کہا مین اپنے آپ کو کیونکر چھوڑون؟) فرمایا مخالفت نفس ومجاہدہ اور اس کی بات کا جواب نہ دینے سے تو اپنے نفس کو چھوڑ سکتا ہے۔ اس کی خواہشون۔ لذتون اور رعونتون کو قبول نہ کر۔ اسوقت ذلیل تیری قلب کے آگے سے ہٹ جائیگا۔ گوشت لوتھڑا بنکر بلا حس وحرکت آگے پڑا رہیگا۔ اسوقت روح مین طمانیت سرایت کریگی۔ کیونکہ جب اُسکے وجود کی روح نکلجاتی ہے تو روح مین طمانیت آجاتی ہے اور اسحال مین نفس وروح اپنے پروردگار کو دیکھ لیتے ہین نفس جب مطمئنہ اور موافق ہو جاتا ہے۔ تو اسمین پہلی روح کے سوا ایک نئی روح پھونکی جاتی ہے۔ یہ ربوبیت کی روح عقل کی روح مخلوق مین زہد کی روح۔ وجود مع اللہ کی روح۔ اس کی طرف اطمینان رکھنے اور غیر سے نفرت کرنے کی روح ہے۔ جو شخص عمل مین سچا ہے وہ مشائخ کو رخصت کرتا اور اُن سے تجاوز کرجاتا ہی اور اشارہ سے یہ کہتا ہے کہ تم اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ تا کہ مین اس مقام تک پہنچ جاؤن جسکی طرف رہنمائی کی ہی۔ مشائخ گویا دروازے ہین۔ پھر کیا یہ اچھی بات ہی کہ تو دروازہ کو پکڑ لے۔ اور گھر مین داخل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے لوگون کیلئے مثالین بیان کی ہین۔ خدا و رسول پر ایمان لے آؤ۔ ان کی خبرون کو سچا جانو۔ خدا تک پہنچنے کی بنیاد ایمان ہے۔ تمام بھلائیون کی بنیاد ایمان ہی۔ اخلاص نبوت کی اور نبوت رسالت کی اصل ہے اور یہی اخلاص ولایت وابدالیت اور غوثیت وقطبیت کی جڑ ہے۔ علی بن فضیل بن عیاض کی وفات کے بعد اُن کو ان کے باپ نے خواب مین دیکھ کر یہ پوچھا۔ کہ خدا نے کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ مین نے بندہ کے حق مین خدا سے بہتر کسی کو نہین پایا۔ اے لڑکے خدا کے سوا اور کسی چیز مین مصروف نہ ہو۔ دنیا اسی کی ہے۔ اور رزق اس کی مخلوق ہی۔ اسنے روزی مقرر کردی ہے۔ ملائکہ تیری رزق کے موکل ہین۔ خیر وشر اسی کی جانب سے ہے۔ بندہ پر راستون کے تیر برسائے جاتے ہین۔ پھر جب وہ اپنی آنکھین بند کرلیتا ہے۔ تو طبیب قرب اسکے زخمون کا علاج کرتا طبیب محبت اُسے اٹھاتا۔ اور طبیب شوق اُسے ملا دیتا ہے۔ ابتدا تکلیف کے ساتھ ہے۔ جنت تکالیف سے ڈھانکی گئی ہے۔ تو قرب الٰہی مین تکلیفین کیونکر نہونگی۔ مومن قریہ دنیا مین بادشاہ کا عامل ہے۔ جب اس کا باطن آسمان اور قلب زمین بنجاتا ہے۔ تو اس کا قلب آسمان باطن کی ضیافت کا کھانا کھایا کرتا ہے۔ وہ جب چاہتا ہے۔ ان دونون کو جمع کرلیتا ہے۔ پھر وہ رحمت خداوندی کو اپنے قریب دیکھتا ہے اور اس صورت سے ہاتھ پھیلاتا ہی گویا کسی کے گلے لگ رہا ہے۔ اس کے بعد فرمایا۔ ای اہل مجلس ہمین معذور سمجھو۔ مین حال اور حیات کی قید مین ہون۔ مین آجکل گونگا بہرا ہون۔ مین نے اپنے باپ آدم کو دیکھا۔ یہ فرما رہے ہین کہ اے لڑکے تو نے صحیح طور پر مجھ سے اپنا نسب ملا دیا وحشت ضروری امر ہے۔ جب موت آئیگی۔ تو تمام ملنے جلنے والے اور یگانے تجھے چھوڑ دینگے۔ اُنکے چھوڑ جانے سے پہلے تو خود

انہین چھوڑ دے۔ اس وقت تیری قبر خدا کی طرف کا رستہ اور دہلیز بنجائیگی۔ مرنے سے پہلے مرجا۔ اپنے نفس اور یگانون بیگانون کی طرف سے مرجا۔ زندہ ہو جائیگا۔ اور اسوقت تیرا حال اس مردہ کا سا ہوگا کہ جس کو سابقہ ازلی کا ہاتھ لقمے دیتا اُلٹ پلٹ کرتا اور اس کے ارادہ بغیر اُسے اس کا حصہ عنایت کردیتا ہے۔ جب یہ پورا ہو جاتا ہے تو قرب الٰہی اور اس کی معرفت کے باعث حیات ملتی ہے۔ یہ پرندا الگ رہتا ہی اس کی پروا نہین کرتا۔ کہ قیامت قائم ہوئی یا نہوئی۔ موت پیدا ہوئی یا نہ ہوئی۔ اسکے پاس وصل الٰہی کا مشغلہ ہی اور احکام الٰہی اسی طرح محفوظ ہین۔ وہ پاک ذات ہی۔ جس نے تم کو اپنے حکم سے سیر کرائی اور علم کے باعث صحت دی۔ تم سے بعض لوگ مکر سے کمل کا لباس پہن کر صالحین کی صورت بناتے ہین۔ مگر وہ ہمارے نزدیک کافر ہین۔ گاہے گاہے بندہ اپنی کمائی مین سے کھاتا ہے اور اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہی۔ اس کے بعد اپنی کمائی اسپر حرام ہو جاتی ہی اور اسے حکم ہوتا ہے کہ تنکا دین کا خزانہ کھول۔ علم کے خزانہ مین سے لے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ جہانتک ہوسکے دنیا کے غمون سے فارغ ہو جاؤ۔ یعنی موت اور اس کے ماسوی۔ پلصراط اور اس کے ماسوی کو یاد کیا کرو۔ آخرت کو اُسکی نعمتون اور عذاب کے ساتھ یاد رکھو۔ طہارت قلب وباطن اور مجاہدۂ نفس ومحاربۂ شیطان کے باعث دنیا سے الگ ہوکر خدا سے مشغول ہو جاؤ۔ خالص خدا کے لئے ہوکر اسکی طرف رجوع کرو۔ خلقت کو معدوم جاننا سب سے الگ ہونا اور طبیعت کا بدلکر فرشتون کی سی طبیعت بنجانا عین توحید ہے۔ اسکے بعد فرشتون جیسی طبیعت سے الگ ہونے اور خدا سے ملنے کا مرتبہ ہے۔ اسوقت خدا جانے وہ تجھے کیا کچھ پلا دیگا۔ اور تو اعمال ظاہرہ کے علاوہ دیگر اعمال کے ساتھ مخصوص کیا جائے گا۔ اسلام ظاہر ہے۔ اور ایمان اس کی قوت۔ اس کے بعد معرفت الٰہی ہے۔ پھر وجود باللہ جب یہ مرتبہ ملگیا۔ تو سراسر اُسی کے لئے ہو جائیگا۔ مومن اپنے کسب وسبب سے کھاتا اور یہ جانتا ہے کہ یہ سب خدا ہی کیطرف سے ہے۔ جب یہ مرتبہ قوی ہوتا ہی تو توکل سے کھاتا اور اسے خدا کیطرف سے خیال کرتا ہے اور نظر پہلی نظر سے متغیر نہین ہوتی اگر وہ ہزار برس دجلہ مین بیٹھا رہی تو بھی اس کا دل خدا ہی سے علاقہ رکھے گا۔ نصیحت قبول کرلے۔ خدا تجھ پر رحم کریگا۔ جب تو قضا وقدر کے متعلق خدا سے معارضہ کرتا ہی۔ تو تو کونسا منہ لیکر اس سے ملیگا۔ معارضہ اور مجادلہ چھوڑ دے۔ عزیر علیہ السلام نے پیدائش کی بابت اس سے معارضہ کیا۔ کہ وہ مخلوق کو پہلے پیدا کرتا۔ اور پھر معدوم کردیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کے دفتر سے ان کا نام کاٹ دیا۔ اور سو برس تک مردہ رکھا۔ پھر زندہ فرماکر پہلا مرتبہ عنایت کیا۔ استغفار کو اپنی زبان کا۔ اعتراف کو قلب کا اور سکوت کو باطن کا شیوہ بنالے۔ ذکر پہلے زبان سے شروع ہوتا ہے۔ اور پھر قلب کیجانب متعدی ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد دلی محبت وشوق زبان کی طرف متعدی ہوتے ہین۔ مین اکثر مشائخ کی صحبت مین رہا ہون ان مین کسی کے دانت کی سفیدی نہین دیکھی۔ بعض ان مین اچھے کھانے کھاتے مگر مجھ کو ایک نوالہ نہین چکھاتے تھے۔ لوگو ادب حاصل کرو۔ غیر کو چھوڑ دو۔ غیر کا پیٹ بھر اور خود بھوکا رہ۔ غیر کو عزت دے اور خود ذلیل رہا کر۔ غیر کو بے نیاز کر خود محتاج رہ۔ مین تم کو اس لئے تربیت وتہذیب سکھاتا اور تعلیم دیتا ہون۔ مین آج قطعًا کہتا ہون کہ تم مجھ کو نفع وضرر نہین پہنچا سکتے۔ میرے رزق مین ایک ذرہ کمی بیشی نہین کرسکتے۔ مین نے اس کے بعد تم کو نصیحت شروع کی ہے مین نے جنگلون مین رہتے وقت اس خیال کو مضبوط کرلیا ہے۔ شہوات کا حاصل کرنا دل کو سخت بنانے کو مقید عقل

عقل کو زائل۔ نیند اور غفلت کو زیادہ۔ حرص کو قوی اور امید کو دراز کر دیتا ہے اے زندان ہونی کے قیدی۔ اے مخلوق کے بندی۔ اے انجام سے ناواقف۔ ای خالق و مخلوق اور اپنے نفع و نقصان سے بیخبر۔ اگر تو عاقل نہین ہے تو عقل حاصل کر۔ موت کو یاد رکھ۔ اسکی یاد نیکی و سلامتی کی کنجی ہی۔ جب تو موت کو یاد کرے گا۔ تو فضول باتین جاتی رہین گی حرص اور امید کم ہوگی تو تو رجوع کریگا۔ اور اپنے تمام کام خدا کو سونپ دیگا۔ اے لڑکے۔ جب تک تو اسکی نعمتون کا اقرار نہ کری اور وہ نعمتین تجھ کو توحید مین غرق نہ کردین ہرگز نجات نہ ہوگی۔ جو اس کی شکایت کرے اس سے مناظرہ اور جھگڑا کرتا رہے وہ اس کا دوست نہین ہے۔ محبت اور شوق اور اس کا قرب اس حال مین ثابت نہین ہوتا۔ جب محبت ہوتی ہی تو قضا و قدر نازل ہونے وقت الم نہین ہوتا۔ اور معارضہ و تہمت کچھ نہین رہتا۔ تیرا ہر قدم قبر کی طرف بڑھتا ہے۔ تو قبر کی جانب سفر کر رہا ہی۔ بعض صوفیہ کا قول ہے عارف کو اس کی نیکیان قبول و رد اور تعریف و مذمت کی طرف متوجہ نہین ہونے دیتین۔ جب نفس زائل ہوتا ہی تو اس کا ٹھکانا امر الٰہی ہو جاتا ہے۔ پھر جب دنیا زائل ہوتی ہی۔ تو اس کا ٹھکانا آخرت اور جب آخرت زائل ہوتی ہے۔ تو اس کا ٹھکانا قرب الٰہی ہی۔ وہ اس قرب سے مونس ہوتا اور راحت پاتا ہے۔ نماز آدھا رستہ طے کراتی ہے روزہ دروازہ پر جا کھڑا کرتا ہے۔ اور صدقہ منزل قرب مین داخل کر دیتا ہے۔ یہی قول بعض مشائخ کا ہی۔ خدا کا رستہ طے کرنے کے لئے صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ اے وحدت و غربت۔ افسوس اس رستہ پر کوئی چلنے والا ہی نہین اگر حکمت کی حفاظت منظور ہوتی تو یوسف علیہ السلام کا پیمانہ تمہارے اسرار و اعمال سب بتا دیتا۔ لیکن حکمت علم کے دامن کی پناہ مین ہے۔ تاکہ ظاہر نہو۔ کبھی باوجود نعمت زہد منعم کا شغلہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ نعمت اس سے چھین لیجاتی ہے۔ تاکہ اس مین مصروف نہو جائے اس کے بعد وہ دائمی مشغلہ کے باعث مقرب الٰہی ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اسے مرتبہ تکوین عنایت کرتا ہے۔ میرا کلام تم کو پس پشت ڈالنے اور تمہین اپنی نظر سے گرا دینے کے بعد صادر ہوا ہے۔ اسی لئے مین نے تمہاری دنیا اور آخرت سے تجاوز کیا ہے۔ مین نے تمہاری طرف دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ ضرر و نفع اور دینا نہ دینا تمہارے اختیار مین نہین بلکہ تمام تصرفات خدا کے قبضہ مین ہین۔ تم خدا ہی کے حکم سے کسی کو ضرر پہنچا سکتے ہو۔ اس لئے مین نے خدا کی طرف رجوع کر لیا۔ پھر مین نے دنیا کو دیکھا تو اُسے فانیہ زائل ہونے اور جاتے رہنے والی۔ قاتلہ اور دھوکا دینے والی پایا اس لئے اس کے پاس ٹھیرنے سے انکار کیا۔ کیونکہ وہ جلد کوچ کرنیوالی ہے۔ البتہ مین آخرت کے پاس تھوڑی دیر ٹھیرا تھا۔ مگر نظر تامل سے دیکھا تو مجھے اس کا عیب معلوم ہوگیا۔ یعنی وہ مخلوق و مشترک ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسمین نفس کی خواہشین اور آنکھون مین لطف پیدا کرنے والی چیزین تیار کی ہین۔ کیونکہ وہ خود فرماتا ہے۔ کہ جنت میں وہ تمام سامان موجود ہین جن کی نفس خواہش کرتے ہین اور جن سے آنکھین کیفیت اٹھاتی ہین۔ مین نے سوچا کہ اسمین قلب کی خواہش کہان ہی۔ اسلئے اس سے مُنہ پھیر کر اس کے مولا اور خالق کیطرف متوجہ ہوگیا۔ جب بندہ خدا سے ڈرنے لگتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے جہل کے بدلے علم۔ بُعد کے بدلے قرب۔ خاموشی کی جگہ ذکر۔ وحشت کی جگہ اُنس اور ظلمت کی جگہ نور عنایت کر دیتا ہے۔ ای نفس و ہوٰی اور ای طبیعت و قصد اگر تم توحید اور مخلوق سے الگ ہو کر خدا کی طرف فرار پکڑتے اور ترک ملاقات خلق پر قناعت کروگے تو مین بجاروبیت خداوندی کسی سے ایک لقمہ بھی نہ لونگا۔ اور اگر ایسا نہ ہوا۔ تو مین کھانے پینے

کی قسم کھالون گا۔ اور جب تم فنا ہو جاؤ گے۔ تو اپنے باطن کے ساتھ خدا کی طرف اڑ جاؤنگا۔ پیغمبر علیہ السلام کے دین کی دیوارین گر پڑی ہین۔ اور بنانیوالون سے فریاد کر رہی ہین۔ آپ کی نہر کا پانی خشک ہوگیا ہے۔ خدا کی عبادت اول تو ہوتی ہی نہین اور ہوتی ہے تو ریا و نفاق کے ساتھ۔ اس دیوار کے چننے۔ نہر کھودنے اور اہل نفاق کو شکست دینے مین کون معاون ہے؟ مین اُس علم سے کلام کر رہا ہون جس کے بیان کی تجھ کو طاقت نہین۔ تو اس کی تعلیم کسی فرشتہ کو نہین دے سکتا اور نہ کسی پر اُس کا اظہار کر سکتا ہی۔ تیرا قلب بمنزلۂ طور ہی۔ کہین شیطان اُسے نہ دیکھ لے۔ ورنہ خراب کر دیگا اور بادشاہ اسپر نظر نہ ڈالے ورنہ مغلوب کر دیگا۔ اپنے دوست اور کلیمؑ کی مناجات و تجلی کے باعث اللہ تعالیٰ نے طور کی قسم کھائی ہے۔ قلب جب خدا کو پہچان لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے اسقدر وسعت دیتا ہے کہ جن و انسان اور فرشتے سب اسمین سما جاتے ہین۔ پھر جب کوئی شئے اُسے روکنے والی نہین ہوتی اور وہ کسی چیز کو نہین دیکھتا۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے اپنا مقرب بنا لیتا ہے۔ کیا تو نے عصاء موسیٰ کا حال نہین سُنا۔ کہ وہ لکڑیون کے انبار کے انبار نگل گیا۔ مگر متغیر نہین ہوا

سوال کامل بلاح نے کہا حسن بصری کا قول ہی کہ جو عالم زاہد نہین ہوتا وہ اہل زمانہ کے لئے باعث عذاب ہو جاتا ہے۔ اسکا کیا سبب ہی؟ فرمایا۔ یہ سبب ہی کہ وہ بلا اخلاص و عمل کلام کرتا ہے۔ ایسا کلام لوگون کے دلون مین جگہ نہین پکڑتا۔ اسلئے وہ سنتے ہین اور عمل نہین کرتے۔ قلب صحیح اور منور ہو کر مخلوق کے گناہون کی آگ اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح مومن کا نور پلصراط سے گذرتے وقت دوزخ کی آگ بجھا دیگا۔ بعض کا قول ہے کہ نفس و شہوت اور مخلوق کی مخالفت اور اچھے رفیق کی صحبت خلوت نشینی ہی۔ پھر اسکے بعد مرتبۂ قعود ہے۔ خلوت آخرت کا رستہ ہے اور نفس و ہوٰی رفیق طریقت ہو نہین سکتے۔ اس لئے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے۔ شیطان خود دشمن ہے اس لئے لائق صحبت نہین۔ خواہشین آفات ہین جو رستہ مین دانائی کی آنکھ پھوڑ دینگی۔ مخلوق راہزن ہے۔ اسلئے خواہش کو خلوت کے دروازے پر چھوڑ دے۔ پھر اکیلا آگے بڑھ خلوت مین اپنے مونس کو دیکھ لیگا۔ حواریون نے حضرت عیسےٰؑ سے کہا۔ کہ ہمین سب سے بڑا علم سکھائیے۔ فرمایا خوف الٰہی۔ رضا بالقضاء اور خدا کے لئے دوستی سب سے بڑا علم ہے۔ تو زندیق ہے۔ کہ خلوت مین گناہ کرتا ہے اور ظاہر مین عبادت و زہد جتاتا ہے۔ شاید انجام سے نڈر ہے۔ قسمتین اللہ تعالےٰ کے قبضہ مین ہین۔ اس کی مثال یہ ہی کہ ایک شخص خراسان مین رہتا ہے اس کے رشتہ کا ایک ایسا مالدار شخص جس کا وارث اس خراسانی کے سوا اور کوئی نہین۔ عراق مین مر گیا۔ اس کا مال اسی خراسانی کو ملیگا۔ حالانکہ اُسے اس مال کی پہلے سے خبر بھی نہ ہوگی۔ تم عوام مین داخل ہو۔ تم سے کھانے پینے پہننے کے متعلق کلام کرنا چاہیئے۔ ہم پر امر الٰہی غالب ہے۔ اس لئے ہم کچھ اور کہہ رہے ہین۔ قلب نفس کا کھانا قے کے رستے نکال دیتا ہے۔ تاکہ وہ خدا کی طرف رجوع کرے۔ تیرے دل مین جب کسی کی محبت اور کسی کا بغض پیدا ہوتا ہے۔ تو تو کیا کرتا ہے؟ اپنی طبیعت کے کہنے سے محبت پیدا کر لیتا ہے۔ اور اسی کے اشارے سے دشمنی باندھ لیتا ہے۔ یہ اچھی بات نہین۔ تمام اشیاء کو قرآن و حدیث کے روبرو پیش کر۔ اگر ان کے مطابق نکلے فبہا۔ ورنہ ان سے رجوع کر لے۔ پس اگر وہ صحت کا فتویٰ دین تو قلب کی جانب رجوع کر جب قلب قرآن و حدیث پر عمل کریگا تو مقرب ہو جائیگا اور جب مقرب ہوگا۔ تو اسے علم حاصل ہو جائیگا۔ اور جب علم حاصل ہوگا۔ تو اپنے نفع و نقصان کو دیکھ لیگا۔ حق و باطل اور شیطان

ورحمان کا حصہ الگ الگ معلوم ہوگا۔ اسے اپنا قرب خدا سے اور خدا کا قرب اپنے سے ضرور نظر آئیگا۔ وہ ہمیشہ خدا کے ساتھ خوش رہیگا۔ ملک التجار بنکر خرید ریگا۔ اور مخلوق میں پھیلا رہیگا۔ جب تو یہاں آئے تو اپنے علم و زہد و اتقا اور تمام احوال کو چھوڑ کر تنہا داخل ہو۔ کپڑے پہن کر میری پاس آئیگا۔ تو میری نظروں سے اوجھل رہیگا۔ ان کپڑوں کو اتار دے۔ اور یہاں آکر جو کچھ موجود ہی لیجا۔ تیرا حصہ ضائع نہ ہوگا۔ میں بعض مشائخ کے پاس گیا جبکہ وہ واردات کی بابت کلام کر رہے تھے۔ فرمایا کیا تو میری حالت کو پسند کرتا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ جواب دیا میں ہمیشہ روزہ رکھتا ہوں اور سحری کے وقت افطار کرتا ہوں اس شہر کا کھانا پاک نہیں ہے اس سے پرہیز کر۔ سری سقطی لوگوں سے باتیں کرتے ہیں۔ جنید کی طرف اشارہ کیا کرتے تھے۔

ایک بار جنید نے پیغمبر علیہ السلام کو خواب میں انہیں باتوں کا حکم کرتے دیکھا۔ سری سقطی نے ملاقات کیوقت جنید سے فرمایا تمنے ہماری بات نہ مانی۔ یہانتک کہ پیغمبر علیہ السلام کو ارشاد کرنا پڑا۔ افسوس تو لوگوں کو سمجھاتا ہے۔ حالانکہ تیری عمل اب تک سخت ہیں تمام روئے زمین و آسمان اور دنیا و آخرت میں خدا کے سوا میں کسی سے امید و بیم نہیں دیکھتا۔ بعض صالحین سے پوچھا گیا۔ کیا تم اپنے خدا کو دیکھتے ہو۔ فرمایا۔ اگر نہ دیکھتا۔ تو اس جگہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑتا۔ پھر پوچھا تم کیونکر دیکھتے ہو فرمایا اس کا وجود میری آنکھیں بند کر دیتا ہے۔ عارف اُسے اس طرح دیکھتا ہے جسطرح اہل جنت دیکھیں گے۔ اللہ تعالی ان کے قلب پر تجلی کرتا ہے انہیں اپنے صفات و احسان اور لطف و کرم کے جلوے دکھاتا ہے۔ ابوالقاسم جنید کا قول ہے کہ مجھ پر میرا احسان کیا ہے۔ صوفی وہ ہے جو اپنے وجود سے پاک و صاف ہو۔ اس کا قلب اس میں اور خدا میں ایلچی ہے جب تک کوئی شخص پیغمبر علیہ السلام کو خواب میں ادب دیتے اور امر و نہی کرتے نہیں دیکھ لیتا ہرگز صوفی نہیں ہوتا۔ اس وقت اس کا قلب ترقی کرتا باطن صاف ہوتا۔ اور اس حالت میں بادشاہ حقیقی کے دروازے پر پہنچتا ہے۔ کہ اس کا ہاتھ پیغمبر علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ سب سے پہلے آدم علیہ السلام نے سریانی زبان میں کلام کیا۔ اور قیامت کے دن حساب بھی سریانی ہی زبان میں ہوگا۔ پھر جنت میں داخل ہونے کے بعد لوگوں کی زبان عربی ہو جائیگی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لغت میں کلام ہوا کریگا۔ بعض صوفیہ کا قول ہے کہ جب بندہ خدا کا مطیع ہوتا ہے تو اسے معرفت عطا ہو جاتی ہے اسکے بعد نافرمانی کے باعث چھینی نہیں جاتی۔ تاکہ قیامت کے دن اسپر حجت قائم کیجائے۔ مومن کے دل میں جب فرشتے کا الہام آتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تو کون ہے؟ اور کہاں سے آیا ہے۔ وہ جواب دیتا ہے۔ کہ میں تیری حق کا حصہ نوت ہوں حق کی طرف سے آیا ہوں اور خود حق ہوں۔ میں حبیب اور نگہبان کیجانب سے آیا ہوں۔ یہ الہام اس کے باطن اور چشم و گوش کو پڑ کر دیتا ہے۔ پھر وہ خلوت کو پسند کرتا اور اپنے وطن سے ہجرت کر جاتا ہے۔ بعدہ ایک اور حکم آتا اور اُسے کسی قدر ٹھہر ٹھہرا دیتا ہے۔ پھر ایک اور حکم نازل ہوتا ہے۔ اور اُسے اس قدر اکھیڑ دیتا ہے کہ چپ لگ جاتی ہے۔ اس سکوت کی ہمیشہ باتیں ہوا کرتی ہیں۔ تم ایسے شخص کو دیکھ لوگے۔ کہ گویا کان جھکا کر ایک کونے میں کسی کی باتیں سن رہا ہے (اسوقت ایک سائل کچھ مانگنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اسے بٹھا کر یہ فرمایا) کہ میں تم سے یہ کہتا ہوں پہلے دنیا میں زہد اختیار کرو۔ پھر آخرت میں۔ پھر خدا سے مانگو۔ یہاں تک زہد کرو کہ خدا تجھے دے اور تو نہ لے سکے۔ حضرت عیسیٰؑ پر وحی آئی اے عیسیٰؑ اس سے ڈرتے رہو کہ میں تم کو چھوڑ دوں۔ موسیٰؑ نے عرض کیا۔ الٰہی مجھے کوئی تاکیدی حکم دیجئے۔ فرمایا میں اپنی

محبت کا حکم دیتا ہوں۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ نے چار بار سوال کیا۔ اور ہر مرتبہ یہی جواب ملا جب تک بقیہ وجود یکسو ہو جائے اور بازوئے شرع تجکو اپنی پناہ میں نہ لے اور شہد نہ دے۔ اور تو اس کے فضل کا دانہ نہ چنے اور برگزیدہ نہ ہو۔ کلام نہ کر۔ مراد یہ ہے کہ لوگوں کو نصیحت کرنا اور انکو خدا کی طرف بلانا چھوڑ دے جبتک جذب کامل اور خدا کی طرف سے اس منصب کی لیاقت ہو۔ عمل کے ساتھ احکام ظاہر کو مضبوط تھامو۔ پھر دیکھو کہ اُسکے قرب دنیابت کا لطف کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ عوام کھانے پینے کے عاشق ہیں۔ میں بول رہا ہوں اور تو میری نزدیک معدوم ہے۔ بلکہ زمین و آسمان سب معدوم ہیں مجھے خدا کے سوا اور کوئی نفع و نقصان نہیں دے سکتا۔ **سوال** بعض مشائخ کا یہ قول کیا معنی رکھتا ہے کہ مرید کو سمجھ لینے سے پہلے پکڑ لو۔ فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ اُسے قرب اور لطف الٰہی کی حالت سمجھ لینے سے پہلے عبادت اور روزہ نماز کے متعلق کوشش کرنے میں لگاؤ۔ کیونکہ خدا جب اُسے اپنا مقرب بنائیگا۔ اور اُسپر مہربان ہوگا۔ تو وہ عمل میں کوتاہی کرنے لگیگا۔ وہ تیری شرک اور مواد شرک معلوم کرنے سے پہلے اس رستہ کو طلب کریگا۔ اور تجھے چھوڑ دیگا۔ ہر شخص اپنے کام میں مشغول ہے۔ یہ اپنے درہم و جاہ کا بندہ ہے وہ اپنے بادشاہ نفس اور لباس کا کوئی روزہ میں مشغول ہے کوئی نماز میں اور کوئی خلوت کدہ میں۔ یہ دوزخ کے ڈر سے گوشہ نشین ہے۔ وہ جنت کے شوق سے۔ اگر کوئی ایسا شخص ہو جس کا دل خدا سے متعلق اور مخلوق سے جدا ہو اور دین الٰہی کی مدد کے لئے اُٹھا ہو۔ تو اس کو روئے زمین پر تلاش کرو۔ ملجائے تو اس کا دامن پکڑ لو۔ مومن کے چہرہ پر روشنی اور دل میں ملال ہوا کرتا ہے۔ پھر اس کے برعکس چہرہ پر ملال ہوتا ہے اور خوشی دل میں آجاتی ہے۔ چہرہ کا رنج تادیب مخلوق کے لئے ہوتا ہے اور دل کی خوشی محض قضا و قدر کے باعث ہوتی ہے کہ وہ ان سے خوش ہوا کرتا ہے دنیا مومن کا قیدخانہ ہے جب تک کوئی شخص مومن ہے دنیا اس کے حق میں قیدخانہ ہی رہیگی پھر تقویٰ اگر دوامی طور پر رہیگا۔ تو وہ اس قیدخانہ اور ضیق سے رہائی حاصل کریگا۔ جو خدا سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکے لئے کشادگی کرتا اور ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے۔ کہ اُسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ بقیہ وجود اس سے ہو جاتا ہے۔ وہ حکمت کا دانہ کھاتا ہے قرب الٰہی کے بازو اس کی پرورش کرتے اور اپنے سے ملا لیتے ہیں۔ یہ شخص طبقوں اور دسترخوان کا مالک بنجاتا ہے اے احمق تیرے ساتھ بجلی ہے جسکی کو قرار نہیں۔ تیرے ساتھ موت ہے کہ ادھر آئی اُدھر تو چلا۔ تو محتاج ہے۔ ہزار بار فنا ہوگا۔ ہزار بار مریگا۔ پھر آخر میں درخت کی طرح اُگے گا۔ رات دن پھل دیگا۔ اپنے قاعدہ سے نہ ٹلے گا۔ تو بڑھ کر عالی شان اور سایہ دار درخت بنے گا۔ بشرطیکہ پہلے ساتوں زمینوں کی میخ بن چلے گا۔ تو دعویٰ نہ کر یہ دعویٰ ٹھیک نہیں ہے ایک بجھر کاٹ کھائے یا تیرے کھانے میں سے ایک نوالہ کم ہو جائے۔ تو تیرے حصے کی قیامت برپا ہو جاتی ہے۔ اپنی حالت کو اجازت دے، کہ تجھ میں داخل ہو اور تیرے قلب سے نکاح کرے پھر ایسا بچہ پیدا ہوگا۔ جو ہوا میں اڑیگا اور تیرے باطن کی بلندی پہ جا بیٹھے گا۔ مشرق اور مغرب اور بحر و بر کی سیر کریگا۔ تو سو رہا ہے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ لوگ خواب غفلت میں ہیں۔ جب مرینگے آنکھ کھل جائیگی۔ موت کے بعد بیدار ہونیوالا بہت بڑا آدمی ہے۔ درویش کو چاہیئے کہ قناعت کا تہ بند اور عفت کی چادر پہنے۔ تاکہ واصل بخدا ہو جائے۔ اور طلب دروازہ قرب کے لئے قدم صدق ہو دوسری دنیا و آخرت اور مخلوق و وجود سے کنارہ رہے۔ عنایت خداوندی اس کی رافت و رحمت اور اس کا شوق اور جذبات

اُسکی نظر مباہات اور ارواح انبیاء و ملائکہ کا لشکر اس کا استقبال کرینگے۔ فرشتے اور ارواح انبیاء و مرسلین اس کے مصاحب ہون گے اور اسے خدا سے ملا دینگے۔ اسے مژدہ دلو۔ تمہارا جنّت کو طلب کرنا خدا کی طرف سے باز رکھتا ہے اس سے الگ ہوجاؤ اور اس کی طرف رجوع کرو۔ امیدین کم کردے۔ تاکہ تیرا قلب مقرب اور باطن صاف ہوکر خدا سے نزدیک ہوجاے اور تو اپنی سابقہ تقدیر کو پڑھ کر اپنی اوقات و ساعات اور زمانہ اور ایک ایک لمحہ کے متعلق ایک ایک سطر ایک ایک کلمہ ایک ایک حرف سے واقف ہوجائے اور تجھ پر تیرا انجام ظاہر ہو۔ جب خوف الٰہی تجھ کو خدا کی طرف کھینچیگا تو قرب اسے تیری طرف لے آئیگا۔ اسوقت تجھے قرار و ثبات حاصل ہوگا۔ تیری عمر زیادہ ہو یا کم۔ قیامت قائم ہو یا نہ ہو۔ مخلوق تجھے دوست رکھے یا دشمن۔ لوگ کچھ دین یا نہ دین۔ تجھے کسی بات کی کچھ پروا نہ ہوگی۔ (پھر شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چیخ مار کر کھڑے ہوگئے اور منہ ڈھانک لیا۔ پھر کھول کر یہ فرمایا) اے آگ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا۔ الٰہی ہماری خبرین ظاہر نہ کر۔ پھر بیٹھ گئے۔ اور یہ کہا کہ سفیان ثوری نے فضیل بن عیاض سے فرمایا۔ آؤ ہم اپنی حالت کے متعلق علم الٰہی پر روئین۔ یہ لوگ خائف تھے۔ خواہ کچھ ہی کرتے ہون۔ مگر ان کے دل ڈرتے رہتے تھے۔ اُنکو اپنے عمل قبول نہونے اور سوء خاتمہ کا خوف تھا۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہین۔ وہ لباس اس لباس سے الگ اور وہ کھانا اس کھانے سے جدا ہے۔ اور دن بہت کم ہین۔ مخلوق کے احسان کا دروازہ بند کرلے۔ خدا کے احسان کا دروازہ کھل جائیگا۔ (اسکے بعد حضرت شیخ پھر کھڑے ہوئے۔ اور اپنے ہاتھون کو سینہ پر رکھ کر دہنے بائین ٹہلتے رہے۔ پھر بیٹھ گئے۔ اور یہ فرمایا۔ کہ اے اندھے اس کھلے دروازہ مین داخل ہو۔ کیونکہ دروازے دو ہین۔ ایک بند دوسرا کشادہ کھلے دروازہ نے آں شریعت پیغمبر علیہ السلام کو زندہ رکھنے کے لئے سبب کے ساتھ رہ۔ پھر اتباع حالت پیغمبر علیہ السلام کے باعث مسبب کی طرف چل۔ کسب آپ کی سنّت اور توکل آپ کی حالت ہے۔ پھر تو اگر اپنے سے فنا ہونے پر قادر ہے تو گزر۔ نہ سبب کے ساتھ رہ نہ حال کے ساتھ اپنے آپ کو خدا کے حوالے کردے۔ وہ کفایت کریگا۔ بلند مرتبہ اور مقرب بنائیگا۔ اور ایسا کچھ دیگا۔ کہ جسے تو پہچان نہ سکے گا۔ خدا جانتا ہے تم کچھ نہین جانتے۔ اپنا نفس تقدیر کی موجون کو سونپ دے۔ جہان گریگا اس کا فضل تجھے اٹھالیگا۔ جدھر توجہ کریگا۔ ادھر خدا کی توجہ ہوگی۔ تو اس کے قرب و انس اور رافت و رحمت کو دیکھ لیگا غنی کی مثال اندھے کی سی ہے جسکے پاس کھانے کا طباق آتا ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ کہان سے آیا۔ پھر جب اُسے معلوم ہوجاتا ہے۔ تو اس جہت میں دیگر جہات کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسی طرح بندہ جب یہ جان لیتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آسان کرنیوالا دینے والا اور اسکی طرف توجہ کرنیوالا ہے تو اس کا قلب خدا سے متعلق ہوجاتا ہے۔ نفس تیرا معشوق ہے اگر تو اُسے قاتل دشمن جانتا۔ تو اس کی مخالفت کرتا اور ضروری کھانے پینے کے سوا جو اس کا حق ہے اور کچھ نہ دیتا تجھے گوشہ نشینی سزاوار نہین۔ بلکہ بازار سزاوار ہے۔ تو اسرار الٰہی پر مطلع ہونے کی لیاقت نہین رکھتا۔ ان اسرار سے واقف گونگا ہوتا ہے۔ جو اسپر قادر ہو اسے چاہیئے مخلوق سے الگ رہ کر غارون دریا کے کنارون اور جنگلون مین اپنا ٹھکانا بنالے۔ جو شخص حکم و علم جمع کرنے پر قادر نہ ہو۔ اس کو چاہیئے مخلوق سے جدا ہے گرانی پادشاہ حقیقی کا کوڑا ہے۔ جس سے وہ ادب دیا کرتا ہے (یہ قول آپ نے سخت قحط کے زمانہ مین کہا تھا۔ تو دنیا و آخرت کا طالب ہوکر محبت کا مدعی ہے۔ او احمق محبت

کا دعوی۔ اور دفع ضرر و حصول نفع کی طلب۔ پرے ہٹ تو اللہ کے نیک بندون مین داخل نہین ہے۔ بلکہ مخلوق اور نفس و ہوی اور خواہشون کا بندہ ہے۔ ہمارے پاس تمہاری کسوٹی تمہاری پرکھ اور پرکھنے والا موجود ہے۔ اے مدعی یہ کیا؟ تو بیموقع بات کیون کیا کرتا ہے۔ دعا کا ایک موقع اور وقت ہے۔ کلام کا محل اور ہے۔ سکوت کا اور۔ دیکھنے کا موقع دوسرا ہے اور آنکھین بند کرلینے کا دوسرا۔ عمل کرنیوالا کہان ہے۔ تاکہ تو اس کی صحبت میں رہے۔ صدیق لوگ شکر منعم ادا کرنے کے لئے ہر زمانہ مین عبادت کو واجب جانتے ہین۔ طاعت و شکر سے نعمت کا مقابلہ کیا کرتے ہین۔ ہم تجکو تھوڑا سا حلال مال لینے کا حکم دیتے ہین اسی تھوڑے سے حلال پر قناعت کر اگر تو نے زیادہ ستانی کی تو یہ زیادتی اس مباح کی طرف لیجائیگی۔ جو مسلمانون مین مشترک ہے۔ پھر جب تو مباح کو لینے لگے تو شبہ کی طرف پھر شبہ سے حرام کیجانب اور حرام سے دوزخ کی سمت چلا جائیگا۔ زاہد وہی ہے جو حلال سے پرہیز کرے۔ کیونکہ حرام سے بچنا تو عموماً ہر شخص پر واجب ہے۔ قلب مین کبھی ایسی چیز وارد ہوتی ہے کہ برداشت نہین ہوسکتی۔ اسکی مثال ایسی ہے۔ کہ ماں نے بیٹے کے مرنے کی خبر سنی۔ چیخی چلائی۔ کپڑے پھاڑے اور عقل اس صدمہ کی برداشت سے عاجز رہ گئی۔ اس سے سماع و جد مراد ہے۔ ہم دعا مین لوگون کی موافقت کرتے ان کا ساتھ دیتے اور ان سے معاشرت رکھتے ہین۔ مگر ہمارے دل سرد ہوکر خدا کے وعدے فضل کے طعام اور منزل انس کو دیکھا کرتے ہین اپنی خواہشون مین زہد اختیار کرتا کہ تجھ کو خدا کی مشیّت سے خورسندی حاصل ہو۔ ترک مشیت و ارادہ محبت کی شرط ہے اس حالت مین تیری زبان گویا۔ آنکھین بینا۔ اور کان شنوا ہوجائین گے۔ الطاف و اکرام ملیگا۔ اور صفائی باطن کے پھل اور جواہرات حاصل ہونگے۔ خدم و حشم ملینگے۔ ہر چیز تیری خدمت کریگی۔ اللہ تعالیٰ تیرے باعث سب پر فخر کا اظہار کریگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کچھ رسول تمہین دے اُسے لے لو اور جس سے منع کرے باز رہو۔ خدا اور رسول کا حکم بجالاؤ ان کے فرمان پر عمل کرو۔ اس رستہ مین توئی تو ئی کے سوا۔ مین اور ہم کچھ نہین ہے۔ اول و آخر اور ظاہر و باطن وہی ہے (شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے والسماء والطارق کی تفسیر مین فرمایا) خدا نے آسمان اور اُسپر چلنے والے کی قسم کھائی ہے۔ آسمان پر چلنے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین پہلے آپ کی ہمت نے آسمان کا رستہ طے کیا پھر جسم نے آپ کو معراج میں ساتوین آسمان پر لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے کلام کیا۔ اور آپ نے ظاہری و باطنی آنکھون سے اس کا جلوہ دیکھا۔ زمین مین چشم باطن سے ملاحظہ فرمایا اور آسمان مین چشم ظاہر سے۔ اسی طرح جب کسی کا قلب درست ہو وہ دل کی آنکھ سے خدا کو دیکھ لیتا ہے اسکے اور آسمان و اسرار کے درمیان پردے قطع ہوجاتے ہین۔ ہمتین آگے بڑھا کرتی ہین۔ اور نور الٰہی کے باعث اسرار صدیقین کے دلون مین بشر کیا کرتے ہین۔ ان کے دل روشن ہین۔ مومن کی دانائی سے ڈرتے رہو۔ قلب منور ہوکر آسمان بن جاتا ہے۔ جسمین علم کے ستارے ہوتے ہین۔ اور معرفت کا سورج چمکا کرتا ہے۔ فرشتے اس نور سے روشنی حاصل کرتے ہین۔ ہر شخص پر خدا کی طرف سے ایک نگہبان مقرر ہے کہ شیطان کی دستبرد سے حفاظت کرتا ہے اور بعض اہل اللہ ایسے بھی ہین جنکے نگہبان صفین باندھ کر ان کی حفاظت کرتے ہین اور اللہ پس پشت محافظ ہے۔ تو محض فصاحت و بلاغت ہے۔ تو نے اپنا گھر اجاڑ لیا۔ تو اپنے مکان میں چکر کھا رہا ہے۔ خراس کے اونٹ کی طرح آگے نہین بڑھتا۔ یہ شاید کسی فقیر کی بد دعا ہے۔ کہ تیری باطنی آنکھین پھوٹ گئی ہین۔ تو نے خدا کو

چھوڑا۔ خدا نے تجھ کو چھوڑ دیا۔ تیری نگاہ مین بہت سے رستے جم گئے ارادے بکثرت ہو گئے۔ تیرے قصد کے پُر کٹ گئے۔ اور
تو دنیا و آخرت مین گوشت کے لوتھڑے کی طرح پڑا رہ گیا۔ اَب تو ایسے دوست کا محتاج ہے جو افلاس کا اقرار لیکر تیری دعا
کری حق کے ساتھ اہل اللہ سے۔ اور پھر فرشتون سے انس حاصل کر۔ جب تو ان لوگون سے محبت کریگا تو تیرے لئے ایک اور
دروازہ کھل جائیگا۔ جب انسانی مخلوق سے مگر پھر اس دروازہ کو بند کر دیگا۔ تو تیرے لئے جنات کی محبت کا دروازہ کھلیگا
اور جب اسے بند کریگا۔ تو فرشتون کی محبت کا۔ اشیاء اپنی ذات سے کچھ نہین کر سکتین۔ آگ اپنی طبیعت سے نہین
جلاتی۔ پانی اپنی ذات سے پیاس نہین بجھاتا۔ نمرود کی آگ ابراہیم کو نہ جلا سکی۔ ابومسلم خولانی آگ مین ڈالے گئے۔ مگر جلنے
سے محفوظ رہے۔ سمندر کو آگ نہین جلاتی۔ اگر تو خالص اعمال کریگا۔ تو مخلوق سے الگ ہو جائیگا۔ اور ان کے جتھے سے نکلکر
خدا سے جا ملیگا۔ اُسے طلب کرتا رہ کر۔ اس کی مثال ایسی ہی کہ ایک مسافر کسی کوچہ مین داخل ہو کر اپنے دوست کو ڈھونڈھنے
لگا ابتدا سے انتہا تک بار بار کوچہ کے چکر کاٹے۔ مگر دوست کا دروازہ معلوم نہوا۔ اس کا دوست جو پہلے سے اس حالت
کو دیکھ رہا تھا۔ اس مسافر کی حیرانی اور محبت کو دیکھ کر باہر نکلا۔ ملاقات کی اور گلے سے لگا لیا۔ جیسا کہ یوسف ع نے بنیامین
کے ساتھ کیا اور یہ کہدیا تھا کہ مین تمہارا بھائی ہون۔ خدا نے قلب کی زمین کو معرفت و علم کا ٹھکانا بنا دیا ہے۔ رات دن مین خدا کی
تین سو ساٹھ نظرین قلب پر پڑتی ہین۔ اگر اللہ تعالیٰ اُسے قرار نہ دیتا تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ قلب جب درست ہوتا اور قرب حق
سے قرار پکڑ لیتا ہے۔ تو خدا نفع مخلوق کے لئے اسمین حکمتون کی نہر جاری کر دیتا ہے۔ ایسون کو دین کا ستون بناتا ہے۔ اُن مین
بڑا نبی کا۔ چھوٹا اصحابہ کا۔ اور سب سے ادنیٰ تابعین کا قائم مقام ہے وہ قول و فعل اور ظاہر و باطن سے امر الٰہی بجالانے کے
لئے جو کچھ کہتے ہین اسپر عمل کرتے ہین۔ ان سے پیغمبرون کی آنکھین ٹھنڈی ہین۔ خدا ملائکہ پر ان کے باعث فخر کرتا ہے۔
وہ مبارک شخص ہی جو ان کا تابع ہو اور اُن سے دنیا اور ...... اہل و عیال کا بوجھ ہلکا کرے۔ اہل اللہ کا مشغلہ ان کو
...... کمائی سے روکتا ہے وہ مصلحت خلق کے لئے قائم ہین۔ تمام مخلوق ان کے نزدیک اولاد کی مانند ہے۔ وہ دنیا
مصروف نہین ہوتے۔ حالانکہ دنیا اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کرتی ہے۔ مگر وہ مُنہ موڑ لیتے ہین یہ جو کچھ تیرے قبضہ مین ہی
تیری ملک نہین بلکہ مشترک ہی۔ ہمسائے اس مین شریک ہین۔ تیری کمائی مواخذہ اور حاجت کے لئے تیری ہاتھ مین دی گئی ہے
خدا فرماتا ہے کہ ہم نے تم کو جس چیز کا خلیفہ بنایا ہے۔ اس مین سے خرچ کرتے رہو۔ تاکہ خدا معلوم کرے کہ تم کیسے عمل
کرتے ہو۔ ہمسایون پر مہربانی کر۔ فقیرون کو کھلا۔ کیونکہ دوست کا گھر تنگ اور اسمین آنیوالا صاحب کشایش ہے وہ
کہاں ہی جسنے مخلوق کا دروازہ بند کیا۔ اور خدا کے دروازہ پر کھڑا ہو کر اپنی حاجتین بیان کین۔ اسباب و ارباب کو چھوڑ
پھر دیکھ کہ کیا کچھ نظر آتا ہی۔ اس کے دروازہ پر ٹھہر۔ اور آلام پر صبر کا تکیہ لگا قضا و قدر یقینی امر ہے۔ رنج نہ کر۔ اس وقت تجھ
کو عجیب عالم نظر آئیگا۔ تو دیکھیگا کہ تکوین تیرا حال کیونکر درست کرتی ہے رحمت کس طرح پالتی ہے۔ محبت کیونکر ترقی دیتی ہے پیارا
دار و مدار حاجت کے بعد سکوت پر ہی۔ خدا اسی حالت مین بندہ پر فخر کرتا اُسپر مخلوق و اسباب کے منافع حرام فرماتا اور اسے اپنے
قرب کی طرف پھیرتا ہی۔ جب اُس کے لطف کے آغوش مین باطنی خوشبو ملے گی تو ماں کی خوشبو اور اس کی مہربانی سب فراموش
ہو جائیگی۔ ایسا کون ہے جو مضطر کی دعا قبول کرے۔ وہ اسی لئے مضطر کرتا ہے۔ کہ تو اس سے دعا کرے۔ وہ دعا مین عاجزی کو

پسند کرتا ہے۔ اور تمام دروازے اس لئے بند کر دیتا ہے کہ تو اس کے دروازہ پر جا کھڑا ہو۔ احباب دروازہ قرب کو کشادہ
دیکھتے ہین۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ماں بچہ کو باہر نکالکر دروازہ بند کر لے۔ اور ہمسایون پر تاکید کرے۔ کہ تم بھی اس کے لئے
دروازے نہ کھولنا (ماں کا یہ فعل کسی خاص غرض کے لئے ہوتا ہے) پھر بچہ باہر بیٹھ کر رونے لگے۔ اور جس دروازے پر
جائے اُسے بند پائے۔ مجبوراً بچہ ماں ہی کے دروازے کی طرف چلا آئے گا۔ اللہ تعالیٰ بندے پر اس لئے تنگی ڈالا کرتا ہے۔ کہ
اسے اپنی طرف بلائے۔ اور اس کا قلب مخلوق سے متعلق نہ ہو۔ سچے فقیر کو یہ چاہیئے کہ اپنے لئے آسانی نہ ڈھونڈے اور
اگر ضرورت پڑے تو بقدر کفایت لے۔ اور اگر وہ مقرب بنا کر تجھے بلا مین مبتلا کریگا۔ تو اس بلا سے تو خوش ہوگا۔ اور اگر ایسا نہوا
تو تجھے تیری بلا مین ڈال دیگا۔ اشیاء کی رغبت تیرے قرب الٰہی اور صبر کو پریشان کر دیگی جو خدا سے نہین ڈرتا۔ اسمین
عقل نہین۔ جس شہر مین کوتوال نہوا جرم جاریگا جس ریوڑ مین چرواہا نہ ہو بھیڑیئے کھا جائین گے۔ دین خوف کا نام ہے
خوف کرنیوالا رات کو چلا یا کرتا ہے۔ ایک جگہ نہین ٹھیرتا۔ چلتا رہتا ہے۔ اہل اللہ کی انتہائی سیر قرب الٰہی ہے دل
اور اسرار کی سیر دائمی سیر ہی۔ پھر انس قلب کے لئے اجازت چاہتا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کے قلب کا ستارہ پہلے
چاند بنا پھر چاند سے سورج ہو گیا۔ خلوت جلوت ہوئی اور باطن بن گیا۔ بندہ جب تک مد و جزر کی حالت مین ہے۔
اس نے اپنی گردن گریبان مین ڈال رکھی ہے۔ باطن کا خیمہ پشت پر لاد لیا ہے اور دریا کی تہ مین موتیون کو دیکھتا ہے
نگران کی طرف ہاتھ نہین بڑھاتا۔ پاس والے سے کہتا ہے کہ اے فلاں اسے لے لے۔ اہل اللہ خدا کے نزدیک بطور نیابت
و خلافت آسمان و زمین کے بادشاہ ہین۔ مین بادشاہ کے دروازہ ... کا منتظر ہون۔ اور تمہارے نفع کے لئے حالت بیداری
و خواب مین تمہارا نگران ہون اس شہر کی اذیت جھیلتا اور آفتون پر صبر کرتا ہون۔ رنج و غم اور فکر و ہلاکت مین صبح سے شام
کر دیتا ہون ایک قدم آگے رکھتا ہون تو ہٹا دیا جاتا ہون۔ ابراہیم بن ادہم دعا کے متعلق حیران رہے۔ آنکھ لگ گئی۔
اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے سُنا کہ اے ابراہیم اس طرح دعا کیا کر۔ الٰہی مجھے اپنے قضا و قدر پر رضامند رکھ۔ بلاؤن پر صبر دے
نعمتون پر شکر کی توفیق عطا فرما۔ مین تجھ سے پوری نعمت و دوام عافیت اور ثبات محبت کا خواہان ہون۔ ہمارے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب مین ایک آواز آئی۔ اہل و عیال سے دل مڑ گیا۔ غار حرا کی طرف وطور کا ایک کر کے تشریف لیگئے۔
وہاں باد نسیم وحی کی خوشبو آئی۔ اس غار مین ابو کبشہ نامی ایک عابد رہ چکا تھا۔ آپ اس کی جگہ بیٹھ کر عبادت کرنے
لگے۔ اس حالت مین آپ جو خواب دیکھتے تھے صبح صادق کی طرح سچ ہو کر رہتا تھا۔ یہانتک کہ ایک دن غیب سے
آواز آئی۔ اے محمد اے محمد۔ آپ اس سے ڈر کر اپنے گھر آئے اور یہ فرمایا۔ کہ مجھے کملی اُڑھا دو۔ مین ایک آواز سنتا ہون
کہ کوئی یا محمد کہہ کر پکارتا ہے۔ کملی مین لپٹنے سے یہ بات مخفی نہ رہیگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حکم پر غالب ہی۔ ایسے دل کی مثال
اس گٹھلی کی سی ہی جو ایسے گھر کے صحن مین گری پڑی ہو۔ جسکی چار دیواری تو قائم ہے۔ مگر چھت نہین۔ اسپر جاڑون کا مینہ
پڑا۔ گرمیون کی دھوپ آتی رہی۔ کسی نے اُسے نہ دیکھا اور وہ اُگ آئی۔ پھر جب اسمین شاخین نکلین اور ایک اونچا
درخت بنکر پھل آنے لگے۔ تو لوگون نے جھاڑنے شروع کر دیئے۔ حالانکہ کوئی اس تک پہنچ نہین سکتا یہی حالت
قلب کی ہے۔ خدا جب چاہتا ہے۔ اُسے زندہ کر دیتا ہے۔ ولایت باطنی امر ہے۔ اسکی مثال بادشاہی داستان گو

فراش اور باطنی رازداری کی سی ہے کہ سواری تک بادشاہ کے ساتھ رہتا ہے۔ تو کھانے پینے پہننے کے سوا خدا سے کچھ نہین مانگتا۔ اس سے نہ بھاگ۔ ان اشیاء کی طلب کے لئے اس کی عبادت نہ کر۔ رحمت کے مقابلہ مین تو کیا عمل کر سکیگا۔ پھر فرمایا۔ الٰہی ہمین غیر سے بے پروا کردے۔ ماسوی مین مصروف نہ رکھ۔ یہ کیا بات ہے؟ (آپ نے اس فقرے کو غضبناک لہجہ مین فرمایا اسوقت چہرہ پر غصہ کے آثار نمایان تھے۔ پھر چیخ مار کر کھڑے ہوگئے۔ پھر بیٹھے اور یہ فرمایا) تم تھوڑی دیر مین اس کی خبر معلوم کرلوگے۔ اہل اللہ خدا سے مانگنے کو اس لئے مکروہ جانتے ہین کہ کہین حرص اور ترک تفویض و تسلیم انکی طرف منسوب نہو جائے۔ شوق ان کے قدم آگے بڑھاتا ہے۔ جب تو دنیا مین زاہد ہوگا۔ تو دنیا صرف کر ڈالنا تجھ پر آسان ہوجائیگا۔ اولیاء اللہ کے بعض حالات مخصوص ہین۔ ابدال جب تک مخلوق کا بوجھ نہ اٹھالین اور انکی حضوری کے باعث خدا ان کا بوجھ اپنے ذمہ نہ لے ابدال ہو ہی نہین سکتے۔ بظاہر سارا بوجھ ان پر ہوتا ہے۔ اور باطن میں رحمت الٰہی کے ہاتھون پر۔ تصدیق اور دلون سے ازالۂ تہمت کو لازم کرلو۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ کی تفسیر مین فرمایا۔ یہ نماز مخلوق اور نفس و طبیعت اور خواہش و ارادہ کے سوجانے کے بعد ہے۔ قلب اس حالت مین باقی ہے۔ کہ اس کا کھانا پینا۔ خدا کی مناجات اور قیام اور رکوع و سجود ہو۔ کیا تو نہین جانتا کہ جو دنیا مین اس لئے زہد کرتا ہے کہ یہ اسے طلب خداوندی سے نہ روکدے وہ اسی طرح آخرت مین زہد اختیار کیا کرتا ہے۔ تاکہ آخرت اُس سے باز نہ رکھے۔ اس کی تمنا یہ ہوتی ہے کہ آخرت پیدا ہی نہ ہوتی۔ کیونکہ یہ شیرین اور اس کا ظاہر سراسر رحمت ہے۔ قلب و سِرِّ زاہد کا چہرہ بنجاتا ہے۔ جو کچھ دل مین ہوتا ہے بظاہر نظر آنے لگتا ہے۔ زاہد دوام دنیا کو پسند کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس مین مخفی طور عبادت اور اس سے معاملہ کیا کرتا ہے۔ تو خدا سے وحشت رکھتا ہے۔ یہ تو بتا کہ تیرا دل دنیا سے کیسا اکھڑیگا۔ اور خدا سے انس کب پیدا کریگا۔ وہ ایک دروازہ سے دوسرے دروازے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک آسمان سے دوسرے . . . آسمان کی طرف جاتا ہے۔ یہانتک کہ کوئی دروازہ کوئی شہر اور کوئی آسمان باقی نہین رہتا۔ وہ اپنے نفس پر قیامت قائم کرلیتا ہے اور خدا کے سامنے کھڑا ہوکر اپنی نیکی بدی کے اعمال نامے پڑھکر دوزخ کا متوقع ہوجاتا ہے۔ پھر اس امید و بیم کی حالت اور دوزخ مین گرنے یا اس سے گزر جانے کی دھکڑ پکڑ مین لطف خداوندی اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔ اور رحمت کے پانی سے دوزخ کو ٹھنڈا کردیتا ہے۔ اُس سے آواز آتی ہے۔ کہ اے مومن آگے بڑھ۔ تیرے نور نے میری آگ بجھادی ہے۔ تین ہزار برس کا رستہ ایک لحظہ مین طے کرلیتا ہے۔ پھر جب بادشاہ کے گھر کے قریب ہوجاتا ہے تو اپنے عقل و ارادہ۔ خدا کی محبت اور اسکے شوق کی طرف رجوع کرتا ہے اور یہ کہتا ہے۔ کہ مین تو محبوب کو ساتھ لیکر داخل ہونگا۔ تجھے نہین معلوم کہ کچا بچہ جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوکر یہ کہیگا۔ کہ جبتک میری ماں باپ ساتھ نہ ہونگے۔ مین جنت نجاؤنگا۔ ہمسایہ اور گواہ کہاں ہے۔ اسیطرح جب تک پیغمبر علیہ السلام اپنے ہاتھ سے سپرد نہین کرتے اور اُسے محبوب تک نہین پہنچادیتے۔ زاہد وہان داخل نہین ہوتا۔ یہ مرتبہ پورا ہوجاتا ہے تو وہ اپنا حصہ لینے کے لئے دنیا مین بھیجا جاتا ہے۔ تاکہ علم الٰہی متغیر اور منسوخ یا محو نہ ہوجائے تیرا پروردگار مخلوق سے فارغ ہوچکا ہے۔ اپنا پورا حصہ لئے بغیر کوئی شخص دنیا سے نہین جاتا۔ خدا سے ڈرو۔ اور مخلوق سے نہین بلکہ خالق سے نیکی چاہو۔ اسباب حجاب ہین

بادشاہ کے دروازے بند ہین۔ جب تو لوگون سے اعراض کریگا۔ تو ایسا دروازہ کھلجائیگا۔ کہ تو اُسے پہچان لے گا۔ اس کا دروازہ جو نہایت مستحکم ہے تیری زور آزمائی بغیر کشادہ ہوگا۔ مومن اپنی طبیعت سے نکل کر خدا کا قصد کرتا ہے۔ اس رستہ مین جان و مال کی بابت آفتین اُسے پکڑ لیتی ہین۔ اپنے گناہون بے ادبیون اور ترک حدود شرع کی طرف رجوع کرتا ہے۔ دعا سے نہین بلکہ صرف خدا سے مدد مانگتا ہے۔ اپنے گناہون کو یاد کرکے نفس کو ملامت کرتا ہے۔ پھر اس سے فارغ ہوکر باطنی طور پر قضا و قدر اور تفویض و تسلیم کیجانب متوجہ ہوتا ہے۔ اسوقت ایک کھلا دروازہ اُسے نظر آجاتا ہے۔ جو خدا سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے وسعت کردیتا ہے۔ وہ آزمایا کرتا ہے کہ دیکھین بندہ کیسے عمل کرے۔ خود فرماتا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو برائی بھلائی سے آزمایا۔ خیر و شر عزت و ذلت اور فقر و غنا سے آدمی کا دل درست ہوجاتا ہے۔ یہانتک کہ جب وہ خدا کی نعمتون کا اقرار یعنی شکر و طاعت کرتا رہتا ہے۔ تو انجام مین زبان و اعضا کو حرکت دینے کی ضرورت نہین ہوتی۔ وہ بلا پر صبر اور اپنے گناہون کا اقرار کرتا رہتا ہے۔ پھر نیکی بدی کے قدم برابر ہوجاتے ہین۔ تو وہ شکر و صبر کے قدم سے بادشاہ کے دروازہ کیطرف چلتا ہے۔ اور توفیق کھینچ لیجاتی ہے۔ وہ بادشاہ کا دروازہ اور وہان ایسا جلوہ دیکھتا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سُنا۔ اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گذرا۔ نیکی و بدی کی تو بہ منقطع ہوکر ہمکلامی و ہمنشینی کی نوبت آجاتی ہے۔ اے عراقی۔ اے بیوقوف۔ اے خراس اونٹ تو بلا اخلاص قیام و قعود مین ہے۔ لوگون کے لئے نماز روزہ کرتا ہے تیری آنکھین اُن کے طباق اور سامانون کی طرف لگی ہوئی ہین۔ اے مخلوق سے خارج۔ صدیق اور اللہ والون کی صفت بنے ہُوا۔ تم جانتے نہین۔ مین تمہارا بڑا تمہارا آرہ۔ اور تمہاری کسوٹی ہون کوشش کرکے اپنا طباق مجھ سے چھین لے۔ مجھ پر تلوار نکال۔ تو کسی بات پر قائم نہین۔ اے جاہل مین تیری رسی مین بل دیتا خیرخواہی اور تجھ پر رحم کرتا ہون مجھے خوف ہے کہ تو زندیق۔ ریاکار۔ دجال ہوکر نہ مرے۔ اور تجھے قبر مین منافقون کا سا عذاب ہو۔ اپنے طریقہ کو چھوڑ۔ تو ننگا ہے تقوی کا لباس پہن۔ عنقریب تجھے موت آئیگی۔ مجھ مین تجھ مین عداوت نہین ہے۔ تو عنقریب میری باتون کو یاد کریگا۔ نیک آدمی کی ملاقات اُس کی حالت کا آئینہ ہوا کرتی ہے۔ خدا کو پہچاننے والے کی زبان گنگ ہوجاتی ہے۔ وہ اسی کی مدد سے بولتا بے پروا رہتا اور اُسی کا محتاج ہوتا ہے۔ مین اپنے شہر مین بعالم طفولیت اپنی نسبت غیب سے یا مبارک۔ یا مبارک کی ندا سنتا اور اس سے ڈر کر بھاگا کرتا تھا۔ اب خلوت مین یہ سُنا کرتا ہون کہ اِنِّی لَا ذَالِکَ بِخَیْرٍ (مین تجھ کو نیکیون پر مضبوط پاتا ہون) نجات کا ارادہ ہے تو میرے ساتھ رہا کر۔ جو مجھ سے بھاگ گیا۔ مین اُسے منافق جانتا ہون۔ مومن جب ظاہری آنکھین بند کرلیتا ہے۔ تو دل کی آنکھین کھل جاتی ہین اور وہ تمام باطنی جلوے دیکھ لیتا ہے۔ پھر دل کی آنکھین بند ہوکر اسرار کی آنکھین کھلتی ہین۔ اس سے وہ مقام الٰہی اور مخلوق مین اس کے تصرف کی کیفیت معلوم کرلیتا ہے۔ ایک بار موسیٰؑ کو خطاب ہوا۔ کہ ہم نے تم کو اپنی رسالت و کلام کے ساتھ لوگون پر برگزیدہ فرمایا۔ اپنا مقرب بنایا۔ ایک دن تم بکریان چرا رہے تھے۔ ایک بھاگ گئی تم نے دور تک پیچھا کیا۔ تھک گئے اور اُسے پکڑ لیا اور پھر گلے لگا کر یہ کہا۔ کہ تو خود بھی تھکی اور مجھے بھی تھکایا۔ محبوب کی دوا یہ ہے کہ سبب حجاب پر نظر ڈالے۔ اُس سے توبہ کرے۔ اور اسپر یقین رکھے۔ جو لوگ ہر وجہ سے معصوم و محفوظ ہین۔ ان کے لئے اس رستہ مین تکوین نہین ہے۔ تو جب تک جنگلون اور میدانون کو قطع نہ کرے کلام نہ کر۔ پہلے دو دریا اور دو جنگل طے کرنے

لازم ہیں۔ ایک شغل مخلوق کا۔ دوسرا نفس کا۔ اور ایک دریا حلم کا دوسرا علم کا۔ اس کے کنارہ آ پڑیگا۔ اہل اللہ کے لئے نہ دن ہے نہ رات۔ اُن کا کھانا بیمار دن کا سا ہے اور سونا ڈوبنے والوں کا سا۔ اور کلام اہل ضرورت کی طرح کا۔ خدا کو پہچاننے والے کی زبان گونگ ہو جاتی ہے۔ مگر خدا جب چاہتا ہے اُسے زندہ کر دیتا ہے۔ اور وہ آلات و حروف۔ بلا ترتیب و مہلت اور بلا علت بولنے لگتا ہے۔ اُس کی زبان اور انگلی میں کچھ فرق نہیں رہتا۔ کیونکہ اسوقت حجاب و قید۔ دروازہ و دربان۔ اذن و طلب اذن بحالی و موقوفی۔ شیطان و سلطان۔ دل اور بیان وغیرہ کچھ نہیں رہتا۔ پھر فرمایا۔ جو آج غائب رہا وہ محروم رہگیا۔ تو نہ پہلا قدم رکھتا ہے نہ دوسرا قدم۔ خانہ وجود سے نکلنا پہلا قدم ہے۔ اور اس کی نعمت یعنی الحمد للہ رب العالمین۔ دوسرا قدم۔ پھر ایاک نعبد اس کے دروازہ پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ ایاک نستعین وہاں کے موقع پر اور واسجد واقترب بعد دیدار۔ نعمتوں کو غیر کیطرف منسوب نہ کر ورنہ مشرک ہو جائیگا۔ نعمتوں کا بدلنے والا بنے گا۔ اور اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو بدل دیگا۔ اپنا زنار توڑ۔ اور خدا کی طرف رجوع کر۔ جب تک باطنی توبہ اور خدا کے ساتھ سرّی خلوص نہ ہو۔ ظاہر کا اعتبار نہیں۔ اے لڑکے۔ میرے پیارے صاحبزادے پیغمبر علیہ السلام نے نبوت کو برسوں چھپایا۔ یہانتک کہ تبلیغ کی آیت نازل ہوئی۔ تو ذرا سی بات معلوم کر کے اس کا اظہار کرتا پھرتا ہے۔ تیرے گھر میں کپڑوں کی گٹھڑی آپڑی۔ اور تو نے گھر کا دروازہ کھول کر انہیں بیچنا شروع کر دیا۔ تجھے کیا خبر وہ کسی کی عاریت یا ودیعت ہو۔ قلب کی اصلاح چار چیزوں سے ہوتی ہے (۱) لقموں کی نگرانی (۲) طاعت کے لئے فراغ دل۔ (۳) حفظ کرامت (۴) ترک غیر اللہ۔ مگر تجھ کو تو لقموں ہی کی خبر نہیں۔ یہ بات پوری پرہیزگاری اور حفظ دین کی تاکید سے حاصل ہوتی ہے مومن کھانے پینے میں توقف کرتا۔ اور قرآن و حدیث سے اجازت چاہا کرتا ہے۔ پھر جب مقرب الٰہی بنجاتا ہے۔ تو اس کے امر سے مامور ہوتا۔ اس کی نہی سے رُکتا۔ اس کے علم سے عالم بنتا۔ اور اس کی مدد سے منصور ہو جاتا ہے۔ موت سے پہلے خدا کے ساتھ عہد و پیمان کی تجدید کرو۔ غبار ہٹنے دو۔ ساری حقیقت کھل جائیگی۔ اے باطل پرستو۔ جاہلو۔ غفلت شعارو۔ تھوڑی دیر کے بعد تمکو اس کی خبر معلوم ہو جائیگی۔ **سوال** میں نفس خائن کے فتوی پر کیونکر قناعت کر سکتا ہوں۔ **جواب** اتنا مجاہدہ کر نفس مرجائے۔ اس کے بعد وہ فقیہ و عالم اور مطمئن ہو کر زندہ ہوگا۔ شہوات و لذات کے دروازے بند کر۔ جب وہ تیرا تابع ہوگا۔ تو خواہشیں جاتی رہینگی اور وہ مجاہدہ کے باعث بمنزلہ قلب ہو جائیگا۔ اہل اللہ رات کے آنے اور اہل و عیال کی سو جانے کی تمنا کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ مکلف ہیں اور اہل و عیال کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ ان کا دل خدا سے لگا رہتا ہے۔ اعضا اسباب اور کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں۔ تو اگر بلا سے پہلے متقی تھا۔ تو بلا کے بعد بھی اسی کی طرف رجوع کر۔ اسکے سوا کوئی دفع کرنیوالا نہیں۔ ضرر و نفع خیر و شر۔ عزت و ذلت اور فقر و غنا سب اسی کے حکم سے وارد ہوتے ہیں۔

سوال صوفیہ کے اس قول کے کیا معنی ہیں کہ جس کا دیکھنا نفع نہیں دیتا اس کا وعظ بھی نفع نہ دیگا۔ **آپنے جواب دیا** اہل اللہ کی آنکھوں اور دلوں سے دنیا و آخرت غائب ہے اور جلوہ حق سامنے رہتا ہے۔ وہ جب تمپر نظر ڈالیں گے نفع پہنچائیں گے۔ ولی خشک زمین پر نظر ڈالکر اسے سرسبز کر دیتا ہے۔ اور یہودی و نصرانی کو دیکھ کر ہدایت پر لے آتا ہے۔ ایک شخص نے پوچھا۔ کہ آپ ممبر کے پایہ کو بار بار کیوں گلے لگاتے ہیں۔ فرمایا یہ مجھ سے قریب ہے۔ اشیاء کو دیکھتا سنتا ہے۔ مگر چغلخوری نہیں کرتا۔ میں اس لئے اسے گلے لگایا کرتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ ہم آپ کے قریب ہیں۔

جواب دیا اے میری دایہ کے بیٹے۔ تم اگر خدا سے ڈرنے اُس سے مراقبہ کرنے لگو گے اور اس کے طالب بنو گے تو ضرور میرے قلب سے قریب ہو جاؤ گے۔ اور میں تمہارا خادم و محب بنجاؤں گا۔ بندہ جب زہد و رجوع الی اللہ اور مجاہدہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے کشایش دیتا۔ اور مقرب بنا لیتا ہے اور جب وہ علم پر مطلع ہونے سے آنکھیں بند کر لیتا ہے تو اسے ہر قسم کا علم اور اطلاع عنایت فرماتا ہے گمنامی و اتباع اور مجاہدہ حسن ادب میں داخل ہے۔ اہل اللہ مکارم الٰہی کو اعضاء و قلب اور سرائر و خلوت سے ظاہر کیا کرتے ہیں۔ وہ خدا کے نزدیک متقی اور مکرم ہیں۔ تمہارا معبود درہم و دینار ہے۔ جسکے جانے سے تم پر قیامت آجاتی ہے۔ ترک نماز جمعہ اور جماعت کی پروا نہیں رہتی۔ کسی کا فاسق و فاجر بیٹا مر جائے۔ تو بکثرت جزع و فزع کرتا اور دل بہلانے کے لئے لوگوں کے پاس بیٹھتا پھرتا ہے۔ حالانکہ فرشتے اس کے پاس ہیں۔ اُن سے انس نہیں کرتا۔ جب دل صاف ہو جاتا ہے۔ تو فرشتے مونس بنتے اور خلوت میں اس سے باتیں کیا کرتے ہیں۔ اے حق اور شریعت و دین سے غائب رہنے والے۔ اے دنیا اور نفس و طبیعت پر قائم رہنے والے۔ اے مخلوق کے عابد اور حق کو بھول جانیوالے خدا کی ملاقات ضروری بات ہے۔ اسیوقت ملاقات کر لے۔ مخلوق و نفس کو چھوڑ مؤمن ہو جائیگا۔ حق یہ ہے کہ اس کے ذکر اور علم کے سوا ہر چیز باطل ہے۔ اور ما سوی سے معاملہ کرنا نقصان اٹھانا ہے۔ دنیا کے طالب کثیر ہیں۔ عقبی کے طالب قلیل۔ اور مولا کے طالب بہت کم۔ تو رات دن دنیا کے ساتھ ہے۔ وہ تجھ سے خدمت لیتی اور الگ ہو جاتی ہے۔ ہم اُس سے خدمت لیتے ہیں اور اس میں توجہ نہیں کرتے۔ اے بدنصیب تیرا کیا حال ہے۔ دنیا میں شریعت اور علم کے ہاتھ سے اپنا حصہ لینا ضروری امر ہے۔ وہ جس چیز کا فتوی دیں اسے لے لے۔ اور جس کا فتویٰ نہ دیں باز رہ۔ تو خدا کے سامنے مناجات کیا کرتا ہے یہ اچھا نہیں۔ اپنی خرید و فروخت کھانے پینے۔ لینے دینے اور کلام کے وقت توقف کیا کر۔ ان میں جو بات خدا کے لئے ہو اُسے قائم کر۔ اور جو غیر کے لئے ہو۔ اس سے باز رہ۔ غلبہ محبت کے وقت۔ دنیا و آخرت۔ عطاء و منع اور قبول و رد کی تمیز ساقط ہو جاتی ہے۔ دل محبت سے لبریز ہو کر محبوب کی جانب سے برائی بھلائی ایک ہو جاتی ہے۔ دروازے اور اطراف یکسان نظر آتے ہیں۔ ان سب کا جمع ہو جانا محبت ہے۔ خبر اور معائنہ ضرر اور نفع ایک ہوتا ہے۔ اس کا قلب وجد میں رہا کرتا ہے کبھی ذکر جلالی سے وجد ہوتا ہے کبھی ذکر جمالی سے۔ وہ ہر وقت متحیر رہتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام جس قدر آگ کے پاس جاتے تھے وہ دور بھاگتی تھی۔ یہانتک کہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ کی صدا آنے لگی۔ یہی قلب کا حال ہے۔ انوار قرب دیکھ کر آگے بڑھتا ہے۔ اور جب قریب پہنچتا ہے۔ تو وہ اور بعید ہو جاتے ہیں۔ یہانتک کہ تحریری میعاد پوری ہو جاتی ہے۔ قدموں کی انتہا اس کی میعاد ہے۔ اس وقت معاملہ برعکس ہو جاتا ہے یعنی طالب مطلوب ہو جاتا ہے۔ قاصد مقصود بنجاتا ہے۔ اور مرید مرتبہ مراد حاصل کر لیتا ہے۔ جذبات الٰہی میں کا ایک جذبہ دو جہان کے اعمال سے بہتر ہے وہ اپنے بندہ کو طبیعت و ہوی کے گھر سے خارج۔ مخلوق و شہوات کا تارک اور محض خدا کا طالب پاتا ہے۔ عارف اس حال میں اٹھتا بیٹھتا ہے کہ اس کے پاس زاد و راحلہ اور رفیق وغیرہ نہیں ہوتا۔ دن رات روزہ نماز اور مجاہدہ میں مصروف رہتا ہے۔ پھر اسی حالت میں وہ قرب کے دروازہ پر پہنچتا۔ لطف الٰہی سے ہم آغوش ہوتا۔ اس کے فضل کے دستر خوان پر بیٹھتا اور اس کے سابقہ ازلی کو دیکھتا ہے تو زمین پر گر کے بلندی کا خواہان اور بلا عمل جنت کا طالب ہے بعض صوفیہ کا قول ہے۔ اپنے نفس کو پسندیدہ چیزوں سے روکنے

طبیعت کے اقتضاء سے نہ کھا۔ اور بلا حکم الٰہی ایک لقمہ نہ اٹھا۔ اور بلا امر کسی دوا کا استعمال نہ کر۔ نفس کا مزاج طب کی کتابون اور اُن کے جوابون کے خلاف ہو جائیگا۔ خدا نیکون کو دوست رکھتا ہے۔ اس کا طبیب وہ محبوب بنجائیگا۔ جو اُسکے گھر مین ہے اور وہی اس کے کھانے پینے کا نگران رہیگا۔ پھر آپ نے ایک چیخ ماری۔ اور اُٹھ کر اِدھر اُدھر ٹہلنے لگے اور تسلیم کی طرف اشارہ کر کے دونون ہاتھ آسمان کیطرف اٹھائے۔ آخر مجلس تک یہی حال رہا۔ پھر فرمایا۔ افسوس تمپر آگ اور بہت بڑی مصیبت آنیوالی ہے۔ پھر دونون ہاتھ اٹھا کر دعا کے لئے بیٹھ گئے اور خاموش رہے پھر اس حالت مین کھڑے ہوئے کہ چہرہ بار بار متغیر ہوتا تھا۔ کبھی زرد ہو گیا۔ کبھی سُرخ۔ قلب جب دنیا سے اُٹھکر قرب وحق کا مہمان بن جاتا ہے تو مخلوق کی جانب سے عصمت حاصل ہوتی ہے۔ وہ عرش سے فرش تک ہر چیز سے بیخبر رہتا ہے اس کے حساب گویا مخلوق پیدا ہی نہین ہوئی۔ اور گویا اللہ تعالیٰ نے اس کے سوا کسی کو مخلوق ہی نہین فرمایا۔ مطلب یہ کہ ایسے قلب یکتا کا یکتا۔ محب اور محبوب طالب اور مطلوب۔ ذاکر اور مذکور ہو جاتا ہے۔ خدا کے سوا اور کسیکو نہین دیکھتا۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ مجھے اس بلا کی خبر ملگئی۔ جو اس شہر مین آئیگی۔ پھر شہر والون کیلئے رفع بلا کی دعا مانگی۔ اس کے بعد مغلوب الحال کی طرح فرمایا۔ کہ اس شہر مین بعض آدمی قتل اور سولی کے مستحق ہین۔ گریہ جلوہ اُسی آنکھ کو نظر آرہا ہے۔ جو سر کی آنکھون سے زیادہ مکرم ہے۔ الٰہی تو ان کے سبب ہمین ہلاک کرتا ہے۔ ان کے گناہون مین ہمین پکڑتا ہے ہمنے کیا کیا؟ آپ نے یہ کلمات نہایت غضبناک لہجہ مین فرمائے۔ مین نے دوست دشمن کو تقدیر کی بھٹی مین رکھکر گلا دیا ایک ڈال چاندی بنگئی۔ تو کرامات و معجزات کا طالب نہ بن۔ انبیاء سے معجزات اور اولیاء سے کرامات کی بابت مزاحمت نہ کر۔ اگر خدا کا قرب چاہتا ہے۔ تو اس سے باز رہ۔ جب تو دائمی صحبت رکھیگا۔ تو وہ خود تجھے نوالے کھلائے گا۔ کھالیجو۔ کپڑے پہنائیگا پہن لیجو۔ ان چیزون کی تمنا حجاب ہے اور آنے کے بعد رد کر دینا بھی حجاب ہے۔ اولیاء کو جب خدا کے رستہ پر چلایا جاتا ہے۔ تو جن وانس اور فرشتے ان کے خادم ہو جاتے ہین۔ جہان گرتے ہین اٹھالئے جاتے ہین یہانتک کہ واصل ہو جاتے ہین اور اُن سے دنیا اور وجود کی حرص جاتی رہتی ہے۔ لطف و کرم انکی خدمت کرتا ہے پھر جب منزل قرب مین داخل ہونے کا حکم ملتا ہے تو آفتین نازل ہوتی ہین۔ جلال کی آفتین ان کے نفس اور بقیہ وجود کو فنا کرنے کے لئے آتی ہین۔ فتوح ظاہری اور کھانا پینا پہننا اور تندرستی سب روک لیا جاتا ہے۔ اور وہ محض قلب مع باطن صاف رہ جاتا ہے جنکو طعام فضل اور شراب انس ملا کرتی ہے کرامت ان کا تاج ہے اور احسان ان کا لباس۔ ان کو علم لدنی اور حکمت کے لقمے دیے جاتے ہین۔ پھر بادشاہ حقیقی ان کو نام بتاتا اور اپنی سابقہ ولاحقہ نعمتین جتاتا ہے اور بطور مجموعہ یہ سب اُن کو دیدیتا ہے پھر ان کو اصلاح و ہدایت اور رہبری و سفارت کے لئے وجود کی طرف لے آتا ہے۔ بعدہ اُن کے دلون کو تکوین اور زبانون کو سوال و دُعا مع اجابت کی طاقت عنایت فرماتا ہے۔ یہ آخری زمانہ نفاق کا زمانہ ہے۔ اس مین عجب اور کفر دائمی ہے۔ عجب کا حجاب تجکو خدا کی نظر سے گرا دیگا۔ یہ دونون رستہ کے مخالف اور قلب کے حاجب ہین۔ اگر کوئی پوچھے کہ نفاق کی تعریف بتاؤ۔ تاکہ ہم اس سے اجتناب کرین۔ اس سے کہدو کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ منافق جب وعدہ کرتا ہے خلاف کرتا ہے جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ جب اُسکے پاس امانت رکھی جاتی ہے خیانت کرتا ہے۔ مومن

جب تک اپنا ٹھکانا نہ دیکھلے اور اپنا لقب نہ سُن لے۔ لباس و طعام اور نکاح و سرور اور امن و قرار سے کچھ تعلق نہین رکھتا وہ خلوت مین اپنا سابقہ ازلی اور نام سن لیتا ہے وہ تقدیر پر معتمد ہو کر جنگلون اور بیدانون مین سورہتا ہے۔ ملائکہ اس کی حالت دیکھتے اس کا لقب سنتے اور یہ کہا کرتے ہین کہ یہ کون ہے؟ دیگر ملائکہ جواب دیتے ہین کہ یہ فلان محبوب ہے۔ صدیق چالیس یا سات باتون میں ایک ہوا کرتا ہے۔ اس کے لئے فلان فلان مراتب ہین۔ تقدیر اسے دہنے بائین پلٹا دیتی ہے۔ اور لقمے کھلاتی رہتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پس پشت نگہبان ہے۔ دل کی جانب سے اسے الہام ہوتا ہے کہ اپنے گھر کی طرف چل۔ اپنا خزانہ محفوظ رکھ۔ اپنی ذات کو چھپا۔ اپنے نفس کو یہ سمجھ کہ گویا خواب مین ہے۔ تیرا قلب و سر بلند ہوگا۔ کتاب حکم مین بیٹھ۔ اور کتاب علم مین سویا کر۔ تاکہ بالغ ہو جائے۔ اور تیرا اثر کہین جاتا رہے۔ اسوقت وہ تجھے کھلائے پہنائیگا۔ کیا تو طبیعت و ہوا و شہوات سے لبریز ہو کر اس مرتبہ کا ارادہ رکھتا ہے؟ نماز کھڑا ہو کر تو خرید و فروخت کیا کرتا ہے۔ اور اپنے قلب اور وسوسہ کے باعث کھاتا پیتا اور نکاح کرتا رہتا ہے۔ کسی نے پوچھا اسکا کیا علاج ہے؟ فرمایا حرام اور شبہ سے لقمون کو بچانا پہلا علاج ہے اور ارتکاب مناہی کے متعلق مخالفت نفس دوسرا علاج ہے بندہ جب اس وسوسہ اور خلق سے جو اس کے دل مین ڈالا جاتا ہے۔ الگ ہونے اور اکھڑنے لگتا ہے تو اس کا قلق کم ہوتا اور تردد جاتا رہتا ہے اور ایک چیز یعنی سکون و آرام حاصل ہوتا ہے۔ خلق باقی نہین رہتا اسکی تسکین و قرار کے لئے رستہ مین ڈھیلے پتھر اس سے مخاطب ہوتے ہین اور یہ کہا کرتے ہین کہ اے خدا کے دوست اس کی مراد اور اس کے حبیب۔ اے مقرب الٰہی۔ ایک شخص نے کہا میرے لئے دعا کیجئے۔ فرمایا۔ الٰہی مجھے اپنی طرف لگا کر مخلوق سے بے پروا کردے۔ اور اس سائل کو اپنے ذکر کے باعث سوال سے بے نیاز فرمادے۔ آدمی مخلوق سے بے نیاز ہو کر خدا کے دروازہ کو پکڑتا اور خدا اپنے قرب سے اسے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اور اس حالت مین وہ اُسکے ذکر و شکر مین مشغول ہو کر سوال سے بے نیاز رہتا ہے۔ اگر تو جنگلون مین کھانے پینے سے باز رہیگا۔ تو تیری گھر مین چشمہ پیدا ہو جائیگا۔ مخلوق تیری ہلاکت کے لئے شیطان کا زبردست ہتھیار ہے۔ مخلوق کے پاس رہنا پوری روک ہے۔ محب طلب محبوب مین نکلجایا کرتا ہے۔ یوسف یعقوب کی طلب مین نکلے رستہ مین جس نے اُن کو دیکھا عاشق ہو گیا۔ آخر چہرہ پر نقاب ڈال لی۔ اور گوشہ زندان مین جا رہے کیونکہ آپ کا مقصود یعقوب کا دیدار تھا نہ کہ اغیار کا۔ ع لیت الذی بینی و بینک عامر * و بینی و بین العالمین خراب * یعنی کاش میرا تمہارا معاملہ بنجاتا اور دیگر تمام عالم سے بگڑ جاتا۔ حق کا منادی آگیا ہے۔ اپنی طرف سے مخلوق کی بنیاد اکھاڑ دو۔ یہانتک کہ تحریری حکم اپنی میعاد کو پہنچ جائے۔ جبتک مینڈکون سے الگ ہو کر پانی خشک نہ ہو جائے اور جبتک اسکی عیادت کے لئے تو کسی کنوئین کو خالی نکرے کلام نہ کر۔ تیرا باطن اُس کے سفینہ قدرت مین ہے۔ اسکو دریائے علم مین بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا کی تلقین کر۔ اہل اللہ کی صحبت اس خوفناک شیر کی سی ہے جو کسی غیر چیز سے پیٹ بھر رہا ہو۔ اور اس کے شغل کے باعث تیری طرف متوجہ نہ ہو۔ اگر ادھر سے رجوع ہونے کے بعد تیری جانب ملتفت ہوگا تو تجھ کو پھاڑ ڈالے گا۔ اور اسی طرح صدیق کی صحبت ہے کیونکہ یہ لوگ حقیقی بادشاہ کی صحبت مین اسی طرح رہتے ہین۔ جنید رض کے دوستون مین ایک شخص واردات قلبی پر حریص تھا۔ جنید رض کو اس کا علم ہو گیا۔ پوچھا کہ تمہاری نسبت لوگون مین جو بات مشہور ہے کیا وہ سچ ہے۔ جواب دیا ہان وہ سچ ہے۔ فرمایا کیا تم اپنے قدسے کلام کر سکتے ہو کہا ہان۔ جنید رض نے کہا اس وقت تم نے کیا کلام کیا ہے۔ جواب دیا فلان فلان بات کہی ہے۔ آپ نے

فرمایا نہیں۔ اُسنے دوبارہ پھر کلام کیا۔ مگر جنیدؒ ہر بار انکار کرتے رہے۔ اس نے کہا جو کچھ میرے پاس ہے وہ بالکل حق ہے۔ آپ فرمائیں آپ کے پاس کیا ہے۔ فرمایا تمہاری تمام باتیں سچی ہیں میں تمہاری قلبی صفائی اور ثبات کا امتحان لیتا تھا۔ اہل اللہ کے دل اس کے ارادے کے رستے علم کے خزانے۔ اسرار کے سینے ہیں۔ قضا و قدر کے جنگل میں تقدیر کے مخزن ہیں اُنکے اسرار خانہ تقدیر کے رستوں میں چکر لگانے وقت علوم و معرفت کو بطور نفقہ اٹھا لیتے ہیں اونچی لکڑیوں اور صورت بلا معنی کو کیا کیا جائے۔ دونوں بہرے گونگے اور اندھے ہیں جو کسی طرح نہیں سمجھتے۔ ایک شخص نے تین سو ساٹھ قصے تصنیف کئے حاکم شہر کو ہر روز ایک نیا قصہ سنا دیا کرتا تھا چونکہ وہ اس سے گھبرایا نہ تھا۔ انجام کار مراد کو پہنچ گیا۔ تو چند دن اور چند رات دعا کر کے گھبرا جاتا ہے۔ اور مخلوق کی طرف رجوع کر لیتا ہے۔ اس مصنف قصہ کا حال کیوں نہیں یاد کرتا۔ تو جب تک مخلوق کے ساتھ رہیگا۔ فلاح نہ پائیگا۔ مخلوق سے خالق کی طرف رجوع کر۔ اُسکے قرب کی دہلیز پر جا بیٹھ۔ محبت کا ہاتھ تجھکو کھینچ لیگا اور تو اس گھر کا جلیس بنجائیگا۔ پھر جب تو وہاں کے آرام و مکانات کو دیکھیگا۔ تو ہر جانب سے فراخی حاصل ہوگی۔ تیری بازو مضبوط اور تو اس گھر کے کنگروں تک اڑ جائیگا۔ یہ کنگورے تیرے لئے عالیشان محل بنجائینگے۔ پھر اگر تو گر گیا۔ تو اسی گھر کے صحن میں گریگا اور مہمانخانہ کے ہاتھوں میں رہیگا۔ تیری دعا قبول ہوگی۔ اگر مخلوق کو نفع دینا چاہتا ہے۔ تو ایسا کیا کر۔ ورنہ محض بیہودہ باتیں بنا اس سے مراد وہ کلام ہے جو بد عمل واعظ لوگوں کو سنایا کرتے ہیں۔ نماز غیر سے انقطاع کے بعد خدا سے مل جانے کا نام ہے۔ ایک جسم دو مکانوں میں متجزی نہیں ہو سکتا۔ خلق سے انفصال اور خدا کا اتصال اہل اللہ کی نماز ہے۔ اور نیک بندوں کی نماز یہ ہے کہ جنت کو قلب کی داہنی طرف رکھتے ہیں۔ دوزخ کو بائیں طرف پلصراط کو آگے۔ اور اللہ تعالیٰ کو ان تمام اسرار پر خبیر جانتے ہیں۔ صدیقین کی نماز خلق سے انفصال اور خالق کا اتصال ہے نفس جب کھانا مانگتا ہے تو صدق طلب کی علامت یہ ہے کہ باطن سے پرندے کے بچوں کے چیخنے کی سی آواز آنے لگتی ہے۔ اس وقت اسے بقدر سد رمق دینا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا نے نفس کو اسکا گناہ اور تقویٰ الہام کیا ہے۔ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے بادشاہ حقیقی کے پاس قلب کی رسائی کے بعد ان دونوں الہاموں پر عمل کرنا چاہیئے اسوقت فعل اور الہام کام دیگا۔ اس سے پہلے ارادت میں تفریق کیجائیگی کیونکہ الہام شیطانی الہام طبیعت الہام نفس اور الہام فرشتہ جدا جدا ہے۔ جب تو فی سبیل اللہ کسی کا مصاحب بننا چاہے تو کاموں سے موقوف ہونے اور لوگوں کے سو جانے کے وقت کامل وضو کر۔ پھر نماز پڑھ۔ نماز کا دروازہ وضو سے اور خدا کا دروازہ نماز سے کھول۔ پھر بعد فراغ یہ دعا کر کہ الٰہی میں کس کی صحبت میں رہوں واقعی رہبر۔ تیرے دین کی خبر دینے والا۔ سب سے الگ۔ تیرا خلیفہ اور نائب کون ہے۔ اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ تجھے محروم نہ رکھیگا تیرے قلب میں الہام کر دیگا۔ باطن کی طرف وحی بھیجکر بیان فرمائیگا۔ دروازے کشادہ اور رستے واضح ہو جائینگے۔ جو طلب میں کوشش کرتا ہے اسے مطلوب ملجاتا ہے۔ خدا خود فرماتا ہے۔ کہ جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرینگے۔ ہم ان کو اپنے رستے دکھا دینگے علت تجھ میں ہے اُسکے کلام میں نہیں پھر جب تیرے قلب کے نزدیک جہتیں متحد ہو جائیں اور تکلیں واحد غالب آجاتے تو اپنے آپ کو چھوڑ اور اس کا قصد کر۔ اسکی صحبت درندوں اور سانپوں کی مانند ہے۔ اسکے فقر نقصان نسب۔ اختلال حال۔ بے سامانی اور قصور عبادت کو نہ دیکھ۔ کیونکہ معنی اسکے باطن میں موجود ہیں۔ ظاہر اور جسم اور چہرے پر نہیں ہیں۔ اس سے کلام کی ابتداء نہ کر۔ اور اسکی حالت کو نہ بدل۔ خدا کی طرف سے اسی کے فائدہ کا منتظر رہ۔ وہ کاتب ہے اور مضمون غیر

ہے۔ وہ سفیر اور دعوت کرنیوالا ہے طبق کسی اور کا ہے۔ وہ بیان کرنیوالا ہے مگر بیان غیر کا۔ خدا جو کچھ اس کی زبان سے نکلوائے اسے قبول کرنے اس کے اشاروں کو دیکھتا رہ۔ اسکی حد کبھی نہ توڑ۔ اس کے آگے سرنگوں اور خائف رہا کر۔ اس کے حال و قال اور افعال میں اُسے تہمت نہ لگا۔ اُسے ہر عاقل پر فضیلت دے۔ وہ تجھکو اپنے پاس سے خدا کے پاس پہنچا دیگا۔ اس کا بچا ہوا کھانا نہ کھا۔ اس کی بات کا جواب نہ دے۔ ہماری اور جانوروں کی طبیعت ایک ہے۔ لیکن عقل اور شرع۔ علم و قرب۔ اور معرفت و طاعت دونوں کو جدا کر رہی ہے۔ ورنہ فی الواقع اصل دونوں کی ایک ہے۔ علم پر عمل کرنے والے میت کے پاس سے گذر کر اسے زندہ کر دیتے ہیں اور گنہگار کے پاس جا کر اسے ذاکر بنا دیتے ہیں۔ عارف کے گھر میں غیر کے لئے طبق آیا کرتے ہیں وہ خراج تحصیل کرنے میں کوشش کیا کرتا ہے اور جب حاصل ہوتا ہے خدا کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور وہ اپنی مزدوری مخلوق سے نہیں بلکہ خدا ہی سے لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب تیری بہتری چاہتا ہے۔ تو تجھے آگاہ اور عیوب نفس سے خبردار کر دیتا ہے۔ تمہارے عالم جاہل اور جاہل مفتری اور زاہد حریص ہیں۔ دین کے بدلے دنیا نہ کما۔ اس سے تو آخرت حاصل ہوتی ہے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا اَلخ کو ظاہر طور پر محمول فرما کر یہ کہا ہے۔ کہ غیر اللہ سے سوال کرنیوالا حد سے متجاوز ہونیوالا ہے عبداللہ بن مسعودؓ اپنے احباب سے فرمایا کرتے تھے کہ تم میرے قلب کی روشنی ہو۔ جو اللہ کے لئے میرا کلام سنکر اس سے نفع اٹھائے۔ وہ بیشک دل کی روشنی ہے۔ ورنہ اس کی حاضری باعث کدورت ہوگی۔ ابراہیمؑ جب آگ سے نکلے۔ اور آپ کے غلام اور مویشی بکثرت ہو گئے تو ملک شام میں بہت سے دروازوں کا ایک گھر بنایا۔ اس کی قیمت بیٹے اور قوم کے گھر بنا دینے کے بعد وہیں رہ پڑے۔ اور مخلوق کی تربیت کو پسند فرمایا خلت محبت کا نام ہے۔ اور محبت وحدت **سوال** حال کی اقتدا کرنی چاہیئے یا مقال کی شیخ رضؓ نے جواب دیا عوام کے مقال کی اقتدا چاہیئے۔ اور خواص کے حال کی۔ اے سائل تو کن لوگوں کے لائق ہے مجھے اپنی نبض دکھا۔ تاکہ تجھکو تیری حالت کے مطابق جگہ دوں اور مرض کی شدت جتا کر اس کا علاج کروں۔ پیغمبر علیہ السلام بیماروں کی عیادت کیا کرتے تھے۔ ہم اس سے منع کئے گئے ہیں۔ مگر تندرستوں کی عیادت اپنی ہمت سے کرتے ہیں۔ ہمارے پاؤں تمہارے گھروں کی طرف چلنے۔ اور ہمارے ہاتھ تمہارے مال لینے سے روکے گئے ہیں۔ ہم تو حال اور تقدیر کی حیثیت سے مامور ہیں۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بات ممکن ہے کہ ایک مرنیوالا دس بیٹے چھوڑے اور وہ سب کے سب یکسان نیکبخت ہوں۔ باپ کے بعد سب نے برابر ترکہ بانٹ لیا۔ ان میں سے باپ کا گوشہ دل ایک جانب زیادہ تھا۔ اور وہ سارا مال اسیکو دینا چاہتا تھا۔ تقسیم ترکہ کے بعد تقدیر الٰہی سے ایک ایک کر کے سب مر گئے۔ اور سارا اسی ایک کے پاس آگیا کیا اس میں کوئی عیب ہے۔ والسلام۔ الٰہی مخلوق اور نفس و ہوی کو ہم سے روک دے۔ تو اس موقعہ پر یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ تم جس دریا میں تیرتے ہو۔ اسی سے ڈرتے ہو۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ خدا سے جاننے والے ہی ڈرا کرتے ہیں۔ اُن کا علم باعث خوف ہے۔ جب تو نے کسی چیز کی مضرت کو دیکھ لیا۔ تو اس سے ڈر اور پرہیز کر۔ موت ضروری امر ہے۔ اسکے لئے عمل کرتا رہ۔ اے شخص نہ تیرے گھر کے لئے چھت ہے نہ بچوں کے لئے آرام نہ اہل و عیال کے پاس نیچے اوپر کپڑے۔ جاڑا آگیا ہے۔ سامان کر لے بادشاہ آرہا ہے۔ استقبال کر۔ شیر قریب ہے اس سے بچ۔ اس شیر کا دوسرا نام موت ہے۔ نماز میں اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کے یہ معنی ہیں کہ ہم تیری مطیع رہیں۔ اور تجھے معبود یگانہ جانتے ہیں۔ تو خدا کو کب پائیگا۔ خالص عمل کس دن کریگا

مخلوق وریا ونفاق وعجب اور دوسلوں کے متعلق زہد کب اختیار کریگا۔ خدا کے آگے کس دن جھکے گا۔ جھکنا دل اور خلوت کے
اعتبار سے ہوتا ہے۔ شہوت نفس رویت حق کے ساتھ فراہم ہوتی ہے۔ تو بندہ اسکی رویت سے شرما کر شہوت کو ترک کر دیتا
ہے۔ تو شدت شہوت کے وقت اپنی خلوت میں یعقوبؑ کو دانتوں میں انگلی دبائے کب دیکھے گا تجھے اپنی عصمت کب نظر آئیگی
عصمت خدا کی غیرت ہے۔ یوسفؑ زلیخا کے ساتھ خلوت میں گئے۔ غیرت آگئی۔ الٹے بھاگے۔ خدا خود فرماتا ہے۔ یہ اسلئے
تھا کہ یوسفؑ سے برائیوں اور بےحیائیوں کو دفع کر دیں۔ وہ ہمارے خالص بندوں میں سے تھے۔ تیری حالت یوسفؑ کیطرح
کس دن بدلے گی۔ یوسف علیہ السلام جب خدا کے گھر میں عصمت کے پابند رہے۔ تو خدا نے قیدخانہ میں اُن سے موافقت کی اور خلوت
میں عصمت عطا فرمائی۔ لوگو اسی طرح خدا کے بندے بنجاؤ۔ یوسف صدیقؑ کی حالت خدا سے طلب کرو قطع اسباب اور ترک کل کا
نام توکل ہے۔ دل بدلکر فرشتہ بنجاتا ہے۔ پھر فرشتے جس چیز کو سنتے پہچانتے ہیں دل بھی سنتا اور پہچان لیتا ہے۔ بعدہٗ
ترقی پاکر فرشتے پر حاکم ہو جاتا ہے۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت موسیٰؑ کے قصے میں فرمایا۔ واقعی سیر باطن کی سیر ہے۔
موسیٰؑ نے طور کیجانب آگ دیکھکر اپنی اہلیہ کو چھوڑا۔ ایسی کیا چیز دیکھ لی تھی؟ ظاہری آگ۔ اور باطنی سے نور۔ ظاہری آنکھ سے
مخلوق کو ملاحظہ کیا تھا۔ اور باطنی سے خالق کو۔ اپنی اہلیہ سے فرمایا تم یہیں ٹھیرو۔ مجھے آگ نظر آئی ہے۔ اس آگ نے انکے
دل کو کھینچ لیا۔ اور بیوی بچہ سے بے پروا کر دیا۔ اس لئے فرمایا کہ تم ٹھیر جاؤ۔ میرے سامنے اور پیچھے ہاتھ اور تقدیر کے ایسے زبردست
آنکڑے آگئے ہیں جو اہل اللہ کو اُنکے اہل و عیال سے جدا کر دیا کرتے ہیں۔ اے حکم ٹھیر۔ اور اے علم۔ بسم اللہ آگے بڑھ۔ اے نفس
ثابت قدم رہ۔ اے قلب و باطن قبول کر۔ اس شخص کی بدنصیبی جو اسے نہ پائے۔ اسپر ایمان نہ لائے۔ اُسے محبوب نرکھے۔ وہ
محجوب اور مغضوب ہے۔ موسیٰؑ نے اہلیہ سے کہا۔ ٹھیر جاؤ۔ تاکہ میں تمہارے پاس خبر لاؤں یعنی راہ حق کی خبر دوں۔ اس لئے کہ اس
سے پہلے آپ کو رستہ معلوم نہ تھا۔ اس وقت شیخ رضؓ کے پاس نقیب النقباء ابن الاتقی تشریف لائے۔ جو پہلے کبھی نہ آئے تھے
آپ نے ان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ کاش تو پیدا نہ ہوتا۔ اور اگر پیدا ہوا تھا تو اس حکمت کو معلوم کرتا۔ جس کے لئے پیدا
کیا گیا ہے۔ اے سونیوالے بیدار ہو۔ تیرا رستہ آگے سے گر گیا ہے۔ قیامت کے دن پوچھا جائیگا۔ تیرا عمل کیا ہے۔ معلم کون ہے
اور داعی و نبی کون؟ تیرا نسب صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ خدا و رسول کے نزدیک صرف اہل تقوی صحیح النسب ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام سے
پوچھا گیا۔ آپ کی آل کون ہے۔ فرمایا ہر متقی محمدؐ کی آل ہے۔ خاموش تجھ میں عقل نہیں۔ تو دجلہ پر جھونپڑی ڈال کر پیاسا مررہا ہے۔
دو قدم رکھنے سے خدا سے جا ملے گا۔ پہلا قدم مخلوق پر رکھ۔ دوسرا نفس پر۔ مگر اسے مرید تو بہت سے قدم رکھکر دنیا و آخرت سے
واصل ہوا ہے۔ نجات کا ارادہ ہے تو میری سخت کلامی پر صبر کر۔ مجھ پر جب جنون سوار ہوتا ہے۔ تو میں تجھ کو نہیں دیکھا کرتا جب
میرے باطن و اخلاص کی طبیعت پُرجوش ہوتی ہے۔ تو میں تیرا چہرہ نہیں دیکھتا۔ ہاں نیکی۔ ازالۂ خبث باطنی اور تیرے گھر
کی آگ بجھا کر اہل و عیال کی حفاظت کا ارادہ کیا کرتا ہوں۔ آنکھیں کھول۔ اور اپنے آگے نظر ڈال۔ عذاب اور مواخذہ کا لشکر
تیری طرف بڑھا آرہا ہے۔ اے بیوقوف۔ افسوس۔ تو چند روز میں مرجائیگا۔ اہل و عیال اور اسباب و مال سب زائل و متفرق ہو
پھر اپنے گھر اور جورو بچوں کو چھوڑ کر قبر اور مٹی اور عذاب یا رحمت کے فرشتوں سے رفاقت کرنی پڑے گی۔ اے کوچ کرنے
انتقال کرجانے اور زائل ہونے والے۔ اے عاریت۔ وہ پاک ذات ہے۔ جس نے عالموں کو بھیج کر تم پر احسان کیا۔ مگر اُن کو

پہچانتے نہیں۔ اے بدنصیب۔ کیا تو ہر برس۔ یا ہر مہینے۔ یا ہر ہفتے خالی ہاتھوں میرے پاس نہیں آتا۔ اچھا ہم سے بلا قیمت
ایک چیز لے لے۔ کل اس ایک کی لاکھ چیزیں مل جائینگی۔ میں تیرا بوجھ اٹھانا چاہتا ہوں۔ اور تو اس سے ڈرتا ہے۔ کہ
کہیں میں اپنا بوجھ تجھ پر نہ ڈالدوں۔ اس سے نہ ڈر۔ مجھے اللہ تعالیٰ کفایت کریگا۔ مجھے ایک کلمہ سننے کے لئے ہزار برس کا
سفر اختیار کرنا چاہیئے حالانکہ مجھ میں تجھ میں صرف چند قدم کا فاصلہ ہے تو نہایت سُست جاہل اور نادان ہے۔ تیری گمان
میں یہ ہے۔ کہ تو کچھ دے رہا ہے۔ دنیا نے تجھ جیسے ہزاروں کو فربہ کیا۔ اور کھا گئی۔ جاہ و ثروت دیکر موٹا تازہ کیا۔ اور
لقمہ کر گئی۔ اگر دنیا میں خیر ہوتی تو ہم سے پہلے اُس کا طالب نہ بن سکتا۔ تمام کام خدا ہی کی طرف راجع ہیں۔ اور جو کچھ ہم
کر رہے ہیں۔ اسی کی جانب سے ہے۔ پھر آپ جب چوکی سے نیچے اتر آئے۔ تو ایک شاگرد نے عرض کیا۔ کہ آپنے وعظ میں مبالغہ
اور نصیحت میں سختی فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میرا کلام اثر کرگیا۔ تو ابن النقی پھر آجائیگا۔ چنانچہ اس کے بعد وہ مجلس میں آتا تھا
اور اکثر غیر اوقات میں حاضر ہو کر آپ کے سامنے نہایت تواضع و ادب سے بیٹھتا تھا۔ اسکے بعد شیخؓ نے فرمایا۔ الٰہی میں صبر و معافی
کا خواہاں ہوں۔ الٰہی سب سے بے نیازی کا طالب ہوں۔ اگر تو مخلوق کے پاس اُن سے کچھ لینے کے لئے جائیگا۔ تو خدا ناراض
ہوگا۔ جو شخص کچھ مال حاصل کرنے کے لئے کسی دولتمند کے آگے جھک جاتا ہے۔ اس کا دو تہائی دین جاتا رہتا ہے۔ تو
مخلوق سے مانگنے کا خوگر۔ اسی حالت میں خدا سے ملے گا۔ میں نے مقام رحبہ میں ایک سائل شخص کو دیکھا کہ جس نے ایک ریشمی جبہ
پچیس دینار کو بیچا تھا۔ میں اس کے پیچھے ہو لیا۔ وہ ایک آدمی کے پاس جا کھڑا ہوا جو کھانا کھا رہا تھا۔ اور اس سے ایک
نوالہ لیکر ٹلا۔ میں نے کہا کہ تو نے ابھی جبہ فروخت کیا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میں تمہارے سبب سے اپنا پیشہ نہیں چھوڑ
سکتا۔ جو انتہائے ولایت تک پہنچ جاتا ہے۔ قطب زمانہ بنجاتا ہے۔ اور تمام مخلوق کا بوجھ اٹھا لیتا ہے۔ مگر اس اکیلے کو
تمام مخلوق کی برابر ایمان عطا کیا جاتا ہے۔ تاکہ اوروں کا بوجھ اٹھانے پر قادر ہو۔ تو میرے کرتے اور چادر کو نہ دیکھ۔ یہ
موت کے بعد کا علاج ہے۔ یہ کفن ہے۔ اور میت کا کفن اچھا ہوا کرتا ہے۔ یہ لباس کبھی پہنتے موٹا کھانے پینے اور بھوکا رہنے
کے بعد نصیب ہوا ہے تمہارے سوا میرا مشغلہ ایک اور سے رہتا ہے۔ اے اہل بغداد۔ اے زمین و آسمان والو۔ عاقل بنو۔ خدا اس
چیز کو پیدا کرتا ہے جسے تم نہیں جانتے۔ یہ مرتبہ بناوٹ اور آرائش سے نہیں ملتا۔ بلکہ باطن ظاہر کی اور ظاہر باطن کی تصدیق
کر رہا ہے۔ جبتک تیرا پروردگار۔ اور جنت اور محبوب ایک نہو جائے کلام نہ کر۔ قرب تیرے دل میں کب خیمہ لگائیگا۔ قلب و
باطن مجذوب اور مقرب کس دن ہوگا۔ تو مخلوق سے الگ ہو کر خدا سے کس دن ملاقات کریگا۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو خدا
کی طرف منقطع ہو گیا۔ خدا اسے تمام کاموں میں کفایت کرتا ہے۔ جو دنیا کی طرف متوجہ رہا۔ خدا اُسے دنیا ہی کے حوالے کر دیتا
ہے۔ اس میں خرق عادت کا مادہ ہو جاتا ہے۔ خدا کا قرب اسوقت حاصل ہوتا ہے۔ کہ بندہ اپنے قلب کی توجہ سے بالکل
اسی کا ہو رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو شخص غیر کے ارادہ سے کوئی عمل کرتا ہے۔ وہ میرے لئے نہیں۔ بلکہ میرے شریک کے
لئے ہے۔ میں شریکوں سے بے نیاز ہوں۔ اخلاص مومن کی زمین اور اعمال اس کی دیواریں ہیں۔ دیواریں بدلا کرتی
ہیں۔ زمین نہیں بدلا کرتی۔ اس کام کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے۔ کہ میں خدا کی طرف منقطع ہو چکا ہوں
مگر میرے کام نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے تھے۔ معاذ اللہ رسول اللہ

مین خلل نہیں بلکہ تیری ہی ذات مین کچھ خلل ہے۔ تم کو خدا کی ذرا خبر نہین۔ کیونکہ تم دنیا اور اس کی زینت کے عاشق ہو
اگر تو اپنے دعوی مین سچا ہوتا تو ایک ذرہ کی طلب کے لئے حیلہ نہ کرتا۔ اپنے نفس کو تقدیر کے میدان مین ڈالدے۔ بڑھتے
بڑھتے تیرا درجہ باب قرب تک پہنچ جائیگا۔ اور ایک ایسا خوبصورت چہرہ نظر آئیگا۔ جو دنیا و آخرت کی زینت سے
بدرجہا بڑھا ہوا ہوگا۔ تم دونون مین محبت کامل ہوکر حجاب اور وسائط مرتفع ہونگے۔ تقدیر کے میدان سے تو نفس
کی فریاد سنے گا۔ یعنی وہ کہے گا۔ کہ اپنی امانت سونپ دے۔ اور مجھ سے پوری خدمت لے۔ مین یہان مقید ہون
اور اس کا کہا ماننے کی بابت قرب تیرے پاس سفارش لائیگا اسوقت علم کا ہاتھ نفس کی طرف دراز ہوگا۔ اور حکم کا ہاتھ
اس کی موافقت کریگا۔ لیکن مخالفت طبیعت و ہوا و ارادہ سے پہلے ابتداءً امر مین اشیا پر غور کرنا۔ اور اپنے آپ کو تہ مین
مین سمجھنا یہ دائمی حسرت اور دھوکا دینے والی محرومی کا باعث ہے اگر تو یہ جانتا کہ دنیا تجھے چھوڑ دیگی تو ہرگز اسے نہ مانتا جب
تیرا باطن درست ہوجائیگا۔ تو ساری دنیا درست ہوجائے گی۔ اس کا شربت زہر ہے پہلے حلوا دیتی ہے۔ پھر زہر۔ یہان
تک کہ جب وہ تیرے دل تک پہنچتی اور تجھے اپنے قابو مین کر لیتی ہے۔ تو زہر بنکر قتل کر دیتی ہے۔ متقدمین گوشہ نشینی
سے پہلے واردات قلبی مین تمیز حاصل کر لیا کرتے تھے۔ اے وسوسہ نفس و شیطان اور واردات قلبی مین تمیز نہ کرنیوالے تو مجھی
و زلات وکفر کے متعلق۔ شیطان کے وسوسہ کو فرشتے کے اس الہام سے جو طاعات اور اعمال صالحہ سے تعلق رکھتا ہے
کیونکر جدا کر سکے گا۔ منصور حلاج سے کسی نے کہا کہ مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ جواب دیا کہ وصیت کے قابل نفس ہے۔ اگر تو اسپر
سوار ہوگیا۔ تو تیرا فرمانبردار ہے۔ ورنہ تجھ پر سوار ہوجائیگا۔ اگر تونے بادشاہ کے ساتھ شراب پی ہے تو نشہ اترنے
اور ہوش آنے کے وقت تک جنگل مین نکلجا۔ تاکہ تیری زبان سے کوئی شاہی راز ظاہر نہو جائے۔ اور تو ہلاک نکردیا جائے
اسی لئے بادشاہون کا کوچ اُن کے ٹہرنے سے بہتر ہے۔ اگر تو خدا سے ملنا چاہتا ہے تو دنیا میں اس کے لئے سوائی
ہے۔ احکام شرع کے بعد خلوت نشینی خدا کا دروازہ ہے جس شے کا سبب معلوم ہو اس کا ارادہ ضروری بات ہے۔ علم
کا دروازہ حکم کے رستے مین ہے۔ حکم اوامر اور نواہی ہین۔ حکم جو کچھ بتائیگا۔ ہم اسے سنین گے قبول کرینگے اور مطیع
ہونگے۔ اسوقت ہمپر آفتین آئینگی۔ لہذا ضروری ہے کہ آدمی عالم ہو۔ بعض لوگ کہدیا کرتے ہین کہ باوجود طاعت اگر ہم
مبتلائے مصیبت ہین۔ تو کیا پروا ہے اس سے کہ تو کسی قدر علم کا محتاج ہے۔ اہل حکم ذخیرہ کرتے ہین اور اہل علم خرچ کرتے
رہتے ہین۔ حکم زاہد کے ساتھ ہے اور علم صدیقین و محبوبین اور انس رکھنے والون کے ساتھ۔ زاہد حکم کے ہمراہ ہے۔ اور
محبت علم کے ہمرکاب۔ یہ اس کا شریک ہے اور وہ اس کا وزیر تکلف سے زہد کرنیوالا گویا مبتلائے بخار ہے۔ اور واقعی زاہد مبتلائے
سل اور عارف گویا مرنے کے بعد زندہ ہوگیا ہے۔ تکلف سے زاہد بننے والا خواہش کو چھوڑتا اور روزے رکھتا ہے۔ اسلئے
اس مین حرارت بڑھ جاتی ہے۔ اور زاہد دائمی طور پر خواہشات کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس لئے اس کا مرض دائمی ہوتا ہے یعنی
سل ہوجاتی ہے۔ اور اس کے حساب دنیا مرجاتی ہے۔ وہ اسی حال مین لطف الٰہی کے بچھونے پر بیٹھا رہتا ہے۔
پھر اس کے زہد کے دروازہ پر اس کا حصہ آتا ہے۔ کھانا افراط کے باعث رکھا رکھا سڑ جاتا ہے۔ اور کپڑے کھونٹی پر
ٹنگے پڑے گلجاتے ہین۔ کفار اور گنہگارون نے دنیا کو اچھی طرح طلب نہین کیا۔ کہ حرام کھانے لگے۔ اللہ تعالی اس

زندہ کو دوبارہ پیدا کرتا ہے۔ عارف کا گوشت معدوم ہوجاتا ہے۔ ہڈیان کمزور اور کھال بودی ہوجاتی ہے۔ غدود نکل
جاتے ہین خواہش معزول اور طبیعت مغلوب ہوتی ہے۔ مگر قلب مین روح معنی اور توحید و معرفت باقی رہتی ہے۔ یہان دل کے
سوا اور کوئی فرشتہ نہین ہوتا۔ خدا اس کا متولی ہے۔ اُسے موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔ اُس کی خواہشین اور لذتین معنوی طور پر
مرجاتی ہین۔ ان کو علمی اور صدیقی موت آتی ہے معنوی نظارہ دکھا کر خدا اُسے زندہ کر دیتا ہے جس کو وہ اپنے دروازہ پر سیت بنا کر
ڈالدیتا ہے۔ علم و اسرار اور شکر و رجا یا اس کی پرورش کیا کرتے ہین۔ پھر خدا اپنا ملک دکھانے اور اسرار پر اطلاع دینے کے بعد اس
کے جسم و روح اور ظاہر و باطن کو اپنا حصہ لینے کے لئے ایک جگہ جمع کر دیتا ہے۔ اس سے پہلے مشرق و مغرب اس کے سامنے کر دیئے
جائین تو قدرت اور ارادہ الٰہی کے باعث ان مین سے ایک ذرہ نہین لیتا۔ وہ اپنے انبیاء و اولیاء اور خواص کی خواہشون مین
حائل ہوکر انہین ان سے جدا کر دیتا ہے۔ تاکہ ان کے باطن صاف رہین۔ پھر جب ان کو اُن کا حصہ دینا چاہتا ہے۔ تو دوبارہ
زندہ کر دیتا ہے۔ عیسیٰؑ نے کبھی نکاح کیا۔ نہ لونڈی خریدی۔ آخر زمانہ مین خدا ان کو زمین پر اتاریگا۔ اور وہ قریش مین ایک
لڑکی سے نکاح کرینگے۔ جس سے لڑکا پیدا ہوگا۔ عارف علم و زہد کی مضبوطی اور شک کے موقع پر زہد اختیار کرنے کے
بعد اپنے حصون اور خواہشون کو لیا کرتا ہے۔ ٹھنڈا پانی اور گرم روٹی زاہدون کے نزدیک شراب پینے اور خنزیر کھانے کے
برابر ہے۔ بہت سے زاہد و عارف اپنے زہد و نظر معرفت کے باعث حق سے محجوب رہتے ہین۔ مگر ایسے بہت کم ہین۔ اگر
اس مصیبت سے سالم رہتے ہین۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اہل دنیا کا قرب تجھ کو خدا سے دور کر دیگا۔ راہ صواب یہ ہے کہ تو آخرت
و طاعت کی طرف متوجہ ہو نجات پائیگا۔ تیرا حصہ زبردستی تجھ کو ملیگا۔ اور یہ علم کریگا۔ کہ اپنی طبیعت سے جدا ہوکر شرعی رخصت
پر عمل کر۔ پھر رفتہ رفتہ شرعی رخصتون کو چھوڑنے کا حکم دیگا۔ اور تیرے تمام افعال عزیمت ہوجائین گے۔ اور جب تو اسپر صبر کریگا
تو دل مین خدا کی محبت اور اس کے بعد ولایت حاصل ہوگی۔ اگر تو عاقل ہے۔ تو اپنے نفس کو دوزخی سمجھ۔ اس خیال سے
تیرے عمل نیک ہوتے جائینگے۔ پھر اگر تو جنتی نکلا تو نیک اعمال اس کا شکریہ ہوجائینگے۔ جب تو گھر سے نکلے تو یہ سمجھ کہ لڑائی
پر جا رہا ہون۔ واپس نہ آؤنگا۔ یہ جان رکھ کہ تو کس کے ساتھ آزمایا گیا ہے۔ اور اسپر یقین کر کہ اللہ تعالی بلا کسب کوشش رزق
دینے پر قادر ہے۔ مؤمن کبھی پہاڑ کی مانند ہے کبھی گھانس کی مانند۔ بلاؤن کے وقت پہاڑ ہے۔ اور صحبت الٰہی کے وقت گھانس
کا تنکا جسے ہوائین ادھر ادھر جھکاتی رہتی ہین اے قوم رسالت و نبوت تو جاتی رہی۔ مگر ولایت نہین گئی۔ اپنے وجود کے
ساتھ بادشاہ کی مصاحبت نہین ہوا کرتی۔ اس کے سامنے اندھا اور پیاسا بنجا۔ اور بلا حس و حرکت مردہ کی طرح رہا کر۔ ان
محجوبون پر افسوس جو اپنی محجوبی سے ناواقف ہین۔ تو نہ تو خود بھلائی کرتا ہے۔ اور نہ اہل خیر کا مددگار بنتا ہے۔ بلکہ سراپا شر ہو کر
دنیا بلا آخرت اور ظاہر بلا باطن کو پسند کر رہا ہے۔ تجکو تیری ولایت دولتمندی اور دوست نفع نہ دینگے عنقریب مرکر ذلیل
ہوگا۔ جو عزت کا طالب ہو اس سے کہدو کہ عزت خدا اور رسول اور اولیاء و صدیقین کے لئے ہے۔ دنیا دریا۔ شریعت کشتی
اور لطف خداوندی ملاح ہے۔ جو شخص متابعت شرع سے جدا ہوتا ہے وہ غرق ہوتا ہے اور جو شریعت کی کشتی مین سوار ہوکر دین
رہ جاتا ہے۔ ملاح اس کو نائب بنا کر کشتی وغیرہ سب اس کے سپرد کر دیتا ہے اور اس سے تعلق کر لیتا ہے۔ اسیطرح جو دنیا کو چھوڑ
کر علم مین مشغول ہوتا۔ اور ایذا پر صبر کرتا ہے شریعت کا محبوب بنجاتا ہے اور اس حالت مین اُسے لطف الٰہی و معرفت اور خاص

خلعت عطا ہوتے ہیں۔ ولایت پروانہ ملتی ہے۔ اگر غیر نہ ملے تو تیرے لئے ملاقات الٰہی میں بہت کچھ وسعت ہے۔ کوئی جاتی رہے۔ تو غم نہ کر۔ بادشاہ اپنے مال میں تصرف کیا کرتا ہے۔ بندہ اور اُس کا مال سب خدا کا ہے۔ وہ جو چیز آج تجھ سے لیگا کل دیدیگا۔ مومن سے آگ یہ کہیگی کہ اے مومن آگے بڑھ۔ تیرے نور نے میری ہیبت کو بجھا دیا ہے۔ اسی طرح دنیا میں جب ایمان قوی ہوتا ہے اور باطن قرب الٰہی تک پہنچتا ہے۔ تو آفتوں کی آگ آتی ہے اور دل کے رستوں میں بھڑک جاتی ہے۔ اور مجاہدہ کی آگ مرید کی راہ میں ٹھیر جاتی ہے۔ کیونکہ مرید کے پاس بقیہ دنیا اور ملاقات خلق کا سامان ہوتا ہے۔ اس لئے یہ آگ اُسے پکڑ لیتی ہے۔ پھر ایمان کامل یہ کہتا ہے کہ اے مومن آگے چل۔ تیرے نور نے آگ کو بجھا دیا ہے۔ لہذا جو تیر قلعہ کی دیوار پر لگتا ہے۔ ان کو ضرر نہیں دیسکتا۔ اور یہ ندا ہوتی ہے کہ جو چاہو کرو۔ تم کو دنیا و آخرت کی آگ ضرر نہ دیگی۔ اللہ تعالیٰ کے اکثر بندے ایسے ہیں جن کا نام اس نے طبیب رکھدیا ہے۔ ان کو عافیت سے جلاتا اور مارتا اور آرام سے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ خدا کو پہچاننے والا۔ شہوات و لذات سے الگ ہوتا ہے۔ البتہ وہ اپنا ازلی حصہ لینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ گھر سے پہلے ہمسایہ کا خیال کرنا لازم ہے۔ اسے اچھا ہمسایہ مل گیا تھا۔ اس لئے گھر ہاتھ لگ گیا۔ اس نے بادشاہ کیطرف سے مرتبہ پایا اسلئے بادشاہ نے کہدیا کہ تو آج ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ اور امین ہے۔ خدا کو پہچاننے والا کسی شئے پر آنکھ اور ہاتھ نہیں ڈالتا۔ وہ ایسی دولہن کی مانند ہے جو بادشاہ کیخدمت میں بھیجی گئی ہو۔ اس کا کھانا پینا اور تمام خواہشیں محض قرب ہے۔ نفس مطیع ہو کر قلب کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ اور قلب قید سے نکلکر اس کا نگہبان بنتا ہے۔ پھر بادشاہ کہتا ہے کہ اسے میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ نجابت حسن اخلاق۔ اور ظہور ادب کے بعد اُسے بادشاہ کے پاس پہنچا دیتے ہیں۔ بادشاہ اسے عزت اور قرب دیتا اسپر احسان کرتا اور خلعت عطا فرماتا ہے۔ اور بلا واسطہ اس سے یہ کہتا ہے کہ تو آج ہمارے نزدیک صاحب مرتبہ امین ہے۔ اسے اپنے سوا کسی اور مشغلہ میں نہیں ڈالتا۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے چلا چلا کر یا اللہ یا اللہ یا اللہ کہا۔ اور یہ فرمایا کہ غائب شدہ حبیب آگیا ہے اور اس لئے محبوب کے ساتھ مشغول ہے کہ کسی اور چیز میں مشغول نہ ہو جائے۔ جب صحبت زیادہ تر ہوگی اور سفر کی تکان جاتی رہیگی۔ تو گوشت پیدا ہوگا۔ ہڈیاں مضبوط ہو جائینگی۔ عیش نصیب ہوگا۔ خوف جاتا رہیگا۔ اور اسوقت وہ بادشاہ کا محرم راز ہو جائیگا۔ اور بادشاہ اُسے رعایا و اقالیم کا حاکم بنائیگا۔ ڈوبتوں کو بچانے کے لئے دریا کی طرف بھیجے گا۔ اور مُردوں اور بچوں کو درندوں کے مُنہ چھڑانے کے لئے جنگل کی جانب روانہ کریگا۔ جب وہ اپنی طبیعت کے گھر سے نکلیگا۔ تو خدا اسے امانت اور نیابت کے لائق بنا دیگا۔ عارفین کے دلوں کو وہی خلعت ملتے ہیں جو نبیوں اور پیغمبروں کے دلوں کو مل چکے ہیں۔ اور وہی القاب انعامات عنایت ہوتے ہیں۔ جو اولیاء ابدال کو دیئے گئے ہیں۔ اے بازاری آدمی یہاں بادشاہوں کے محرم اسرار اور صاحبان اخبار موجود ہیں یہ اُن اولیاء اللہ اور ملائکہ کی طرف اشارہ ہے۔ جو آپ کی مجلس میں حاضر۔ اور دیگر حاضرین کی نگاہوں سے مخفی تھے **سوال** بسط کس زمانہ میں قبض اور نزول کس وقت امر واقعی ہو جاتا ہے؟ جواب دیا۔ کہ اللہ تعالےٰ جب بسط عنایت کریگا تو تو خود منبسط ہو جائیگا اسوقت رخصت عزیمت بنے گی اور عزیمت راہبر ہو جائیگی۔ پھر جب تو سراپا عزیمت ہوگیا۔ تو وہ تجکو فضل دانش کے گھر میں داخل کریگا۔ اور تو بلا رخصت و عزیمت فعل مجرد ہو کر رہجائیگا

اور تیری مثال ایسی ہوگی جیسا کسی کے آگے طبق رکھا ہے۔ ابھی وہ دو چار تولے کھانے پایا تھا کہ حکم دیا گیا۔ دوسرے گھر میں چلو اور ماحضر تناول کرو۔ رخصت ناقص العمل کے لئے ہے عزیمت کامل الایمان کے لئے۔ اور حقیقی بادشاہت فنا ہونے والے کے لئے اس سے پہلے تو ہمیشہ خلوت نشین رہا۔ مگر اب اس کے خلاف کر۔ میں اُن لوگوں میں ہوں۔ جو اپنے تذکرہ سے نہیں شرماتے۔ دو مقام ہیں جن ادب کرنے میں نے کسی کو نہیں دیکھا (۱) تحصیل دنیا میں جاہل رہ کر خلوت میں نہ بیٹھ بیٹھ نہیں ہونے سے گوشہ گیر نہ ہو۔ پہلے علم و فہم حاصل کر۔ پھر یکسو ہو۔ تو اکثر مجلسوں میں حاضر ہوتا ہے۔ مگر عمل کسی بات پر نہیں کرتا بہت لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے صرف ایک ہی کو دیکھا۔ اور ان کی وصیت پر عمل کیا۔ اُسے آخرت کا توشہ بنا لیا۔ تو اخبار و آثار سے واقف اور اذکار کی محفلوں میں حاضر رہتا ہے۔ مگر تیرا کوئی قدم آگے کی طرف نہیں بڑھتا اس سے تو بہتر یہ تھا کہ تیری پاؤں کبھی نہ اُٹھتے۔ اور جب ایسی مجلسوں میں آنے کا ارادہ کرتا پیچھے رہ جاتا۔ جس کے دو دن یکساں ہوں۔ وہ نقصان میں ہے۔ بیدار ہو خدا تجھ پر رحم کریگا۔ دنیا ایک ساعت ہے۔ اسپر مائل نہ ہو۔ اہل اللہ کو ہیبت نے ضعیف کر دیا ہے۔ ان کے اعضا مقید ہیں۔ مخلوق کی جانب سے ان کے دلوں پر نفرت چھا گئی ہے۔ لزوم و قعود اُن کے احوال کو لازم ہو گیا ہے۔ جب حصہ لینے کا وقت آتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُن کے مُنہ میں لقمہ دینے والے کو بھیج دیتا ہے۔ متقدمین یا متاخرین کا کوئی اعتراض مجھ پر نہیں ہے۔ اپنے دین کے سر کی حفاظت کر۔ ورنہ اپنی نسبت اور طریقہ کو کاٹ دونگا۔ جاہل نہ ہو اور گھر میں بیٹھ کر بیہودہ باتیں نہ بنا۔ ہم نے بہت سی دوائیں پی رکھی ہیں۔ آؤ تم کو بھی ایک مجرب دوا بتائیں۔ اُس دن سے ڈرو کہ جب نہ مال نفع دیگا نہ اولاد۔ کونسا مال؟ وہ مال جو تو نے حلال کی وجہ سے کمایا اور جمع کیا ہو۔ اور اہل عرب کی طرح تجھے یہ گمان ہو کہ وہ اولاد کے ساتھ ملکر نفع دیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس دن مال و اولاد سے نفع نہ ہوگا۔ مگر ہاں جو اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم لیکر گیا۔ وہ نفع میں رہیگا۔ ایسا شخص نہ دل سے مال و اولاد کو نہیں دیکھا کرتا۔ اور نہ اُن کو قلب میں جگہ دیا کرتا ہے۔ بلکہ اپنے آپ کو اُن کا وکیل جانتا اور موافقت حکم الٰہی کے لئے اُن سے مصاحبت رکھتا ہے اس لئے اس کا دل مال و اولاد کی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کو خبر ملی کہ بادشاہ ایک لونڈی سے تیرا نکاح اور اسکے ہاتھ سے تیرا قتل کرا دینا چاہتا ہے۔ اس نے دل میں سوچا۔ کہ اگر بھاگتا ہوں تو سپاہی پکڑ لائیں گے۔ اگر شاہی حکم نہیں مانتا۔ تو ہلاک کر دیا جاؤنگا۔ اور اگر موافقت کرتا ہوں تو لونڈی کے ہاتھ سے مارا جاؤنگا۔ مجبوراً حکم شاہی کو منظور کر لیا چنانچہ بادشاہ نے ایک لونڈی سے نکاح کر دیا۔ اور اُسے یہ سکھایا۔ کہ اسے زہر دیدے یا سوتے میں ذبح کر ڈالے (اسپر افسوس جو آج مجھ سے الگ رہے۔ حسن ادب اور اظہار موافقت دلی خوف کے ساتھ بہت بہتر خصلت ہے) اس شخص نے زفاف کی رات خوف کا لباس پہنا۔ آنکھوں میں بیداری کا سرمہ لگایا۔ اور لونڈی کی حرکات و سکنات کو دیکھتا رہا۔ شاہی ملازم اسپر حسد کرتے رہے۔ یہانتک کہ دن نکل آیا۔ اور لونڈی کو اس کے ہلاک کر دینے کا موقع نہ ملا۔ ایسا آدمی صاحب قلب سلیم ہے۔ وہ اپنی جورو یعنی دنیا کے ساتھ نہ سویا۔ آخرت کی طرف متوجہ رہا۔ اس لئے دنیا اس کا تقویٰ نہ چھین سکی اور دین کو متغیر نہ کرسکی۔ سلامتی اس کا نام ہے۔ عارف باللہ اور زاہد کا یہی حال ہے۔ صفائی باطن کے وقت قاصد علم اسکے پاس آکر یہ کہا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے کسی قدر دنیا عطا فرمانی چاہتا ہے تاکہ تو صیقین

کے دلوں کو زندہ کر سکے۔ مگر چونکہ اس میں تعب و کدورت ہے۔ اس لئے یہ بتا کہ تیرا قلب اور باطن کس طرح سالم رہیگا اگر وقت قلب و سِر دونوں بادشاہ حقیقی کے دروازہ پر جا کر یہ عرض کرتے ہیں۔ الٰہی حضور کا کیا ارادہ ہے؟ کیا آپ ہمیں محجوب اور اپنے دروازہ سے منقطع فرما کر ہمارا عیش مکدر کر دینا منظور کرتے ہیں۔ ہم بلا عہد و پیمان ہرگز نہ لینگے۔ چنانچہ وہ جبتک یہ مضمون نہیں سن لیتے۔ کہ خوف نہ کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ہوں۔ وہاں سے نہیں ٹلتے۔ پھر دونو حفظ و امن کیساتھ دنیا کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ نفع اسیکو ہوگا جو بار نفاق و ملاقات مخلوق کی آفتوں سے سالم دل لیکر خدا سے ملیگا۔ اے مرید متحیر۔ اے تقدیر کے میدان میں حیران ہونے والے۔ اگر تو اپنے باطن کو پاک کرنا چاہتا ہے تو اسمیں درم و دینار و جواہرات درجیب میں ان کی گنجایش نہ رکھ۔ اور الوداع لو دنیا اور شہوات اور دیگر مکروہات سے فارغ کرنے کا طالب ہے تو اسمیں ذکر و فکر موت اور اس کے مابعد کے حالات کو جگہ دے اور اس سے کیمیا بنالے۔ امیدیں کوتاہ کر یہ سمجھ کر اب مرنیوالا ہوں۔ اعمال کوتاہی امید سے درست ہو جاتے ہیں اور اگر تو امیدوں کو دراز کریگا۔ تو کسی چیز کو دیکھے گا۔ اور کسیکو خرچ کر دیگا۔ امیدوں کو کوتاہ کرنے والا سب سے الگ ہو کر پہلے زہد کا لباس پہنتا ہے۔ پھر فنا کا پھر معرفت کا۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو۔ میں تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ تم میں جب کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے اور جب امانت رکھے تو خیانت نہ کرے۔ اور جب وعدہ کرے۔ پورا کر دے۔ اپنے ہاتھوں کو روکو۔ نگاہ پست رکھو۔ شرمگاہوں کو بچاؤ۔ اس حدیث کو طبرانی نے اس طرح روایت کیا ہے۔ کہ تم چھ چیزوں کے وکیل ہو جاؤ میں تمہارے لئے جنت کا کفیل ہوں۔ بات کرو تو جھوٹ نہ بولو۔ امانت رکھو۔ تو خیانت نہ کرو۔ ہاتھوں نگاہوں اور شرمگاہوں کی حفاظت کرتے رہو۔ جب تیرا باطن صاف اور متحد ہو جائیگا۔ تو تو بلا واسطہ خدا کی پکارنے کا خوف دل اگر متحد ہو گیا۔ تو تجھ کو خطاب الٰہی آئے گا۔ اے لڑکے اس کے اسپ قدرت کے سموں میں پارہ پارہ خواہ وہ تجھے پیس ڈالے یا کر چلائے۔ جو خدا کی راہ میں تلف ہوتا ہے۔ اس کا بدلہ خدا کے ذمہ ہے اور وہ تجھ سے تجاوز کر گیا تو تیرا تعلق قائم ہو جائیگا۔ تقدیر کے تیر کا نشانہ بنجا۔ یہ تیر تجھکو زخم پہنچائیگا۔ قتل نہ کریگا۔ اے سراپا رنجار۔ جھوٹ بن۔ آگے بڑھنے سے عمل کر سب پر لات مار۔ اور جب میں نصیحت کرنے بیٹھوں تو اپنے گھر بیٹھے سے توبہ کرلے یہاں ولایت اور درجے ملتے ہیں۔ اے گرفتار اہل و عیال۔ کمائی عیال کیلئے رکھ اور دل فضل الٰہی کے لئے۔ بعض لوگوں کو حلال کمائی سے ملتا ہے۔ بعض کو دعا سے۔ بعض کو بلا فکر و سوال اور بعض کو لوگوں کے ہاتھ سے یہ حالت ریاضت ہے جو دائمی نہیں رہتی۔ پہلی حالت یعنی کسب سنت ہے دوسری حالت یعنی دعا ضعف کی علامت ہے۔ تیسری حالت عزیمت ہے اور ضرورت کے لئے گداگری رخصت ہے کبھی ایسا شخص بھی بھیک مانگتا ہے جو کھانا نہیں چاہتا۔ وہ مسئول کے حق میں امتحان ہے۔ اور اس کا سوال رات کے وقت سوال کی مانند ہے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ رات کیوقت سوال کو رد نہ کیا کرو۔ کیونکہ کبھی سائل تمہاری نعمتوں کے شکریہ کا امتحان لینے آیا کرتا ہے اور وہ نہ جن ہوتا ہے۔ نہ انسان۔ اسی طرح یہ شخص سوال پر مامور ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم کرلے کہ تم اس کی نعمت کا شکریہ کیونکر ادا کرتے ہو۔ علماء کے پاس اکثر بیٹھو۔ فقیروں اور صالحین کی زیارت

زیارت زیادہ کیا کرو قلب زندہ ہو جائیگا۔ اگر وہ مضبوطی کے ساتھ اوامر و نواہی بجالاتے رہے۔ تو تقدیر ان سے موافقت کریگی عبداللہ بن زبیر ہفتہ بھر میں چند لقمے کھایا کرتے تھے۔ تو جب تک ٹوٹے برتن یا مسکینوں کی اس کشتی کی مانند نہ ہو جائیگا جسکو خضرؑ نے عیب دار کر دیا تھا۔ تیری حالت درست نہ ہوگی۔ پھر تجھ پر جمع اور تفرقہ۔ اور قلت اور کثرت کیحالت طاری ہوگی۔ جو میرے ہاتھ سے نکلکر دوزخ کیطرف چلا گیا خدا اس پر رحم نہ کریگا۔ الٰہی ہم عفو اور باطنی ثبات اور رضا کا خواہاں اگر تو واصل حق ہو جائیگا تو صرف ادائے فرائض پر قناعت کریگا۔ شاہی باورچی بوڑھا ہو گیا ہے عقل و نظر۔ سماعت و اشارہ باقی نہیں رہا۔ لہذا اس کا وہی وظیفہ جاری رکھا گیا۔ جو پہلے عمل کی حالت میں تھا۔

اے اپنے گمان میں مرید صادق۔ تو اپنی روزی ہمسایہ کو کس دن دیگا۔ اپنا کرتہ عمامہ۔ مصلّا اور مال کب خیرات کریگا۔ اہل اللہ اپنی نفوس و طبیعت و خواہش اور کھانے پینے کو چھوڑ کر جیتے جی مر گئے ہیں معنوی طور پر فنا ہو چکے ہیں۔ قدرت کا ہاتھ ان کا متولی ہے۔ نہلانے والے کی طرح قدرت ان کو دہنے بائیں کروٹ دلاتی ہے۔ اور ان کا کتا دونوں ہاتھ پھیلائے دہلیز پر بیٹھا رہتا ہے۔ یعنی بقیہ نفس آستانہ قدرت پر ہاتھ پھیلائے ہوئے موجود ہے۔ گناہ و ارتکاب خواہش و معصیت و خطا سے رک جانا اعضاء کی دوا ہے۔ ہاتھ کو چوری اور مار پیٹ سے پاؤں کو گناہوں اور بادشاہوں کی طرف چلنے سے روکدے۔ تو آدمیوں سے لیتا ہے اور یہ بات آنکھ کو نیکیوں پر پڑنے سے روکتی ہے نفس جب فنا ہو جاتا ہے۔ تو حکم امر کرتا ہے اور دل صحبت محبوب کی طرف اڑ جاتا ہے۔ ولی آداب بجالانے کے باعث پیغمبروں کی صفتیں حاصل کرتا ہے حکم طبیعت و علم کے مابین متحیر رہتا ہے کبھی طبیعت کو رد کرتا ہے۔ کبھی علم کو۔ اور یہ کہتا ہے کہ جو کچھ رسول عنایت کریں اسے لو اور حکم قلب سے یہ کہتا ہے کیا یہ کافی نہیں کہ میں تیرا خادم اور نگہبان ہوں اور بادشاہ کے ساتھ رہے رات میں انکے بادشاہ کا تخت اور خلوت ان کی دولہن کا چبوترہ ہے۔ دن بعض سامان کی تلاش میں ان کو اجنبی کر دیتا ہے مصیبتیں چھپانے کے قابل ہوتی ہیں۔ اے لڑکے۔ اپنا خواب بھائیوں سے بیان نہ کر عزت پائیگا۔ لوگو قسمت کا لکھا پورا ہونے تک گونگے اور خاموش بنجاؤ۔ میرا حال منکر نکیر سے قبر میں پوچھ لینا۔ وہ تیرے پاس آئیں گے اور میرا حال بتادینگے تیرا نام گنہگاری محشر میں تجھ سے حساب مناقشہ ہوگا۔ قبر میں تیری حالت موہوم ہوگی۔ خدا جانے دوزخیوں میں ہو یا جنتیوں میں۔ تیرا انجام مبہم ہے۔ درستی حال پر مغرور نہ ہو تجھے کیا خبر کل تیرا انجام کیا ہوگا۔ اے لڑکے صبح کو شام تک اور شام کو صبح تک جینے کا خیال نہ کیا کر۔ گذشتہ دن تیری بھلائی برائی کا گواہ بن کر چلا گیا۔ آئندہ کل کی خبر نہیں کہ آئے یا نہ آئے تیرے لئے فقط آج کا دن ہے۔ تو کس قدر غافل ہے۔ اور غافلوں کی مصاحبت تیری غفلت کی علامت ہے۔ ای بیوقوف جسپر حق کی علامت ظاہر نہ ہو اس کی صحبت میں کیوں رہتا ہے۔ اس کی مصاحبت کیوں کرتا ہے جس کی بنیاد ضعیف ہے ظاہر آراستہ اور باطن سخنی اور خدا کے آگے بیحیائی سے لبریز ہے۔ یہ چیز شانے ہلانے۔ اور آنکھوں میں سرمہ لگانے سے نہیں ملتی۔ بیداری سے ملتی ہے مخلوق اور ان کے تکلفات کا کچھ اعتبار نہیں۔ اے بیوقوف تو دروازہ دروازہ پھر کر اس لئے سوال کرتا ہے۔ کہ مال بکثرت جمع ہو جائے۔ تیرے لئے فلاح کی امید کیونکر ہو۔ تو دربان کی طرح بادشاہ کے دروازہ پر کیوں نہ رہا۔ تو اپنے گھر میں اپنا کام کیوں نہ کرتا رہا۔ تاکہ آنیوالے اپنے قابل چیزیں تجھ سے لیتے۔ تیری

خلوت اور قلب دہرا اور تیرا باطن تیرا گھر ہے۔ خدا کے اوامر و نواہی کو بجالانا اور تقدیر کے معاملہ مین اُس سے موافقت رکھنا خدا کی مصاحبت ہے۔ مخلوق کے سو زبان تیری ہمت ۃ دعا مین موجود ہین۔ ایک آنکھ کے باعث ہزار آنکھون کو عزت ملتی ہے۔ اگر تو خلوت مین کراماً کاتبین کا اعزاز کریگا۔ مولا کا مطیع رہیگا۔ اہل اللہ کی عزت نگاہ رکھیگا۔ اور اُن کے آگے اپنی رسوائی نہ ہونے دیگا۔ تو تیرا نام کریم رکھا جائیگا۔ پھر جب تو کریم ہوگیا۔ تو تیرے باعث ہزار آنکھین عزت پائین گی۔ تیری گھر والون ہمسایون اور شہر والون کی بلائین دفع ہونگی۔ تو ہمیشہ گدائی کرتا اور دروازون پر جاتا ہی۔ تیرے پاس گدا کس دن آئیگا تجھے کب اکھانا طلب ہوگا۔ تیرے دروازہ پر سائل کس دن آئینگے۔ تو اپنی حالت سے کب فارغ ہوگا۔ اور اپنے گرد کس دن خیمہ لگائیگا۔ بادشاہ کے پاس دولہن بنکر کب جائیگا قرب کیلئے اہلیت و لیاقت و صلاحیت کس دن ظاہر کریگا۔ اپنے القاب و فخر کو کب ظاہر کریگا۔ اور پیغمبر علیہ السلام کے برگزیدہ لوگون مین کس دن شامل ہوگا۔ تاکہ وہ اپنی برکت تیری حوالے کرین۔ علماء کو قول و فعل اور حال و مقال میں پیغمبروں کا وارث ہونا چاہئے نہ کہ فقط نام اور لقب مین۔ نبوت نام ہے اور رسالت لقب۔ او جاہل۔ نبوت و رسالت باقی نہین ہی۔ ولایت و غوثیت و قطبیت باقی ہے۔ کیا تم آخرت کے بدلے دنیوی زندگی سے رضامند ہو۔ دنیوی زندگی تیرا نفس و ہوئی اور طبیعت ہے۔ اس کا نام دنیا ہے اور جو خواہش سے الگ ہی وہ تیرا ازلی حصہ ہے جسے تو ہمت و اعضا سے حاصل کرلے وہ دنیا ہے۔ اور جو بادشاہ عنایت کردے یا ضروری چیز ہو وہ دنیا نہین ہے۔ رہنے کا گھر۔ بدن ڈھانکنے کا لباس پیٹ بھر روٹی اور آرام کیلئے گھر والی دنیا نہین ہی۔ مخلوق کی جانب متوجہ ہونا۔ اور حق سے موبنہ موڑنا دنیوی زندگی ہی ہوائے نفسانی کفر اور عبادت کی ضد ہی۔ سبب مسبب کی اور ظاہر باطن کی ضد ہے تونے اگر ظاہر کو درست کرلیا۔ تو اب باطن کی درستی کا حکم دیا جائیگا۔ پھر جب تو حکم کو عمل سے مضبوط کرلیگا۔ تو اس کا غلام و تابع اور مصاحب اور اپنی طبیعت سے جدا ہو جائیگا۔ علم تجھے دیکھ کر عاشق ہوگا۔ اسوقت تو دو جوڑون مین ایک خاوند اور بادشاہ وزیر کے مابین ایک دربان کی مانند ہو جائیگا۔ دنیا و آخرت۔ مخلوق و خالق اور ملائکہ کے نزدیک محبوب اور دلون کے باعث فرحت ہوگا۔ ہمارے نبی ایک حالت ہی جو ہمین تمہارے پاس سے غائب کردیتی ہے۔ داود علیہ السلام نے اپنے فرزند سلیمانؑ سے کہا۔ کہ فقیری کے بعد گناہ کرنا نہایت قبیح ہے۔ اور عابد ہوکر ترک عبادت اس سے زیادہ بُرا ہے۔ کیا تم آخرت کے بدلے دنیوی زندگی پر رضامند ہو۔ دنیوی زندگی تیرا وجود اور آخرت اسکی فنا ہے ہمنشین اور اسرار عوام اور خواص ان سب کے لئے تغیر ہی تو دنیا کو تو خود دیکھ رہا ہے۔ مگر تجھپر آخرت کا حال نہین کھلا۔ تیری سامنے ایسی چیز آئیگی جسے تو سمجھ نہ سکیگا۔ حیران رہ جائیگا۔ اُسوقت آخرت کی حقیقت معلوم ہوگی جو چیز عقل مشترک کے باعث حاصل ہو۔ وہ دنیا ہی کیجانب سے ہے اور جو چیز عقل العقول کے ذریعہ سے ملے وہ آخرت کی طرف سے ہی۔ تیرا باطن آخرت ہی اور ظاہر دنیا۔ دنیا کے حالات خدا سے الگ ہین۔ مولا سے تعلق کرنا قیل و قال چھوڑ دنیا۔ تعریف و مذمت اور رنج و غم سے الگ رہنا آخرت ہی۔ جو چیز تجھے غمگین رکھے۔ تیرا وہی مطلوب۔ جب تو اپنے ارادی مین صادق ہوگا۔ تو خدا ہاتھ پکڑ کے تجکو اپنی قدرت کی صحبت مین کھینچ لیگا۔ اور تیری دو قدمون کا فاصلہ آدم کے قدمون سے بہت زیادہ ہوگا۔

یہ صدق ارادت جن ادب اور ہمسایون کے قول سے بہرا بنجانے کی برکت ہی۔ ای جاہل تیری لئے ہلاکت ہی۔ کیونکہ حق اور اس کے فضل اور اس کے بندون سے ناواقف ہے۔ انہون نے سُنا اور مان لیا۔ نیک بندہ پہلے اپنا حصہ لوح محفوظ مین دیکھتا ہے۔ پھر اپنے اہل و عیال کا۔ اس کے بعد جب اُسے تعجب ہوتا ہے تو اس کے باطن مین ندا آتی ہے۔ کہ وہ ہمارا ایک بندہ ہی۔ جسپر ہم نے احسان کیا ہے۔ وہ ہمارے نزدیک نیک لوگون میں ہی۔ یہ مرتبہ سابقہ ازلی سے فنا اور مشائخ کی پیروی سے صاف طور پر حاصل ہوتا ہے۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ سماع و وجد کی حالت میں تھے کہ ایک کاغذ جسپر فقہ کا ایک مسئلہ درج تھا۔ آپکے سامنے آیا۔ فرمایا کہ مین اس کے جواب دینے کے لئے اذن طلب کرون گا۔ اور کچھ سوچون گا۔ پھر ارشاد کیا کہ نکاح واجب ہی یا نہین۔ یہ اختلافی مسئلہ ہی۔ بعض نے سنت کہا ہے اور بعض کا قول ہی کہ نفس غالب نہ ہو تو شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک عبادت مین مشغول رہنا اولیٰ ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے نکاح کو افضل فرمایا ہے۔ تو اگر مرید ہے تو شغل عبادت افضل ہے۔ اور اگر مراد ہے تو اپنے لئے خود تدبیر نکر وہ چاہے تیرا نکاح کرادے چاہے کسی اور کام مین لگادے۔ اگر تیری قسمت مین نکاح ہے۔ تو قسمت تیرا دامن پکڑ لے گی اور خدا سے فریاد کریگی۔ کہ اس شخص سے میرا حق دلوائیے۔ کیونکہ یہ مجھ سے بھاگتا ہے۔ اور آپ نے مجھے اس کا حصہ کردیا ہے۔ اب مین کیا کرون یہ مجھ سے روگردان ہوگیا ہے۔ قسمت تجھے خدا کی طرف متوجہ کردیگی۔ البتہ مرید کو باطنی اعتبار سے نکاح کرنا حرام ہے۔ مگر اس شرط سے حلال ہوسکتا ہے کہ اس کے پاس ایک کرتا زیادہ ہو۔ یا چار انگل زمین ہو۔ مرید تو سیاح ہوتا ہے کہ جس کو نہ قرار میسر ہے نہ کپڑے۔ اور نہ اثاث البیت وہ تو کپڑون کے اعتبار سے بالکل ننگا ہوتا ہے۔ پھر جب مطلب کو پہنچتا ہے اور اس کی سیاحت منقطع ہوتی ہے۔ تو اس کا بادشاہ اگر نکاح کرانا چاہتا ہے۔ کرادیتا ہے۔ وہی اُسے موجود کرتا ہے۔ وہی مفقود۔ جو احمق کے ساتھ رہے۔ وہ احمق کا احمق ہے۔ جو خدا کو نہ پہچانے وہ آخرت کے بدلے دنیوی زندگی پر رضامند ہے۔ اے لڑکے تیرا حصہ غیر نہین کھا سکتا۔ اقتضاء طبیعت و ہوئی کے باعث شیطان کے ہاتھ سے نہ کھا۔ تھوڑی دیر صبر کر تاکہ تو منزل جنت یا قرب الٰہی مین پہنچ جائے۔ ایک شخص نے کہا کہ مین نے لڑکپن سے آج تک اپنے لئے ایک وظیفہ مقرر کر رکھا ہے۔ اب دو رکعتین پڑھ کر بیٹھ جاتا ہون۔ آپ نے جواب دیا۔ اس شخص مین کوئی تغیر اور سستی نہیں ہی۔ بلکہ یہ سابقہ رحمت کی نظر ہے۔ تجھ پر کسی صدیق کی نگاہ پڑی ہے۔ جسنے خدا تک پہنچا دیا اور تیری ساتھ احسان کیا ہے۔ پھر اس کے ساتھیون سے کہا کہ اسے اپنے ساتھ رکھو۔ تمہارے زمانہ کے بعض ایام مین اللہ تعالیٰ کی بخشش عام ہوتی ہے۔ اس کی بخشش کے درپے رہا کرو۔ تیرا قلب پورا نہین ہوا۔ بلکہ بادشاہ نے اُسے دروازہ قرب پر بٹھا لیا ہے۔ وہ ظاہر مین ضعیف اور باطن مین قوی نہین ہوتا۔ بلکہ ہر حال مین یکسان رہتا ہے ہڈیون کا ضعف قلب کے سبب سے نہین ہوتا۔ اس کی جلد کمزور ہوگئی ہے۔ غیرت اور احسان نے اس کے باطن کو اچک لیا ہے۔ تیرا قلب خدا کا دروازہ دیکھتا ہے۔ اس لئے قرب کی ہیبت اُسے پچھاڑ دیتی ہے۔ قلب کی بیہودگی میں ایک اور شغل ہے جو ہر چیز سے روکتا ہے قلبی اعمال کا ایک ذرہ ظاہری اعمال سے ہزار مرتبہ بہتر ہے۔ جبتک ادائے فرض و سنت باقی رہیگا۔ کوئی چیز ضرر نہ کریگی۔ جنیدؒ سے کسی نے کہا۔ کہ خراس کا ایک بیمار اونٹ دردسے

چلاتا ہے اور اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ فرمایا۔ نماز کے دفتوں میں اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ جواب ملا کہ اذان
سُنکر خاموش ہو جاتا ہے۔ فرمایا وہ بیمار نہیں ہے بعض لوگ لڑکپن سے لیکر موت تک اعمال پر قادر رہتے ہیں اور بعض
بڑھاپے تک۔ اگر یہ قرب و علم اور مشاہدہ کے اعتبار سے ہے۔ تو کچھ خوف نہیں۔ اور اگر اسکے سوا کوئی اور بات ہے
تو یہ شیطان ہے کہ تجھے بہکاتا ہے اور نفس ہے کہ ایذا پہنچاتا ہے۔ حکم کی پابندی علم و سر پیدا کرتی ہے۔ کیا تجھ کو اس
کی خبر ہے؟۔ سب سے الگ ہو۔ اور پھر اس سے مل۔ اتصال حاصل کر۔ اور پھر واصل ہو جا۔ حرص و اُمید و عزت کی
دو کانوں پر بیٹھنے والا محروم ہے۔ اس سے سر کو موت اور قلب کو سیاہی حاصل ہوتی ہے۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ دلوں پر زنگ آجاتا ہے قرآن پڑھنا اس کی جلا ہے۔ الٰہی ہمیں ہدایت دے اور ہمارے باعث اوروں کو سیدھا رستہ
دکھا۔ ہم پر اور ہمارے سبب اوروں پر رحم کر۔ ہمیں اور ہمارے سبب اوروں کو اپنی معرفت دے۔ جہاں کہیں رہوں
مجھے مبارک کر۔ مل۔ پھر جدا ہو۔ پھر واصل ہو جاؤ۔ سمجھ پیدا کر پھر خلوت نشین بن۔ جاہل عابد کا بگاڑ اصلاح سے زیادہ
ہوتا ہے حکم کے ساتھ خدا کی شریعت کا چراغ ہاتھ میں لے علم حاصل ہوگا۔ اسباب کو منقطع کر۔ بھائیوں اور ہمسایوں کو
چھوڑ۔ ازلی حصوں میں زہد ٹھیک نہیں ہوا کرتا۔ تیری جورو تیری سواری ہے۔ اپنی سواری کو اس کا حصہ دے۔ زاہد بن
اور تکلیف اٹھا۔ زہد زبردستی اعراض کرنے کا نام ہے۔ حرص چھوڑ حسن ادب سیکھ۔ ماسوی اللہ سے قطع تعلق کر اغیار
و اسباب سے جدا ہو۔ اس سے ڈر کہ کہیں چراغ گل ہو کر ہمیشہ کے لئے اندھیرا نہ ہو جائے۔ جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے۔
اللہ تعالیٰ اُسے نامعلوم چیزیں بتا دیتا ہے۔ جو خالص اللہ کے لئے چالیس روز تک صبح کو عبادت کرتا ہے۔ اس کے
دل سے حکمت کے دریا ابلتے اور زبان پر آجاتے ہیں۔ پھر وہ موسیٰ کی طرح حق کی روشنی دیکھتا ہے۔ موسیٰؑ نے آگ
دیکھ کر اپنی اہلیہ سے کہا تھا کہ تم یہاں ٹھیرو۔ میں نے آگ دیکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو آگ کے رستہ سے پکارا۔ اور
اس کا دیکھنا خدا کی طرف رہبر ہو گیا۔ عارف شجر قلب سے آگ دیکھ کر اپنے نفس اور ہوا اور اسباب و وجود سے یہ کہا کرتا
ہے کہ تم ٹھیر جاؤ۔ میں نے آگ معلوم کر لی ہے۔ سر قلب کو آواز دیتا ہے۔ کہ میں تیرا خدا ہوں۔ صرف میری عبادت کر غیر
کے آگے نہ جھک۔ مجھے پہچان۔ مجھ سے مل۔ غیر سے جدا ہو۔ میرا طالب بن۔ غیر سے مُنہ موڑ۔ میرے علم و قرب اور سلطنت
کی طرف آ۔ جب یہ مرتبہ ملتا ہے۔ تو پوری ملاقات ہو جاتی ہے اور خدا اپنے بندے کو عجیب و غریب اسرار معلوم کرا دیتا ہے
حجاب و کدورت زائل ہو کر نفس کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ الطاف الٰہی مبذول حال ہوتے ہیں۔ اور یہ حکم ملتا ہے
کہ فرعون کی طرف جا یعنی شیطان و نفس و ہوای کو ہمارا رستہ دکھا۔ اور یہ کہہ کہ میری پیروی کرو۔ میں تم کو سیدھی راہ
بتاؤں گا۔ مل پھر منقطع ہو۔ پھر مل اور واصل ہو جا۔ اے مسکین تیرے قوا عنقریب زائل ہونے لگے۔ تیرے دوست
تجھ کو چھوڑ دیں گے اور تیرے فقر دنیوی کے ساتھ عذاب اُخروی جمع ہو جائیگا۔ قبر اس قدر بھینچے گی کہ تیری پسلیاں
اُدھر سے اُدھر نکل جائینگی۔ اور تو منکر نکیر کو جواب نہ دیگا۔ قبر میں تجھ پر عذاب ہوگا۔ اور دوزخ کی طرف سے دروازہ
کھول دیا جائیگا۔ اس کی گرم ہوائیں اور عذاب آتے رہیں گے۔ لوگو دنیا میں ادب کو نگاہ رکھو۔ کہ تمہارا دین اور ظاہر
و باطن سلامت رہے اور تو خدا کے آگے کھڑا کر دیا جائے۔ اس وقت تیری آنکھوں کانوں اور منہ سے حجاب زائل ہوگا

وہ تجھے لقمے دیگا۔ قوت پر قوت۔ بصیرت پر بصیرت زائد کریگا۔ عمر اور بقا کو بڑھائیگا۔ رزق میں ترقی دیگا۔ تیری سعی
کی قدر اور حسن ادب کی تعریف بدلدیگا۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ اپنی حالت خود نہ بدلیں
اہل اللہ متابعت شرع اور حلم و قدر کے ذریعے سے اپنے بُرے اخلاق بدل ڈالتے ہیں۔ گویا وہ اپنے ہاتھ پاؤں اور
قطع اعضائے خبیثہ کا جن میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ مشورہ دیے جاتے ہیں۔ ان میں حرکت اور چون و چرا کچھ نہیں رہتا
ان کی بشری عقلیں جاتی رہتی ہیں۔ پھر جب بیہوشی کا زمانہ جاتا رہتا ہے۔ اور عقل آجاتی ہے۔ تو الطاف الٰہی تغیر
پیدا کر دیتے ہیں۔ بھوک کے بعد کھانا۔ پیاس کے بعد پانی۔ ننگا رہنے کے بعد کپڑا ملتا ہے۔ تو جب تک مرتبہ سلوک
میں رہتا ہے تو یہ تجھ کو ہر بات میں کمی کا حکم دیتا ہے تا کہ خواہش کی آگ بجھ جائے۔ اور تو اپنے حق کے مطابق اپنا
حصہ لے سکے۔ شرع کے امر و نہی پر عمل کرتا رہے۔ پھر جس قدر زمانہ ایسی حالت میں گذرتا رہتا ہے۔ تیری قدم قُرب
الٰہی کی طرف بڑھتے رہتے ہیں۔ اہل اللہ چند قسم ہیں۔ بعض کا ایک دن میں تمام ہو جاتا ہے بعض کا ایک مہینے میں
اور بعض کا برسوں میں۔ اپنا وقت چون و چرا میں نہ کھو۔ بلکہ کمر باندھ کر عمل کر۔ تو جب اس کے گھر میں عمل کریگا۔ تو
کیا عجب کوئی نوجوان عورت تجھے پکڑ لے۔ اور اس کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی تجھ پر عاشق ہو۔ تیری صورت
بدلجائے۔ اور تیری ٹوکری پھاوڑا بھیجدیا جائے۔ تو نگہبان یا بادشاہ۔ نائب یا وزیر بنایا جائے۔ جو خدا کو پہچان لیتا
ہے۔ یہ حالات اس کے لئے کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ جب تو واصل ہوگا۔ تو وہ تجکو چاہیگا۔ زہد اور ترک خدا کے معرفت
اور وصول الی اللہ سے پہلے۔ اور اس سے بیشتر ہے۔ کہ تو اپنی ذات اور لقب اور نام کو پہچانے۔ بندہ اپنے مزے
سامان اور کپڑے اہل و عیال۔ گھر اور ہمسائے جورو اور تمام دوستوں کو چھوڑ کر ایک پاؤں آگے رکھتا ہے۔ اور ایک پیچھے اور
پھر امید و بیم کے قدموں سے آگے بڑھتا ہے۔ وہ سب سے بیخبر ہو کر سب کو چھوڑتا اور اپنے نفع و نقصان سے بیخبر رہتا ہے۔ اور ترک
کل کے بعد بادشاہ کے دروازہ پر آکر اُسکے غلاموں اور چارپایوں کے پاس امید و بیم کی حالت میں کھڑا رہتا ہے۔ اسے معلوم
نہیں کہ مجھ سے کیا کام لیا جائیگا۔ بادشاہ اس کو دیکھتا اور اس کے حال سے واقف ہوتا ہے۔ اسلئے غلاموں کو حکم دیتا ہے
کہ اس کو سب سے برگزیدہ کر لو۔ پھر وہ ایک کام سے دوسرے کام کی طرف بدلتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسکے آگے دربان اور یکتا
مقرب ہو جاتا ہے۔ اور خلعت و طوق۔ پٹکا اور تاج لیکر اُس کے اسرار پر مطلع ہوتا اور اہل اللہ کے نام پروانے لکھتا ہے
کہ تم معہ اہل و عیال میرے پاس چلے آؤ۔ اللہ تعالیٰ قسم کھا لیتا ہے کہ میں تیرا حال متغیر نہ کرونگا بلکہ اس کو صحبت اور دائمی ولایت کا
متوقع کر دیتا ہے اس وقت معرفت کے ساتھ زہد نہیں رہتا۔ اور ایسا عارف لاکھوں میں ایک ہوتا ہے۔ یہ بات تقدیر و سابقہ
و علم کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔ تو ان میں شامل نہیں ہوتا جن کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ میں نفس لوامہ کی قسم کھاتا ہوں
مومن سوچا کرتا ہے۔ کہ میں نے فلاں کلمہ کیوں کہا۔ فلاں جگہ قدم کیوں رکھا۔ فلاں کھانا کیوں کھایا۔ وہ اپنے نفس سے حساب لیتا
اسے ادب دیتا اور پوچھتا رہتا ہے۔ کہ تو نے فلاں کام کیوں کیا؟ کیا یہ قرآن حدیث کے مطابق ہے یا نہیں۔ محاسبہ کے بعد یقین کو لازم
کرلو۔ کیونکہ وہ ایمان کا خلاصہ ہے۔ ادائے فرائض اور دنیا میں زہد یقین ہی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اجابت دعا کے وقت سکون و قرار ہوتا
ہے۔ تیری دعا قبول نہیں ہوتی۔ تو تو اعتراض کرنے لگتا ہے۔ ہر شے میں رجوع الی اللہ صدق یقین کی علامت ہے پھر جب وہ اپنا

حال چھپانا چاہتے ہیں تو کچھ حاصل کرنے کے لئے مخلوق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ان کا دل خدا کے ساتھ ہوتا ہے اور جسم مخلوق کے پاس طبیعت بدلنے کے لئے آدمی عمل کا محتاج ہے وہ اپنے نفس و ہوا و شیطان سے مجاہدہ کرکے صفات بہائم سے اخلاق انسانی کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ کیا تو اس پروردگار کا منکر ہے جس نے تجھ کو اوّل مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے۔ پھر پورا مرد بنا کر کھڑا کر دیا۔ کیا اس کا بدلہ یہی ہے کہ تو اس کا انکار کرے۔ لوگوں کی آنکھوں سے شرمائے۔ اور اس کی نگاہ سے حیا نہ کرے۔ اے ظاہر بین ولایت کے مدعی۔ اور کھلم کھلا گناہ کرنے والے تجھے شرم نہیں آتی کہ دنیا کے بدلے دین بیچ رہا ہے۔ تمہاری ہر نعمت خدا کی طرف سے ہے اس کا شکریہ کہاں ہے۔ اے لڑکے خالق کے بارہ میں کسی کو تہمت مت لگا۔ کیونکہ تو خطا و صواب دونوں کرسکتا ہے۔ جبتک تیرے عمل درست نہ ہوجائیں دوسروں کو برا نہ کہہ برائی بھلائی شرع کے سپرد ہے نہ کہ عقل کے یہ بات ظاہر کے اعتبار سے ہے۔ کسی کی باطنی تحسین یا برائی سے اپنے احوال کو محفوظ رکھ۔ قلب کا فتوٰی فقیہ کے فتوے پر غالب ہے۔ کیونکہ فقیہ اجتہاد سے فتوٰی دیتا ہے اور قلب اپنی عزیمت سے وہ بات بتاتا ہے۔ جو خدا کو خوش لگے اور حق کے مطابق ہو۔ یہ حکم پر علم کا فتوٰی ہے۔ حکم کے بندے بن جاؤ پھر حلم کے ساتھ علم کی غلامی کرو۔ یعنی اس سے موافقت کرو۔ اُس کے آگے جھک جاؤ۔ علم کے ساتھ حلم کی صحبت اختیار کرو۔ شریعت جس بات کی شہادت نہ دے۔ وہ ازنداد ہے۔ اگر تو اہل حق کے پاس رہیگا۔ تو جہاں وہ ٹھیر گئے ہیں وہیں تو ٹھیریگا۔ اور جو کچھ وہ کھاتے ہیں وہی تو کھائیگا۔ ظاہر و باطن خدا کا شکر کرو۔ اے شہر والو۔ جو کچھ تم کر رہے ہو وہ میرے نزدیک برا ہے۔ اور جو میں کر رہا ہوں وہ تمہارے نزدیک قابل انکار ہے۔ ضدّیں متفق نہیں ہوا کرتے۔ میں تم میں آسمان والے کی قوت سے زندہ ہوں۔ ہمارے قلوب کے پہلو کو قرار نہیں۔ تیری جوانی خدا کے عصیان میں تمام ہوگئی۔ تو جورو بچوں ہمسایوں اور بادشاہ کو خوش کرتا رہا۔ اور حقیقی بادشاہ اور فرشتوں کو ناراض حالانکہ اسی طرف رجوع کرنا اور انجام کار مرجانا پڑیگا۔ ماں باپ بھائی دوست اور بادشاہ سب چھوٹ جائیں گے کوئی یہ نہ پوچھا کرے کہ قیامت آگے آئیگی۔ کیونکہ جو مرگیا اس کے حساب میں قیامت قائم ہوگئی۔ وہاں اولیاء اللہ خدا کے قرب میں ہیں جو خدا کی طرف منسوب ہونے کے باعث زندہ ہیں۔ وہ کئی بار مرچکے ہیں (۱) حرام سے انتقال کرگئے ہیں (۲) شبہ سے (۳) مباح سے (۴) مطلق حلال سے (۵) خدا کے سوا ہر چیز سے وہ ان چیزوں سے مردہ ہیں نہ ان کے طالب ہیں نہ قریب جائیں۔ وہ گویا مسخ ہوکر معانی بلا صورت رہ گئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اُن کو زندہ کردیتا ہے ان کا جاری ہونا اور ٹھیرنا خدا کے نام کی برکت سے ہے۔ قلوب جب تقدیر کے دریا میں تیرتے ہیں تو اُن کا ٹھیراؤ خدا کے علم و قرب کے دروازہ پر ہے۔ بیداری خدمت ہے اور خواب اس کا وصال۔ بندہ جب نماز میں سو رہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر کیا کرتا ہے۔ جسم قفس ہے اور روح طائر۔ اہل معرفت کے نزدیک مخلوق مکھی یعنی اور ریشم کے کیڑے کی مانند ہے۔ تم ان کے حالات کو ضبط نہیں کرسکتے۔ عاقل بنو۔ کیونکہ احمق اور ہلاک ہونیوالا ہی ہلاک ہوا کرتا ہے۔ جو بخشش و عطا کا حکم دے۔ وہ تیرا دوست ہے اور جو خدا کے مال سے غنی ہونا چاہے۔ وہ اور زیادہ فقیر ہوگا۔ تجھ سے صرف اسلام پر اکتفا نہ کیا جائیگا۔ تو خدا کے لئے کب عمل کریگا۔ تاکہ حق تعالیٰ تجھ کو نفع دے

جب میرے اعضا حرکت کرنے لگیں تو سمجھ لو کہ میرا قلب جل گیا ہے۔ اے دنیا میرے دوستوں پر ابتدا میں تلخ ہوجا تاکہ وہ تجھ کو دوست نہ رکھیں اور انتہا میں ان کی خادمہ بن تاکہ وہ تجھ میں مشغول نہ ہوں۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام قیامت کا ذکر سنکر ایسا روتے اور چیختے چلاتے تھے۔ جیسا ماں کسی مردہ بیٹا پر اور یہ فرماتے تھے کہ انسان کو یہ سزاوار نہیں کہ قیامت کا ذکر سنے اور آرام سے بیٹھا رہے۔ تو مردہ ہے جس میں حس و حرکت نہیں۔ تو کبھی عاشق نہیں ہوا۔ عارف بہت دنوں تک دنیا میں رہنے سے غمگین رہتا ہے کیونکہ اُسے اغیار کے پاس چلنے۔ مخلوق کی طرف حاجت لیجانے اور غلبہ ہوا و نفس و طبیعت و شیطان کے باعث خدا سے محجوب رہجانے کا خوف ہوتا ہے جو دنیا میں بیخوف رہا وہ بڑا نادان ہے اے لڑکے تو جسقدر خوف کریگا اسیقدر امن میں رہیگا۔ خدا تجھ کو مقرب بنائیگا۔ تجھ سے ہمکلام ہوگا۔ اسرار دکھائیگا۔ اپنے دروازے کھولیگا۔ فضل و قرب کے دسترخوان پر بٹھائیگا۔ تجھ سے خوش ہوگا۔ مگر خوف اور رنج و غم کا مطالعہ کریگا۔ اسوقت ایک سائل کچھ پوچھنے کھڑا ہوا۔ آپ نے اسکی بات نہ سنی اور فرمادیا کہ یہ رنج و غم کا موقعہ ہے۔ بجلی ایک چمک ہے اور مینہ ہفتہ بھر تک برستا رہتا ہے۔ بندہ خدا کا مقرب بنتا ہے۔ مگر قرب احکام کی مضبوطی سے حاصل ہوتا ہے ہاتھ میں یقین کی کتاب رکھنے اور اسرار پر مطلع ہونے سے ملتا ہے۔ بنی عقیل کا ایک شخص جو قاری و فقیہ تھا نصرانی ہوگیا۔ بعض لوگوں نے بلاد کفار میں اُسے صلیب پہنے دیکھا۔ اور یہ کہا کہ وہ قرأت اور دینداری کیا ہوئی؟ جواب دیا مجھے قرآن میں سے بجز ایک آیت کے اور کچھ یاد نہیں رہا۔ وقدمنا الی ما عملوا الآیۃ یعنی ہم کفار کے اعمال کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو نیست و نابود کردیا پہلے سر مرتد ہوتا ہے۔ پھر قلب۔ اسکے بعد نفس۔ اور پھر اعضاء سر جب مرتد ہوجاتا ہے۔ تو اس کا ظہور ضرور ہوتا ہے۔ منافق مسجد میں ایسا رہتا ہے جیسا طائر قفس میں۔ ظاہر شرع اس کا قفس ہے۔ اگر ہمیں علم ظاہر اجازت دیتا تو ہم تیرے گناہ بیان کردیتے اور تجھے او کافر۔ اور منافق۔ کہکر پکارتے لیکن شرع نے ہمارا ہاتھ پکڑ لیا ہے حکمت کے خادم اور علم کے طالب بنو۔ تمپر تمام علوم کھل جائینگے۔ شرع کو سیکھ کر سب سے الگ ہوجا۔ پھر اگر تو خواص میں ہوگا تو خدا تجھ کو اپنے علم پر مطلع کردیگا۔ تیرا نفس جب تجھکو مولا تک پہنچا دیگا تو تو اسکے دروازہ پر جا کھڑا ہوگا۔ اور بادشاہوں کی طرح داخل ہوگا۔ اور جب تو دروازہ کھلا پائیگا۔ تو تجھ کو حکم ملیگا کہ تنہا نہ آ۔ تجھپر تیرے اہل کا حق ہے۔ تم اپنے تمام اہل کو لیکر میرے پاس آجاؤ۔ اے بشر۔ اپنے قلب و اعضاء وغیرہ کے ساتھ یہاں ٹھیر۔ اسوقت خرید و فروخت اور معاوضہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ اے نہ کھانیوالے کھا۔ اور اے نہ پینے والے پی۔ کنوئیں نے جب کھودے جانے کے وقت کدال پھاوڑوں کو برداشت کرلیا تو اس سے پانی کا چشمہ نکل آیا۔ اور اس کے قریب مسافر اور قافلے ٹھیرنے لگے۔ اگر تو مجاہدات اور بلا پر صابر نہ ہوگا عارف نہ ہوسکے گا۔ اے فقیر صبر کر عنقریب خدا تجھ پر نظر ڈالیگا۔ بلند مرتبہ دیگا۔ عظمت اور ملک و جلال کا تاج اور خلعت عنایت کردیگا۔ الٰہی مخلوق سے بُعد اور اپنا قرب عطا کر۔ الٰہی مخلوق سے بے پروائی دے اور اپنا محتاج رکھ۔ ماسوای سے بے پروا ہوکر خدا کو یاد رکھا کر ظلمت وجود میں رہکر جب تیرا قلب قُرب کے دروازہ سے تعلق کرلیگا۔ تو علم کی صبح طلوع کریگی۔ اور دل کی آنکھ اسرار کا سرمہ لگائیگی۔ اور تو اس وقت تقدیر کی فہرستیں پڑھ لیگا۔ اس کی مخلوق کے بادشاہوں اور برگزیدہ اولیاء کے لئے دخول جنت کے بعد

کھانا پینا موجود ہوگا۔ تو دنیا میں بہت دیر تک کھاتا اور سوتا رہتا ہے۔ اور دوبارہ آواز دے کر کہتا ہے کہ میں اولیاء اللہ میں شامل ہوں۔ میں ابدال میں داخل ہوں۔ یہ بات صرف تمنا سے حاصل نہیں ہوتی۔ خلق اللہ میں بچیا۔ خدا کی مراد کو دیکھا کرتے ہیں۔ کیا تم کو اس کی خبر ہے۔ اے اہل مجالس۔ اے قیل وقال والو (اس وقت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھوں میں دم کیا اور ہر طرف توجہ فرمائی) جو شخص خلوت میں پرہیزگار نہو اور محبت الٰہی کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ جو مال واسباب نہ خرچے اور جنت کی محبت کا مدعی بنے وہ جھوٹا ہے۔ جو پیغمبر علیہ السلام کی محبت کا مدعی ہو۔ اور فقر یا فقیروں کو دوست نہ رکھے وہ کذاب ہے تو سر کی آنکھ سے دنیا کو۔ قلب کی آنکھ سے آخرت کو اور باطن کی آنکھ سے مولا کو دیکھ سکتا ہے۔ مخلوق کے ساتھ اس ادب سے رہ کہ تیری آواز کسی کی آواز سے بلند نہو۔ گناہوں کے ساتھ خدا کا مقابلہ نکر۔ اُس کے افعال کی بابت معارض نہ بن۔ آفتاب صرف جاہل پر طلوع ہوا کرتا ہے اور جس نے خواہش وطبیعت ونفس پر خدا کو پسند کر لیا ہے۔ اسپر نہیں ہوتا یہ چیز عقل سے پرے ہے۔ روح اور قلب موافقت سے خوش ہوتے ہیں۔ جبر وتعدی سے خوش نہیں ہوتے مگر جسپر ایسی حالت میں جبر کیا جائے کہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ وہ ہر حال میں خوش ہے۔ مرید صادق کو جب کوئی معاملہ پیش آتا ہے تو اپنے ظاہری اعمال کو حکم کے آئینہ میں اور باطنی اعمال کو علم کے آئینہ میں دیکھ لیتا ہے۔ اگر اس کے اعمال دونوں آئینوں میں ٹھیک نظر آتے ہیں تو اُن کو خدا کے سامنے پیش کر دیتا ہے اور ایک آئینہ میں ٹھیک اور ایک میں نہیں ہوتا تو وہ ایسے عمل کو پیش کر دیتا ہے بلکہ دروازہ پر بیٹھ جاتا ہے اور اُسے ارشاد ہوتا ہے۔ کہ اپنے کام درست کر۔ تاکہ تیری سعی مشکور ہو اور تیرے عمل کی تعریف کی جائے۔ کیونکہ اس دروازہ میں حکم اور علم ہی کے ذریعہ سے داخل ہو سکتے ہیں۔ پھر جب ایسا ہو گیا۔ تو تیرے لئے ایسے اعمال آسان کئے جائیں گے۔ جو پہلے اعمال سے ممتاز ہوں گے وہ اعمال تجھ میں اور تیرے پروردگار میں پوشیدہ ہیں۔ اُس عمل کی نہ کسی مقرب فرشتے کو خبر ہے نہ کسی نبی مرسل کو۔ ان کی شرعی عقل غائب ہو کر اس کی جگہ عقل عقول عنایت کی جاتی ہے تسبیح کے دن جب ختم ہو جاتے ہیں۔ تو وہ بھوک بعد کھاتے۔ پیاس کے بعد پیتے اور بیداری کے بعد سونے کی طرف بھیج دیئے جاتے ہیں۔ رنج کے بعد راحت ملتی ہے۔ پھر اُن کو ایک ایسا شغل ملتا ہے۔ جو اور چیزوں سے روک لیتا ہے۔ کیونکہ وہ اسرار کے خزانوں سے مطلع ہوتا ہے۔ پھر یہ بندہ اہل شہر اور اہل اقلیم کے افعال سے اپنے ارادے کے متعلق مطلع ہو جاتا ہے۔ اور جب قطب کا مرتبہ مل گیا۔ تو تمام دنیا کے اعمال اُن کی قسمتوں اور انجام کار کی خبریں معلوم کر لیتا ہے اور اسرار کے خزانوں سے واقف کر دیا جاتا ہے۔ دُنیا کی کوئی بھلی بُری چیز اس سے مخفی نہیں رہتی۔ اس لئے کہ وہ ملک میں یکتا خدا کا رازدار۔ انبیاء کا نائب اور سلطنت کا امین ہے۔ قطب زمانہ اسی کو کہتے ہیں۔ قلب فرشتوں کے اترنے کی جگہ اور سر خدا کا منظر ہے اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو الگ کرنا چاہتا ہے۔ تو سب سے پہلے اس کو آدمیوں سے نفرت دیتا ہے۔ پھر درندوں وحشیوں اور جنات سے مانوس کرتا ہے۔ پھر جب جنات اور درندوں میں رہنے سے اس کی انسانی وحشت

جاتی رہتی ہے۔ تو ملائکہ کو اس کا مونس بنا دیتا ہے۔ جو مختلف صورتوں میں ہوتی ہیں۔ وہ جنگلوں میدانوں اور دریاؤں میں ان کا کلام سنتا ہے۔ اے انقطاع کا ارادہ کرنیوالے سُن لے پہلے کلام ہے پھر رویت۔ اس کے بعد جب وہ فرشتوں کے کلام سے خوگر ہو جاتا ہے۔ تو ان کی صورت دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کرتا ہے اس وقت اس میں اور فرشتوں میں پردہ اٹھا دیا جاتا ہے۔ مخلوق الٰہی میں فرشتوں سے زیادہ کسی کے کلام میں لطف نہیں ہے۔ فرشتے سب سے زیادہ حسین ہیں اور ان کا کلام نہایت لطیف ہے۔ اس کے بعد پردہ پڑ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دروازہ پر بلا لیتا ہے پھر اپنا انس عطا فرما کر اُسے مقرب بنا لیتا ہے۔ پھر جو کچھ ہوتا ہے وہ ہو رہتا ہے۔ سکوت کے بعد قلب کی طرف وحی کی جاتی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ ع کی والدہ کی طرف خوف کے وقت وحی کی گئی۔ اے قلب اگر تو اس سر کی بابت خوف رکھتا ہے جو تجھ میں پنہاں ہے۔ تو جسم کو تنہائی کے دریا اور وحدت کے جنگلوں میں ڈالدے۔ اہل وعیال اور دوستوں کو چھوڑ دے۔ تجھ سے تو حضرت موسیٰ ع کی والدہ ہی بہتر ہیں۔ جنہوں نے اپنے بچے کو دریا میں ڈالدیا۔ دو قدم باہر نکلتا اور ڈرتا رہتا ہے۔ یہ تیرا نقصان ایمان کے باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم موسیٰ ع کی والدہ کا دل مضبوط نہ کر دیتے۔ تو وہ ہلاک ہو جاتیں۔ اسی طرح جب تو انقطاع مراد ومطالب کے وقت تنہائی کے جنگل میں گھبرائیگا اور مخلوق وسامان کی طرف رجوع کرنا چاہیگا۔ تو اللہ تعالیٰ تیرا دل مضبوط کر دیگا۔ اے توحید وعلم وتقویٰ میں ناقص رہنے والو۔ تم کہاں ہو۔ ہر حال میں توبہ لازم ہے۔ اے بدنصیب دین بیچکر کھانا نفاق اور کسب سے کھانا سنت ہے۔ اس سنت کو لیلے تاکہ ایمان حاصل ہو۔ کوئی پیشہ ہاتھ میں لیکر قلب کی طرف سے مخلوق کے دروازے بند کرلے۔ پھر نکل۔ یا بیٹھا رہ۔ اندھا بہرا ہو کر اس کے دار العلم میں اِدھر اُدھر پھرا کر۔ حق کے سوا کچھ نہ سُن۔ اور فضل خداوندی کے سوا کسی کو نہ دیکھ۔ پھر احتیاط کے ساتھ جہاں کے جس گوشہ میں چاہے۔ سیر کیا کر۔ اے عوام کیا یہ بات نہیں ہے کہ تم میں جب کسی کو کوئی چیز ملتی ہے۔ تو اُسے مخلوق کے ہاتھ سے لیکر چل دیتا ہے۔ یہی حال ہمارا ہے۔ جب کوئی چیز ملتی ہے۔ تو ہم اُسے خدا کے ہاتھ سے لیکر چلدیتے ہیں جب عارف کا درجہ اونچا ہوتا اور اس کی ولایت متحقق ہو جاتی ہے تو اس کے دل میں لینے دینے کا خیال ہی نہیں آتا۔ اشیاء اس کے پاس آتی ہیں اور وہ اُن سے الگ رہتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض اشیاء کا لینا اس کی قسمت میں ہے اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا کہ اے موسیٰ کی ماں۔ جب تم کو اپنے بچہ کا خوف ہو تو اُسے دریا میں ڈالدو۔ اسی طرح اگر تجھ کو اپنے دین کا خوف ہوا کرے تو قلب کو خدا کی طرف ڈالدیا کر۔ اسے اور اپنے اہل وعیال کو اسی کے سپرد کر دیا کر اور یہ کہا کر کہ الٰہی سفر میں تو ہمارا مصاحب ہے اور اہل وعیال میں ہمارا نائب۔ خدا کی معرفت ومحبت روپیوں کی ہمیانی کے مانند ہے۔ جو ہر وقت کمر سے بندھی رہتی ہے۔ جہاں جائیگا۔ تیرے ساتھ ہے۔ تو اس وقت قدرت کے ساتھ سوئیگا اور قدرت وقادر سے کلام سنے گا۔ قسم اور پھر خدا کی قسم۔ اولیاء کا حال وہی ہے۔ جو انبیاء کا۔ مگران کا لقب اور ہے مگران کا لقب اور۔ انبیاء کے پاس منکر نکیر نہیں آتے۔ کیونکہ وہ مخلوق کے شافع ہیں۔ اسی طرح اولیاء سے حساب نہیں لیا جاتا۔ کیونکہ وہ خواص میں داخل ہیں۔ اے ہوی وطبیعت اور تعریف وثنا کے بندے جس بات پر قلم چل گیا ہے اور علم الٰہی سبقت کر چکا ہے۔ وہ ضرور ہو کر رہیگی۔ قسمت کا لکھا ضرور پورا ہوگا۔ لیکن بات اتنی ہے کہ دیکھیں تو اسے اپنی

ہاتھ سے لیتا ہے یا خدا کے ہاتھ سے۔ اپنے آپ کو موجود سمجھتا ہے یا مفقود۔ توحید کے ساتھ بندے کے قلب میں اسرار الٰہی ہوا کرتے ہیں جن کی اطلاع شیطان و عقول اور فرشتوں کو بھی نہیں ہوتی۔ اس کا قرب اپنی فنا کے دروازے سے ڈھونڈ۔ جب تو اسپر رضامند ہوگا تو وہ تجکو محبوب رکھے گا۔ خبردار کریگا۔ مصاحب بنائیگا۔ اور علم کے ساتھ تو ہمیشہ اس کی صحبت میں رہیگا۔ عابد عبادت کے باعث اس کا مصاحب ہو جاتا ہے لیکن اس بات کو کہ مرید کون ہے عارف ہی جانتا ہے۔ تو اس کا تابع رہا کر۔ اگر اس بات میں تو نے خدا کے ساتھ موافقت کی تو فبہا ورنہ اس دروازے سے ہنکا دیا جائیگا۔ ہم مشائخ کے پیچھے ذرہ کی طرح چلا کرتے تھے تاکہ اُن سے داخل ہونے کے بابت کلمات سیکھ لیں۔ جو اپنی رائے پر بے نیاز رہا گمراہ ہو گیا۔ (پھر آپ نے قدرے کلام کے بعد فرمایا۔ نائب رسولؐ متابعت کیا کرتا ہے۔ رسولؐ کے متروکات کو چھوڑتا اور معمولات کو لے لیتا ہے۔ یہ امر تجھ پر صبح کی طرح ظاہر ہو جائیگا۔ بندہ پر وجود و فنا کے دو کپڑے نئے ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی فنا ہو جاتا ہے اور حق اسپر متوجہ ہوتا ہے۔ اور کبھی موجود ہوتا ہے۔ اس وقت حق کی خبریں دیا کرتا ہے میرا قلب میرے حق سے روایت کیا کرتا ہے۔ اپنے خلوت کے دروازے بنا۔ ایک مخلوق کی طرف۔ دوسرا خالق کی طرف۔ خالق و مخلوق دونوں کے حق ادا کر۔ حق کے لئے مخلوق کے ساتھ رہ۔ مخلوق کے شر سے محفوظ رہیگا اور قرب حق عطا کیا جائیگا۔ حق کے ماسوی سب خلق ہے۔ اور یہ معنی عام طور پر سب کو شامل ہیں۔ مخلوق کے ساتھ صحبت کے یہ معنی ہیں کہ صحبت حق کی ان کو نصیحت کیا کر۔ جب تو صحبت حق کے بعد مخلوق سے صحبت رکھیگا۔ تو مخلوق کے ساتھ نہیں بلکہ خدا ہی کے ساتھ ہوگا۔ صحبت حق کی علامت یہ ہے کہ تو نفع و ضرر کو مخلوق کی طرف سے خیال نہ کرے۔ بلکہ تمام مخلوق اس کی تابع ہے۔ اکثر اولیاء کے قلوب نے اُسکے فضل کا کھانا کھایا ہے۔ اُس کی باتیں سُنیں۔ اور اس کے قرب کی فرقت دیکھی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے موت سے پہلے دنیا میں اُن کے دلوں کو خطاب کیا ہے۔ اس کے بعد قیامت میں خطاب ہوگا بعض اہل اللہ کو دنیا میں خطاب ہوتا ہے۔ ابو القاسم جنیدؒ فرماتے کہ میں نے چالیس ابدال کی شہادت کے بعد کلام کرنا شروع کیا ہے۔ ان میں ایک سری سقطی ہیں آخر اُن کے قول پر عمل نہ کیا۔ یہاں تک کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے جنیدؒ اب تمہارے بولنے کا وقت آگیا ہے۔ اگر تو حق اور زیادتی مراتب اور ثبات کا طالب ہے تو جو کچھ مُنہ سے کہتا ہے اسپر عمل کر۔ ورنہ تجھ پر افسوس۔ ہم جس طرح نماز میں استقبال قبلہ کرتے ہیں۔ اسیطرح بلا میں استقبال قبلہ چاہیئے۔ یعنی جیسا کہ تو نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرتا ہے مصیبت کے وقت دلی توجہ کیا کر۔ اگر آفتوں کے وقت مخلوق کی جانب توجہ کریگا۔ تو تیرا ایمان باطل ہو جائیگا۔ کیونکہ ایمان کا ظہور آفات ہی کے وقت ہوا کرتا ہے۔ اسمیں دل کا ٹوٹ جانا کبیرہ گناہ ہے عوام کا دل دنیا کے لئے ٹوٹتے ہیں۔ خواص کے دل آخرت کیلئے اور اخص الخواص کے دل مولا سے غافل رہنے یا کشف کے بعد حجاب حائل ہو جانے سے ٹوٹ جاتے ہیں ہر شخص کے دل کی شکستگی جدا جدا ہے۔ ایسے بہت کم ہیں جن کے دل صرف خدا کے لئے ٹوٹتے ہوں:۔

سوال کسی نے پوچھا پیغمبر علیہ السلام کے اس قول کا کیا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دُعا کو قبول نہیں کرتا جو خوش آوازی کے ساتھ ہو ..... آپ نے فرمایا وہ دعا قبول نہیں ہوتی جس میں تکلیف کے ساتھ مسجع یا

مقفی الفاظ کی رعایت رکھی گئی ہو۔ میں اور میری اُمت والے تکلف اور بناوٹ سے بری ہیں۔ مومن پر کبھی امید غالب ہوتی ہے اور وہ اپنے گناہوں کے دفتر میں کوئی گناہ نہیں دیکھتا۔ اسے لوگوں سے ہدایت کی تلقین ہوتی ہے وہ کتاب سے منتقل ہو کر پڑھانیوالے کی طرف جاتا ہے اور وہاں سے محراب کی جانب انتقال کرتا ہے یہ بات شاذ و نادر ہے ایسے شخص کو اوام کے دفتر میں اپنا کوئی گناہ نظر نہیں آیا کرتا۔ اس لئے اسپر ایک قسم کی معصیت کو مقدر کر دیا جاتا ہے تاکہ خود بینی کے باعث ہلاک نہ ہو جائے۔ یہ معصیت اسکے لئے بطور سابقہ ازلی ہوتی ہے۔ جیسا کہ اہل و عیال کا نفقہ پہلے ہی سے لازم ہوتا ہے۔ مگر چونکہ یہ بات بہت ہی کم ہے اس لئے قابل اعتبار نہیں نفس کیلئے دو ارادے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک ماسوی کا اور دوسرا حق کا۔ یہ دونوں چالیس برس کی عمر تک کبھی لڑتے رہیں کبھی صلح کر لیتے ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام کا یہ قول کہ جس شخص کی عمر چالیس برس ہو گئی اور اس کی نیکیاں بدیوں پر غالب نہ آئیں وہ دوزخ کے لئے تیار رہے۔ اے دلائل کے طالبو۔ طریق ظاہر رویت باطن کے لئے دایہ ہے۔ تو جبتک ماسوای کو پہچانیگا اور وہ تجھے جانیں گے تو تو بوالہوس رہیگا۔ کبھی تو ان کا تابع رہیگا۔ اور کبھی تیرے مطیع ہو جائینگے اس گھر کے دو راستے ہیں ولی کی تین علامتیں ہیں (۱) ہر چیز میں خدا کے بھروسہ پر کل سے استغنا (۲) قناعت (۳) رجوع الی اللہ۔ پھر اگر تو ولایت ہی کا مدعی ہے تو ان خصلتوں کو حاصل کرلے۔ ورنہ ہرگز ولی نہیں ہو سکتا جبتک ایمان و تقوی قوۃ علم و زہد معرفت او محبت الٰہی پورے طور پر حاصل نہ ہو۔ عالم کو بادشاہوں کے پاس جانا درست نہیں۔ اس کے بعد اگر علماء امراء کے پاس جائینگے تو قوت لیکر جائینگے اور قوی ہو کر نکلیں گے۔ میں ایک شخص کی صحبت میں تھا جو بسا اوقات میرے گذشتہ و آئندہ حالات بتا دیئے کرتے تھے۔ اُن کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا رہتا تھا۔ اور وہ امراء کے پاس جایا کرتے تھے۔ اس سے میرے دل میں خطرہ پیدا ہوا۔ اُنہوں نے کہا یہ لڑکا سرا میں گھبرا رہا ہے میں اس کو وہاں اسلئے نہیں چھوڑتا کہ لوگ اس کے سبب ہلاک نہ ہو جائیں۔ رہا امراء کے پاس جانا۔ یہ فقط اس غرض سے ہے کہ میں اُن کو نصیحت کرتا اور عدل کا رستہ بتاتا ہوں۔ لوگو تمہاری صحبت میں خلل ہے ہم مشائخ کی خدمت میں ادب سے رہے ہیں۔ **سوال** ایک شخص نے پوچھا کھانے میں جب حرام و حلال ملا ہوا ہو۔ تو روزہ نماز کیونکر درست ہوگا۔ فرمایا شرع نے حرام و حلال الگ الگ ظاہر کر دیا ہے۔ اور تامل کا حکم بھی دیا ہے۔ جس چیز پر تیرا دل انکار کرے وہ حرام ہے۔ اور جس پر اقرار کرے وہ حلال۔ اور خاموش رہے او تم کچھ نہ کہے وہ مشتبہ ہے۔ اگر رغبت کی چیزیں نہ ملیں اور تیرا نفس صابر رہے اس کا نام قناعت ہے۔ تو جانتا ہے کہ خدا کے پاس بہت سی طاعتیں۔ روزہ اور نمازیں جاتی ہیں مگر وہ اُن کی پروا نہیں کرتا۔ اُسے تو تمہارا دل مطلوب ہے۔ جو کدورت و اغیار سے پاک ہو۔ زاہد منافق کا ظاہر پاک ہوتا ہے اور باطن مکدر۔ اُس کے چہرہ پر صفائی۔ کندھوں میں اور بدن پر کمل کا جُبّہ ہوتا ہے۔ بظاہر اس کا ہاتھ رکا رہتا ہے۔ مگر باطن میں گدائی کرتا ہے۔ اُس کا نفس تعریف و مذمت کی طرف راغب اور آنکھ لوگوں کے مال کی جانب طامع ہوتی ہے۔ عارف باعتبار ظاہر اپنے اور اپنے متعلقین کا دنیوی حصہ لینے میں ملوث ہوتا ہے مگر وہ بادشاہ کا سفیر اور گویا اس کے گھر کا معمار۔ اور باوجود حضور و سلامت باطن و صفائی قلب اس کے

لشکر کا بخشی ہوتا ہے اسکے دل سی علم کی موجین اٹھتی ہین۔ دنیا کے دریا اس کو سیراب نہین کر سکتے۔ اسکے قلب کے لحاظ سے آسمان و زمین اور جو کچھ انمین ہی بالکل معدوم ہے۔ یہ عارف کی صورت ہی اور نہ زاہد کی تجھکو اس کا حال معلوم نہین۔ بس تو مخلوق کی نسبت بدگمانی سے اپنی زبان کاٹ کر کیون نہین بیٹھتا۔ ای ارباب دنیا سے دینی طور پر مال کا مال کھانیوالو۔ ای ناحق شناسو تم عوام کی نسبت توبہ کرنے کے زیادہ مستحق ہو۔ تمکو بہت کچھ اپنے گناہوں کا اقرار کرنا چاہیئے۔ تمہارے پاس نہ خبر ہے نہ کشایش۔ نہ نجات نہ نور ہے۔ اور تم دیندار ہو۔ وہی تمہاری دنیا وہ عنقریب فنا ہو جائیگی تم اپنی طبیعتوں اور خواہشوں سے لیتے ہو۔ دنیا کو آخرت کیلئے نہین بلکہ دنیا ہی کے لئے حاصل کرتے ہو۔ میرا شغل تمہارے ساتھ ہے اور میرا کلام تجھ پر حجت ہو (اس سے اپنے زمانے اور شہر کے واعظون کی طرف اشارہ تھا) خاموش رہو اور سیکھو تم مین کوئی کلام نہ کیا کرے۔ وعظ اوروں کا حق ہے۔ مین آج اپنی زبان اور اپنا قلب مستعار لیتا ہون۔ انس تنہائی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور خلوت قلب کی کنجی ہے۔ اے خلوت مین خاموش رہنے والے جلوت مین خاموش رہنا بہت بڑی شان ہی۔ اے لڑکے پہلے خلوت ہے پھر جلوت۔ پہلے خاموشی ہے پھر گویائی۔ پہلے حقیقی بادشاہ کی طرف۔ پھر مجازی بادشاہون کی طرف۔ بعض صدیقین کا قول ہے۔ کہ مطلق حلال ریحانیون مین ہے۔ اس کا یہ مطلب ہی کہ پہلے روحانیون مین شامل ہو۔ آخرکار ریحانیون مین جا ملے گا۔ پاک ناپاک مین تمیز حاصل ہو گی۔ یہ حالت تیری بشر کے چراغ معرفت کے سورج اور قرب حق کے لئے بمنزلہ قمر ہے۔ حرام نفس کے وجود سے ہے حلال قلب کے وجود سے اور محض حلال صفائی باطن کے وقت ملتا ہے۔ یہ باتین عقل سے پری کی ہین جبتک نفس موجود ہی گویا تو حرام کھا رہا ہے۔ اور جبتک قلب موجود ہے مشتبہ لقمے اٹھا رہا ہے۔ پھر صفائی سر کا مرتبہ مل گیا۔ تو تیرا کھانا پینا خالص حلال ہے۔ شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ یہ کیون کہا گیا۔ کہ نفس بری باتون کا حکم دیا کرتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ نفس کو حرام وحلال کے کچھ پروا نہین ہوتی۔ اس کی مثال بُری جورو کی سی ہے جو خاوند کو حکم دیا کرتی ہے کہ چوری کر اور ہمین کھلا۔ اسلیئے حلال وحرام کی تمیز نہین رہتی۔ اسلیئے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دیندار عورت سے نکاح کیا کرو۔ دیندار عورت آخرت کے کامون مین مدد دیگی۔ نفس اس بری جورو کی مانند ہے۔ اگر تو حلال وحرام مین تمیز کرنا چاہتا ہے۔ تو جب خالص حلال تیرے سامنے آئے خواہ وہ تیری ہی کمائی کا کیون نہو ذرا توقف کیا کر۔ اور حساب لے کہ روٹی سالن کہان سے پکا ہے؟ اسوقت تیرا قلب سر کی طرف اور سر خدا کی طرف توجہ کریگا۔ پھر اللہ تعالیٰ تیرے قلب کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا۔ جو حلال کھانے کی بابت اشارہ کریگا۔ کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ۔ ہمارا دیا ہوا پاک رزق کھایا کرو۔ اسوقت کھالے۔ اور وہ کھانا حرام یا مشتبہ ہوگا۔ تو فرشتہ ندا کریگا۔ وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ یعنی جسپر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو اُسے کھاؤ۔ ایسا کھانا حرام ہی اسکے قریب نہ جا۔ اللہ اس سے بہتر عطا کریگا۔ قضا وقدر کے سامنے گردن جھکا کر بیٹھ جا اسکے فضل کا ہاتھ آئیگا۔ اور تجھے تیرے حصے کی طرف کھینچ لیجائیگا۔ زہد ایک ساعت کا عمل ہے۔ تقوی دو ساعت کا البتہ معرفت دائمی عمل ہے۔ ہم تیرے حال کو متقدمین کے حال سے مقابلہ کر کے دیکھتے ہین تو تجھکو اس طریقہ پر نہین پاتے۔ انہون نے اپنے نفس کو کھلایا اُسنے دیکھ لیا کہ تو اسکی خواہشین پوری کر رہا ہی اسلیئے وہ تجھ پر غالب آگیا۔ اگر تو اسکے مادہ کو قطع کرنا

چاہتا تو اس کے توڑنے مین مشغول ہوتا۔ تو نے اس کی خواہشین پوری کین اور شیطان کیلئے دروازہ کھولدیا۔ کیونکہ شیطان نفس مین آرزوئین ڈالتا رہتا ہی۔ اس کے لئے زبان نہین بلکہ شیطان ہی القاء کرتا ہے۔ شیطان الجن تجھ پر اسوقت قدرت پائیگا جبکہ شیطان الانس غالب آئیگا۔ اور جبکہ فضول باتون پر سبقت کریگا۔ اگر تو اس کا مادہ قطع کردیگا اور اسے حرام اور مشتبہات سے روکے گا۔ تو اس کی آگ بجھ جائیگی۔ اس مین امید وبیم کے درخت اُگ آئین گے باطنی ظلمت پر نور اور نفس قلب کی طرف مطمئن ہو جائیگا۔ اسوقت ندا ہوگی یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ الآیۃ یعنی ای نفس مطمئنہ اپنے خدا کی طرف چلا آ۔ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے رضامند۔ عام آدمی کو موت کے وقت ندا کی جاتی ہے کہ تو قرب کے دسترخوان اور حضوری کے تکیہ سے دور رہا۔ مقربین مین ہمارے نزدیک برگزیدہ اور پسندیدہ لوگون مین شامل ہیں۔ جبتک نفس پاک نہو قلب ہرگز پاک نہین ہو سکتا تو سگ اصحاب کہف کیطرح تابع بنکا باب قرب کی چوکھٹ پر بیٹھا رہ تا کہ قلب کی حضوری رہ کر نفس کے نکلنے کا منتظر رہی۔ ضعف ایمان کے وقت ظاہر شرع اور قرآن وحدیث کی رخصت پر عمل کر۔ پھر جب ایمان قوی ہو جائے تو عزیمت اور مشکل کام اختیار کر۔ اگر تو اپنی نفس پر سوار ہو گیا۔ تو تقدیر اور اس کی موافقت مین سیر کرتا پھریگا۔ منصور حلاج سے سولی دیے جانے کے وقت کسی نے کہا۔ کہ کچھ وصیت کرو۔ جواب دیا اپنے نفس کی احتیاط کر یعنی اس کی خدمت مین مشغول نہو۔ اگر احتیاط نہ کریگا۔ تو وہ تجھکو اپنے کام مین لگالیگا۔ میرے پاس ابتدا مین ایک اچھا کرتا تھا۔ بارہا بازار مین لے گیا۔ کسی نے نہ خریدا۔ آخر ایک شخص کے پاس ایک دینار کے بدلے رہن رکھدیا۔ اتفاقاً عید آگئی۔ وہ شخص کرتا لیکر آیا۔ اور یہ کہا کہ مین نے دینار معاف کیا۔ مین انکار کرتا رہا۔ مگر اسنے زبردستی پہنا دیا۔ مین نے اس واقعہ سے معلوم کرلیا۔ کہ وہ کرتا میری قسمت کا تھا جسکے متعلق میرا ارادہ کام نہ دیگا۔ **سوال** کسی نے بعض علماء کے اس قول کا مطلب پوچھا کہ ہم نے غیر اللہ کے لئے علم سیکھا تھا مگر انجام مین وہ علم اللہ ہی کے لئے ہو گیا۔ جواب دیا کہ اولیاء اللہ کے حق مین یہ قول بمنزلہ موت ہے کیونکہ غیر اللہ کے لئے علم پڑھنا شرک ہی۔ اور اس کا محمل ایک اور بھی ہی۔ یعنی غیر اللہ سے مراد آخرۃ ہے۔ مگر آخرت کے لئے علم سیکھنا بھی ایک قسم کا نقص ہی تاہم وہ لوگ اُخروی علم پر عمل کرتے رہے یہانتک کہ اس نے ان کو قرب الٰہی تک پہنچا دیا۔ انہون نے ظاہر کو باطن سے اور فرع کو اصل سے حاصل کیا۔ عوام کے دسترخوان پر بیٹھے۔ پھر فضل کے خاص کھانے کھلائے۔ ایک حالت مین دو لقمے تناول کئے اور جو کچھ ان کو ملا تھا۔ اس مین عوام کو شریک کرلیا۔ خدا جب کوئی کام لینا چاہیگا تجھے اسپر آمادہ کردے گا جسنے میرا ابتدائی حال سن لیا اور مجھ سے الگ ہوکر بیٹھ رہا وہ فی الواقع گنہگار رہے۔ جب کسی عارف کے ہاتھ سے کوئی شخص کسی کرامت کا نظارہ کرلیتا تھا۔ تو وہ دیکھنے والے کو قسم دیدیتے تھے کہ مرتے دم تک اس کا اظہار نہ کرنا اب یہ حال ہی۔ کہ ایک شخص رسول خدا کے لئے کوئی عمل کرتا ہے اور اُسے کوئی راز رات کو معلوم ہو جاتا ہے۔ تو علی الصباح اُسے بیان کرتے نکلتا ہے۔ انجام یہ ہے کہ ایسا آدمی اور اس کا علم سلب کرلیا جاتا ہی جب تک قضا وقدر اظہار کا حکم نہ دے صاحب کرامت کا فرض ہی کہ حفاظت قلب وسر کے ساتھ اپنی کرامت کو مخفی رکھے۔ دنیا اور اس کی زینت جب تیرے قلب مین جگہ پکڑنے لگے تو اس سے گریز کر۔ وہ تیری پیچھے پیچھے ہو لیگی

سوال کسی نے پوچھا ترک تعلق تو نہایت مشکل بات ہی۔ فرمایا تجھ پر مشکل ہی۔ کیونکہ دودھ چھوڑنا اسی بچہ پر مشکل
ہوتا ہے جو ماں کے سوا اور کسی کو نہین پہچانتا۔ مگر جو کھانا پینا سیکھ لے وہ اس دودھ سے بچتا ہے جو اس چھاتی یا
تھن سے نکلے جسمین سوئی کے سے چھید ہین۔ اللہ تعالیٰ کیطرف چل۔ اور اس کے دروازہ کا قصد کر۔ کیا تعجب تو اسکے
اولیا مین شامل ہوجائے۔ وہ دنیا کو تجھ سے روکے گا۔ یہانتک کہ تیرا قلب صاف ہوجائیگا۔ اور تیرے دل سے
اس کی یاد جاتی رہے گی۔ اور اسے تیری الگ ہوجانے کے باعث حسرت رہیگی اور اس کی جگہ خدا کی محبت آجائیگی
پھر جب قلب اس کی محبت سے پُر ہوگا اور ظاہری اشیا منقطع ہوجائینگے تو دنیا کو خادمہ بنا کر تیرے سامنے
لایا جائیگا۔ اس حال مین بھی تیرے بدن پر زرہ ہوگی۔ اور خدا کی طرف کے نگہبان رہینگے۔ دنیا کا زہر نکال لیا
جائیگا۔ دنیا میٹھی زبان سے کہیگی کہ تیرا حصہ فلان فلان مقام مین ہی۔ فلان شخص کی بیٹی تیری قسمت مین
ہے۔ وہ ہر لحظہ تیری خوشامد کریگی۔ اے اہل عراق۔ اے دنیا کی سلطنت والو۔ بادشاہو۔ اے لباس والو۔
اے والیان ملک۔ میرے گھر مین بہت سے کپڑے لٹک رہے ہین۔ جونسا چاہتا ہون پہن لیتا ہون۔ میرے
معاملہ مین سلامت روی اختیار کرو۔ ورنہ مین ایسا لشکر لے آونگا کہ تم اس کی طرف متوجہ نہ ہوسکو گے والسلام
چھوڑنا زہد ہی اور لینا معرفت۔ بہلون کی باتین چھوڑ۔ ان مین ہر شخص اپنے وقت کا شیخ تھا۔ زاہد عارف کا غلام
ہوتا ہے۔ زاہد مین کسی قدر بقیہ طبیعت و خواہش کے ساتھ دنیا و آخرت کی خوبی ہوا کرتی ہے۔ آخر مین ترک
ہوتا ہے اس وقت اس کا دل اسرار حاصل کرتا ہے۔ یہانتک کہ قلب سے ہر چیز جاتی رہتی ہے اور زہد کی انتہا
ہوجاتی ہے۔ پھر معرفت و صفائی حاصل ہوتی ہے کدورت زائل ہوتی ہے قرب و حق اور مسبب آتا ہے۔
سبب منقطع ہوتا ہے۔ اس وقت ثبات رجوع کرتا ہے اور وہ اس کے دروازہ پر بیٹھ جاتا ہے۔ مخلوق کو امر
و نہی کیا کرتا ہے۔ تیرے گناہ تجھ سے متعلق ہین دشمن تاک لگا رہے ہین۔ اگر ان کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو جلد توبہ کر
اور آخرت مین مشغول ہوجا۔ خدا تجھ پر گواہ ہے۔ اور وہ ہر جگہ تیری ساتھ ہے۔ ابن عطار یہ دعا کیا کرتے تھے۔ الٰہی دنیا
مین میری غربت پر رحم کر۔ موت دو قسم کی ہے۔ ایک عوام کی موت۔ جو معمولی ہے۔ دوسری خواص کی موت۔ یہ خواہشون
نفسون طبیعتون اور عادتون کی موت ہی۔ اسوقت دل زندہ ہوجاتا ہے۔ پھر زندہ دلی سے قرب اور قرب سے
حیات ابدی ملتی ہے۔ اسمین اور موت کے ذکر مین پردہ پڑجاتا ہے۔ ایک باطنی چیز اُسے مخصوص کرلیتی ہے
اور وہ ظاہر مین لوگون کو موت یاد دلایا کرتا ہے اور ظاہری حکم بنا تا رہتا ہے۔ مین دیکھتا ہون کہ تم ظاہر مین
وحدانیت کی گواہی دیتے ہو۔ مگر تمہارے باطن برعکس ہین تمہارے مُنہ کعبے کیطرف ہین اور دل درم و دینار
کیطرف خوف کرنیوالا اندھیرے سے چلدیتا ہے۔ مگر خوف کہان ہے۔ الٰہی مین نجات کا طالب ہون۔ جو
شخص مخلوق مین یکتا ہو۔ شیطان مطیع ہوکر اور ہتھکڑیان پڑھ کر اس کے قلب کے سامنے آتا ہے۔ تو جب تک
خدا کو یاد کریگا محب رہیگا اور جب یہ سن لیگا کہ وہ تجھکو یاد کر رہا ہے۔ تو محبوب بنجائیگا۔ جبتک اس کو زبان سے
یاد کریگا۔ تائب ہوگا۔ اور جب قلب سے یاد کرے گا۔ سالک بنے گا۔ پھر جب سِر سے اس کو یاد رکھے گا۔ عارف

ہوجائیگا۔ جبتک تیری بُرے اخلاق درست نہ ہوجائین صالحین کے پاس نہ بیٹھ۔ ورنہ لقمہ و خرقہ تجکو ہمیشہ متغیر کرتا رہیگا اور اسمحبت
مین تیرا بگاڑ درستی کی نسبت بہت زیادہ ہوگا۔ رعونتین چھوڑ۔ اور اس کے سوا کسی سے دوستی نہ کر کسی کا مصاحب نہ بن اپنی لت
پر نظر ڈال۔ ای ناپاک تیرے احمق تجھ کو یہودی و نصرانی مجھ سے زیادہ پیارے ہین۔ دجّال خراسان سے آئیگا۔ اس کا ظاہر حال درست ہوگا
میری نسبت وہ تیرا زیادہ محبوب ہی۔ اللہ کے بندو۔ حیات ابدی۔ اور ایسے پانی کی طرف آؤ۔ جو کبھی خشک نہین ہوتا۔ اس دروازہ
کی جانب متوجہ ہوجاؤ جو کبھی بند نہین ہوتا۔ لازوال سائے اور کم نہ ہونیوالے پھل کیطرف توجہ کرو۔ اس کے معنی خدا ہی کو معلوم
ہین۔ اے شہوات و لذات و ہوس کے تربیت کرنے والو خیر کسی اور چیز مین ہے۔ ہماری صدق ارادت کی آگ مین جل جا
تمام پردون اور دروازون کو طے کرلیگا ہم مین تجھ مین کوئی حجاب نہ رہیگا۔ اور تو ہماری طرح اُسے دیکھ لے گا۔ سب کچھ قسمت
سے متعلق ہی۔ اے مدعی ولایت کا دعویٰ نہ کر۔ یہ علم خود تیرے سر چڑھ کر بولیگا۔ ولایت اعمال سے متعلق ہے نہ کہ اقوال سے
یہ باطنی بنیاد ہے۔ اور اتصال قلب اس کی عمارت ہے۔ ایمان اور اس کی حقیقت اس کی کنجی ہے۔ تجھے اس کی ذرا خبر نہین
بعض یکتا اور مطمئن بندون کا دامن پکڑ لے اور اُن سے لقمہ نہ مانگ۔ تاکہ وہ تجھے اپنے کپڑے پہنائین اور اپنے آگے کھڑا
رہنے دین۔ اس کی مداومت سے وہ تجھ کو اپنا بنالیگا۔ اپنے کمالات کی گدڑی پہنائیگا اور اپنے بعض احوال پر مطلع کردیگا۔
تیرے زخم کو درست اور مقام کو پاکیزہ کردیگا۔ پھر تو اگر اپنے دل مین واردات حق کا نظارہ کرے تو آنکھین بند کرلے اور خاموش
رہ اس کا بھید ظاہر نکر۔ واردات الٰہی اختلاف احوال و مقامات کے لحاظ سے ان کے قلوب کی طرف آیا کرتے ہین۔ ان کا
ظاہر تغیر باطن کے سبب متغیر ہوتا رہتا ہے۔ وہ مرید جو ان کے اسرار سے واقف ہو۔ اس بات کا محتاج ہے کہ اندھا
بہرا اور بیہوش ہوجائے۔ شیخ کو جب اس کی نجات معلوم ہوگی اور اخفائے اسرار کے متعلق اس کا ادب ثابت ہوگا۔ تو
کیا عجب اس کے قلب کو اپنے بعض کپڑے پہنادے اور طہارت قلب کے ساتھ خدا سے دعا کرے جس طرح یوشع بن
نون۔ موسیٰ ع کے ساتھ تھے۔ اے لڑکے جو چیز تیری ملک نہین وہ تیرے قبضہ سی خارج ہی۔ آیندہ تیری قسمت کی ہی تو تجھے
ملجائیگی اور جو کسی اور کی ہے اُسے ہاتھ لگے گی۔ پھر اگر تیری قسمت کی ہی۔ تو تو سوتا رہیگا۔ اور وہ تیری پاس آجائیگی اب یہ رنج و
تعب جو نقصان دین کا باعث ہی کس لئے ہے؟ اگر تو ہمیشہ علم کی باتین بن سنے گا۔ اہل علم کی صحبت اختیار کریگا۔ معرفت اور
آیندہ کی باتین سوچتا رہیگا تو تجھ پر ترک اسباب و ارباب آسان ہوجائیگا۔ اخلاص کے بعد مخلوق کے لئے ترک عمل و ریاکاری
ہے۔ لیکن رویت مخلوق کے وقت حصول اخلاص کے لئے عمل چھوڑ دینا قابل امید بات ہے۔ تو جبتک مرید رہی علم کی پابندی
کر کیا عجب تیرا عمل تجکو علم تک پہنچادے۔ علم تیری قلب و اعضا و تیرے عمل کا طالب ہی اور تجھ کو امر و نہی کرتا ہے۔ الٰہی ہم مین
ہر شخص تیرا طالب ہی لیکن آفتین ہمکو تجھ سے روک رہی ہین۔ خدا کے احکام تجھ پر بمنزلہ دین ہین۔ پھر اگر تو نے با وجود قدرت
انہین موخر کیا تو تو ظالم ہے۔ اور اگر چھوڑ دیا تو کافر۔ دنیا کو کھیل اور جمع کرنے کی نیت سے نہ لے بلکہ بقدر ضرورت اپنا حصہ
لے لے۔ جب مرتبۂ تسلیم کے باعث تیرا اسلام ثابت ہوگا اور تو اپنے نفس کو قضا و قدر کے حوالے کردیگا۔ تو اللہ تعالیٰ اول تیرے
قلب کو خلعت پہنائیگا پھر ظاہر و باطن کو آراستہ کریگا۔ اور تو ایک دن مین چند بار مر جائیگا۔ پھر وہ تجھے زندہ اور ناپاکی کدورت
سے پاک کریگا۔ وہ مخلوق کو دیکھ کر مرتا ہے اور خالق کو دیکھ کر جی اُٹھتا ہی۔ حرکت کرتا اور اُٹھ بیٹھتا ہے۔ مخلوق اور اپنے وجود

سے غائب ہو جاتا ہے وہ حق کیساتھ زندہ اور مخلوق کی طرف سے مردہ ہو جاتا ہے۔ وہ صادق مریدوں کی کتاب کی مانند ہے۔ جب کوئی مرید آتا ہے سلسلے مرید اسے مٹانے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ پہلے نفس و خلق کو اور پھر دنیا و آخرت کو مٹا دیتا ہے۔ اس کے تمام ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ جسطرح چاہتا ہے۔ اسے پلٹ دیتا ہے۔ جب تو اس مقام پر ترقی کر جائے تو حرام اور شبہ کو چھوڑ دے۔ اس کے بعد مباح کو چھوڑ کر خالص حلال کو لے لے۔ اس کا نام اجتماع حکم و علم اور اجماع ظاہر و باطن ہے خالص حلال وہ ہے جو کسی کی ملک میں نہ ہو۔ مثلاً جنگل اور دریا کی چیزیں اسوقت بلا انتظار و اہتمام حلال روزی تیرے پاس آ جائیگی۔ سوتے میں کوئی شخص لقمے کھلا جائیگا۔ اور تو آنکھ کھولکر فرشتوں اور ارواح انبیاء کو اپنے چاروں طرف دیکھے گا۔ علم تجھے اسکے لینے کا فتویٰ دیگا۔ اور سلا قرب ضامن بنے گی۔ مخلوق کے امید و بیم۔ تعریف و مذمت اور صورت و معنی سے فارغ ہو کر بیٹھ۔ اللہ تعالیٰ کیطرف سے بحالی۔ اس کے بعد قرب و غنا۔ دوام صحبت۔ مخلوق سے نفرت اور فنا عن الوجود کا مرتبہ ملیگا۔ اثبات کے بعد محو۔ عدم کے بعد ملاقات کے طالب ہو۔ صحت قلب بلا لسان ہے اور صحت سر بلا قلب و بلا وجود۔ یہاں صرف خدا ہی کی ولایت ہے۔ جب چاہیگا اسے زندہ کر دیگا۔ اور اسکے باعث بندوں کی اصلاح کریگا۔ اور انہیں مقرب بنائیگا۔ اے باطل اے بوالہوس اسباب و ارباب کو چھوڑ۔ واصل ہو جائیگا۔ اور جس چیز کو چھوڑیگا۔ سامنے آ جائیگی یہاں ہر قسم کا کھانا طبق میں چنا ہوا ہے۔ طبیب محبوب اور قرب کے گھر میں موجود ہے۔ اسوقت ایک شخص کوئی مسئلہ پوچھنے کھڑا ہوا۔ آپ نے فرمایا خاموش۔ میں تیرے سوال کو نفس و طبیعت کیطرف سے نکلتا دیکھتا ہوں۔ میرے ساتھ خطرہ میں نہ پڑ۔ میں صاحب شمشیر اور قتال ہوں اللہ تعالیٰ تمکو اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ بلکہ اے عامی تجکو خدا اپنے عذاب سے ڈراتا ہے۔ اور اے خاص تجکو اپنی ذات سے ڈراتا اور اے خاص الخاص تجھ کو اپنے تقلیبات یعنی حال کے بدل دینے سے ڈراتا ہے۔ اے عامی تجکو تیری سماعت و بصارت قوی اور مال و اہل چھین لینے اور پھر دار آخرت کی طرف انتقال کے بعد مواخذہ میں آ جانے سے ڈراتا ہے۔ اور اے خاص الخاص تجکو اپنی ذات سے ڈراتا ہے حتی الامکان خوف کے قدم پر جما رہا کر۔ غافل نہ ہو۔ حق تیرے سر سے باتیں کیا کرتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ میں خدا ہوں۔ کسی سے خوف نہ کر۔ جب یہ مرتبہ ملتا ہے تو جب کبھی تو خوف کیطرف قدم بڑھائیگا۔ وہ تجکو روکے گا۔ اور جب حالت امن مکدر ہو گی وہ صاف کر دیگا۔ جب قلب صاف ہو جاتا ہے تو آسمان و زمین کی سلطنت ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ یہ باتیں آرائش ظاہری۔ تمنا اور تکلیف سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ لیاقت آسمان سے آتی ہے عمل بشرطیکہ دل میں زہد ہو۔ تجکو ترقی دیسکتا ہے اسوقت تجھ پر اور تیری مجلس والوں پر رحمت نازل ہوتی ہے۔ مبادا اور افضال الٰہی درپے آتے ہیں۔ ایک مرید نے کسی حکیم سے کہا کہ میں جنت میں تھوڑی سی جگہ چاہتا ہوں۔ جواب دیا۔ جسطرح تم نے آخرت کی بابت قناعت کر لی ہے۔ دنیا کی بابت بھی اسیطرح قناعت کر لے۔ موت ضروری امر ہے۔ پھر اسیوقت مر جا۔ میت کسی سے میل جول نہیں رکھا کرتا۔ اسے دینے نہ دینے۔ امید و بیم۔ اور دشمنی و دوستی سے کچھ علاقہ نہیں رہتا وہ تو ساکن و ساکت ہے نفع حاصل کرنے اور ضرر دفع کرنے میں میت کی طرح رہا کر۔ میت کلام نہیں کیا کرتا۔ وہ جب چاہیگا۔ تجھے گویائی عنایت کر دیگا۔ اگر تو مخلوق اور اپنے نفس کی طرف سے مر جائیگا۔ تو ایسے کلام کے ساتھ ناطق ہو گا۔ جو بالکل حق ہے۔ کیونکہ میت اسی بات کی خبر دیا کرتی ہے۔ حضرت شیخ رح کے پاس ایک رقعہ آیا جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ ایک صوفی آدمی آپ سے کچھ حاصل کرنا چاہتا

ہے۔ فرمایا یہ باطل ہے۔ کیونکہ صوفی مخلوق کی نگاہ سے الگ رہتا ہے۔ صوفی مطلوب ہوا کرتا ہے۔ نہ کہ طالب۔ ایک شخص نے سوال کیا۔ گدڑی جب حد سے زیادہ پھٹ جائے تو کیا کرے۔ فرمایا خاموش بیٹھا رہے یہانتک کہ تقدیر اسے بقدر پیوند کوئی کپڑا عنایت کرے یا نئی گدڑی دے ڈالے کنجی گر پڑے تو دروازہ پر سو جا چوکھٹ پر بیٹھا رہ۔ تو مخلوق کا بندہ ہے وہ توجہ کرتے ہیں تو موٹا ہوتا ہے اور پشت پھیرتے ہیں تو دبلا پڑ جاتا ہے تو ہالک اور مشرک ہے۔ تیرا دل توحید سے خالی ہے۔ تو خلقت کا غلام ہے نیکیوں سے بے بہرہ ہے شمار سے خارج ہے۔ تیری گنتی علماء و مریدین و مرادین و صالحین میں سے کبھی ساتھ نہیں ہو سکتی۔ اگر مجھے خدا سے شرم نہ آتی تو تمہارے مکانوں پر آ کر مہمان بنتا اور ایک ایک کے کان مروڑ کر اسے تہذیب و ادب سکھاتا ہائے رے پیسے کی محبت۔ یہ دیکھنے والے کو اپنی طرف کیوں کھینچتی ہے۔ تجھ پر افسوس۔ مجھ سے دنیا کا طالب ہے حالانکہ وہ مشرق میں ہے اور میں مغرب میں۔ میں دنیا سے توحید کے باعث اپنا حصہ لے لیتا ہوں۔ مجھ سے آخرت و قرب الٰہی طلب کر پیغمبر علیہ السلام کے دین کی دیواریں گر پڑی ہیں۔ بنیاد کھلگئی ہے۔ اے اہل زمین آؤ۔ ہم گری ہوئی چیزوں کو درست کر دیں اور اس دیوار کو کھڑا کریں۔ اے شمس و قمر۔ اور اے لیل و نہار۔ یہ چیز تو پوری ہو کر رہیگی۔ لوگوں نے جواب دیا۔ ہاں بیشک۔ بعض حال مخفی رکھا جاتا ہے۔ اب ہم حکم الٰہی آنے تک سوتے ہیں۔ بسم اللہ۔ یہ فرما کر شیخ علیہ الرحمۃ نے چوکی سے کمر لگائی اور ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر آنکھیں بند کر لیں اور تھوڑی دیر ٹھیر کر اٹھ بیٹھے۔ اور یہ فرمایا۔ تم بیوقوف اور دیوانے ہو۔ مجھ سے الگ رہنا تمہارے لئے بلا عذر راس المال کے خسارہ کا باعث ہے۔ ہوس نہ کر۔ اس وقت آپ کی مجلس میں استاد دار الامام عز الدین بن رئیس الرؤسا مع خدم و حشم حاضر ہوا۔ یہ شخص اس سے پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ اس کے آتے وقت آپنے فرمایا تم میں بعض لوگ بعض کے خادم ہیں۔ اللہ کا خادم کون ہے۔ تم سب مخلوق اور وجود ہو۔ اے میت اے مٹی۔ تو مٹی ہو جائیگا۔ تیری قبر روندی جائیگی۔ ایک مٹی سے دوسری مٹی کی طرف اور مہد سے لحد کی جانب منتقل ہو گا۔ تجھے کچھ خبر نہیں۔ بڑھاپا آ گیا ہے۔ تو ہمارے تجھے خبط اور جنون ہے۔ موت کے بیدار کرنے سے پہلے بیدار ہو جا۔ اپنے نفس کو نصیحت دے۔ اسے وصیت کر۔ مال کو تقسیم کر دے۔ تو قبر کا مسافر ہے۔ جب لوگوں کی اجل آتی ہے تو ایک ساعت آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ تو جس چیز کا مالک ہے۔ یا جس کی تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ اس کا بوجھ تیرے ذمہ ہے۔ تیرا دوست وہ ہے جو تجھ کو ڈرائے اور دشمن وہ ہے جو بہکائے۔ الٰہی ہم کو غافلوں کی خواب سے بیدار کر اور بعض کو بعض سے نفع دے۔ ہم کو ہماری اور اپنی ذات سے مشغول رکھ۔ تاکہ ہمارے نفس درست ہوں۔ اور ہم ان کو تیرے حوالے کریں اور تمام عمر مشغول رہیں۔ غیر کو نصیحت کرنے کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ تو مومن ہو۔ بندہ کو وصول الی اللہ کے بعد دعوت مخلوق کرنی چاہیئے۔ بروں کی پیروی نہ کر۔ اس خائن پر افسوس جس نے خدا اور اپنے نفس اور نبی کی خیانت کی امر کرتا ہے۔ عمل نہیں کرتا۔ منع کرتا ہے اور خود باز نہیں رہتا۔ اس کا فعل قول کے خلاف ہے۔ سکڑنے مونچھیں منڈوانے اور چہرہ کی زردی کا اعتبار نہیں۔ ایمان اسجگہ ہے۔ یہ اشارہ ان لوگوں کی طرف تھا جو استاد دار الامام کو گھیرے ہوئے تھے۔ ایمان ان کی صفت ہے۔ ان میں ہر شخص اپنے قلب کا کوتوال ہے۔ وہ نفس و طبیعت اور ہزلوں سے لڑتے ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میں نے بعض لوگوں کو دیکھا جنکے ہونٹ مقراضوں سے

کاٹے جاتے ہین۔ مین نے پوچھا یہ کون۔ جواب ملا۔ آپ کی اُمت کے علماء۔ الٰہی سب کو درست کر دے۔ الٰہی ہمین نیک بنا دے۔ اور ہمارے ساتھ نیکی کر ہماری حاجتین اور توجہ اپنی طرف کرلے کھڑا ہو۔ اور اپنا ہاتھ میری ہاتھ پر رکھ (یہ اشارہ استاد دار الامام کی طرف تھا) تاکہ ہم اس اجاڑ گھر اور مال و اولاد سے الگ ہو کر اپنے خدا کی طرف چلین اور اللہ تعالیٰ کی پناہ اور عمل کی جانب رغبت کرین۔ تو عنقریب خدا کی طرف جائیگا۔ اور وہ تیرے اعمال کا سوال کریگا۔ اس نے تجھ کو توحید کے لئے پیدا کیا ہے۔ دنیا و آخرت کے لئے نہین بنایا۔ دنیا تجھ کو شکم پُر اور سیراب نکر سکے گی۔ یہ تو بیوفا اور مکار ہے۔ تیرا اپنے نفس کو دیکھنا اور اپنی تدبیر سے دنیا کی جانب متوجہ ہونا اور اسے وزیر بنا لینا بہت بڑی مصیبت ہے۔ مومن مُدبّر ہوتا ہے۔ بدنصیب نہین ہوتا جب تو نفس سے الگ ہو جائیگا تو تیرا قلب تجھ سے کلام کریگا۔ پھر سِر کی مخالطت میسر ہوگی۔ بعدہ تم دونون کو خدا دوست رکھے گا۔ اس وقت تو بندون اور شہرون کا کوتوال ہو جائیگا۔ نفس کو الگ کر دے۔ اگر تو کسی بڈھے کو دیکھے تو یہ کہا کر کہ یہ خدا کا بندہ مجھ سے پہلے کا ہے۔ اسی طرح نیک و بد جوان اور بچہ کی جانب حسن ظن رکھا کر اس سے تیرا نفس الگ ہوگا اور دنیا دل سے نکل جائیگی دل کی آنکھ آخرت کو لیکر تجھے دروازۂ قرب تک پہنچا دیگی۔ اسکی سلطنت اور عظمت و جلال کا دروازہ دکھائیگی۔ آخرت تیری نظرون مین چھوٹی ہو جائیگی تو اس کا مشتاق ہوگا۔ اس کی ملاقات کو محبوب رکھیگا۔ دنیا کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے گا اور وہ تیرے دل سے نکل کر اس مطلقہ عورت کی مانند ہو جائیگی جس کو ظہور عیب کے بعد طلاق دی گئی ہو۔ تو نفس کو اس سے بچائے گا پھر آخرت قرین ہو کر آئیگی۔ اور سابقۂ ازلی اُس کے عیب بتا کر یہ کہیگا۔ کہ یہ حادث و مخلوق ہے۔ اس مین اسلام لانے کے بعد یہود و نصاریٰ سب تیرے شریک ہین۔ البتہ لقد و صاحبت قُرب الٰہی اس کی محبت اور وصول الی اللہ ہے۔ اے الہوسون مین مصروف نہ ہو۔ جنہون نے دنیا کو نہ سمجھا اس کے طالب ہیں آخرت کو نہ سمجھا اس کے طالب ہوئے۔ مخلوق کو نہ سمجھا اس کے پاس ٹھیر گئے۔ اے قوم۔ خدا سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کی طرف وحی بھیجی کہ میری دنیا کے عالم مین مواخذہ سے ڈرو۔ یعقوبؑ پہلے یوسف پر روتے تھے پھر ان کے نفس پر رونے لگے۔ فراست سے اُن کا تقی ہونا معلوم کر لیا تھا۔ عصمت کے خوف سے روتے تھے۔ کیونکہ اُن مین حسن و جمال تھا۔ تم اندھے بہرے گونگے ہو۔ تمہارے ظاہری کان موجود ہین مگر قلوب بہرے ہیں۔ مگر قلوب بہرے ہین۔ اے دوزخ کی لکڑیو۔ اے عوام۔ اے کمینو۔ تم سراپا ہوس ہو۔ تمام امور خدا کی طرف رجوع کرین گے۔ مین تمہارا چرواہا۔ ہانکنے والا اور نگہبان ہون۔ اگر توحید کی تلوار سے سب کو کاٹنے کے بعد ضرر و نفع کی بابت مین تمہارا وجود خیال مین لاتا۔ تو مین اس مقام پر ترقی نہ پاتا۔ مین نے اس مقام کو لازم کر لیا ہے۔ تمہاری تعریف و مذمت۔ اقبال و ادبار میرے نزدیک برابر ہے بہت سے لوگ مجھے بُرا کہتے ہین۔ مگر ان کی مذمت آخرت مین تعریف سے بدل جاتی ہے۔ یہ دونون باتین خدا کی طرف سے ہین۔ میری تمہین توجہ اور تم سے لینا اللہ کے لئے ہے۔ اگر ممکن ہوتا۔ تو مین ہر کسی کے ساتھ اس کی قبر مین جاتا۔ اور منکیرین کو اس کی طرف سے جواب دیتا۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت رکھتا ہے۔ تو اس کے قلب مین وجد اور اپنا شوق ڈال دیتا ہے۔ بایزید بسطامی رح اسلئے نو مرتبہ جلا وطن کئے گئے۔ کہ ان کی زبان سے عجیب کلام سننے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اہل محبت کے قلوب پر قرب کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور ان کو پانچ نمازون اور لقب انسانیت کے سوا۔ اور کسی

چیز مین مخلوق کے ساتھ جمع نہین کرتا انکی صورتین آدمیون کی سی ہین دل تقدیر کے ساتھ ہین اور اسرار خدا کے ساتھ۔ تیری طاعتین تیرے چہرہ اور کپڑے اور ظاہر تک ہین۔ حالانکہ ارتداد و کفر تیری خلوت او باطن مین موجود ہے۔ تیرا قلب نفاق و عجب اور مخلوق کی بد ظنی سے پُر ہے۔ اگر توبہ نہ کی تو تجھ کو تلوار ہی پاک کر سکتی ہے شرع نے ہم کو سکوت و اخفا کا حکم دیا ہے۔ ورنہ مین تیری گرفتاری کا اشارہ کرتا۔ اور آستینین پکڑ کے تجھے نکال دیتا۔ ہمارا کلام تمہارے ظاہر مین اور ہمارے قلوب تمہارے باطن مین اثر ڈالتے ہین۔ جو تجھ پر تہمت لگائے اور جھٹلائے۔ خدا اسے جھوٹا کر دے۔ اللہ تعالیٰ اس مین اور اس کے عیال و مال اور شہر مین تفرقہ ڈال دے۔ مین ہر نماز کے وقت یہ چاہتا ہون کہ لوگون کو نماز پڑھانے کے لئے کسی کو خلیفہ کر جاؤن مگر جب نماز کا وقت آتا ہے مین نمازی کی طرف واپس کر دیا جاتا ہون۔ اور یہی حال ہر مجلس کے وقت ہے۔ الٰہی جس کی ہم مین طاقت نہ وہ ہم پر نہ لاد۔ خوش ہونے والون کے ساتھ خوش نہ ہو۔ بلکہ غم کرنے والون کے ساتھ غم کیا کر ہنسنے والون کے ساتھ نہ ہنس۔ بلکہ رونے والون کے ساتھ رویا کر۔ عالی ہمتی کے ساتھ چلو۔ اور اس کے دروازہ اس کے قرب کی چوکھٹ پر اپنا حصّہ کھایا کرو۔ تیرے پاس عقل نہین حصول دنیا سے اعراض کر۔ اور اگر اہل و عیال تیرے متعلق ہون۔ تو ان کے لئے لے۔ نہ کہ اپنے لئے۔ پیغمبر علیہ السلام صدقات لیتے اور فقیرون مسکینون اور مجاہدین کو دیدیا کرتے تھے۔ پھر ازواج مطہرات کے پاس آکر فرمایا کرتے تھے کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اگر کچھ نہ ہوتا تو فرما دیتے۔ کہ مین نے اس وقت سے روزہ کی نیت کر لی ہے۔ آپ کے رُک جانے سے یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ آپ روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتے ہین۔ اسی طرح عارف کبھی کبھی گرمی مین سونے کے لئے کوٹھے پر چڑھتا ہے۔ اور ادھر ایک کھڑکی دیکھ کر اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے گھر مین سوتے وقت ہوا کا آنا مقصود ہے لیکن وہ کھڑکی کا دروازہ کھلا دیکھ کر یہ معلوم کرتا ہے کہ اس سے جنگل کی طرف بھاگ جانا مدنظر ہے۔ چنانچہ وہ نکل بھاگتا ہے۔ مخلوق مین نبوت کے آثار۔ اس کا فائدہ اور معنی باقی ہین۔ اور وہ اولیاء کے قلوب پر منقسم ہے۔ نبوت ایک عمدہ کھانا پینا تھا۔ اب اہل اللہ کا جھوٹا باقی رہ گیا ہے۔ اے حرام اور سود کھانے والو۔ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ مین قصہ گو نہین ہون بلکہ توحید و اخلاص کا مربی ہون۔ مین تمہاری بھیڑ کو کیا کرون۔ تم مین منفعت نہین ہے۔ تمہارے اعمال برے ہون یا بھلے۔ تمہارے منہ پکار پکار کر اپنا حال کہہ رہے ہین۔ سکوت ایسی بہتری ہے جس کا انتظار کیا جاتا ہے۔ کیا عجب یہ بات تیرے چہرے سے مٹ جائے تیری خلوت متغیر ہو۔ اور چہرہ کی سیاہی جاتی رہے۔ ایک آدمی حج کر کے آیا۔ مین نے کہا خدا کے آگے توبہ کر۔ جواب دیا مین تو حج مین تھا۔ مین نے کہا یہ تو مین جانتا ہون۔ لیکن زنا اور فسق و فجور تو وہان بھی ہے۔ اس نے توبہ نہ کی۔ آخر مر گیا۔ مین نے اس پر نماز پڑھی تو یہ معلوم ہوا کہ گویا تابوت سے نکل کر میرا دامن پکڑ لیا ہے۔ مین نے کہا کہ مین تجکو اسی سے ڈراتا تھا۔ تمہارے دعوؤن مین کس قدر جھوٹ اور مکر ہے۔ تیرے لئے شیخ بہی تو اس کے لئے ہو جائیگا جسے اس کے حوالے کرتا کہ وہ تجکو آزادی کا پروانہ دیدے اور تیری سیاہی مٹا ڈالے۔ اور تو طاعت و خیر سے تھک نہ جائے۔ تو اس پروانہ کو موت اور فراق کے وقت پڑھ لیگا۔ مین اس دن تمہاری شفاعت کی امید کیون تو یہ شرک ہے۔ مین نے توحید کو لڑکپن سے پالا۔ آج اسے ضائع کر دون۔ کھلے دروازے کو تمہارے سبب بند کر دون مین ایسی دوستی تم سے نہین رکھتا اور نہ اس مین کوئی خوبی ہے۔ اس وقت ایک شخص چیخ اٹھا اور اللہ کہا۔ فرمایا تجھ سے

اس کا حساب بہت جلد لیا جائیگا۔ کہ یہ لفظ ریا سے کہا ہے یا نفاق سے۔ اخلاص سے یا شرک سے۔ یہ دن تھوڑا لیکر آیا ہی جس کا جی چاہے۔ بیٹھے اور جو چاہے چلا جائے (پھر آپ چیخے اور بہت لوگ چیختے چلاتے توبہ کرتے آپ کی طرف گئے اتفاقاً ایک چڑیا آپ کے سر پہ آ بیٹھی۔ آپ دیر تک سر جھکائے رہے۔ اور چڑیا اسی طرح سر پر بیٹھی رہی۔ آدمی چوکی پر چڑھ آئے چار طرف سے چیخنے چلانے لگے۔ آپ اسی حال میں رہے یہاں تک کہ بعض اصحاب نے ہاتھ بڑھایا چڑیا اڑ گئی۔ پھر آپ نے دعا کی۔ لوگ چیختے چلاتے دعا اور توبہ میں مشغول رہے۔ آپ چوکی سے اترے اور اسی حالت میں جامع مسجد رصافہ کی طرف تشریف لیگئے اور بہت سے لوگ روتے چلاتے وجد کرتے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر آپ کے ساتھ ہو لیئے) پھر آپ نے فرمایا یہ آخری زمانہ ہے۔ الٰہی ہم اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔ اپنی آبرو نگاہ رکھ۔ ضروری سامان جمع کرنے کے لئے کمائی کر۔ یہ اللہ تعالیٰ سے لینے کا دروازہ ہے۔ اسکے باعث مخلوق سے مستغنی ہوجا۔ مسبّب سبب کو اور باطن ظاہر کو خطاب کر رہا ہے۔ یہ تو بتا کہ تکلیف سے فراغت حاصل ہے یا ہمیشہ نئی بات کے متعلق جدید تکلیف ہوا کرتی ہے۔ ظاہر اپنے باطن سے یہ کہا کرتا ہے کہ ہمارے ساتھ چل۔ تاکہ ہم مسبّب و معیّن اور اصل کے پاس جائیں۔ قضا و قدر کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ علم کے دروازہ اور فضل کے سرے پہ کھڑے ہوں۔ بھری نہر پہ چلیں اور اسکی اصل تک جا پہنچیں۔ پھر جب وہ دونوں اصل تک پہنچتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہر فضل کے پہاڑ سے نکلتی ہے۔ دونوں وہاں بیٹھتے اور خیمہ لگا دیتے ہیں۔ اس وقت کفایت و عنایت اور ہدایت و معرفت حاصل ہوتی ہے۔ علم آتا ہے ہمارے لئے مختلف دروازے ہیں جن سے ہم داخل ہوجاتے ہیں۔ تو ادب حاصل کر۔ ابراہیم خواص کا قول ہے میں ایک جنگل میں عرصہ تک رہا۔ مگر وہاں کسیکو نہ پایا۔ آخر ایک ایسی جگہ جا نکلا کہ جس سے اور زیادہ وحشت ہوئی دیکھتا کیا ہوں کہ وہاں ایک جوان کھڑا ہے میں نے تعجب کے بعد پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ جواب دیا اللہ کی طرف سے۔ میں نے کہا۔ کہاں جاؤ گے۔ فرمایا اللہ کی طرف۔ میری زبان سے یہ نکل گیا۔ کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی جان قربان کردو۔ اس نے ایک چیخ ماری اور زمین پہ گر پڑا۔ میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو جان نکل چکی تھی میں اس خیال سے کہ ان کو دفن کردوں گا پرے جاکر ریتا جمع کرنے لگا۔ جب واپس آیا تو لاش ندارد تھی۔ اسوقت ہاتف نے آواز دی۔ اے ابراہیم اسکو ملک الموت نے ڈھونڈا۔ جنت و دوزخ نے تلاش کیا مگر کہیں نہ پایا میں نے کہا اچھا پھر کہاں گیا۔ جواب ملا جنتوں اور نہروں میں اچھے مقام پر قدرت والے بادشاہ کے پاس ہے۔ اے الہوس غافل نہ ہو۔ گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ۔ ان مشائخ کے دروازوں سے داخل ہوا کرو جو طاعت الٰہی میں فنا ہوگئے ہیں سربسر معنی اور منزل قرب کے جلیس اور بادشاہ کے مہمان بن گئے ہیں صبح شام ان کے پاس طبق آتے ہیں اور طرح طرح کے خلعت ملتے ہیں۔ خدا کی مخلوق۔ زمین و آسمان اس کی معرفت اور اسرار اس کا طواف کرتے ہیں تو اس دیوار کے پیچھے ہے جس کا عرض تین میل کا ہے اور ہاتھ میں سوئی لیکر اسے توڑنا چاہتا ہے کس طرح توڑ سکیگا۔ اہل اللہ جب دیوار کے پاس پہنچتے ہیں تو ان کے ہزار دروازے کھلجاتے ہیں۔ اور ہر دروازہ اپنی طرف بلاتا ہے۔ نعمت لیکر مولا کی طرف چل۔ کہیں وہ نعمت تجھ کو قید نہ کرے۔ اسے اور قید کرنیوالے کو چھوڑ دے نعمت کو دیکھ کہ فی الواقع نعمت ہے یا نقمت یا رحمت یا اسکے ظاہر پر فریفتہ نہ ہو منعم کو نہ بھول۔ دنیا میں نہ دیکھ۔ منعم سے آنکھیں نہ پھیر۔ دنیا کے ہاتھ سے نکا۔ شائد اس میں زہر ہو۔ جب کھانا آگے آئے تو اپنے وزیر یعنی قرآن و کتاب کی طرف دیکھ۔ اسکا مشورہ لے

اگر وہ حکم دیدیں تو جلدی نہ کر ذرا ٹھہر خوش ہو بلکہ اپنے نفس سے فتویٰ لے خواہ مفتی کیسا ہی فتویٰ دیا کریں۔ اگر تو نفس پہ مجاہدہ اور اس کی مخالفت کریگا۔ تو وہ قلب کے ساتھ پگھل کر ایک چیز ہو جائیگا۔ اسوقت یہ خطاب ہوگا۔ کہ اے نفس مطمئنہ اپنے خدا کیطرف آجا۔ نفس کو دل کی اور دل کو سر کی اور سر کو خدا کی خبر مل جائیگی۔ پرہیزگاری اور تقویٰ کا حق ادا کر۔ بھیڑیے پروائی سے کھایا کر۔ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ الٰہی ہم تیری قرب کا ارادہ کرنیوالے۔ تیری طالب محب اور تیرے مرید ہیں ہم سے ہمارے اہل عیال اور گھر بار چھوٹ گئے ہیں۔ ہمیں رسوا نہ کر۔ غیر اللہ میں مشغول ہونا کھیل نفس کے ساتھ شغل رکھنا گناہ مخلوق میں مصروف رہنا اسکے دروازہ سے الگ ہوجانا ہے۔ اولیا وہ ہیں کہ فرشتے ہاتھ باندھ کر انہیں سجدہ کرتے ہیں۔ بعض اولیاء اللہ فرشتوں کو اس حالت میں دیکھتے ہیں۔ ایک بزرگ ملک شام کی مسجد میں بھوکے بیٹھے دل میں سوچ رہے تھے کہ کاش مجھے اسم اعظم معلوم ہوتا۔ اس وقت دو شخص نازل ہوئے اور اس کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کیا تم اسم اعظم سیکھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ پہلے نے جواب دیا۔ اللہ اللہ کہا کر اس بزرگ نے دل میں کہا کہ میں آج سے اللہ اللہ کہا کروں گا۔ دوسرا بول اٹھا کہ لفظ زبان سے اللہ کہنا ہمارا مقصود نہیں ہے بلکہ اس طرح اللہ اللہ کہو کہ دل میں اس کے سوا اور کچھ نہ ہو وہ بزرگ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ دونوں میرے سامنے آسمان پر چڑھ گئے اپنے ظاہر کو مخلوق کے اور قلب کو آخرت کے لئے کرلے۔ اور اگر قدرت ہو تو دنیا آخرت سے الگ ہوکر سر کو مطیع الٰہی بنادے۔ ورنہ سلامت نہ رہیگا۔ جنگلوں میدانوں میں نکلجا۔ خلوتوں اور صحراؤں میں ایمان حاصل کر پھر مخلوق کی طرف آ۔ اور ان کی جانب سے پہلے خلوت کا رفیق طلب کرلے۔ (پھر قدرے کلام کے بعد فرمایا۔ اہل اللہ بلا قصد لینے اور کام کر دیتے ہیں۔ وہ معنی کے ساتھ قائم ہیں۔ تجھ سے لیکر تجھی پر صدقہ کردیتے ہیں۔ مرید اللہ تعالیٰ سے لیا کرتا ہے اور عارف مخلوق سے کیونکہ عارف قاصد اور بادشاہ کا نائب ہوتا ہے مخلوق سے غیر کیلئے لیتا ہے۔ اس کا تعلق بادشاہ کے ساتھ دروازوں اور پردوں سے بڑی ہے۔ اس کی خواہشیں اور تمام مخلوق اسکے قدموں کی نیچے ہوتی ہیں۔ عصائے موسیٰ تمام اشیاء کو نگل کر متغیر نہیں ہوتا تھا۔ اگر میرا ہاتھ پہ بیعت نہ ہوگا۔ تو تجھے کبھی فلاح نہ ہوگی۔ میں تجھکو تیری طلب کے لئے تعلیم نہیں دیتا کرتا۔ اور نہ اپنا عصا تجھ سے جدا کرتا ہوں کیونکہ مجھے تیری سطوت و حکومت کا ذرا خوف نہیں۔ جو شغل تجھ کو میری پاس آنے سے روک رہا ہے وہ تیری حق میں برا ہے۔ تیری برائی تیرے اہل و عیال کو لاحق ہوگی اور وہ عنقریب بھیک مانگنے لگینگے۔ صالح آدمی کنبے سمیت خدا کی طرف رجوع کرتا اور سب کو اسی کے حوالے کر دیتا ہے اور فاجر انہیں درم و دینار اور ترکے اور زمین۔ اور اپنے پیشے سپرد کرتا ہے۔ اسی لئے ان کا انجام فقیری ہے۔ تو جاہل ہے خدا کا مبغوض اس کی رحمت سے دور اور ملعون ہے دنیا کی محبت یہودیوں کے بچھڑے کی طرح تیرے دل میں اتاری گئی ہے۔ الٰہی جو اعانت دین کے لئے دنیا کا طالب ہو اسے روزی دے اور جو تیری آخرت کا طالب ہو اسے رزق پہنچا۔ اور جو آخرت کو ریاکاری سے طلب کرے یا دنیا کو دنیا کے لئے چاہے۔ اسے روزی تو دے کیونکہ یہ دونوں تجھ سے باعث حجاب ہیں۔ کاش تم میں ایک شخص فلاح حاصل کرتا۔ تاکہ کل ہم اس کا دامن پکڑ لیتے۔ جب کوئی نیک آدمی میرے پاس آتا ہے تو میں کہدیتا ہوں کہ اگر تمہارے پاس کل صبح کا کھانا ہو تو ہمیں اپنے ساتھ بٹھا لینا۔ ہماری دعوت کردینا۔ اور اگر ہمارے پاس کچھ ہوا تو ہم تمہارا حصہ پہنچا دینگے۔ میرے بے غرض کلام کو لیلو۔ فلاح پاؤ گے اگر یہ صحیح ہے تو مجھے تمہیں دونوں کو نجات ملی۔ اور اگر خلاف ہے تو تم کو نجات حاصل ہوگی اور میں خسارہ اٹھاؤں گا۔ مخلوق تین قسم کی ہے۔

فرشتے۔ شیطان۔ اور انسان۔ فرشتے خیر محض ہیں۔ اور شیطان شر محض۔ انسان ملا جلا ہے خیر بھی ہے۔ شر بھی۔ جب خیر غالب ہوتی ہے۔ تو فرشتوں سے جا ملتا ہے۔ اور شر کا غلبہ ہوتا ہے۔ تو شیطان سے۔ اے قوم۔ اسلام رو رہا ہے۔ اور فجار و فساق و اہل بدعت و ضلال اور ظالموں۔ مکر کے کپڑے پہننے والوں جھوٹے مدعیوں کے ظلم سے سر پر ہاتھ رکھ کر فریاد کر رہا منتقد ہیں اور اپنے معاصرین کو دیکھ کہ امر و نہی کرتے اور کھاتے پیتے رہتے ہیں۔ مگر تیری طرح نہیں ہیں۔ تیرا دل کس قدر سخت ہے۔ کتا شکار کرنے اور کھیتی مویشی کی نگہبانی میں مالک کا خیرخواہ ہوتا ہے اسے دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے۔ مالک شام کے وقت اسے بہت تھوڑا سا کھانا دیتا ہے۔ اور تو دن رات پیٹ بھر کر اس کی نعمتیں کھاتا ہے اور اس کا حق ادا نہیں کرتا اس کا حکم رد کرتا ہے اس کی حدوں کو نگاہ نہیں رکھتا اے لڑکے فقر و صبر و سلامتی کی برابر کسی کو نہ سمجھ۔ فقر میں خدا کے قرب سے غنی ہیں۔ کیونکہ غنی سرکشی کرتا اور خدا کو بھلا دیتا ہے۔ وہ دنیوی زندگی و خواہش اور نفس و طبیعت کو خدا کے حکم پر ترجیح دیتا ہے۔ روزہ پر افطار کو۔ حلال پر حرام کو۔ بیداری پر غفلت کو اور توبہ پر معصیت کو اختیار کر لیتا ہے افسوس تیری شرمگاہ کھلی ہوئی ہے۔ کچھ تو شرم کر۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کسی شخص کا حال سن لینا اس کے پاس آنے سے اور اس کے پاس آنا اس کی حالت کی خبر بے جانے سے بہتر ہے۔ کیونکہ جب تو اس کا حال معلوم کر لیگا۔ تو اسے اور اس کے عمل کو برا سمجھیگا۔ تو اس زمانہ میں اکثر لوگوں کو اس حالت میں پائیگا۔ کہ وہ تجھ کو لعنت کرتے ہوں گے ننگے ہو تو ظاہری ہیں باطنی نہیں اجاڑ مکان قفل لگا ہوا ہے وہ گھن کھائی اور پرانی لکڑیوں کی مانند ہیں۔ جو جلانے کے سوا اور کسی لائق نہیں مومن دنیا اور آخرت میں بادشاہ ہے۔ وہ خدا کی طاعت بجا لاتا اور گناہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ خلوت و جلوت میں خدا کو پا لیتا ہے اس نے ناراض ہو کر دنیا کو طلاق دیدی ہے۔ اور دنیا اس کے پیچھے پیچھے قسمیں دلاتی چلی آتی ہے کہ اپنا حصہ کھانا پینا لیتا جا۔ وہ جواب دیا کرتا ہے کہ تا وقتیکہ آخرت کے دروازہ پر نہ پہنچ جاؤں گا کچھ نہ کھاؤں گا۔ کیا خبر اسمیں زہر ہو۔ تو جب تک آخرت کی حکومت میں نہ پہنچ لے میرا حصہ تیرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آخرت جب تلاشی لے گی۔ اور تیرے کھانے کو الٹ پلٹ کر چکھ لیگی۔ سونگھ چکے گی۔ اس وقت کھاؤں گا۔ اس حالت میں آخرت تجھکو اس حالت میں لیجائیگی کھانا پینا کھلائے پلائے گی۔ پھر دنیا تجھ میں اور اس میں دروازہ بند کر دیگی۔ پھر تجھ کو غیرت الٰہی کا ہاتھ پکڑ لے گا۔ اور یہ کہیگا۔ کہ غیر کی طرف قرار پکڑنے کے کیا معنے؟ آخرت تو مخلوق و حادث ہے۔ تو اس سے پہلے ہمارے پاس کیوں نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ جب تجھکو تعلیم دیگا۔ پہنائیگا۔ تجھ سے انس کریگا۔ تجھ کو تریاق کھلائے گا۔ اور توفیق و القاء و حفاظت کی زرہ عنایت کریگا۔ تو تو اس کا مصاحب بنکر دنیا کی طرف آئیگا اور تیرے لئے ایک جگہ بنا دیگا۔ جہاں سے تو اہل دنیا و آخرت سے خطاب کیا کریگا۔ تو دنیا ایک کیا کریگا۔ کیا وہ تجھ سے گھڑی بھر کے لئے بخار کو دفع کر سکتی ہے۔ موت اگر خود تجھ کو دنیا سے الگ کر دیگی۔ اور یہ واقعہ بسا اوقات ایک ساعت کے بعد ہو جاتا ہے۔ مردان خدا کا دامن تھام لے۔ ان کے پاس بہت سے دیوانے دریائے دنیا کے غریق ہوتے ہیں۔ وہ مریضوں کا علاج کرتے۔ ڈوبے ہوؤں کو بچاتے اور اہل عذاب پر رحم کرتے ہیں۔ اگر تو پہچان لے تو ایسے کے پاس رہ پڑ۔ اور اگر نہ پہچانے تو اپنے نفس پر رویا کر۔ قضاء پر رضامند رہنے والوں کے آگے تقدیر تبسم کیا کرتی ہے۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کے بادشاہ تک پہنچاتی ہے

ان کے لئے دروازہ کھلواتی اور انکو شاہی مقرب بنا دیتی ہے۔ اس وقت وہ خدا کی جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ یہ بوالہوسی نہیں ہے۔ بلکہ اصل کا پھل ہے تقدیر سے موافقت رکھو۔ اس سے جھگڑا نہ کرو۔ نرمی اور موافقت کو لازم کر لو۔ یحییٰ بن معاذ کا قول ہے کہ ان صدیقوں کا کلام جو پیغمبروں کے قائم مقام اور اسرار کے متعلق ان کے نعم البدل ہیں۔ وحی الٰہی کے قائم مقام ہے۔ ان کا کلام خدا کی طرف سے اسی کی مدد سے اور اسی کے عشق و محبت کے متعلق ہوا کرتا ہے کسی منبر پر بیٹھ کر موتی سے خطاب کر۔ کہ تمہیں کیا ملا۔ تمہارا انجام کیا ہوا۔ اہل و اولاد۔ بیویاں اور مال۔ جوانی اور قوت۔ امر و نہی۔ لینا دینا۔ دوستی اور عمر آشنیں کیا ہوئیں۔ وہ تجھے جواب دیں گے کہ ہم جو کچھ پیچھے چھوڑ آئے ہیں اس پر نادم ہیں اور جو آگے روانہ کر دیا تھا۔ اس سے خوش ہیں۔ جب تو رفیقوں اور عورتوں مردوں سے الگ ہو کر قبروں پر جایا کرے۔ تو ضرور اس پر عمل کیا کر۔ عاقل بنو تم عنقریب مرنیوالے ہو۔ ایک دن آپ کی مجلس میں جنازہ لایا گیا (حضور نے فرمایا) اس میت پر نگاہ ڈالو۔ جب موت قریب آئی تو اس نے اسے بیہوش کر دیا۔ اس کی عقل اور ہوش و حواس سب جاتے رہے اپنے اقارب میں سے کسیکو نہ پہچان سکا۔ یہی حال معرفت الٰہی کا ہے۔ معرفت جب قلب پر وارد ہوتی ہے۔ تو بیہوش کر دیتی ہے۔ ہوش و حواس کھو دیتی ہے۔ اس وقت بندہ خدا کے سوا کسیکو نہیں پہچانتا ÷ تمام شد

حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعض حالات

حضرت شیخ عارف ربانی جناب سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کتاب ہذا کی وفات کے وقت آپکے صاحبزادہ سید عبد الوہاب نے حضور سے کچھ وصیت چاہی۔ فرمایا خدا کے خوف و طاعت کو لازم کر لو۔ اور اس کے سوا کسی سے امید و بیم نہ رکھو تمام حاجتیں خدا کے سپرد کرو۔ اور اسی سے مانگو۔ اسی کے سوا کسی پر بھروسا نہ کرو۔ صرف حق سبحانہ تعالیٰ پر اعتماد کرو۔ توحید۔ توحید۔ توحید۔ سب کا خلاصہ توحید ہے۔ مرض خوف میں فرمایا قلب جب اللہ تعالیٰ سے تعلق کر لیتا ہے۔ تو کوئی شے اس سے خالی اور کوئی چیز اس سے باہر نہیں ہوتی۔ میں سراپا مغز ہوں۔ جس میں چھلکا نہیں ہے۔ پھر اپنی اولاد سے فرمایا۔ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ میں بظاہر تمہارے ساتھ ہوں۔ اور باطن میں کسی اور کے ہمراہ ہوں۔ مجھ میں تم میں اور تمام مخلوق میں زمین و آسمان کا فاصلہ ہے مجھ کو کسی پر اور کسی کو مجھ پر قیاس نہ کرو۔ پھر فرمایا تمہارے پاس تمہارے سوا اور لوگ یعنی فرشتے ہیں۔ ان کو جگہ اور ان کے ساتھ ادب سے رہو۔ اس جگہ بڑی رحمت ہے۔ ان پر جگہ تنگ نہ کرو۔ مجھ کو آپکے ایک صاحبزادے نے خبر دی ہے کہ آپ وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ و غفر اللہ لی ولکم و تاب علی و علیکم فرماتے تھے۔ اور یہ کہتے تھے۔ کہ بسم اللہ۔ تم رخصت کئے گئے نہیں ہو۔ اس قول کو آپ ایک دن رات تک فرماتے رہے۔ پھر یہ کہا کہ میں کسی چیز کی پروا نہیں رکھتا نہ فرشتے کی نہ ملک الموت کی۔ اے ملک الموت الگ ہو۔ ہمارے لئے وہ ہے جو ہمیں تیرے سوا دوست رکھتا ہے۔ اس وقت زور سے چلائے۔ یہ اس دن کا ذکر ہے جس کی شام کو وفات پائی۔ آپ کے ایک صاحبزادے نے اسوقت کی حالت پوچھی۔ جواب دیا کہ اس وقت مجھ سے کوئی شخص کسی کا سوال نہ کرے میں وہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں پلٹیاں کھا رہا ہوں۔ آپ نے اپنے صاحبزادے سید عبد الجبار سے کہا تم سوتے



ہو یا بیدار ہو۔ مجھ مین فنا ہو جاؤ۔ بیدار ہو جاؤ گے۔ مین آپ کے پاس ایسی حالت مین گیا۔ کہ آپ کی اولاد کی ایک جماعت موجود تھی اور آپ کے صاحبزادہ سید عبد العزیزؒ آپ کے ملفوظات لکھتے جاتے تھے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ کاغذ عفیف کو بیدھ مین نکے لیا۔ اور یہ لکھا۔ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا یعنی عنقریب اللہ تعالیٰ مشکل کے بعد آسانی کریگا۔ اخبار صفات کو جس طرح آپکے ہین حاکم بناؤ۔ حکم متغیر ہوتا ہے علم نہین بدلتا۔ حکم منسوخ ہوتا ہے علم منسوخ نہین ہوتا اور نہ کم ہوتا ہے اللہ کا علم اس کے حکم کے ساتھ ہے۔ آپ کے دو صاحبزادون سید عبد الرزاق اور سید موسیٰ نے مجھ کو خبر دی کہ آپ دونون ہاتھ دراز فرماکر یہ کہتے تھے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آؤ اور اس صف مین داخل ہو جاؤ۔ مین تمہارے پاس آتا ہون۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ نرمی اور مہربانی کرو۔ پھر آپ کے پاس حق کے ساتھ موت کی بیہوشی آگئی

اسوقت آپ یہ فرماتے تھے کہ مین اُس خدا کی مدد چاہتا ہون جو زندہ اور قائم رہنے والا ہے۔ کبھی نہ مریگا۔ اور نہ اُسے فوت ہونے کا خوف ہے سبحان من تعزز بالقدرۃ وقہر عبادہ بالموت (یعنی وہ پاکذات ہے جو اپنی قدرت کے باعث غالب اور موت کے سبب اپنے بندون پر قاہر ہے) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ مجھ کو آپ کے صاحبزادے سید موسیٰ نے خبر دی کہ لفظ تعزز آپ کی زبان سے اچھی طرح ادا نہ ہوا۔ بار بار اسے کہتے رہے۔ یہانتک کہ ادا کر دیا۔ آواز بڑھائی اور تشدید اچھے طور پر نکالا۔ اور یہ لفظ آپ کی زبان سے درست ہو کر نکلا پھر فرمایا اللہ اللہ اللہ اس کے بعد آپ کی آواز پست ہو گئی زبان تالو کو لگ گئی۔ اور انتقال فرمایا۔ خدا اُن سے رضامند ہو اور ان کو اپنے سے رضامند رکھے پھر ہمین اور انہین قدرت والے پادشاہ کے پاس اچھے ٹھکانے مین جمع کر دے۔ والحمد للہ رب العلمین وصلوات اللہ علی سید الانبیاء ومقدم الشفعاء محمد خیر البریۃ۔ صلی اللہ علیہ وعلی

آلہ واصحابہ اجمعین